کتاب میں حق اور ناحق کی پڑتال کر دی گئی ہے

جس کا جی چاہے وہ راہ اختیار کرے اللہ تعالیٰ کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ ہاں!
وقت آنے پر سوال ہو گا

الرسائل
فی
تحقیق المسائل
کتاب میں حق و ناحق کی پرتال کردی گئی ہے

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

لوگوں کو اپنے مالک کی راہ کی طرف بلا سمجھا کر اور اچھی نصیحت سے ...... اور ان سے بحث کر تو اس طور سے جو پسندیدہ ہو

(پ ۱۴، النحل، آیت: ۱۲۵)

الرسائل فی تحقیق المسائل

کتاب میں حق اور ناحق کی تحقیق کر دی گئی ہے!

جس کا جو دل چاہے وہ راہ اختیار کرے اللہ تعالیٰ کسی کو مجبور نہیں کرتا ہاں وقت آنے پر سوال ضرور ہوگا

جمع و ترتیب عبد الرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

نام کتاب ــــــــ رسائل فی تحقیق المسائل
جمع و ترتیب ــــــــ عبدالرشید انصاری

طابع ــــــــ عبدالرشید انصاری
ہدیہ ــــــــ
کتابت ــــــــ محمد نواز عابد کیلانی حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ
کل صفحات ــــــــ ۵۵۲

طبع اوّل :- ایک ہزار ــــــــ سنہ ۱۹۸۴ء
طبع دوم :- ایک ہزار ــــــــ سنہ ۱۹۸۵ء (ترمیم و اصلاح)
طبع سوم :- ایک ہزار ــــــــ سنہ ۱۹۸۶ء (ترمیم و اصلاح)
طبع چہارم :- تین سو ــــــــ سنہ ۱۹۹۰ء (ترمیم و اصلاح)
طبع پنجم : پانچ سو ــــــــ سنہ ۱۹۹۲ء (ترمیم و اضافہ)
طبع ششم : پانچ سو ــــــــ سنہ ۱۹۹۴ء (ترمیم و اضافہ)
طبع ہفتم : ایک ہزار ــــــــ سنہ ۱۹۹۸ء (ترمیم و اضافہ)
طبع ہشتم : ایک ہزار ــــــــ سنہ ۲۰۰۰ء (اضافہ تبصرہ)
طبع نہم : ایک ہزار ــــــــ سنہ ۲۰۰۵ء (اضافہ تبصرہ)

زاہد بشیر پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری شریف)

ترجمہ:- جو شخص میرے ذمہ ایسی بات لگائے جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنی جگہ آگ میں بنا لے۔

جو مخالفین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں ان کے جوابات احسن طریقے سے تحریر کئے گئے ہیں،

حصہ ششم الایضاح بجواب نور الصباح

- بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی
- ابن ماجہ۔ ان کے علاوہ مزید ۶ کتب
- سے مسئلہ رفع الیدین ثابت کیا ہے

جمع و ترتیب: عبدالرشید انصاری، جی ٹی روڈ سرفراز کالونی گوجرانوالہ

فہرست مضامین حصہ اوّل

اسلامی تعلیمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جھنگ شہر' ۱۹ دسمبر ۱۹۸۷ء

مکرم انصاری صاحب! السلام علیکم!

آج ہی آپ کا خط ملا۔ فوراً" جواب دے رہا ہوں۔ آپ کی ارسال کردہ کتابیں "نجات المسلمین" اور "الرسائل فی تحقیق المسائل" مل گئی ہیں۔ کتابیں ابھی مکمل طور پر نہیں پڑھیں۔ جستہ جستہ مقامات سے دیکھی ہیں۔ بے حد پسند آئی ہیں۔ دیوبندی حضرات کو اب تقلید کا پٹہ اتار دینا چاہیے۔ خاص طور پر فاضل مولوی ابو معاویہ صفدر جالندھری صاحب کو تو مولوی شپ کی سیٹ سے اب استعفیٰ دے دینا چاہیے۔ اس کتاب کی موجودگی میں اب رفع یدین کے متعلق کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ مسلک اہل حدیث کا ایک قابل قدر سرمایہ ہے۔ آج تک رفع یدین کے متعلق اتنی زبردست کتاب نہیں لکھی گئی۔

میرا ایک چھوٹا سا مشورہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ کتاب آپ کو دیوبندیوں کے جید علماء کی طرف بھیجنی چاہیے تا کہ وہ بھی ٹھنڈے دل سے اس مسئلے کے بارے میں سوچیں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام: شیخ ابوبکر ظہیر الدین

مکان ۱۶۔ گلی ۱۶۔ محلہ انصاریاں۔ جھنگ شہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (پ ۳ آیت ۱۹ من آل عمران)

جو دین خدا کو پسند ہے وہ اسلام ہے

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِہَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ہم ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اپنی پوری زندگی تک جہاد پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے

(بخاری ص ۵۸۸ ج ۲)

حصہ اول
اسلامی تعلیمات

جمع و ترتیب: عبدالرشید انصاری۔ جی ٹی روڈ، سرفراز کالونی گوجرانوالہ

تبصرہ ۱

از جناب حشمت اللہ صاحب
سیکرٹری نشر و اشاعت جماعت اہل حدیث کراچی

گرامی قدر! آپ کی گراں قدر کتاب "الرسائل فی تحقیق المسائل" پڑھی جو کہ بلاشبہ جماعت اہل حدیث کے لیے ایک مایہ ناز کتاب ہے آپ نے رفع یدین کے مسئلہ پر جو تحقیقی مواد فراہم کیا ہے وہ راہِ حق کے متلاشیوں کے لیے نورِ ہدایت کا کام دے گا۔ ان شاء اللہ!

ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ دور میں علمی اور ٹھوس نوعیت کے دینی مسائل کو عوام الناس میں زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے تاکہ عوام کو صحیح دین سے آگاہی ہو سکے۔ یہ ہماری جماعتوں اور علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ مسلک حق کی اشاعت کے لیے ایسی کتب کے مصنفین کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کریں۔ بہرحال میں آپ کو اس تحقیقی کتاب کی اشاعت پر مبارک باد دیتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کو قبول فرمائے اور مسلک کے لیے مزید خدمت کی توفیق دے۔

والسلام

آپ کا دینی بھائی حشمت اللہ۔ کراچی

۲۵ مارچ سنہ ۱۹۸۵ء

۵۰۷/۴ لیاقت آباد۔ کراچی ۱۹

اہل علم سے اپیل

اس کتاب کا ساتواں ایڈیشن حاضر خدمت ہے۔ اگر کتاب کے کسی حصہ میں کوئی غلطی یا علمی خامی نظر آئے تو ہمیں اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

شکریہ!

ناشر

۲۸ ستمبر ۱۹۸۳ء

تبصرہ ۲ — تبصرہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور

تبصرہ نگار — حکیم عبدالرحمٰن آزاد

نام کتاب — الرسائل فی تحقیق المسائل

جمع و ترتیب — عبدالرشید انصاری، گوجرانوالہ

صفحات ۲۹۲ ۔ کتابت معیاری، بہترین کاغذ عمدہ جلد

قیمت ۔۔۔ روپے

یوں تو یہ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہے ۱ اسلامی تعلیمات ۲ حقوق مومن ۳ مقام سنت ۴ مسئلہ رفع الیدین ۵ عدم رفع الیدین کے ۳۸ دلائل کا جواب۔

رفع الیدین پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ مناظرے ہوئے جس سے یہ ابہام باقی نہ رہا کہ اثبات رفع الیدین پر صحیح احادیث کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے اور عدم رفع الیدین پر ایک صحیح حدیث بھی موجود نہیں یہ کتاب دیگر کتب و رسائل رفع الیدین سے بالکل مختلف ہے کہ اس کی اشاعت سے قبل مصنف ایک ہزار روپے کا عدالتی سرٹیفکیٹ اس سلسلہ میں حاصل کر چکا ہے ابو معاویہ صفدر جالندھری نے ایک کتاب عدم رفع الیدین پر لکھتے وقت جو ۳۸ دلائل پیش کیے انہیں بار بار یہ اعلان کر دیا کہ جو بھی ان دلائل کو غلط ثابت کرے گا اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا اس چیلنج کو مصنف نے منظور کر لیا۔ صفدر صاحب کا مقصد تو عوام پر یہ اثر ڈالنا تھا کہ لوگ میرے اس چیلنج سے متاثر ہوں گے اگر وہ یہ خیال کرتے کہ میرے دلائل تو مکڑی کا جالا ہیں جو پھونکوں سے اڑ جائیں گے لہٰذا میں ہزار روپے کا چیلنج نہ کروں وہ چیلنج کر بیٹھے مصنف نے عدالت میں درخواست دے دی کہ میں ان دلائل کو غلط ثابت کرتا ہوں صفدر صاحب عدالت میں اپنے دلائل پیش کریں سول کورٹ نے اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے درخواست کو خارج کر دیا مصنف نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے ہاں یہ مسئلہ پیش کر دیا ڈسٹرکٹ جج قاضی مسعود الرحمٰن نے بھی سماعت شروع کرتے وقت مصنف کو سمجھایا کہ ایسے مسائل میں الجھنے سے کیا فائدہ اور عبدالرشید صاحب نے کہا اگر وہ ہزار روپے کا چیلنج نہ کرتے تو میں خاموش رہتا لیکن اب میں خدا کے ہاں جواب دہ ہوں کہ ایک شخص ایک غلط مسئلہ پر ہزار روپیہ انعام کا چیلنج کرتا ہے اور تو نے صحیح صورتحال سے قوم کو آگاہ کیوں نہیں کیا۔ یہ کیس شروع ہو گیا جج نے پورے دلائل سنے صفدر صاحب کو نوٹس بھیجے لیکن وہ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ میرے دلائل ثقہ نہیں ہیں وہ عدالت میں حاضر نہ ہوئے۔ جج نے صفدر کے خلاف ایک ہزار روپیہ کی ڈگری دے دی یہ ایک عدالتی دستاویز ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ مصنف فیصلہ کی کاپی کتاب کے اول میں ہی شامل کر دیتا۔

تاہم مصنف کی کوشش قابل صد تحسین ہے مزید برآں وہ اس کتاب کی اشاعت کے لیے مثالی ایثار کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا رہائشی مکان پچاس ہزار روپے میں فروخت کر کے یہ رقم اس مہم میں خرچ کر چکے ہیں

اس کتاب کو خریدنا چاہیے اس لیے ضروری ہے کہ وہ کل دلائل جو عدم رفع الیدین پر مخالف نے جمع کیے ان کا بڑا معقول اور صحیح جواب موجود ہے جس سے قاضی مسعود الرحمٰن ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اس کتاب کو خرید کر مصنف کی حوصلہ افزائی بھی ہر اہل حدیث کے لیے لازمی ہے۔

تبصرہ ۳

تبصرہ ماہنامہ ترجمان الحدیث

صفر المظفر ۱۴۰۵ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۴ء

تبصرہ نگار

قاضی محمد اسلم صاحب سیفؔ فیروز پوری

الرسائل فی تحقیق المسائل

مرتبہ :۔ مولانا عبدالرشید انصاری

قیمت :۔ روپے

ملنے کا پتہ :۔ عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ ۔ گوجرانوالہ

اللہ پاک نے ہر دور میں اپنے دین حنیف کی خدمت کے لیے مردانِ کار اور رجالِ عظیم پیدا فرمائے ہیں جو زمانے کی غلط ہواؤں کے علی الرغم ہر چہ بادا باد کہتے ہوئے دین کا پرچم سربلند کرتے رہے ۔ بدعات کی آندھیوں ، سیئات منکرات کے طوفانوں اور کفر و شرک کی ضلالتوں میں انہوں نے ہمیشہ اسلام کی شمع کو فروزاں رکھا اور دین کی قندیلوں کو بجھنے نہیں دیا ۔ لوگ کیا کہتے ہیں ؟ زمانہ کس ڈگر پر چل رہا ہے اور معاشرہ کون سا ڈھب اختیار کر رہا ہے کی پرواہ کیے بغیر انہیں ایک ہی دھن اور ایک ہی فکر ہمیشہ دامن گیر رہی کہ دین کے چشمۂ صافی اسلام کو مکدر نہ ہونے دیا جائے اسلام کے سوتوں کو خشک نہ ہونے دیا جائے ، اور لوگوں کو براہِ راست اسلام کے دو سرچشموں ۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے استفادہ کرنے کا قائل اور عادی بنایا جائے ۔ اسلام کی تاریخ دعوت و عزیمت ایسے عبقری اور نابغۂ عصر شخصیتوں سے بھری پڑی ہے ۔

ہمارے اس موقف کی تازہ و زندہ مثال ہمارے فاضل بزرگ مولانا عبدالرشید صاحب انصاری بظاہر نحیف و نزار لیکن بباطن اسلام

کی شمعِ فروزاں کے لیے سیماب صفت اور متحرک ہیں ان کا کوئی لمحہ اللہ کے دین کے احیاء کی فکر کے بغیر نہیں گزرتا انہیں اس بھری دنیا میں ایک ہی سوچ ایک ہی غم دامنگیر ہے کہ اس شعور و آگہی علم و دانش اور سائنس کے دور میں ہر ہر فرد بشر تک بالعموم ہر کلمہ گو مسلمان تک بالخصوص اللہ کی خالص توحید، اور رسولِ اکرم کی خالص سنّت کی دعوت پیش کی جائے کیوں کہ ہمارا مقصد زیست اسی نصب العین کو فرزندانِ آدم تک پہنچانا ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالرشید انصاری کئی سالہ محنت شاقہ، عرق ریزی اور محنت کے بعد ایسا علمی گلدستہ مرتب کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جس کی خوشبوؤں سے توحید و سنّت پر اعتقاد رکھنے والے ذہن کی مشام روح معطر ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ارسائل فی تحقیق المسائل کے عنوان سے ان کی یہ عظیم الشان کتاب ۱۹۸۴ء کا بہترین علمی دینی، تحقیقی اور تبلیغی تحفہ ہے خوبصورت، مضبوط جلد، بہترین کتابت، عمدہ طباعت، اعلیٰ کاغذ، پانچ سو صفحات نے اس کتاب کی شان کو چند آفتاب اور چند ماہتاب بنا دیا ہے۔

یہ کتاب کیا ہے۔ علم و معارف کا گنجینہ تحقیق و دانش کا خزینہ اور رسائل و مسائل کا قیمتی دفینہ ہے۔

کتاب کے پانچ حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ اسلامی تعلیمات کے عنوان سے ہے جس میں ۳۵ عنوانات کے تحت مہد سے لے کر لحد تک اسلام کی روشنی میں مسلمان کی راہنمائی کی گئی ہے۔

دوسرا حصّہ حقوقِ مومن کے عنوان سے ہے جس میں ۲۲ عنوانات کے تحت مومن اس کی اقسام ایمان اور اس کی اقسام، مومن کے حقوق و اختیارات، فرائض و واجبات مع تفصیلات حقوق العباد کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ تیسرا حصّہ مقام سنّت کے عنوان سے ۱۱۶ ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔ جس میں سنّت کی روشنی میں مسلمان کو جن امور کا مکلف ٹھہرایا ہے ان تمام امور سے بحث کی گئی ہے۔ یہ مضمون اپنی جامعیت کے اعتبار سے بے مثل اپنی تحقیق کے اعتبار سے لاثانی اور انداز بیان کے اعتبار سے لافانی ہے۔ اسے جب قاری پڑھنا شروع کرتا ہے تو علمی ذوق کے لیے تسکین، ایمان میں اضافہ تحقیق میں پختگی کا فوراً احساس ہو جاتا ہے چوتھا حصّہ اثبات رفع الیدین حدیث کی روشنی میں ۵۱ عنوانات پر مشتمل ہے اور اپنی طرز کی پہلی فاضلانہ

اور محققانہ پیشکش ہے اس میں موصوف نے رفع الیدین کے سنتِ صحیحہ ہونے کے اثبات میں ۲۵۵ احادیث پیش کی ہیں۔ اس حصے کا پس منظر یوں ہے کہ ایک دیوبندی مولوی ابو معاویہ صفدر فقیر والی ضلع بہاولنگر نے ایک کتابچہ شائع کیا جس میں لکھا کہ اہلِ حدیث حضرات کا طریقہ نماز اور رکوع سے قبل اور بعد رفع الیدین کرنا ایک غیر اسلامی فعل ہے۔ مولوی صاحب نے ڈھینگ بھی ماری کہ جو شخص اس فتویٰ کے برعکس ثابت کرے گا اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا چنانچہ مولانا عبدالرشید انصاری نے سیالکوٹ کی عدالت میں ان کے اس چیلنج کے خلاف کیس دائر کر دیا۔ بحمداللہ عدالت نے مولانا عبدالرشید انصاری کے حق میں فیصلہ دیا اور ایک ہزار روپے کی ڈگری بھی ان کے حق میں کر دی۔ فقیر والی کے اس مولوی نے ابھی تک مولانا انصاری کو اپنے موعودہ ہزار روپے نہیں دیے۔ مولانا انصاری صاحب نے ۹۴* صحابہؓ سے رفع الیدین کے متعلق روایات نقل فرمائی ہیں اسی موضوع پر اپنی طرز کا پہلا ایک نہایت قیمتی اور نادر مجموعہ ہے۔

حصہ پنجم عدم رفع الیدین کے تحت ۲۷ عنوانات پر رفع الیدین کے مخالفین کے ۳۸ دلائل کا نہ صرف علمی تجزیہ کیا ہے بلکہ ان کے دلائل کے بخیئے ادھیڑ کر رکھ دیے ہیں۔ کتاب کی ایک ایک سطر سے عدم رفع الیدین کے دلائل کے علمبرداروں کی بے بسی نمایاں ہے۔ الغرض یہ ۱۹۸۴ء کا بہترین علمی تحفہ ہے۔ کتاب کی علمی تحقیق کے لیے یہی بس کرتا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید صدر مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ حضرت مولانا محمد اعظم صاحب نائب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، مولانا عطاء الرحمن اشرف نائب شیخ الحدیث جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ کے علاوہ تیرہ علماء کی تصدیق بھی ثبت ہے۔

جناب عبدالرشید انصاری نے اپنا مکان بیچ کر پورے خلوص سے مسلکِ حقہ کی خدمت کرتے ہوئے کتاب کو نہایت خوبصورت اور عمدہ انداز میں عصری تقاضوں کی روشنی میں شائع کیا ہے ہم اپنے قارئین کرام سے بالعموم اور حق و صداقت کے متلاشیوں سے بالخصوص اس کتاب کے مطالعہ کی سفارش کریں گے۔ اہلحدیث جامعات کے اربابِ انتظام سے اپیل کریں گے کہ الرسائل فی تحقیق المسائل کے کئی کئی نسخے خرید کر اپنی لائبریریوں کی نہ صرف زینت بنائیں بلکہ دوستوں میں تقسیم کریں۔ کتاب کے شروع میں مولانا عبدالحمید صاحب ہزاروی صدر مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے عالمانہ اور فاضلانہ تقدمے نے کتاب کی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے۔

اللھم زد فزد

* نوٹ: کتاب ہذا کے پہلے ایڈیشن سال ۱۹۸۴ء میں رفع الیدین کے اثبات میں ۹۴ صحابہ کرامؓ کا ذکر کتاب موسومہ قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین مصنفہ حضرت [illegible] بھی ذکر کیا گیا ہے

تبصرہ ۴

تبصرہ ہفت روزہ الاسلام لاہور

تبصرہ — ۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء — بشیر انصاری

الرسائل فی تحقیق المسائل

جمع و ترتیب۔ مولانا عبدالرشید صاحب انصاری گوجرانوالہ

صفحات: ۱۹۴۔ قیمت ۱۰۔ روپے

زیر نظر کتاب مولانا عبدالرشید صاحب انصاری کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے جو پانچ ابواب اور ایک مقدمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے صدر مدرس حضرت مولانا عبدالحمید صاحب ہزاروی نے تحریر فرمایا ہے جس سے کتاب کی اہمیت اور افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے جب کہ مجموعہ رسائل کے ۵ ابواب اسلامی تعلیمات، حقوق مومن، مقام سنت، مسئلہ رفع الیدین اور عدم رفع الیدین کے دلائل پر مشتمل ہے۔ اول دوم اور سوم حصہ میں فاضل مرتب نے اخلاقیات کو موضوع بحث بنایا ہے جبکہ چوتھے اور پانچویں حصہ میں مسئلہ رفع الیدین پر علمی بحث فرمائی ہے۔ اس چوتھے اور پانچویں حصہ کی تحریر کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دیوبندی مولوی ابو معاویہ صفدر رساکن نقیروالی ضلع بہاولنگر نے ایک کتاب شائع کی جس میں موصوف نے لکھا کہ اہل حدیث حضرات کا طریقہ نماز اور رکوع سے قبل اور بعد رفع الیدین کرنا ایک غیر اسلامی فعل ہے مولوی صاحب مذکور نے مزید کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰ پر لکھا ہے جو شخص اس فتوی کے برعکس ثابت کرے گا اسے مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور انعام دیا جائے گا۔ مولانا عبدالرشید انصاری صاحب کی مسلکی غیرت خاموش نہ رہ سکی اور انھوں نے مولوی صاحب مذکور کا یہ چیلنج قبول کرتے ہوئے فاضل سول جج سیالکوٹ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا اور فاضل عدالت سے درخواست کی کہ اس سے مبلغ ایک ہزار روپیہ دلوایا جائے۔ فاضل سول جج نے یہ مقدمہ محض اس بنا پر خارج کر دیا کہ چونکہ فریقین میں کوئی معاہدہ عمل میں نہیں ہو پایا گیا۔ لہٰذا اس کی سماعت نہیں ہو سکتی۔ فاضل سول جج کے اس فیصلہ کے خلاف مولانا عبدالرشید صاحب انصاری نے ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ کی عدالت میں اپیل دائر کر دی جس کا فیصلہ مولانا عبدالرشید انصاری کے حق میں ہوا۔ اور اس طرح انہیں مسئلہ رفع الیدین پر عظیم کامیابی حاصل ہوئی۔ فاضل ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا۔

"یہ بات قابل ذکر ہے کہ اپیل کنندہ اپنے اعتقادات کا ایسا پکا ہے کہ اس نے اپنا مکان رفع الیدین پر تحقیق اور مقدمہ بازی کی خاطر بیچ ڈالا اس کا کہنا ہے کہ وہ ۵۰ ہزار روپیہ تحقیق اور مقدمہ بازی پر خرچ کر چکا ہے۔ اور چار سال سے زائد عرصہ سے مقدمہ بازی کی تکالیف برداشت کر رہا ہے جبکہ رسپانڈنٹ (مدعی علیہ) نے اس معاملہ میں شروع ہی سے کوئی دلچسپی نہیں لی ... میں محسوس کرتا ہوں کہ رسپانڈنٹ نے اپیل کنندہ کے جذبات کو مجروح کیا ہے اور اس کی خاطر اپیل کنندہ نے اتنی تکالیف برداشت کی میرے خیال میں انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اپیل کنندہ کو رسپانڈنٹ (مدعی علیہ) سے ایک ہزار روپیہ دلایا جائے پس میں اپیل منظور کرتا ہوں عدالت ماتحت کا فیصلہ اور ڈگری منسوخ کرتا ہوں اپیل کنندہ کا دعویٰ ڈگری کرتا ہوں مع خرچہ تمام۔"

فاضل ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ کے اس فیصلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دیوبندی مولوی صاحبان جوش و خروش کے عالم میں انعامی چیلنج تو کر دیتے ہیں مگر بعد میں کسی منصف کے روبرو پیش ہو کر اپنا موقف ثابت کرنے کی ان میں ہمت نہیں ہوتی، اس خفت اور ندامت سے بچنے کے لیے کیا یہ ہی بہتر نہیں کہ دیگر مسائل کی طرح مسئلہ رفع الیدین پر بھی انعامی چیلنج بازی کو ختم کر کے اس بات کا صدق دل سے اعتراف کر لیا جائے کہ ایسا کرنا واقعتاً سنت مطہرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اہل حدیث کا مسلک درست ہے۔ آخر میں ہم تمام اہل حدیث علماء اور مسلک سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے پرزور اپیل

تبصرہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور

تبصرہ کتب

علیم ناصری

الرسائل فی تحقیق المسائل

جمع و ترتیب۔ عبدالرشید انصاری گوجرانوالہ

معیاری کتابت و طباعت، صفحات ۴۹۲ عمدہ کاغذ بہترین جلد

قیمت

ناشر۔ عبدالرشید انصاری، سرفراز کالونی، جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ

ہمارے ہاں تقلید اور عدم تقلید کا مسئلہ ایک عرصے سے وجہ نزاع چلا آ رہا ہے۔ حدیث کے مقابلے میں فقہی مکاتب فکر نے بعض مسائل میں قبل امام کو اتنا اہم سمجھ رکھا ہے کہ اس کے مقابلے میں صحیح اور مستند احادیث کو بھی نظر انداز کر دیا ہے مروجہ چار فقہی مکاتب فکر میں سے شافعی، مالکی، اور حنبلی کے مقابلے میں حدیث سے بے اعتنائی کا یہ رویہ حنفی مکتب فکر میں زیادہ واضح اور نمایاں ہے برصغیر پاک و ہند میں حنفیت کی ترجمانی کی ذمہ داری زیادہ تر دیوبندی حضرات نے لے رکھی ہے۔ اگرچہ ان کے بہت سے اکابر علماء نے صحیح احادیث کو تسلیم کرتے ہوئے اکثر مسائل خصوصاً رفع الیدین، آمین بالجہر، آٹھ رکعت تراویح اور فاتحہ خلف الامام پر عمل نہ کرنے کے باوجود انہیں درست مانا ہے، اور اہلحدیث کی مخالفت کا شیوہ اختیار نہیں کیا مگر ان کے بعض اصاغر سونٹھ کی ایک گانٹھ لیے پنساری بنے بیٹھے ہیں اور اپنے مبلغ علم کی نمائش کے لیے بڑے بڑے دعوے کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک ایسے ہی "پنساری" نے اپنی دکان چمکانے کے لیے مسئلہ رفع الیدین پر ایک کتابچہ تحریر کیا اور اس پر طرہ یہ کہ اس سنتِ نبوی کی (معاذ اللہ) تردید اور تغلیط میں زور بیان صرف کرتے ہوئے اس عمل کو سنت ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام تک دینے کا تحریری چیلنج کر دیا۔

اگرچہ اس سے پیشتر اس مسئلہ کو متعدد بار صحیح احادیث و آثار سے ثابت کیا جا چکا ہے مگر حنفی دیوبندی حضرات نت نئی موشگافیوں سے باز نہیں آتے۔ متذکرہ "انعامی کتابچے" کے جواب کے لیے ایک مرد حق میدان میں آیا جس نے تن تنہا اس چیلنج کو قبول کیا اور اثبات رفع الیدین میں ۲۲۸ احادیث لے کر عدالت میں حاضر ہو گیا۔ سول جج سیالکوٹ نے اس مسئلے کو ایک پرانا متنازعہ مسئلہ قرار دے کر اس کی درخواست کو خارج کر دیا مگر اس مرد میدان نے ہمت نہ ہاری اور اپنا ذاتی مکان پچاس ہزار روپے میں فروخت کر کے باقاعدہ جہاد کا آغاز کر دیا۔

ایک اپیل ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ محترم قاضی مسعود الرحمٰن کی عدالت میں دائر کر دی اور ڈٹ کر عدالتی کارروائی کا سامنا کیا۔ مقدمے کی سماعت کے دوران "انعامی کتابچے" کے مصنف مولوی ابو معاویہ صفدر جالندھری (فقیر والی ضلع بہاولنگر) کو ہمت نہ ہوئی کہ عدالت میں حدیثوں کا مقابلہ کرے۔

فاضل جج نے ہمارے مجاہد مولوی عبدالرشید انصاری (گوجرانوالہ) کے دلائل و براہین کو نہایت دلچسپی سے سماعت فرمایا اور آخر میں فیصلہ ان کے حق میں دیتے ہوئے ابو معاویہ کے خلاف ایک ہزار روپے کی ڈگری دے دی۔ اور انصاری صاحب کے جذبۂ خدمتِ حدیث اور اس راہ میں ان کے ایثار و استقامت کو سراہا۔

مولوی عبدالرشید انصاری صاحب نے اس تمام کارروائی میں دیئے گئے دلائل کو یکجا کرکے کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے اور ساتھ ہی دیگر متعلقہ مسائل کو بھی کتاب میں شامل کرکے ۴۹۲ صفحات کی ایک ضخیم جلد شائع کردی ہے۔

الرسائل فی تحقیق المسائل بلاشبہ ایک نہایت معتبر اور وقیع کتاب ہے جس کے پانچ حصے کیے گئے ہیں۔

۱۔ اسلامی تعلیمات ۳۹ صفحات۔

۲۔ حقوقِ مومن ۲۵ صفحات۔

۳۔ مقامِ سُنّت ۹۱ صفحات۔

۴۔ مسئلہ رفع الیدین (احادیث کی روشنی میں) ۱۷۱ صفحات

۵۔ عدم رفع الیدین کے اڑتیس دلائل ۱۰۳ صفحات۔

اس کتاب کا جزو اعظم مسئلہ رفع الیدین ہے۔ جس میں عدالت میں پیش کی گئی ۲۲۸ احادیث پر مزید احادیث و آثار جمع کرکے کل ۲۳۹ احادیث سے اثباتِ رفع الیدین کا بین ثبوت فراہم کیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف واعظین و مناظرین اور خطیب حضرات کے لیے ایک بلند پایہ دستاویز ہے بلکہ عام مسائل میں عموماً اور رفع الیدین میں خصوصاً محققین کے لیے نہایت مفید کتاب ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں جن علماء نے علمی اور قلمی تعاون کیا ہے ان کو انصاری صاحب نے مجاہدین قرار دیا ہے اور وہ ان کے ممنونِ احسان ہیں۔ جمع و ترتیب میں انصاری صاحب نے جس دیدہ دلیری، لگن و تگ و تاز اور مالی ایثار کا ثبوت دیا ہے۔ وہ لائق تبریک و تحسین ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے اور دنیا میں سرخرو فرمائے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کوئی بات بلا حوالہ نہیں ہے۔ تاہم کتاب میں ایک نقص بھی ہے کہ کئی چیزیں اس میں ایسی آ گئی ہیں جو اگرچہ احادیث سے تو خالی نہیں تاہم مسئلہ زیر بحث ہے ان کا خاص تعلق نہیں۔ اگر تنقیح و تہذیب سے کام لیا جاتا تو کتاب میں مزید اختصار اور جامعیت پیدا ہو سکتی تھی۔ ہماری رائے میں کتاب کا ایک ایسا مختصر ایڈیشن بھی شائع ہونا چاہیئے جس میں کتاب کے صرف دو آخری حصے ہوں جو رفع الیدین کی احادیث اور منکرین رفع الیدین کے دلائل کے محاکمہ و جائزہ پر مشتمل ہیں۔

بہر حال کتاب موجودہ صورت میں بھی مفید اور لائق مطالعہ ہے۔ اہلِ خیر کو اس کے ناشر کے ساتھ خصوصی تعاون کرکے اس کارِ خیر میں حصہ دار بننا چاہیئے۔

ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ
(۱۰ اگست ۱۹۸۴ء)

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (القرآن) (التوبہ آیت ۴۱)

اللہ کے رستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو

فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ (پارہ ۱۰) (التوبہ ۲۴)

اگر نہ کروگے تو خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔
کہ میرے عذاب کی آمد کا انتظار کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

جناب محترم مولانا عبدالحمید صاحب صدر مدرس جامعہ محمدیہ جی۔ ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. وَبَعْدُ!

انسان بھی دوسرے حیوانات کی طرح حوائج ضروریہ کا محتاج ہے۔ خوراک۔ لباس۔ رہائش وغیرہ ایسی بنیادی ضروریات ہیں جن کے بغیر انسان کا زندہ رہنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ محال ہے۔ ذاتی مفاد کے پیش نظر انسانوں میں باہمی چپقلش، عداوت، نفرت اور بغض و حسد وغیرہ جرائم کا پیدا ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اسی کے پیش نظر تخلیقِ آدم علیہ السلام کے موقعہ پر فرشتوں نے کہا تھا۔

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ۔ الآیۃ (البقرہ ۳۰)

خالقِ کائنات اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ ضروریاتِ زندگی میں اشتراک کے باوجود ان میں کچھ ایسے پاک باز انسان بھی ہوں گے کہ کمزوریوں کے باوجود پاک طینت اور فرشتہ سیرت ہوں گے اور دوسروں کی اصلاح کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ثابت ہوں گے انھیں میں سے انبیاء علیہم السلام کا قافلہ سرفہرست ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور کتب آسمانی کے نزول کا بنیادی مقصد اور نصب العین انسانی معاشرہ کی اصلاح اور ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت کا تحفظ اور باہمی اخوت و ہمدردی کے جذبات کو اجاگر کرنا اور ان کاموں سے باز رکھنا جن سے انسانوں میں منافرت و عداوت اور حسد و بغض کی فضا پیدا ہو سکتی تھی۔ شرائع الٰہیہ کے اوامر پر عمل پیرا ہونے سے انسانی معاشرہ پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نواہی کا ارتکاب فتنہ و فساد کا موجب ہے۔ کوئی بھی باشعور انسان ان کی افادی حیثیت کا انکار نہیں کر سکتا۔

توحید کی اہمیت

آدم علیہ السلام سے لے کر آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک انسانوں کی اصلاح کے لیے ہمیشہ

اللہ تعالیٰ کا طریق کار یہی رہا ہے کہ سب سے پہلے انسانوں کے ذہنوں میں توحید اور شرک کی تردید کا عقیدہ مستحکم بنانے کا اصول اپنایا ہے۔

جب توحید ذہنوں میں اس طرح پختہ اور راسخ ہو کہ ہمہ اوقات اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی رحمت کی امید دل و دماغ سے اوجھل نہ ہونے پائے اور اس کے علاوہ کوئی جائے پناہ اور امیدوں کا سہارا نظر و فکر میں نہ رہے تو یقیناً ایسی صورت میں انسانی معاشرہ پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔ انسانوں میں باہمی الفت و مروت اور حسنِ سلوک کے جذبات اجاگر ہوں گے اور خدا کے خوف کی بنا پر ایک دوسرے کے لیے ضرر رساں امور سے اجتناب کریں گے۔

جس دور میں بھی اقوام عالم نے عقیدہ توحید کو اپنایا ہے وہ رُوئے زمین پر آباد انسانوں کے لیے امن و سلامتی کا پیغام اور علامت بن گئے۔ باشعور لوگوں کی نظروں میں فرشتہ سیرت۔ بے ضرر اور قابل اعتماد سمجھے جانے لگے۔ اور جس وقت بھی عقیدہ توحید ضعف و اضمحلال کا شکار ہوا تو امن و سلامتی ناپید اور قتل۔ زنا۔ چوری۔ ڈاکہ وغیرہ جرائم کی بھرمار شروع ہو گئی اور عوام کی نظروں سے اُن کا اعتماد اٹھ گیا۔ ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ تجربہ شاہد ہے کہ جس سربراہ کا اہل خانہ کے ذہنوں میں خوف ہو اور غلط کاری کی صورت میں اس کی سزا سے بچنے کا ان کی نظروں میں کوئی وسیلہ اور سہارا نہ ہو تو یقیناً ایسے اہلِ خانہ سلجھے ہوئے با اخلاق اچھے اوصاف و کردار کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ مجسمہ شرافت اور گوناگوں اوصاف کے حامل ہوں گے اور جس کا ذہنوں میں خوف نہیں یا خوف کے ساتھ کسی وسیلہ یا سہارا پر بھروسہ ہو تو ایسے اہلِ خانہ شرافت و متانت سے عاری اور درندگی و بربریت کا شکار ہوں گے۔ یقیناً ایسے لوگوں سے دوسروں کی جان و مال اور عزت غیر محفوظ ہو گی۔

شرک کے نقصانات

آج دُنیا میں جس حد تک بدامنی اور ایک دوسرے سے خوف و ہراس کی فضا ہے وہ سراسر عقیدۂ توحید کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ بناوٹی خود ساختہ وسیلوں اور سہاروں پر غلط کار لوگوں کے بے جا بھروسہ کی بنا پر جرائم پر دلیر ہیں۔ جرائم پیشہ انسان یہ کہہ کر هٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ذہنی تسکین کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

آج رُوئے زمین کے باسی انسانوں کو اگر عقیدۂ توحید کی ضیا پاشیوں کا علم ہوا اور شرک کی ضرر رسانیوں سے باخبر ہوں تو عقیدۂ توحید پر مرمٹنے کے لیے ہمہ تن اپنے آپ کو تیار پائیں۔ اور شرک کی آلودگیوں سے اپنے آپ کو پاک

وصاف رکھنے کے لیے بھرپور کوشش کریں۔ علمائے حق توحید اور ردِ شرک کے موضوع پر ضرور اظہار خیال فرماتے ہیں۔ لیکن توحید کی افادیت اور شرک کی ضرر رسانیوں سے عوام کو آگاہ کرنے سے چشم پوشی کرتے ہیں جس کی بناء پر ذہنوں میں تبدیلی کے آثار ناپید ہیں۔

علمائے حق کی غفلت کا نتیجہ ہے کہ آج امتِ مسلمہ یہود و نصاریٰ کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے۔

اسلام میں نماز

خداوند قدوس نے جس پختہ عقیدۂ توحید کی بناء پر انسانی معاشرہ کو امن و سکون کی فضا مہیا فرمائی تھی۔ آج ہم اس سے محروم ہیں۔ عقیدۂ توحید اصلاح معاشرہ کے لئے کس قدر اہم اور ضروری ہے، اس کا اندازہ بآسانی اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کو ذہنوں میں پختہ اور تازہ رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے پنجگانہ نماز فرض فرمادی۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۔ (الآیۃ ۱۴ سورۃ طٰہٰ)	نماز قائم کیجئے صرف اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے۔

ادیانِ منزلہ میں سے ایک دین بھی ایسا نہیں جس میں نماز کی فرضیت نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا صَلٰوۃَ فِیْہِ ۔ (رحمۃ للعالمین ۱۹۲/۱ میں الفاظ ہیں لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَیْسَ فِیْہِ رُکُوْعٌ ۔	جس مذہب و دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

مذہب اسلام میں عقیدہ توحید کے بعد پنجگانہ نماز کا مقام ہے۔ نماز اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ نماز ہی اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جس سے مسلمان اور کافر میں امتیاز ہوتا ہے۔ اپنا اسلام ظاہر کرنے کے لیے منافق بھی بادلِ نخواستہ نماز پڑھنے پر مجبور تھے۔ اس کے بغیر کسی کا مسلمانوں میں شمار ہونا مشکل تھا، اور ہے۔ متعدد احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ الْمُحَقِّقَۃُ لِمَعْنَی اِسْلَامِ الْوَجْہِ لِلّٰہِ وَمَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ حَظٌّ مِّنْھَا فَاِنَّہٗ لَمْ یَبُوْءْ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا بِمَا لَا	نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جس سے اسلام کا معنی و مفہوم ثابت ہوتا ہے وہ اس طرح کہ انسان ہمہ تن اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیتا ہے

يُعْمَأُ بِهٖ ..... الخ (مشکوٰۃ مترجم قسم ثانی) جس کی نماز نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے اسلام کا کوئی اعتبار نہیں۔

نماز کے فوائد

قرآن مجید میں نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ (عنکبوت: ۴۵) یقیناً نماز انسانی معاشرہ میں ہر قسم کی بے حیائی اور خلافِ شرع کاموں سے روکتی ہے۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صحیح اور اٹل ہے۔ اس کا مشاہدہ دورِ اوّل کی اُمتِ مسلمہ میں کیا جا چکا ہے اور اوراقِ تاریخ ان کے اچھے کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔ آج ہم نماز پڑھنے کے باوجود اگر ذلت و رسوائی اور بدامنی کا شکار ہیں اور مسلمان کو مسلمان سے جان و مال اور عزت کا تحفظ نہیں تو اس میں ہماری کوتاہی کا دخل ہے۔ ہماری نمازیں وہ نہیں جو ہمارے اسلاف سوز و گداز سے پڑھا کرتے تھے۔ ہماری نمازیں رسماً ہیں ان میں وہ روح مفقود ہے جس کی راہنمائی قرآن و سنّت نے فرمائی ہے۔ اسی لئے آج ہم نماز کے مفید ثمرات سے محروم ہیں۔

نماز کی شرعی حقیقت

شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص۳ پر فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ اَصْلَ الصَّلٰوۃِ ثَلَاثَۃُ اَشْیَاءَ اَنْ یَّخْشَعَ لِلّٰہِ بِقَلْبِہٖ وَیَذْکُرَ اللّٰہَ بِلِسَانِہٖ وَ یُعَظِّمَہٗ غَایَۃَ التَّعْظِیْمِ بِجَسَدِہٖ۔ نماز کے تین ارکان ہیں۔ ۱۔ دل میں اللہ تعالیٰ کا خشوع و خضوع ہو۔ ۲۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ ۳۔ بدن سے اللہ تعالیٰ کی انتہائی تعظیم۔ یہ تینوں ارکان ایسے ہیں ان کے بغیر عنداللہ نماز کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں۔

نماز پڑھنے والے کے دل کی گہرائیوں میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا اس طرح تصور ہو کہ اپنے آپ کو اس کے آگے بے بس اور عاجز پاتا ہو اور اس کے علاوہ کوئی جائے پناہ اور سہارا نہ سمجھتا ہو۔ اپنی امیدوں کا ماویٰ و ملجا صرف ذاتِ باری تعالیٰ کو تصور کرتا ہو۔ چونکہ قلبی خشوع و خضوع ایک مخفی امر ہے۔ زبان سے اللہ

تعالیٰ کا پُرخلوص ذکر اور بدن سے اس کی انتہائی تعظیم اس کی ظاہری علامات ہیں۔ خداوندِ قدوس نے نماز میں زبان سے ذکر اور بدن سے انتہائی تعظیم کو بندوں کی صوابدید پر نہیں رہنے دیا بلکہ دونوں کا اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تعیّن فرمادیا ہے تاکہ امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی اور اتفاق و اتحاد میں خلل واقع نہ ہو۔

بدن سے انتہائی تعظیم کے لیے نماز میں تسلی بخش قیام، رکوع اور اس میں اطمینان، رکوع کے بعد قومہ اور اس میں اعتدال، سجدہ اور اس میں اطمینان۔ سجدہ کے بعد جلسہ اور اس میں اطمینان۔ اسی طرح دوسرا سجدہ اور قیام میں قراءۃ سورۃ فاتحہ جیسے تعظیمی افعال کو شارع علیہ السلام نے فرائض نماز میں شامل فرمایا۔ ان میں سے کسی ایک کے ترک سے شرعاً نماز کا اعتبار نہیں اور نماز کی افادیت بھی مفقود جیسا کہ مسئی الصلوٰۃ (نماز خراب کرنے والے کی) کی حدیث میں وضاحت موجود ہے۔

نماز میں سورۃ فاتحہ کی اہمیّت

جہاں تک نماز میں زبان سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا تعلق ہے۔ شارع علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ سے اس کا تعیّن فرمادیا۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں:

وَاَمَّا ذِكْرُ اللّٰهِ فَلَابُدَّ مِنْ تَوْقِيْتِهٖ ، اَيْضًا (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ صفحہ ۵)۔

نماز میں بھی من جانب شارع زبان سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا تعیّن لازمی ہے۔ تعیین ذکر کی مصلحتوں کا تذکرہ فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

وَاِذَا تَعَيَّنَ التَّوْقِيْتُ فَلَا اَحَقَّ مِنَ الْفَاتِحَةِ لِاَنَّهَا دُعَاءٌ جَامِعٌ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی اَلْسِنَةِ عِبَادِهٖ يُعَلِّمُهُمْ كَيْفَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ

جب متعدد مصالح کا تقاضا ہے کہ نماز میں تعیینِ ذکر من جانب شارع ضروری ہے تو سورہ فاتحہ سے بڑھ کر کوئی بھی ذکر نہیں جس کی تعیین ہوتی اس لیے شارع علیہ السلام نے ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض قرار دیا۔ نمازی منفرد ہو یا مقتدی۔ سری نماز ہو یا جہری۔ کیونکہ سورۃ فاتحہ سے بڑھ کر کسی بھی ذکر میں وہ جامعیت نہیں جو سورۃ فاتحہ میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حتمی فیصلہ ہے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ حدیث متفق علیہ ہونے کے ساتھ ائمہ ثلاثہ کا اس پر کسی نہ کسی صورت میں تعامل ہے۔ صرف امام ابوحنیفہؒ سورۃ فاتحہ کے متعلق نرم پہلو رکھتے ہیں۔

نماز میں رفع الیدین کی اہمیت

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ عربی ج ۲ ص ۳ پر متعدد ایسی کیفیات کا تذکرہ فرمایا جن سے نماز کی افادیت میں معتدبہ اضافہ ہوتا ہے؛

وَمِنْهَا مُعَانَقَةُ ذِكْرِ اللهِ وَإِيثَارِهِ عَلَى مَنْ سِوَاهُ بِأَصَابِعِهِ وَيَدِهِ حَذْوَ مَا يَعْقِلُهُ بِجَنَانِهِ وَيَقُولُهُ بِلِسَانِهِ كَرَفْعِ الْيَدَيْنِ وَالْإِشَارَةِ بِالْمُسَبِّحَةِ لِيَكُونَ بَعْضُ الْأَمْرِ مُعَاضِدًا لِبَعْضٍ الخ۔

ان کیفیاتِ مفیدہ سے ایک یہ بھی ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اپنے ہاتھوں اور انگلیوں سے حکایت اور نقل کرے تاکہ یہ نقل و حکایت دل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور زبان سے اس کے ذکر کے مطابق ہو جیسا کہ نماز میں رفع الیدین اور تشہد میں مسبحہ انگلی سے اشارہ ہے۔

اس سے واضح ہے کہ نماز میں رفع الیدین اور تشہد میں مسبحہ سے اشارہ نمازی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم، اور زبان سے ذکر کی عکاسی اور پوری پوری تصویر ہیں۔ نماز میں رفع الیدین اور تشہد میں اشارہ، دل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور زبان سے ذکر ایک دوسرے کے لیے باعثِ تقویت ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع الیدین جس حد تک نمازی کے دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا عقیدہ وتصور ہے، اس میں موجب اضافہ ہے۔

نمازِ مفید کے سلسلہ میں شاہ صاحب مزید لکھتے ہیں؛

فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ أَوْ أُذُنَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ۔ حجۃ اللہ عربی ج ۲ ص۱۰

نمازی رکوع جاتے وقت رفع الیدین کرے اور ایسے ہی رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرے۔ لیکن سجدوں میں رفع الیدین نہ کرے۔

رفع الیدین سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم

نماز میں رفع الیدین کے اسرار و رموز کے سلسلہ میں شاہ صاحب لکھتے ہیں؛

أَقُولُ السِّرُّ فِي ذٰلِكَ أَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ

نماز میں رفع الیدین کا راز یہ ہے کہ یہ بھی ایک تعظیمی

فِعْلُ تَعْظِیْمِیٌّ۔ (حجۃ اللہ عربی ج ۲ صفحہ ۱) || فعل ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دست بستہ قیام۔ رکوع، سجدہ تینوں تعظیمی فعل ہیں اور ان کے تعظیمی افعال ہونے پر ہر دور میں اقوام کا اتفاق رہا ہے۔ ہر زیر دست اپنے سے اوپر والوں کی تعظیم قیام، رکوع، سجدہ سے بجا لاتے رہے ہیں آج مذہب اسلام میں ان افعال سے تعظیم اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہونے کے باوجود جاہل طبقہ اور عوام کالانعام نام نہاد بزرگوں اور چوہدریوں اور حکمران طبقہ کی تعظیم بجا لاتے ہیں۔ ان تینوں کا تعظیمی فعل ہونا انسان کی فطرت میں داخل ہے اور ان کا تعظیمی ہونا عوام و خواص میں متعارف بھی ہے۔ رفع الیدین کا بھی تعظیمی فعل ہونا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ ابتداء سے لے کر اب تک اور اس کے بعد تا قیامت اقوام عالم کا اس پر اتفاق ہے، ہر کمزور طاقتور کے آگے ہاتھ اٹھا کر اپنی عاجزی، کمزوری اور بے بسی کا اظہار کرتا ہے اور جس کے آگے ہاتھ اٹھائے گئے اس کی عظمت اور برتری کا اعتراف اس کے فطرتی ہونے پر اس سے بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ مقابلہ کی صورت میں کمزور بچے طاقتور بچوں کے آگے ہاتھ اٹھا کر اپنی شکست کا اظہار اور دوسرے فریق کے غلبہ کا اعتراف کرتے ہیں۔

لیکن افسوس! فقہ حنفیہ کے وکلاء حضرات پر کہ آج تک رفع الیدین کا تعظیمی فعل ہونا ان کے فہم و ادراک سے بالاتر رہا ہے۔ اور نماز میں رفع الیدین کے ترک پر ایڑی چوٹی کا زور صرف فرما رہے ہیں۔ کاش ان کی یہ قوتیں کسی ایسے فعل کے ترک پر صرف ہوتیں جس سے انسانی معاشرہ کے نقصانات کا ثابت ہونا واضح ہوتا ہے۔

اصلاحِ معاشرہ کیلئے وہی نماز مفید ہے جس کی ادائیگی سنّت کے مطابق ہو۔!

شاہ صاحب مرحوم کے نقطہ نظر کے مطابق انسانی معاشرہ کی اصلاح کے لیے وہ نماز مفید ہے جس میں قیام اور اس میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔ رکوع اور اس کے بعد اعتدال، سجدہ اور اس کے بعد جلسہ اور ان میں اطمینان اور رفع الیدین، دل میں خشوع و خضوع موجود ہو حقیقت ہے کہ شاہ صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی کما حقہٗ ترجمانی فرمائی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر نہ سورۃ فاتحہ کو ترک فرمایا اور نہ کسی دوسرے کو ترک کی اجازت دی ہے آپؐ نے زندگی بھر رفع الیدین سے نماز ادا فرمائی اور اپنی امت کو بھی یہی تلقین فرمائی؛

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ۔ (بخاری) || اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

احناف نے نماز کا حلیہ بگاڑ دیا

جب تک مسلمان سنت کے مطابق نماز کے قائل وفاعل رہے نماز کے اثرات معاشرہ پر رہے اور واقعی نماز کی یہی کیفیت تھی۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ اس میں نماز کے ذریعہ عقیدہ توحید کی ذہنوں میں پختگی اور شرک سے اعراض کا خاصہ عمل ودخل تھا۔ لیکن جب فقہ حنفی کا دور آیا تو نماز برائے نام ہو کر رہ گئی۔

قیام میں ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیات کا پڑھنا کفایت کرتا ہے۔ سورۃ فاتحہ ترمیم کی بھینٹ چڑھ گئی۔ لغت کے تیشے سے رکوع صرف جھکنا قرار پایا۔ سجدہ صرف پیشانی سے زمین کو چھونے کا نام رہ گیا۔ تعدیل ارکان غائب۔ نماز میں ادعیۂ مسنونہ بھی غائب۔ نماز صرف مرغ کے زمین پر ٹھونگے مارنے کے ہم معنی ہوگئی۔ رفع الیدین جیسے تعظیمی فعل کی نفی کرنا یا منسوخ ہونا قرار پایا۔

نماز جیسی مفید ترین عبادت کے متعلق یہ فقہ حنفیہ کی مہربانیاں ہیں۔ فقہ کے وکلاء حضرات نے سوچنا گوارہ نہیں فرمایا کہ آیا جس فعل سے انسان کی عاجزی وانکساری کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور برتری کا اعتراف ہے۔ آیا ایسا فعل کسی وقت اللہ تعالیٰ اپنی ذات کیلئے ختم یا منسوخ کر سکتا ہے؟ اس کا مطلب یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ اپنی تعظیم کو ناپسند فرماتا ہے۔ اور انسان کی کمزوری وعاجزی کے اظہار کو برا مانتا ہے۔

اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔ فقہ حنفیہ کے پیروکار حضرات کا علی الاعلان دعویٰ ہے کہ مذاہب اربعہ برحق ہیں۔ ائمہ اربعہ کا مسائل میں اختلاف ہے۔ ایک چیز ایک امام کے نزدیک حلال دوسرے کے نزدیک حرام۔ کسی کے نزدیک جائز اور دوسرے کے نزدیک ناجائز۔ اس کے باوجود حنفی حضرات کا یہ دعویٰ کہ مذاہب اربعہ برحق ہیں۔ ہمارے فہم وعقل سے بالاتر ہے۔ یہ منطق ان کو مبارک ہو۔

قابل غور بات یہ ہے کہ ایک چیز ایک مذہب میں حلال ہے یہ بھی برحق ہے۔ یہی چیز دوسرے مذہب میں حرام ہے۔ یہ بھی برحق ہے۔ گویا ایک ہی چیز کی حلت وحرمت کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ گویا ان حضرات کے نزدیک کتاب وسنت بھی تضادات کا مجموعہ ہے۔ اس دعویٰ کے باوجود ان کا طرز عمل اس کے برعکس ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سورۃ فاتحہ کسی نہ کسی صورت میں ضروری ہے۔ رفع الیدین کے تینوں امام قائل اور فاعل بھی ہیں۔ تینوں کے نزدیک نماز میں آمین باآواز بلند ہے۔ تعدیل ارکان تینوں کے نزدیک فرض۔ تینوں ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کے قائل وفاعل ہیں۔

کیا حنفی حضرات اپنے دعویٰ کا پاس کرتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مسائل برحق اور کتاب و سنت سے ثابت ہیں لیکن یہ حضرات ائمۂ ثلاثہ کے متفق علیہ مسائل کو بزعم خویش کتاب و سنت کے خلاف ثابت کرنے کے لیے میدانِ مناظرہ میں چھلانگیں لگا رہے ہیں، اور دلائل کی کمزوری کی بنا پر ذلت و رسوائی کا سامنا کر رہے ہیں۔

اب دو ہی صورتیں ہیں، یا دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں یا ان مسائل کی حقانیت کا اعتراف کریں۔ میں یہ بھی برملا لکھ رہا ہوں کہ جس فقہ پر ان حضرات کو ناز ہے، اس میں ہر برائی کا جواز موجود ہے۔

عبدالرشید انصاری کی جمع و ترتیب

اللہ تعالیٰ عبدالرشید صاحب انصاری کا بھلا کرے کہ موجودہ وقت میں مسلمانوں کے معاشرتی، اخلاقی اور معاملاتی انحطاط کو دیکھ کر کتاب و سنت کی روشنی میں ایک ایسی کتاب عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس میں از اول تا آخر مفید ہدایات کا اندراج فرمایا ہے، جن پر عمل پیرا ہونے سے انسان دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے۔

انصاری صاحب نے اپنی کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا ہے، ہر حصہ کا الگ الگ نام تجویز کیا ہے۔ مثلاً ۱۔ اسلامی تعلیمات ۲۔ حقوق مومن ۳۔ مقام سنت ۴۔ مسئلہ رفع الیدین ۵۔ مسئلہ ترک رفع الیدین۔ اور اس کے دلائل کا تجزیہ۔

مذہب اسلام کی تعلیمات من حیث انسانی معاشرہ کی اصلاح و فلاح اور بہبود کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہیں۔
مسلمان کی یہ علامت بتائی گئی ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (بخاری ص۶ جز۱ کتاب الایمان باب من سلم المسلمون) — کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے مسلمان صحیح و سلامت رہیں۔

مومن کی یہ خوبی بتائی گئی ہے:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ۔ الحدیث — کامل مومن وہ ہے کہ روئے زمین کے انسانوں کو اس سے اپنے خون اور اموال کا خطرہ لاحق نہ ہو۔

بلکہ ہر شخص کو اپنی جان و مال اور عزت کا تحفظ حاصل ہو۔

لیکن آج ہم مسلمان برائے نام مسلمان ہیں۔ ہمارا طرز عمل سراسر اسلامی تعلیمات کے برعکس ہے۔ حسد، غیبت،

چغل خوری، رشوت ستانی، سود، شراب نوشی، جوا، زنا، قتل، ظلم و تعدی مسلمانوں کے مشاغل ہیں۔ مسلمانوں کے باہمی حقوق و تعلقات کا احساس ذہنوں سے ناپید ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کو ذہنی سکون نہیں۔ ہر طرف بدامنی کا دور دورہ ہے۔

دراصل یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات سے غفلت اور بے پروائی کا وبال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل مسلمانوں کے لیے واجب الاتباع ہے لیکن آپ کے طرزِ عمل کی جستجو ذہنوں سے محو ہو چکی ہے۔

عبدالرشید صاحب انصاری نے حصہ اسلامی تعلیمات۔ حقوق مومن اور اتباع سنّت کے بارہ میں بڑی محنت سے کتاب و سنّت سے خاصہ مواد جمع کر دیا ہے۔ جو عوام و خواص کے لیے مفید ترین ہے۔ خاص کر قرآن مجید کی آیات کا تسلسل اور احادیثِ صحیحہ کا ایک حصہ میں جمع کرنا اہل علم کے لئے خاصہ مفید ہے۔ حسبِ ضرورت موقع محل کے لحاظ سے آیت اور حدیث کے الفاظ کو اس کتاب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

حصہ چہارم میں "رفع الیدین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنّت ہے" کے موضوع پر احادیث سے کافی ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ رفع الیدین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر مداومت فرمائی ہے۔ اور زندگی کے کسی دور میں بھی اسے ترک نہیں فرمایا۔

اس حصہ میں صحاح ستہ سے سب سے پہلے ایسی احادیث کو جمع کیا ہے جن کی صحت پر ائمۂ حدیث کا اتفاق ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ اس کے بعد سنن اربعہ اور دیگر کتبِ احادیث سے رفع الیدین کے بارہ میں خاصہ مواد جمع کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ائمۂ حدیث اور ائمۂ اربعہ کی سوانح حیات بھی اختصار سے لکھ دی ہے۔ جس حد تک احادیث لائے ہیں متون کے ساتھ اسانید کو بھی ذکر کر دیا ہے۔ اب رفع الیدین کے موضوع پر کسی لائبریری کی پڑتال کی ضرورت نہیں۔ آسانی سے رفع الیدین کے بارہ میں حدیث اس کے متن اور سند کو اس کتاب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

پانچویں حصہ میں ان احادیث کا تذکرہ کیا ہے جن سے احناف ترک رفع الیدین پر استدلال کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ترک رفع الیدین کے متعلق ایک بھی صحیح صریح حدیث نہیں جس سے رفع الیدین کے ترک پر استدلال کیا جا سکے۔ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے حضرات احناف جو مواد

پیش کرتے ہیں ان کے عیوب اور نقائص کو خوب واضح کیا ہے ، اور ان کے محققانہ جوابات لکھے ہیں۔ رفع الیدین ایک ایسا فعل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم مطلوب ہے۔ نہ معلوم احناف کو رفع الیدین سے کیوں چڑ ہے؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

وَاَحَادِيْثُ الرَّفْعِ اَكْثَرُ وَاَثْبَتُ ۔ (ص ۲۸۵/۲ مترجم باب اذکار نماز)

رفع الیدین کی احادیث بکثرت ہیں اور اسانید کے لحاظ سے زیادہ اثبت ہیں ۔

میں نے عبدالرشید انصاری کی کتاب کو پڑھا ہے اس میں جس حد تک مواد ہے ، کتاب و سنت کے مطابق ہے ۔ عبدالرشید انصاری اور ان کے رفقاء کی اچھی خاصی محنت ہے جو کہ قابلِ قدر ہے ۔ اہلِ خیر حضرات کو ان کے ساتھ دستِ تعاون بڑھانا چاہیے ، تاکہ ان کے حوصلے بلند رہیں ۔

العبد :-

عبدالحمید، مدرس جامعہ محمدیہ

گوجرانوالہ !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء الرحمٰن اشرف نائب صدر مدرس جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ

۱۔ میں نے اس کتاب پر اول سے آخر تک نظر ثانی کی ہے۔

۲۔ میرے علم کے مطابق اس میں کوئی بات کتاب وسنت کے خلاف نہیں ہے جو بھی بات اس میں درج کی گئی ہے اسے مجاہدین نے بحوالہ کتب احادیث وآیات قرآنیہ تحریر کیا ہے۔ اس میں کسی طرح کا اب کوئی سقم باقی نہیں ہے۔

۳۔ مخالفین نے ترکِ رفع الیدین کی بابت جو دلائل تحریر فرمائے ہیں، ان کا احسن انداز میں جواب دیا گیا ہے۔

۴۔ اول، دوم، سوم حصہ عوام کے لیے نہایت ہی بہترین اخلاقیات کے متعلق تحریر کیا گیا ہے۔ حصہ چہارم و پنجم میں خصوصاً علماء کرام جو مسندِ تدریس پر فائز ہیں ان کے لیے اور ان کے معزز شاگردوں کے لیے نہایت بہترین مواد جمع کر دیا گیا ہے تاکہ انہیں بوقتِ ضرورت کام آئے۔

۵۔ یہ حصے خالص علمی مباحث پر مشتمل ہیں اور ہر مسلمان کے لیے دین کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (مشکوٰۃ کتاب العلم بحوالہ مسلم شریف)

۶۔ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ جنہوں نے اپنا قیمتی وقت کتاب وسنت کی ترویج کے لیے صرف کیا ہے اور جن احباب نے کسی بھی صورت میں تعاون پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے اور یہ محنت ان کے نامۂ اعمال میں صدقۂ جاریہ کے طور پر مرقوم ہو۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

۲۶/۳/۱۹۸۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

سوال یہ ہے کہ سائل نے اپنا مکان رفع الیدین کی تحقیق اور اس پر مقدمہ بازی کی خاطر بیچ ڈالا

چند احباب نے یہ سوال اٹھایا ہے

کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے وَاَجۡرُکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ

جواب بعض اوقات ایسا وقت آجاتا ہے کہ اگر آدمی جواب نہ دے تو عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاتَّقُوۡا فِتۡنَۃً لَّا تُصِیۡبَنَّ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡکُمۡ خَآصَّۃً وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ۔ (سورۃ انفال پ۹ آیت نمبر ۲۵)

اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص ان لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ظلم کرتے ہیں ان ہی کو فتنہ نہیں پہنچے گا بلکہ جو کوئی اپنی طاقت کے مطابق اس فتنہ کو دفع نہ کرے گا وہ بھی ان ہی میں شمار ہوگا۔

تنگی کے باوجود خرچ کرنے والوں کی مدح

جو لوگ تنگی کے باوجود راہ للہ خرچ کرتے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تعریف فرمائی ہے۔

وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِہِمۡ خَصَاصَۃٌ ۟ؕ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (پ۲۸ سورۃ حشر آیت نمبر ۹)

بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچیں وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

تنگی کے باوجود خرچ کرنے والے کم ہیں

پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ تمام لوگ اس طرح کے نہیں ہوتے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا النَّاسُ کَالۡاِبِلِ الۡمِائَۃِ لَا تَکَادُ

لوگ ان سو اونٹوں کی طرح ہیں جن میں سے تو ایک

تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم) ہی کو سواری کے قابل پائے گا۔

یعنی آدمی تو بہت ہیں جیسے اونٹ بہت ہیں لیکن ان میں کام کا آدمی ایک آدھ ہی ہوتا ہے۔ سو اونٹوں میں سے ایک ہی اونٹ سواری و بار برداری کے قابل نکلتا ہے۔

اللہ احکم الحاکمین قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۰۷ پ۲)

اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں جو اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے قربان کر دیتے ہیں۔ ان کی پہچان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (پ۲۰ سورہ عنکبوت آیت نمبر ۳)

یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔

راہِ للہ خرچ کرنے میں ابوبکرؓ و عمرؓ کا مقابلہ

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے ان دنوں میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سبقت لے جا سکتا ہوں تو وہ آج ہی کے دن ممکن ہے۔ چنانچہ اسی ارادے سے میں اپنا آدھا مال لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے پوچھا تو نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے کہا آدھا مال چھوڑ آیا ہوں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنا تمام مال لے کر حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے پوچھا تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے کہا میں تم سے کسی چیز میں کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ (صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۴۱)

جو لوگ اپنے مال اور جانیں اللہ کی راہ میں قربان کرتے ہیں ان کے لیے اللہ کی طرف سے جنت کی خوشخبری

جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ

بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جان اور مال مول لے لیا ہے اس کے بدل ان کو جنت ملے

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (پ۱۱ سورۃ توبہ رکوع ۱۴)

گی وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔ اللہ کا یہ وعدہ پکا ہے اس نے ذمہ لیا ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اپنے قول کا پورا کرنے والا ہے۔ (اے مومنو!) یہ جو سودا تم نے کیا ہے اس کی خوشی مناؤ اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

وفات کے وقت حضرت عمرؓ پر قرضہ

یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اُنْظُرْ مَا عَلَیَّ مِنَ الدَّیْنِ فَحَسَبُوْہُ فَوَجَدُوْہُ سِتَّۃً وَّثَمَانِیْنَ اَلْفًا اَوْ نَحْوَہٗ قَالَ اِنْ وَفٰی بِذٰلِکَ مَالُ اٰلِ عُمَرَ فَاَدِّہٖ مِنْ اَمْوَالِھِمْ وَاِلَّا فَسَلْ فِیْ بَنِیْ عَدِیِّ بْنِ کَعْبٍ فَاِنْ لَّمْ تَفِ اَمْوَالُھُمْ فَسَلْ فِیْ قُرَیْشٍ وَلَا تَعْدُھُمْ اِلٰی غَیْرِھِمْ فَاَدِّ عَنِّیْ ھٰذَا الْمَالَ (اتمام الوفا ص ۱۲۲)

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے عبداللہ! مجھ پر جو قرض ہے اس کا حساب لگا۔ انہوں نے حساب کیا تو وہ چھیاسی ہزار تھا یا اس کے قریب قریب۔ آپؓ نے فرمایا اگر یہ خاندان عمر کے مال سے پورا ہو جائے تو اس سے ادا کر اگر پورا نہ ہو تو عدی بن کعب کے خاندان سے مانگ لے۔ اگر ان کے مال سے بھی پورا نہ ہو تو پھر قریش سے سوال کر ان کے علاوہ کسی اور سے نہ مانگنا۔ (الغرض یہ قرض میری طرف سے ادا کر۔)

رزق کی کمی یا زیادتی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بعض اوقات رزق زیادہ ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ کم چنانچہ اللہ احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۭ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا (پ۱۵ ۔ آیت ۳۰)

یقیناً تیرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رزق کا بہت ہونا یا کم ہونا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رزق کم ہو گیا تھا اور مجبور ہو کر اپنی زرہ کے بدلے ایک یہودی ابوالشحم سے وعدے پر اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی جیسا کہ حدیث سے واضح ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی (ابوالشحم)

اشتری من یھودی طعاما الی اجل ورھنہ درعہ (بخاری ج ۱ ص ۳۴۱)

سے وعدے پر اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔

شافعی اور بیہقی کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ آپ نے اس یہودی سے جَو کے تیس صاع قرض لیے تھے۔ اور جو زرہ گروی کر دی تھی اس کا نام ذات الفضول تھا۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۶۰۰)

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ زرہ آپ کی وفات تک گروی رہی۔

انسان کو یہ بات ذہن میں نہیں رکھنی چاہیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں ایک یہودی سے اپنی زرہ گروی رکھ کر قرض لیا اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص کی آزمائش ہوتی ہے اس لیے اگر فراخی و کشادگی اور خوشحالی کا دور ہو تو خدا کا شکر ادا کرے۔ یہ شکر اس کے لیے نیکی ہے اور جب کوئی مصیبت پہنچے تو صبر کرے اور یہی صبر اس کے لیے نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ اگر وہ چاہیں تو مکہ کے سنگریزوں کو سونا بنا دیا جائے جیسے کہ حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عرض علی ربی لیجعل لی بطحاء مکۃ ذھبا فقلت لا یارب ولکن اشبع یوما واجوع یوما فاذا جعت تضرعت الیک وذکرتک واذا شبعت حمدتک وشکرتک

رواہ احمد والترمذی

مشکوٰۃ ص ۴۵۷

خداوند تعالیٰ نے میرے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ وہ میرے لیے مکہ کے سنگریزوں کو سونا بنا دے میں نے عرض کیا نہیں اے میرے پروردگار! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں جب میں بھوکا رہوں تیری طرف عاجزی و زاری کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تیری تعریف اور تیرا شکر کروں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سخت امتحان نبیوں کا ہوتا ہے پھر صالح لوگوں کا پھر ان سے نیچے کے درجے والوں کا پھر ان سے کم درجہ والوں کا۔

جب آدمی صبر کرتا ہے تو اس پر سونا برستا ہے

جب آدمی صبر کرتا ہے تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو عافیت عطا فرمائی آسمان سے سونے کی ٹڈیاں ان پر برسائیں جن کو کہ آپ نے اپنے کپڑے میں جمع کرنا شروع کر دیا تو آواز دی گئی کہ اے ایوب! کیا تو اب تک آسودہ نہیں ہوا۔ آپ نے جواب دیا کہ اے میرے پروردگار! تیری رحمت سے آسودہ کون ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ ہماری رحمت کا ظہور تھا اور ہمارے سچے عابدوں کے لیے نصیحت و عبرت تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

حضرت عبد اللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس ہزار درہم قرض لیے۔ پھر آپ کے پاس مال آیا تو آپ نے میرا قرض ادا کر دیا اور فرمایا خداوند تعالیٰ تیرے اہل و مال میں برکت دے۔ قرض کا بدلہ یہی ہے کہ خدا کا شکر ادا کیا جائے اس ...

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝

(ابن کثیر ص ۲۲ ج ۳)

(پ ۱۷ سورۃ الانبیاء، آیت ۸۴)

ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تو ہم نے اس کی سُن لی اور جو دکھ انہیں تھا اسے دُور کر دیا اور اس کے اہل و عیال اسی کو عطا فرمائے بلکہ ان کے ساتھ ویسے ہی اور اپنی خاص مہربانی سے تاکہ سچے بندوں کے لیے سبب نصیحت ہو

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بستی والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتیں ان پر نازل کرتے چنانچہ فرمانِ خداوندی ملاحظہ فرمائیں:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۔ (پ ۹ سورہ اعراف آیت ۹۶)

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تو تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا ۔

علم دین حاصل کرنے کے لیے فرمانِ خداوندی

علم دین حاصل کرنے کے متعلق اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ

پس کیوں نہ نکلے ہر فرقے سے ان میں سے ایک جماعت تاکہ دین سمجھیں اور تاکہ ڈرائیں قوم اپنی کو جب پھر جاویں طرف ان کی شاید کہ وہ بچیں ۔

آیت کے الفاظ میں ان ہر دو مفہوم کا یکساں احتمال ہے اور اس کی رو سے جہاد اور طلب علم دونوں کے لیے ممکن مسلمانوں کے لیے فرض کفایہ کی حیثیت رکھتا ہے یعنی اس کی ذمہ داری بحیثیت مجموعی سب پر عائد ہوتی ہے اور ان میں سے بعض افراد کا اسے انجام دینا ضروری ہے ورنہ سب گنہ گار ہوں گے ۔ گنہگاری سے بچنے کے لیے اگر کوئی مکان وغیرہ فروخت کر دے تو اس میں کیا قباحت ہے ۔

بلند و بالا مکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

بعض انسان ایسے بھی گزرے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر غصہ و ناراضگی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو اپنا مکان تک گرا دیتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے :

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَ نَحْنُ مَعَهٗ فَرَاٰى قُبَّةً مُّشْرِفَةً فَقَالَ مَا هٰذِهٖ قَالَ اَصْحَابُهٗ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى لَمَّا جَآءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا شَكٰى اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ اَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَآءٍ وَّبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا لَا يَعْنِيْ اِلَّا مَا لَا بُدَّ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک روز نبی صلعم باہر نکلے ہم آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ایک بلند قبہ دیکھا اور تحقیر کے لہجہ میں فرمایا کیا ہے یہ گنبد۔ صحابہ نے عرض کیا یہ فلاں انصاری نے بنایا ہے آپ خاموش رہے اور بات کو دل میں مخفی رکھا یہاں تک کہ گنبد بنانے والا آگیا اور رسولِ خدا صلعم کو سلام کیا آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا کئی مرتبہ ایسا ہوا یعنی اس نے سلام کیا اور آپ نے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ اس نے آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار محسوس کیے اور آپ کے منہ پھیر لینے سے آپ کی نفرت کو معلوم کر لیا۔ اس نے صحابہ سے شکایت کی اور کہا خدا کی قسم میں رسول اللہ صلعم کو اپنے آپ سے غضبناک پاتا ہوں صحابہ نے عرض کیا نبی صلعم ادھر تشریف لائے اور تیرے قبہ کو دیکھ کر غضبناک ہو گئے وہ شخص قبہ کی طرف گیا اور اس کو گرا دیا یہاں تک کہ زمین کے برابر کر دیا ایک روز رسول اللہ صلعم پھر ادھر تشریف لے گئے اور قبہ کو نہ پا کر فرمایا وہ گنبد کیا ہوا۔ صحابہ نے عرض کیا قبہ بنانے والے نے ہم سے آپ کی نفرت کی شکایت کی ہم نے اس کو واقعہ سے آگاہ کر دیا اور اس نے قبہ کو ڈھا دیا آپ نے فرمایا خبردار! ہر عمارت اس کے بنانے والے پر وبال ہے مگر وہ عمارت جس سے چارہ نہ ہو۔ (ابوداؤد)

بعض لوگ کنارے پر عبادت کرتے ہیں

اسلام آدمی کی اس طرح صفائی کرتا ہے جیسے آگ سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے۔ اگر انسان مضبوط

رہے۔ تکلیف و نقصان برداشت کرے تو گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے سونا چاندی میل کچیل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ کنارے پر عبادت کرنے والے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (پ رکوع ۹ حج آیت ۱۱)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ اور اگر کوئی آفت آگئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں انہوں نے دونوں جہانوں کا نقصان اٹھایا۔ واقعی یہ کھلا نقصان ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو کچھ نفع حاصل ہو تو وہ پھر کام کرتا ہے۔ سختی کے وقت خدا کے دین پر قائم نہیں رہتا۔ رسولوں کی پیروی سے انکار کرتا ہے جہاد سے جی چراتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے متعلق قرآن میں آیا ہے

حضرت موسیٰؑ کی قوم کو دعوت

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ان الفاظ میں دعوت دیتے ہیں :

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (پ سورۂ مائدہ آیت ۲۱)

اے میری قوم والو! اس مقدس زمین میں جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام لکھ دی ہے اور اپنی پشت کے بل روگردانی نہ کرو کہ پھر نقصان میں جا پڑو۔

یعنی خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جس نے تمہیں خادم دیئے۔ بیویاں دیں۔ گھر بار دیا۔ سب سے زیادہ نعمتیں تمہیں عطا فرمائیں۔ دولت، مال اور اولاد وغیرہ سے نوازا۔

قوم کا حضرت موسیٰؑ کو جواب

قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان الفاظ میں جواب دیا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ۔ (پ سورۃ مائدہ آیت ۲۲)

انہوں نے جواب دیا کہ موسیٰ وہاں تو زور آور سرکش لوگ ہیں اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے۔ ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں پھر تو ہم بخوشی چلے جائیں گے۔

یعنی اپنی بزدلی میں مرے جا رہے ہیں اور صرف انکار نہیں بلکہ ہولناکی کے ساتھ انکار کرتے ہیں اللہ اور نبی کی بے ادبی کرتے ہیں اور صاف جواب دے دیتے ہیں

قوم کو دو صالحین کی ترغیب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

(پ ۶ سورۃ مائدہ آیت ۲۳)

دو شخصوں نے جو خدا ترس لوگوں میں سے تھے جن پر خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہا کہ تم ان کے پاس دروازے میں تو پہنچ جاؤ۔ دروازے میں قدم رکھتے ہی یقیناً تم غالب آجاؤ گے تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو گے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان دشمنوں پر غالب کر دے گا اور وہ خود تمہاری مدد اور تائید کرے گا۔

قوم کا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو جواب

قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو جواب دیا:

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝

(پ ۶ مائدہ آیت ۲۴)

قوم نے جواب دیا کہ اے موسیٰؑ! جب تک وہ وہاں ہیں تب تک تو ہم ہرگز وہاں جائیں گے ہی نہیں تو آپ اور تمہارا پروردگار جا کر دونوں ہی لڑ بھڑ لو ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

یعنی سختی کے وقت خدا کے دین پر قائم نہیں رہتے رسولوں کی پیروی سے انکار کر جاتے ہیں جہاد سے جی چراتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دُعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں دُعا فرمائی:

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ

(پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۲۵)

موسیٰ کہنے لگے خدایا! مجھے تو بجز اپنے اور میرے بھائی کے کسی اور پر کوئی اختیار نہیں پس تو ہم میں اور ان نافرمانوں میں فیصلہ اور فرق کر دے۔

دُعا کی قبولیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر کہا:

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ

ارشاد ہوا کہ اب زمین ان پر چالیس سال تک حرام

سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ (پ۶ سورۂ مائدہ آیت نمبر ۲۶)

کر دی گئی ہے۔ یہ خانہ بدوش ادھر ادھر سرگرداں پھرتے رہیں گے۔ سو تو ان فاسقوں کے بارے میں غمگین نہ ہوتا۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تو اپنی قوم بنی اسرائیل پر غم و رنج نہ کر وہ اسی جیل خانہ کے مستحق ہیں۔ چنانچہ امام ابن جریرؒ نے بھی اسی قول کو پسند کیا ہے۔ "اَرْبَعِیْنَ سَنَةً" میں فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ حال ہے اور بنی اسرائیل کی یہ جماعت چالیس برس تک اسی میدان تیہ میں سرگرداں رہی۔

اکثر لوگ اٹکل پچو اور اپنے اندازے سے بات بنا لیتے ہیں

چنانچہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (پ۸ سورہ انعام آیت ۱۱۶)

اور اگر تو ان لوگوں کے کہنے پر چلے جو دنیا میں زیادہ ہیں تو وہ تجھ کو خدا کی راہ سے بہکا دیں گے۔ یہ لوگ صرف اپنے خیال پر چلتے ہیں اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ جو اس دنیا میں رہتے ہیں صرف اپنے خیال پر چلتے ہیں اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ بہت زیادہ لوگ پہلوں میں سے بھی ایسے ہی گزرے ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ (پ۲۳ سورہ صافات آیت ۷۱)

اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے ان سے پہلے بہت زیادہ پہلوں میں سے

اگرچہ آپ حرص کریں اکثر لوگ مومن نہیں ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (پ۱۳ سورہ یوسف آیت ۱۰۳)

اگرچہ آپ حرص کریں۔ اکثر لوگ مومن نہیں ہیں۔

یعنی ایسے لوگ اپنے خیال کے پیچھے اٹکل پچو سے چلتے ہیں۔ اندازے سے باتیں بنا لیتے ہیں۔ آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے دوسروں کو سنایا ہے۔

لوگوں کا مال کھانے والے عالم اور درویش

وہ تمہارا مال بھی کھائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھی روکیں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

اے ایمان والو اکثر علماء اور عابد لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور راہِ خدا سے روک دیتے ہیں۔

بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
(پ سورۂ توبہ آیت ۳۴)

یعنی لفظ کثیر دال ہے

اس امر پر کہ تھوڑے علماء ایسے بھی ہیں جو ایسا مال نہیں کھاتے اور حق کو باطل سے نہیں ملاتے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (پارہ ۲۲ سورہ فاطر رکوع ۱۶ آیت ۲۸)	اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے عالم لوگ۔

دشمن کے مقابلہ میں متفرق طور پر یا اکٹھے نکلنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا (سورۃ النساء آیت ۷۱)	اے ایمان والو! پکڑو تم اپنے بچاؤ کا سامان پس نکلو تم جدا جدا فوج ہو کر یا اکٹھے۔

اب اس آیت میں جہاد کا حکم فرمایا گیا ہے جو سب سے مشکل اطاعت ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ (پ البقرہ آیت ۱۹۳)	اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد اور ہو وے دین واسطے اللہ کے پس اگر باز رہیں پس نہیں زیادتی کرنا مگر اوپر ظالموں کے۔

ہم کو حکم ربانی پر عمل کرتے ہوئے اللہ کا دین قائم کرنے اور فتنہ و فساد ختم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ اگر ظالم لوگ دین حق کو تسلیم کریں تو پھر زیادتی کرنے کی ضرورت نہیں مگر ظالموں کو چھوڑنے کی اجازت نہیں جب تک وہ اپنے ظلم سے تائب نہ ہوں

نیز دنیا کی ہر شے اللہ اور اس کے رسول کی محبت پر قربان کر دینی چاہیے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ	(اے پیغمبر انہیں) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے کنبے دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (پ۱۰ - توبہ ۲۴)

اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن (میں رہنے) کو تمہارا جی چاہتا ہے (اگر یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کے رستے میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو (ذرا) صبر کرو، یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے وہ (تمہارے سامنے) لا موجود کرے اور اللہ ان لوگوں کو جو (اس کے حکم سے) سرتابی کریں ہدایت نہیں دیا کرتا۔

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کیفیت یہ ہو کہ اقسام مذکورہ کی محبت غالب ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت مغلوب ہو تو پھر اس کے عذاب کا انتظار کرو اور یہ تمام رشتہ داریاں فائدہ بخش نہیں ہوں گی اور تم سب اللہ کے حضور اکیلے اکیلے پیش ہو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۔ (پ۱۶ آیت ۹۵ سورۃ مریم)

اور سارے کے سارے قیامت کے دن اللہ کے سامنے اکیلے اکیلے پیش ہونے والے ہیں۔

جب آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا تو اس کے پاؤں جنبش نہ کر سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں دریافت نہ کیا جائے گا جیسا کہ حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن آدمی کے پاؤں جنبش میں نہ آئیں گے جب تک اس سے یہ پانچ باتیں دریافت نہ کر لی جائیں گی اس سے پوچھا جائے گا کہ اپنی عمر کو اس نے کس کام میں صرف کیا اپنی جوانی کس کام میں ختم کی مال کیونکر کمایا اور کیوں کر خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا تھا اس کے موافق کیا عمل کیا (ترمذی)

یہ حدیث غریب ہے

یہ بات قابلِ غور ہے

اگر آدمی عمل نہیں کرتا تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایک مثال دے کر انسان کو خبردار کر دیا ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ سورۃ جمعہ پ آیت ۵

ان لوگوں کی مثال جن پر توریت لادی گئی پھر انہوں نے نہ اٹھائی گدھے جیسی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں لے جاتا ہے ان لوگوں کی بری مثال ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آدمی عمل نہیں کرتا تو وہ گدھے جیسا ہے اور وہ ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

ہدایت کے بعد گمراہی ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىھُمْ حَتّٰي يُبَيِّنَ لَھُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(پ۱۱ رکوع ۳ توبہ ۱۱۵)

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے پیچھے گمراہ کر دے جب تک ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ میں عادل ہوں کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا مگر بعد ابلاغ رسالت کے تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔

اللہ نے کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیا جیسا کہ ،

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ،

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَي اللّٰهِ حُجَّةٌ

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ

بَعۡدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا۔ لوگوں کے لیے اللہ پر رسول بھیجنے کے بعد کوئی حجت نہ رہ سکے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے (اس نے کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیا)

(پ ۶ ع ۳ سورۃ النساء ۱۶۵)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے خوشخبری دیتا ہے اس کے بعد ڈراتا ہے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اے اللہ ہم کو کیوں عذاب کرتا ہے۔

نوٹ:

جواب دہندہ نے غور و فکر کرکے جن آیات و احادیث سے استدلال کرکے جواب تحریر کیا ہے اس کی تصدیق بھی ضروری ہے کیوں کہ ہر عالم سے بڑا عالم موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ

(سورۃ یوسف آیت نمبر ۷۶)

لہٰذا علماء کرام سے رجوع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے علم کے مطابق اس جواب پر تبصرہ فرمائیں کہ جواب درست ہے یا غلط ہے؟

تصدیق از مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حق معلوم کرنے اور اس کی اشاعت کے لیے ایک مکان ہی نہیں اپنی جان و مال بیچ ڈالنا عین ایمان کا تقاضا ہے

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ۔ کہ تحقیق نماز میری اور عبادتیں میری اور زندگی میری اور موت میری واسطے اللہ پروردگار عالموں کے ہے

الْعٰلَمِیْنَ۔ (پ سورۃ انعام آیت ۱۶۲)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۰۷ پ)

اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی زندگیاں اس پر واضح ثبوت ہیں۔

لہٰذا یہ جواب نہایت صحیح ہے۔

محمد حسین شیخوپوری

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس توفیق سے نوازے۔ ۲۵ اپریل ۱۹۸۵ء

تصدیق از حکیم محمود بن مولانا محمد اسمٰعیل سلفی مرحوم گوجرانوالہ

جواب دہندہ نے عظمت اور استقامت کی بہترین مثال پیش کی ہے۔ مصائب و مشکلات سے گھبرائے بغیر تلاش حق کی کوشش کی ہے اور بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔

دلائل نہایت مضبوط اور دنداں شکن ہیں

اور خدا کا وعدہ ہے کہ استقامت کرنے والے لوگوں کے فرشتے مددگار ہوتے ہیں

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ج (پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۳۰، ۳۱)

ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔

جواب دہندہ بڑا انتھک آدمی ہے اور بڑی سے بڑی آزمائش کی برداشت رکھتا ہے۔ اور اللہ فرماتے ہیں:

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا (پ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۴)

لگی ان کو فقیری اور بیماری اور ہلائے گئے

کی کیفیت بھی اگر پیدا ہو جائے تو اسے گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہے اللہ نے اسے احقاق حق کی توفیق دی جس سے کہ بڑے بڑے ذمہ دار بھی پہلو تہی کر لیتے ہیں حالانکہ بڑے بڑے عالموں پر بڑی ذمہ داری ہے مگر یہ مرد درویش اسی دھن میں مگن اللہ کے دین کی نصرت میں لگا ہوا ہے۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء ۸۵/۴/۲۲ حکیم محمود بن مولانا محمد اسمٰعیل سلفی مرحوم گوجرانوالہ

تصدیق از جناب حافظ محمد الیاس صاحب اثری گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

جواب دہندہ نے

۱۔ جن آیات و احادیث اور دلائل وبراہین سے جواب تحریر کیا ہے ان میں تقوی کا انتہائی اونچا معیار مذکور ہے۔ اعلاء کلمۃ الحق کے لیے اور فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کے لیے جو بھی کسی آدمی سے ہوسکے اس کو کرنا ہی چاہیے ورنہ بصورت دیگر عنداللہ سزا کا مستحق ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال واعمال سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ تبلیغ حق اور ادائیگی فرض کے لیے سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے۔

قلت کی وجہ سے استیعاب واستقصاء سے گریز کرتا ہوں ورنہ دلائل وبراہین تو بہت ہیں، لکھنے کے لیے کافی وقت درکار ہے۔

اللہ تعالیٰ جواب دہندہ کو دین کی مزید خدمت کا موقعہ دیں اور اس کے معاونین کو بھی تبلیغ دین کے فریضہ سے سبکدوش ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔ واللہ اعلم

محمد الیاس صاحب اثری مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ ۸۵/۴/۲۱

تصدیق از جناب حافظ امین بن عبدالرحمٰن انصاری گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت علامہ حافظ محمد الیاس صاحب اثری مدظلہ العالی کا تبصرہ وتصدیق بالکل درست اور صحیح ہے

امین بن عبدالرحمٰن انصاری مدرس جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ

۸۵/۴/۲۱

صاحب مال لوگوں کے مال میں حصہ دار

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾

اور جن کے مالوں میں حصّہ ہے مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی

(پارہ ۲۹ سورۃ المعارج ۲۴-۲۵)

قرآن مجید میں قارون کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے کہ

وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ﴿﴾ وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ ۔

(پ ۲۰ سورۃ قصص آیت نمبر ۷۶-۷۷)

ہم نے اسے اس قدر خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقت ور لوگ بہ مشکل اس کی کنجیاں اُٹھا سکتے تھے۔ ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اترا مت۔ اللہ تعالیٰ، اترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصّے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی سلوک کرتا رہ۔

مال کو خرچ کرنا ربّ کا حکم ہے

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ (پ ۲ سورۃ بقرہ)

اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے اپنا پیسہ ناطے والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں پر اور گردنیں چھڑانے میں خرچ کیا

مال کی محبت سے غفلت کا شکار نہ ہونا ـــ اللہ تعالیٰ نے خبردار کر دیا ہے

قرآن مجید میں ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ (پ ۳۰ ۔ سورۃ تکاثر آیت ۱، ۲)	غافل کیا تم کو کثرتِ مال نے یہاں تک کہ ملو تم قبروں سے

یعنی بسا اوقات بے پناہ دولت انسان کی تباہی کا موجب بن جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قارون اور اس کے محل کو مع خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا۔

قرآن مجید میں ابولہب کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے کہ

مَا اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ؕ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ ۖ وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۠ (پ ۳۰ ۔ سورۃ اللہب آیات ۲ تا ۵)	اس کا مال اور اس کی کمائی کچھ اس کے کام نہ آئی۔ وہ عنقریب شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی جورو (عورت) بھی جو لکڑیاں اٹھائے پھرتی ہے اس کی گردن میں چھال کی رسی ہے۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ قیامت کے دن اس کے گلے میں آگ کی رسی ہو گی جو ہمیشہ اس کے گلے میں پڑی رہے گی۔ (ابن کثیر)

جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ؛

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پ ۱۰ ، سورۃ توبہ آیت ۴۱)	اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔

جہاد کی قسمیں

جہاد کے چار مرتبے ہیں

فَالْجِهَادُ أَرْبَعُ مَرَاتِبَ جِهَادُ النَّفْسِ وَجِهَادُ الشَّيْطٰنِ وَجِهَادُ الْكُفَّارِ وَجِهَادُ الْمُنَافِقِيْنَ

جہاد کے چار مرتبے ہیں۔ نفس کا جہاد، شیطان کا جہاد، کفار کا جہاد اور منافقین کا جہاد

نفس کے جہاد کے چار مرتبے

فَجِهَادُ النَّفْسِ أَرْبَعُ مَرَاتِبَ أَيْضًا

پھر نفس کے جہاد کے بھی چار مرتبے ہیں

۱ پہلا مرتبہ

إِحْدٰهَا أَنْ يُّجَاهِدَهَا عَلٰى تَعَلُّمِ الْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ الَّذِيْ لَا فَلَاحَ لَهَا وَلَا سَعَادَةَ فِيْ مَعَاشِهَا وَمَعَادِهَا إِلَّا بِهٖ وَمَتٰى فَاتَ عِلْمُهٗ شَقِيَتْ فِي الدَّارَيْنِ -

ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہدایت اور دینِ حق سیکھنے پر اسی سے جہاد کرے وہ دینِ حق کہ اس کے بغیر نہ تو زندگی میں اس کے لیے کامیابی ہے اور نہ آخرت میں سعادت ہے اور جب اس کو دینِ حق کا علم نہ ہو تو وہ دنیا و آخرت میں ناکام ہو گیا

۲ دوسرا مرتبہ

اَلثَّانِيَةُ أَنْ يُّجَاهِدَهَا عَلَى الْعَمَلِ بِهٖ بَعْدَ عِلْمِهٖ وَإِلَّا فَمُجَرَّدُ الْعِلْمِ بِلَا عَمَلٍ إِنْ لَّمْ يَضُرَّهَا لَمْ يَنْفَعْهَا -

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ دینِ حق کو جاننے کے بعد اس کے ساتھ عمل کرنے پر اس سے جہاد کرے ورنہ صرف علم اگرچہ اس کو نقصان نہیں پہنچاتا تو اس کو نفع بھی نہیں دیتا۔

۳ تیسرا مرتبہ

اَلثَّالِثَةُ أَنْ يُّجَاهِدَهَا عَلَى الدَّعْوَةِ إِلَيْهِ وَتَعْلِيْمِهٖ مَنْ لَّا يَعْلَمُهٗ وَإِلَّا كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ

تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ اس دینِ حق کی طرف دعوت دینے اور انجان شخص کو دینِ حق سکھانے پر اس سے جہاد کرے ورنہ وہ ان لوگوں سے ہو جائے گا جو اللہ

مِنَ الْهُدٰی وَالْبَیِّنَاتِ وَلَا یَنْفَعُہٗ عِلْمُہٗ وَ لَا یُنْجِیْہِ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ۔

کی نازل کردہ ہدایت اور واضح دلائل کو چھپاتے ہیں اس کو اسکا علم نفع نہ دیگا اور نہ اسکو عذابِ الٰہی سے نجات دیگا

۴ چوتھا مرتبہ

اَلرَّابِعَۃُ۔ اَنْ یُّجَاهِدَهَا عَلَی الصَّبْرِ عَلٰی مَشَاقِّ الدَّعْوَۃِ اِلَی اللّٰہِ وَیَتَحَمَّلُ ذٰلِکَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ

چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت میں جو تکلیفیں پہنچیں ان پر صبر کرے اور ان تمام مشقتوں کو اللہ کے لیے برداشت کرے۔

اور شیطان سے جہاد کے دو مرتبے ہیں

۵ پہلا مرتبہ

اِحْدٰهُمَا جِهَادُہٗ عَلٰی دَفْعِ مَا یُلْقِیْ اِلَی الْعَبْدِ مِنَ الشُّبُهَاتِ وَالشُّکُوْکِ الْقَادِحَۃِ فِی الْاِیْمَانِ۔

پہلا یہ کہ شیطان سے ان شکوک وشبہات کے دفع کرنے پر جہاد کرے جو وہ بندے کی طرف ڈالتا ہے اور وہ شکوک وشبہات ایمان میں قادح ہیں

۶ دوسرا مرتبہ

اَلثَّانِیَۃُ جِهَادُہٗ عَلٰی دَفْعِ مَا یُلْقِیْ اِلَیْہِ مِنَ الْاِرَادَاتِ الْفَاسِدَۃِ وَالشَّهَوَاتِ فَالْجِهَادُ الْاَوَّلُ یَکُوْنُ بَعْدَہُ الْیَقِیْنُ وَالثَّانِیْ یَکُوْنُ بَعْدَہُ الصَّبْرُ قَالَ تَعَالٰی وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّۃً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ۔ فَاَخْبَرَ اَنَّ اِمَامَۃَ الدِّیْنِ اِنَّمَا تُنَالُ بِالصَّبْرِ وَالْیَقِیْنِ فَالصَّبْرُ یَدْفَعُ الشَّهَوَاتِ وَالْاِرَادَاتِ الْفَاسِدَۃَ وَالْیَقِیْنُ یَدْفَعُ الشُّکُوْکَ وَالشُّبُهَاتِ۔

دوسرا مرتبہ یہ کہ شیطان سے ان فاسد ارادوں اور شہوات کے دفع کرنے پر جہاد کرے جو وہ بندے کی طرف ڈالتا ہے۔ پہلے جہاد کے بعد یقین اور دوسرے جہاد کے بعد صبر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بنایا ہم نے ان میں سے اماموں کو جو ہمارے دین کی راہنمائی کرتے ہیں (السجدہ ع ۲) جب انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں کے ساتھ یقین رکھتے تھے۔ پس اللہ نے خبر دی ہے کہ دین کی امامت صرف صبر اور یقین کے ساتھ حاصل کی جاسکتی ہے۔ صبر خواہشات اور فاسد ارادوں اور یقین شکوک وشبہات کو دفع کرتا ہے

وَاَمَّا جِهَادُ الْکُفَّارِ وَالْمُنَافِقِیْنَ فَاَرْبَعُ مَرَاتِبَ

اور کفار اور منافقین سے جہاد کے چار مرتبے ہیں

۷۔ پہلا مرتبہ	اَلْاَوَّلُ بِالْقَلْبِ	پہلا دل کے ساتھ جہاد

۸۔ دوسرا مرتبہ	اَلثَّانِي بِاللِّسَانِ	دوسرا زبان کے ساتھ جہاد
۹۔ تیسرا مرتبہ	اَلثَّالِثُ بِالْمَالِ	تیسرا مال کے ساتھ جہاد
۱۰۔ چوتھا مرتبہ	وَالرَّابِعُ بِالنَّفْسِ	چوتھا نفس کے ساتھ جہاد

اہل ظلم اور بدعتی لوگوں سے جہاد کے تین مرتبے

وَاَمَّا جِهَادُ اَرْبَابِ الظُّلْمِ وَ الْبِدَعِ وَالْمُنْكَرَاتِ فَثَلَاثُ مَرَاتِبَ

اہل ظلم اور بدعتی لوگوں سے جہاد کے تین مرتبے ہیں

۱۱۔ پہلا مرتبہ

اَلْاُوْلٰى بِالْيَدِ اِذَا قَدَرَ

پہلا ہاتھ کے ساتھ اگر وہ طاقت رکھتا ہو۔

۱۲۔ دوسرا مرتبہ

فَاِنْ عَجَزَ اِنْتَقَلَ اِلَى اللِّسَانِ

اگر وہ اس سے عاجز ہو تو زبان کے ساتھ

۱۳۔ تیسرا مرتبہ

فَاِنْ عَجَزَ جَاهَدَ بِقَلْبِهٖ

اگر اس سے بھی عاجز ہو تو پھر دل کے ساتھ یعنی دل سے اس کو برا جانے۔

فَهٰذِهٖ ثَلَاثَ عَشَرَةَ مَرْتَبَةً مِّنَ الْجِهَادِ | یہ جہاد کے تیرہ مرتبے ہیں (زاد المعاد ص ۱۰۹)

اگر جہاد نہ کرو گے تو میرے عذاب کے منتظر رہو

جیسا کہ ارشاد ہے:

اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۔ (پ ۱۰ ۔ سورہ توبہ آیت ۲۴)

تم کو اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو پڑے رہو جب تک اللہ اپنا حکم بھیجے۔

حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے

حضرت ابی امامہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے نہ تو جہاد کیا نہ جہاد کرنے والوں کا سامان درست کیا اور نہ مجاہدین کے اہل وعیال کی خبر گیری کی اس کو قیامت سے پہلے خدا تعالیٰ کسی نہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔ (رواہ ابوداؤد، کتاب الجہاد، مشکوٰۃ شریف فصل ثانی ص ۳۳۱)

خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

۱۔ مجاہدین کی مدد سے یہ کتاب تیار ہوئی ہے۔ جس وقت تک ایک دوسرے کی مدد نہ کی جائے، کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا مشکل ہوتا ہے، لہٰذا مجاہدین نے اس آیت پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب کی تیاری میں مدد فرمائی،

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" (پ ۶ المائدہ)

نیکی اور تقوٰی میں ایک دوسرے کی مدد کرو

جیسے حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ میں فرمایا،

اَيُّهَا النَّاسُ وُلِّيْتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ فَاِنْ اَحْسَنْتُ فَاَعِيْنُوْنِيْ وَاِنْ صَرَفْتُ فَقَوِّمُوْنِيْ اَطِيْعُوْنِيْ مَا اَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنْ عَصَيْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَا طَاعَةَ لِيْ عَلَيْكُمْ۔

(اتمام الوفا، خضری ص ۱۹)

اے لوگو، میں تمہارا خلیفہ بنایا گیا ہوں اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں اچھا کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اور اگر اس سے اعراض کروں تو مجھے سیدھا کرو میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہوں۔ پس اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت نہ کرو۔

۲۔ ہر انسان اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتا ہے اور ہم نے بھی اپنی طاقت کے مطابق کوشش کی ہے۔ حکم خداوندی ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (پ ۱۰ الانفال)

اور جہاں تک تم سے ہو سکے اپنا زور تیار رکھو

۳۔ **امیر ہو یا مامور دونوں پر وعظ کرنا ضروری ہے**

حدیث میں ہے:

"بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً" (بخاری ص ۴۹۱ ج ۱)

پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو!

اس حدیث کے پیش نظر قیامت تک ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حق کا پیغام اپنی طاقت کے مطابق دوسروں تک پہنچائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَوۡلَا يَنۡهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ عَنۡ قَوۡلِهِمُ الۡاِثۡمَ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ (پ ۶، المائدہ ۶۳)

ربّ والے اور علما لوگوں کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے اپنے بندوں کو اور عالموں کو، اگر کوئی جھوٹ بولے یا حرام کھائے تو ان لوگوں کو منع کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

۴۔ علم جو ہوتا ہے وہ کسی کا ورثہ نہیں ہوتا۔ ہاں جس کے پاس علم ہو تو بیان کرنے کا اس کو حق پہنچتا ہے۔ اگر حق بیان کرے گا تو باطل کا سر توڑے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَى الۡبَاطِلِ فَيَدۡمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ۔ (پ ۱۷ الانبیاء ۱۸)

ہم حق کو پھینکتے ہیں اوپر باطل کے پس سر توڑتا ہے اس کا تو وہ فنا ہو جاتا ہے۔

حق و باطل کی پہچان وہ کرتا ہے جس کے پاس علم ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ (پ ۱۳ یوسف)

ہر ایک عالم کے اوپر ایک علم والا جاننے والا ہوتا ہے۔

یعنی وہ اپنے علم کو ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر۔

۵۔ سب مسلمانوں کا ایک ہی اللہ، ایک ہی آخری رسولؐ اور ایک ہی کعبہ شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، جو لوگ حق بات کو بیان نہیں کرتے علم کو چھپاتے ہیں۔ وہ ملعون ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ وَالۡهُدٰى مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الۡكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ۔

(پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۹)

جو ہم نے اپنی قدرت کی کھلی نشانیاں اور ہدایت کی باتیں اتاریں اب اس کے بعد جو لوگ ان کو چھپاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں (یعنی ایسا کرنے والا ملعون ہے)

البینات سے مراد واضح دلائل اور الھدیٰ سے احکام شریعت مراد ہیں، ہر شخص کے لیے وعید ہے، جو حق کو جانتے ہوئے کسی دنیاوی مفاد کے لیے اسے چھپائے رکھتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس شخص سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا اور اس نے اسے جانتے بوجھتے چھپایا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴)

علم آنے کے بعد لوگوں کی خواہشوں پر چلنے والوں کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ"

(پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۰)

کہہ دے اللہ کی راہ وہی سچی راہ ہے اور اگر علم آنے کے بعد تو اُن کی خواہشوں پر چلے تو اللہ تعالیٰ سے تیرا حمایتی اور بچانے والا کوئی نہیں ہے۔

اس آیت میں سخت وعید ہے، اگر تم نے اپنے مشن کو چھوڑ دیا تو سمجھ لو کہ بس تمہارے لیے کوئی بچانے پناہ نہیں ہوگی۔

اس آیت کے مخاطب گو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر پوری امت کے اہلِ علم حضرات کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں بلکہ جو علم آیا ہے اس پر عمل کریں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کا حکم وحی سے ہوتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو دعوت دی تو جو لوگ قیامت کے دن پر امید نہ رکھتے تھے، انہوں نے مطالبہ کیا:

قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ

کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسے ہی بدل ڈالو۔

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

(پ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۱۵)

کہہ دے میرا کیا مقدور ہے جو کہ میں اپنی طرف سے بدل ڈالوں میں تو حکم کا تابعدار ہوں جو مجھ پر آتا ہے میں اگر اپنے مالک کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

اللہ کا کلام بدلنا حرام ہے، اگر بدلے گا تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں شامل ہوگا:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ (پ ۲۹ سورۃ الحاقۃ آیت ۴۴ تا ۴۸)

اور اگر پیغمبر کوئی بات ہم پر باندھ لیتا، جھوٹ بنا لیتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے، پھر تم سے کوئی اسکو اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا۔ اور بلاشبہ قرآن

پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔

یعنی گردن کی وہ رگ جو دل سے ملتی ہے اور اس کے کٹنے سے آدمی فوراً مرجاتا ہے۔
یہ نصیحت پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ اگر کوئی آدمی غلط بیانی کرتا ہے تو اس کے لیے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم عبرت ناک ہے۔ اس لیے ہر آدمی کو چاہیے کہ جب کوئی مسئلہ بیان کرے تو اس کی تحقیق کرے اگر بغیر تحقیق کے بیان کرے گا تو وہ شخص اپنا بوجھ بھی اٹھائے گا اور دوسرے لوگوں کا بھی جن کو اس نے گمراہ کیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لِيَحْمِلُوٓا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ (پ ۱۴: سورۃ النحل)

آخر وہ اپنے پورے بوجھ قیامت کے دن اٹھائیں گے اور جن لوگوں کو بے جانے بوجھے گمراہ کرتے ہیں ان کے بھی بوجھ اٹھائیں گے۔ سن لو! کیا برا ہے جو بوجھ وہ اٹھاتے ہیں۔

یعنی بغیر علم کے بات کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واضح کر دیا ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ جب وہ کوئی بات کرے تو اس کی تحقیق کرے، ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کرے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے اپنا بوجھ اٹھالے اور دوسروں کا بھی۔ اس مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے جو شخص لوگوں کے لیے کسی اچھے طریقے کی رسم چھوڑ جائے۔ اس کے لیے اپنا اجر ہے اور جتنے لوگ اس کی پیروی کریں گے ان کا بھی اسے اجر ملے گا اور جو شخص بری رسم کی بنیاد ڈالے گا اسے اس کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا بوجھ بھی اس پر پڑے گا جو اس پر عمل کریں گے۔ (ابن کثیر و مسلم شریف ص ۳۴۱ ج ۲ و مشکوٰۃ ص ۲۹، ۳۰)

انسان کا اس کی خلقت سے پہلے کوئی وجود ہی نہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّإِمَّا كَفُوْرًا ۝ (پ ۲۹: سورۃ الدھر ۱ تا ۳)

یقیناً انسان پر زمانہ کا وہ وقت بھی گزر چکا ہے، جبکہ یہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔ بلاشبہ ہم نے انسان کو پیدا کیا نطفے سے امتحان کے لیے پیدا کیا اور اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔ ہم نے اسے راہ دکھائی۔ اب خواہ وہ شکر گزار رہے خواہ ناشکرا۔

اس آیت میں ذکر کیا ہے کہ انسان اس سے پہلے قابلِ ذکر نہ تھا۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا۔ حضرت جابرؓ کی روایت سے حضورؐ کا یہ فرمان ہے کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ زبان چلنے لگتی ہے۔ پھر یا تو شکر گزار بنتا ہے یا ناشکرا۔ مسند احمد میں حدیث ہے کہ جو نکلنے والا نکلتا ہے اس کے دروازے پر دو جھنڈے ہوتے ہیں۔ ایک فرشتہ کے ہاتھ میں دوسرا شیطان کے ہاتھ میں۔ پس اگر وہ اس کام کے لیے نکلا جو خدا کی مرضی کا کام ہے تو فرشتہ اپنا جھنڈا لیے ہوئے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے اور یہ واپسی تک فرشتے کے جھنڈے تلے ہی رہتا ہے۔ اور اگر یہ خدا کی ناراضگی کے کام کے لیے نکلا ہے تو شیطان اپنا جھنڈا لگائے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے اور واپسی تک یہ شیطانی جھنڈے تلے رہتا ہے۔ (ابنِ کثیر)

آپؐ غارِ حرا میں خدائے واحد کی عبادت کر رہے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیلؑ وحی لے کر آتے اور آپؐ سے کہا اِقْرَأْ "پڑھیے"! آپؐ نے فرمایا، مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ "میں پڑھا ہوا نہیں" جبرائیلؑ نے کئی بار زور زور سے دبایا اور بار بار یہی لفظ اِقْرَأْ کہا، آپ وہی مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ جواب دیتے رہے۔ تیسری مرتبہ جبرائیلؑ نے زور سے دبایا، کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ الخ یعنی اپنے رب کے نام کی برکت اور مدد سے پڑھیے۔ غرض آپؐ کو پڑھایا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ٥ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ٥ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٥ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ٥

(پ ۳۰ ؛ سورہ علق ۱تا۵)

اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔

پس قرآنِ کریم میں باعتبار نزول کے سب سے پہلی آیتیں یہی ہیں، یہی پہلی نعمت ہے جو خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام کی اور یہی وہ پہلی رحمت ہے جو اس ارحم الراحمین نے اپنے رحم و کرم سے بہلیں دی۔ اس میں تنبیہ ہے انسان کی اوّل پیدائش پر کہ وہ ایک جمے ہوئے خون کی شکل میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ احسان کیا کہ اسے اچھی صورت میں پیدا کیا۔ پھر علم جیسی اپنی خاص نعمت اسے مرحمت فرمائی اور وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا علم ہی کی برکت تھی کہ کل انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں میں بھی ممتاز نظر آئے۔ علم کبھی تو ذہن میں ہی ہوتا ہے اور کبھی زبان پر ہوتا ہے اور کبھی کتابی صورت میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس علم کی تین قسمیں ہوئیں۔

ذہنی، لفظی اور رسمی، اور رسمی علم ذہنی اور لفظی کو مستلزم ہے۔ لیکن وُہ دونوں اسے مستلزم نہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ پڑھ تیرا رب تو بڑے اکرام والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ اور آدمی کو جو وُہ نہیں جانتا تھا معلوم کرا دیا۔ (ابن کثیر)

الغرض علم کے تین مقام ہیں،

۱۔ ذہنی علم کے متعلق

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

• اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱)

جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں، مالک ہمارے تو نے یہ سب بے کار نہیں بنایا

یعنی يَتَفَكَّرُوْنَ سے مراد غور و فکر ہے۔ ہر چیز میں عبرت و نشانی نظر آتی ہے۔ علم کبھی تو ذہن میں ہی ہوتا ہے۔

۲۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ (پ ۲۷، الرحمٰن آیت ۴)

اس کو بولنا سکھایا

یعنی ہدایت و ضلالت ایمان و کفر اور دُنیا و آخرت کی باتیں سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔ علم کبھی زبان پر ہوتا ہے۔

۳۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ (پ ۲۶ سورۃ ق آیت ۴۵)

تو قرآن سے ان لوگوں کو نصیحت کر جو میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

یعنی باقی رہے وُہ لوگ جن کے دلوں میں ڈر نہیں ہے آپ کا کام انہیں زبردستی مسلمان بنا لینا نہیں ہے آپ کے ذمہ صرف ان تک ہمارا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اس کے بعد یہ مانیں تو اپنا بھلا کریں گے اور نہیں مانیں گے تو اپنی شامت خود بلائیں گے۔ علم کتابی صورت میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ علم کے تین مقام ہیں اس لیے فرمایا کہ پڑھ۔ تیرا رب تو بڑے اکرام والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور آدمی کو جو وُہ نہیں جانتا تھا معلوم کرا دیا۔

قرآن کی بذریعہ وحی کے ہم نے آپ کو خبر دی ہے کہ اس سے پہلے آپ کتاب کو اور ایمان کو نہیں جانتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ (پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲)

اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے رُوح کو اتارا ہے تو اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے؛ لیکن ہم نے اسے نور بنا کر اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہا ہدایت کر دی، بیشک تو راہ راست کی راہبری کر رہا ہے۔

یعنی رُوح سے مراد قرآن بھی ہے اور حدیث بھی۔ ایمان سے مراد ارکان ایمان ہیں جیسے نماز روزہ زکوٰۃ، حج وغیرہ احکام اسلام۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (پ ۲، سورۃ البقرۃ-۱۴۳)

اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ضائع کرے ایمان تمہارا۔

نماز نیت، قول اور عملِ جوارح پر مشتمل ہے اور ان تینوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ اس لیے نماز کو ایمان فرمایا، قرآن کو نور بنایا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم اپنے ایماندار بندوں کو راہِ راست دکھلائیں۔ صراطِ مستقیم کی تشریح کی اور فرمایا اسے شرع مقرر کرنے والا خود خدا تعالیٰ ہے جس کی شان یہ ہے کہ آسمانوں، زمینوں کا مالک اور رب وہی ہے ان میں تصرّف کرنے والا اور حکم چلانے والا بھی وہی ہے۔ کوئی اس کے کسی حکم کو ٹال نہیں سکتا۔

۱۰۔ **یقین کے درجات کے بارے میں امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛**

"اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۚ (پ ۲۷، الواقعہ-۹۵)

حق الیقین، عین الیقین اور علم الیقین کی تفسیر میں لوگوں نے جو اقوال پیش کیے ہیں وہ مشہور ہیں، ان میں ایک قول یہ ہے کہ؛

"علم الیقین، علم کے اس درجہ کا نام ہے جو کسی شخص کو کسی بات کے سننے، کسی دوسرے شخص کے بتلانے اور کسی بات میں غور اور قیاس کرنے سے حاصل ہو۔ پھر جب وہ اس چیز کا آنکھوں سے مشاہدہ اور معائنہ کر لے گا تو اسے "عین الیقین" حاصل ہو جائے گا اور جب دیکھنے کے بعد اسے چھوئے گا، اسے محسوس کرے گا اسے چکھے گا اور اس کی حقیقت کو پہچان لے گا تو اسے "حق الیقین" حاصل ہو جائے گا۔ پہلے درجہ علم کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کو کسی نے خبر دی کہ فلاں جگہ شہد ہے تو اس نے خالی اس کی تصدیق، یا مکھیوں کا چھتہ اور اسی قسم کے اور نشان کو

دیکھا تو نتیجہ نکال لیا کہ وہاں شہد ہو گا۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ شہد والے کو دیکھ لے اور اس کا مشاہدہ اور معائنہ کر لے یہ مقام پہلے سے اعلیٰ ہے۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ (مسند احمد بحوالہ فیض القدیر شرح جامع صغیر ج ۵ ص ۳۵۷) یعنی جو شخص صرف کان سے سن لے وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو آنکھ سے بھی دیکھ لے۔ تیسرے درجہ کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے شہد کو چکھ لیا اور اس کے مزہ اور شیرینی کو محسوس کیا یہ بات سب کو معلوم ہے کہ یہ درجہ اپنے سے پہلے درجہ یعنی "عین الیقین" سے بڑھ کر ہے۔ اسی لیے اہلِ معرفت جب حق الیقین کا لفظ بولتے ہیں تو اس شوق اور وجد کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو انہیں حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَنْ کَانَ یُحِبُّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَمَنْ کَانَ یَکْرَہُ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ۔ (مشکوۃ ص ۱۲، بخاری ج ۱ ص ۷، مسلم ج ۱ ص ۴۹)

جس شخص میں تین چیزیں ہوں اس نے ایمان کی حلاوت پالی، وہ شخص جو اللہ اور رسول کو باقی تمام چیزوں سے بڑھ کر دوست رکھتا ہے، وہ شخص جو کسی شخص سے صرف اللہ کی خاطر دوستی رکھے اور وہ شخص جسے اللہ نے کفر سے نکال لیا ہو اور وہ کفر میں لوٹ جانے کو ایسا برا جانتا ہو جس طرح آگ میں ڈال دیے جانے کو۔

نیز فرمایا:

ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۷)

اس شخص نے ایمان کا مزہ پا لیا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین برحق ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوا۔

ایمان اور ذوق کے تین درجے

اہلِ ایمان کو جو ایمان کی شیرینی اور مزہ حاصل ہوتا ہے اس میں لوگوں کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ کسی شخص کو صرف اتنا ہی معلوم ہو کہ ذوق اور ایمان کوئی چیز ہے۔ مثلاً اسے شیخ نے بتلایا کہ ذوق ایک درجے کا نام ہے تو اس نے اُسے سچ سمجھا یا اہلِ معرفت نے اپنے متعلق جو باتیں لکھی ہیں وہ اُن تک پہنچ گیا، یا اُن کے احوال کی نشانیاں، مثلاً ایسی کرامات دیکھیں جو ذوق پر دلالت کرتی ہیں۔ دوسرا درجہ

اس شخص کا ہے جس نے اس ذوق کا مشاہدہ کیا جن سے معلوم ہو کہ لوگ ارباب ذوق اور شوق ہیں۔ تو اگرچہ اس شخص نے درحقیقت اس حالت کو نہیں پایا، تاہم ایسی چیز کو تو دیکھ لیا جو اس حالت پر دلالت کرتی ہے اور یہ شخص نسبت اس شخص کے حقیقت سے زیادہ قریب ہے جس نے اُسے دیکھا نہیں بلکہ اس کے متعلق محض خبر حاصل کی ہے اور اہلِ معرفت کی کرامتیں دیکھ کر اس کے وجود کی دلیل پکڑ لی ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ جس ذوق اور شوق کو اس نے دوسروں سے سنا ہے اسے اپنے نفس میں بھی پایا ہو۔

اسی طرح آخرت کے متعلق جن امور کی خبر دی گئی ہے، اس میں بھی لوگوں کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ ان باتوں کا خالی علم ہی ہو، جو انبیاء علیہم السلام کے خبر دینے، یا ان دلائل کے سامنے آجانے سے حاصل ہو جو امورِ آخرت کا عقلی ثبوت ہیں، دوسرا درجۂ علم اس وقت حاصل ہوگا۔ جب لوگ ثواب اور عذاب، بہشت اور دوزخ کو دیکھ لیں گے جن کا انہیں وعدہ دیا جاتا تھا اور تیسرا درجۂ علم اس وقت حاصل ہوگا جب اس ثواب و عذاب کو اپنے جسم پر محسوس کریں گے۔ یعنی بہشتی بہشت میں داخل ہو کر اور دوزخی دوزخ میں جا کر اس چیز کا ذائقہ حاصل کریں گے جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

الغرض ہر چیز میں خواہ وُہ دلوں کے اندر ہو یا دلوں سے باہر پائی جاتی ہو، لوگوں کے یہی تین درجے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس امورِ دنیا میں بھی۔ ایک شخص کو خبر ملتی ہے کہ عشق اس چیز کا نام ہے اور نکاح اس کو کہتے ہیں لیکن اس نے اسے دیکھا اور نہ اس کی لذت کو محسوس کیا تو اسے صرف اس کا علم ہی حاصل ہے۔ پھر اگر اس کا مشاہدہ کر لیا لیکن لذت حاصل نہ کی تو اسے اس کا معائنہ حاصل ہو گیا، اور اگر بنفسہٖ اس کا مزہ چکھ لیا تو اسے اس بات کا ذوق اور تجربہ بھی حاصل ہو گیا۔ اور جس شخص کو کسی چیز کا ذوق نہیں اسے اس حقیقت کی معرفت بھی نہیں کیونکہ الفاظ کے ذریعہ

سے کسی چیز کی صرف مثال دی جا سکتی ہے اور اسے ذہن کے قریب کیا جا سکتا ہے۔ باقی رہی اس کی شناختِ کلی، تو وُہ محض الفاظ کے ذریعہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی، سوائے اس شخص کے جو پہلے اس چیز کو محسوس کر چکا ہو، جس کی تعبیر بیان ہو رہی ہے اور اس کی اچھی طرح شناخت اور تجربہ کر چکا ہو۔ ایسے لوگوں کو اہلِ معرفت اسی لیے کہا جاتا ہے کہ دوسروں کو جس چیز کا علم کسی کے خبر دینے یا خود غور کرنے سے حاصل ہوا ہے انہوں نے اس کی حقیقت کو ذاتی تجربے اور ذوق سے پہچان لیا ہوتا ہے۔

حلاوتِ ایمان

بخاری شریف ص ۳ ج ۱ کی صحیح حدیث میں ہے کہ ہرقل شاہِ روم نے ابوسفیان بن حرب سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کئی ایک باتیں دریافت کی تھیں، ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ "جب کوئی شخص دینِ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو کیا اس سے متنفر ہو کر پھر بھی جاتا ہے؟" ابوسفیان نے جواب دیا "نہیں"! اس پر ہرقل نے کہا، "وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ لَا يَسْخَطُهُ اَحَدٌ" (بخاری ص ۴ ج ۱) "یعنی واقعی ایمان کی شیرینی ایسی ہے کہ جب اس کی تازگی دل میں سرائت کر جاتی ہے تو کوئی شخص بھی اس سے نفرت نہیں کرتا۔

الغرض ایمان جب دل میں رچ جائے اور اس کی تازگی اس میں سرایت کر جائے تو وُہ اس سے کبھی نفرت نہیں کرتا بلکہ اسے پسند کرتا ہے۔ کیونکہ دل میں ایمان کی اس قدر شیرینی، لذت، سرور اور شادمانی ہوتی ہے کہ جس نے اسے محسوس نہیں کیا اس کے سامنے اس کی تعبیر ناممکن ہے۔

لوگ ذوقِ ایمان کے مدارج میں ایک دوسرے سے متفاوت ہیں۔ دل میں جو فرحت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ اس سے ایک قسم کی شگفتگی اور طاعات پر آمادگی پیدا ہوتی ہے جو اس ذوق کے موافق ہوتی ہے اور جب یہ چیز دل میں اچھی طرح رچ جاتی ہے تو دل اس سے کبھی بیزار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

(پ ۱۱، یونس ۵۸)

اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ (یہ قرآن اللہ کا فضل اور اسکی رحمت ہے اور) لوگوں کو چاہیے کہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت یعنی اس قرآن کو پا کر خوش ہوں کہ جن (دنیاوی فائدوں) کے جمع کرنے کے پیچھے پڑے ہیں، یہ ان سے کہیں بہتر ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۔

(پ ۱۳ الرعد ۳۶)

اور (اے پیغمبرؐ) جن (مسلمانوں) کو ہم نے (یہ) کتاب دی ہے وُہ تو جو جو (احکام) تم پر اتارے گئے ہیں سب ہی سے خوش ہوتے ہیں اور دوسرے فرقے اس کی بعض باتوں سے انکار کرتے ہیں۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

(پ ۱۱ التوبۃ ۱۲۴)

اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقوں میں سے بعض لوگ (ایک دوسرے سے) پوچھتے ہیں کہ بھلا اس سورت نے تم میں کس کا ایمان بڑھایا؟ سو جو پہلے سے ایمان رکھتے ہیں اس (سورت) نے ان کا تو ایمان بڑھایا اور وُہ اپنی جگہ خوشیاں مناتے ہیں۔

آخری آیت میں جو اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ اہلِ ایمان قرآن کی سورت کے نازل ہونے سے خوش ہوتے ہیں تو استبشار سے مراد فرحت اور سرور ہے اور یہ فرحت اس لیے ہے کہ وُہ اپنے دلوں میں قرآن کے اترنے سے ایمان کی حلاوت، لذّت اور بشاشت محسوس کرتے ہیں۔ لذت ہمیشہ محبت کے بعد پیدا ہوتی ہے تو جب کوئی کسی چیز سے محبت رکھتا ہے، پھر اسے پالیتا ہے تو اسے اس کی لذت بھی حاصل ہوتی ہے۔

پس ذوق محبوب کو پالینے کا نام ہے۔ لذت ظاہری کی مثال یُوں سمجھنی چاہیے کہ انسان کی پہلے یہ حالت ہوتی ہے کہ کھانے کی اشتہا رکھتا ہے۔ اس وقت اسے کھانے کی محبت ہوتی ہے۔ جب اسے چکھتا اور تناول کرتا ہے تو اس کی لذّت اور حلاوت محسوس کرتا ہے۔ نکاح اور اسی قسم کی اور چیزوں کی لذت بھی ایسی ہے۔

اللہ کی محبّت

خلقت میں کوئی محبت اتنی بڑی، اتنی کامل اور اتم نہیں ہے جسقدر کہ اہلِ ایمان کو اپنے رب سے ہوتی ہے۔ تمام کائنات میں کوئی چیز سوائے اللہ تعالیٰ کے ایسی نہیں جسے بلا واسطہ کسی دُوسری چیز کے محض اس کی اپنی ذات کی خاطر، ہر حیثیت سے دوست رکھا جائے۔ اللہ کے سوا جس سے بھی محبتت کی جائے گی اس کی محبت اللہ کی محبت کے رشتہ سے ہوگی کیونکہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی محبت کی جاتی ہے تو اللہ کی خاطر آپ کی اطاعت کی جاتی ہے تو اللہ کے لیے آپ کا اتباع کیا جاتا ہے تو اللہ کے لیے۔ چنانچہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ‘‘ (پ ۳، آل عمران ۳۱)

اے پیغمبر، ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو، تاکہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔

ایک حدیث میں ہے:

اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ بِهٖ مِنْ نِّعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ۔ (رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب مناقب اہل البیت)

اللہ سے دوستی رکھو اس لیے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں بخشتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو اللہ کی محبت کی خاطر اور میرے اہلبیت سے دوستی رکھو، میری محبت کے رشتہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِ۟قْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ؀ پ۱۰، توبۃ ۲۴)

(اے پیغمبر انہیں) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے کنبے دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن (میں رہنے) کو تمہارا جی چاہتا ہے (اگر یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کے رستے میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو (ذرا) صبر کرو، یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے وہ (تمہارے سامنے) لا موجود کرے اور اللہ ان لوگوں کو جو (اس کے حکم سے) سرتابی کریں ہدایت نہیں دیا کرتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ

تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اپنی اولاد، اپنے باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ میرے

اَجْمَعِیْنَ۔ (بخاری شریف ص، ج ۱، مسلم ص ۴۹ ج ۱)

ساتھ محبت نہ رکھے)

ترمذی وغیرہ کی حدیث میں آیا ہے:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۴)

جو شخص اللہ ہی کی خاطر دوستی رکھے، اللہ ہی کی خاطر دشمنی رکھے، اللہ ہی کی خاطر دے اور اللہ ہی کی خاطر روک رکھے اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط (پ ۲، البقرۃ ۱۶۵)

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا (اوروں کو بھی) شریک (خدا) ٹھہراتے (اور) جیسی محبت خدا سے رکھنی چاہیے ویسی محبت ان سے رکھتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں اُن کو تو سب سے بڑھ کر خدا کی محبت ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ایمانداروں کے اپنے دل میں جس قدر دوسری چیزوں کی، بلکہ ہر مُحب کے دل میں جو اپنے محبوب کی محبت ہو سکتی ہے۔ ان سب سے بڑھ کر ان کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے۔ ہم نے اس موضوع پر متعدد مقام پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ اس جگہ صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اہلِ ایمان کو جو ایمان کی لذت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اور محبت کی مقدار کے موافق۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حلاوت کو محبت کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ۔

تین چیزیں جس شخص میں ہوں وُہ ایمان کی حلاوت پا لیتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت باقی چیزوں سے بڑھ کر ہو کسی شخص کو صرف اللہ کی خاطر دوست رکھے، اور مسلمان ہونے کے بعد کفر میں لوٹ جانے کو ایسا بُرا سمجھے جیسا آگ میں ڈال دیے جانے کو۔

(بخاری شریف ص، ج ۱) تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ یہ دس باتیں مکمل ہوئیں۔ (از افادات ابن تیمیہؒ)

اللہ کی ہدایت
جو مومن کے دل میں ہے

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

(پ ۱۸ سورۃ نور آیت ۳۵)

اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ اسکے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو۔ وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔ خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے۔ گو اسے مطلقاً آگ لگی ہی نہ ہو، نور پر نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے لوگوں کے سمجھانے کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

یعنی اس کا نور رکھنے والے مومن کی مثال جس کے سینے میں ایمان اور قرآن ہے، اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ اولاً اپنے نور کا ذکر کیا، پھر مومن کی نورانیت کا کہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے کی مثال نور کی مثال ہے۔

اللہ کی ہدایت جو مومن کے دل میں ہے۔ اس کی مثال یہ ہے مومن کے دل کے نور کی مثال طاق کی طرح ہے۔ جیسے فرمان ہے کہ ایک شخص ہے جو اپنے رب کی دلیل اور ساتھ ہی شاہد لیے ہوتے ہے۔ الخ

پس مومن کے دل کی صفائی کو بلور کے فانوس سے مشابہت دی اور پھر قرآن اور شریعت سے جو مدد اسے ملتی رہتی ہے اس کی تشبیہ دی زیتون کے اس تیل سے جو خود صاف، شفاف، چمکیلا اور روشن ہے۔ پس طاق اور طاق میں چراغ اور وہ بھی روشن چراغ۔ یہ مثال اللہ تعالیٰ نے اپنی فرماں برداری کی دی ہے اور

اپنی طاعت کو نور فرمایا ہے، کہ وُہ درخت میدان میں ہے۔ کوئی درخت یا پہاڑ یا غار یا کوئی اور چیز اسے چھپائے ہوئے نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس درخت کا تیل بہت صاف ہوتا ہے۔ پس جیسے یہ درخت آفتوں سے بچا ہُوا ہوتا ہے اسی طرح مومن فتنوں سے محفوظ ہوتا ہے۔ اگر کسی فتنہ کی آزمائش میں پڑتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدم رکھتا ہے۔ پس اسے چار صفتیں قدرت دے دیتی ہے۔ بات میں سچ، حکم میں عدل، بلا پر صبر، نعمت پر شکر۔ پھر وُہ تمام انسانوں میں ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی زندہ جو مُردوں میں ہو، یعنی ایمان کا نور پھر اس پر نیک اعمال کا نور خود زیتون کا تیل روشن پھر وُہ جل رہا ہے اور روشنی دے رہا ہے۔ پس اسے پانچ نور حاصل ہو جاتے ہیں۔

اس کا کلام نور ہے، اس کا عمل نور ہے، اس کا آنا نور ہے، اس کا جانا نور ہے اور اس کا آخری ٹھکانا نور ہے یعنی جنت۔ زیتون کہ بغیر روشن کیے روشن ہے تو دو نور یہاں جمع ہیں، ایک زیتون کا، ایک آگ کا۔ ان کے مجموعے سے روشنی حاصل ہوئی۔ اسی طرح نورِ قرآن، نورِ ایمان جمع ہو جاتے ہیں اور مومن کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے پسند فرمائے اپنی ہدایت کی راہ پر لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ مثالیں لوگوں کے سمجھنے کے لیے بیان فرما رہا ہے اس کے علم میں بھی کوئی اس جیسا نہیں۔ وُہ ہدایت وضلالت کے ہر مستحق کو بخوبی جانتا ہے۔

اِیمان کی مثال

تو وُہ اس میں مثل ترکاری کے درخت کے ہے کہ اچھا پانی اُسے بڑھا دیتا ہے اور نفاق کی مثال اس میں مثل پھوڑے کے ہے کہ خون، پیپ اسے ابھار دیتا ہے۔ اب جو غالب آگیا وُہ اس دل پر چھا جاتا ہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یہ مومن کے دل میں روشنی ہے۔ کتنے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے۔ سب سے اندر تارا سا ہے۔ (ملاحظہ ہو ابنِ کثیر)

اِنسان کا دل جب خراب ہوتا ہے تو سارا بدن خراب ہوتا ہے

جیسا کہ نعمان بن بشیرؓ کی روایت میں ہے:

اَلَا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلِکٍ حِمًی اَلَا اِنَّ حِمَا اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ مَحَارِمُہٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ

خبردار کہ ہر بادشاہ کی ایک حد مقرر ہے اور حد اس کی زمین میں تمام کردہ اشیاء ہیں۔ آگاہ ہو کہ انسان کے جسم میں

مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ متفق علیہ
مشکوٰۃ ص ۲۴۱ (کتاب البیوع)

گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب تک یہ ٹھیک رہتا ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔
(بخاری ص ۱۳ ج ۱، مسلم ص ۲۸ ج ۲)

گناہ کرنے سے دل پر سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے!

جیسا کہ حدیث میں ہے:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهٖ فَإِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهُ۔ فَذٰلِكُمُ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ تَعَالٰى كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ (مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبۃ ص ۲۰۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ توبہ واستغفار کرتا ہے تو اس کے دل کو صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور جب وہ زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ نکتہ بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔ پس یہ ہے وہ زنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا، "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (سورۃ مطففین پ ۳۰) یعنی ہرگز نہیں بلکہ یہ ان کے دلوں پر زنگ ہے اس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔

یعنی گناہ کرتے کرتے وہ اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ ان کے دلوں کو زنگ لگ گیا ہے۔ اب اُن کے لیے یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ صحیح ہو چلیں اور معقول بات زبان پر لائیں۔ دلوں کو زنگ لگ جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ گناہ کرتے کرتے سیاہ ہو گئے، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۴۶۱ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى يَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ اَبْيَضَ مِثْلَ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ۔

(مسلم ص ۸۲ ج ۱)

فتنے اور خلاف شرع باتیں لوگوں کے سامنے آتی رہیں گی پھر جس شخص کا دل ایسا ہو گا کہ جو کوئی بات اس کے سامنے آئی اس کو قبول کر لیا تو اس کے دل پر ایک ایک نقطہ سیاہی کا لگ جائے گا اور جس کا دل ایسا ہو گا کہ جب کوئی بات خلاف شرع سامنے آئی تب ہی اس کو رد کر دیا تو اس کے دل پر ہر دفعہ ایک نقطہ سفیدی کا لگتا جائے گا۔ یوں ہی ہوتے ہوتے ایک دل تو سفید نورانی ہو جاتے اور اس میں ایسی ہوشیاری آ جائے گی کہ کوئی بری بات اس پر اثر نہ کر سکے گی اور ایک دل کالا سیاہ ہو کر ایسا بے خبر اور بے جان ہو جائے گا جس میں اچھے برے کی پہچان باقی نہیں رہے گی، جس طرح چکنا برتن اوندھا کیا ہوا ہوتا ہے کہ اس پر پانی نہیں ٹھہرتا۔ اس طرح دل پر نصیحت وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا، وہ صرف اپنی پسند اور خواہش کی بات کو مانتا ہے اور کسی بات کو نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پ ۲۵، الجاثیہ ۸،۷)

خرابی ہو گی ہر ایسے گناہ گار شخص کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، وہ سنتا تو ہے لیکن پھر غرور کے مارے ضد پر آ جاتا ہے جیسے اس نے وہ آیتیں سنی نہیں ہوتیں تو ایسے شخص کو تکلیف کے عذاب کی خوش خبری سنا۔

حدیث میں ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُصِرِّيْنَ الَّذِيْنَ يُصِرُّوْنَ عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

(ترغیب ص ۴۳۲)

خرابی اور رسوائی ہو ان پر جو اپنی بری حرکتوں پر اڑے ہوتے ہیں۔

اَلْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الذَّنْبِ وَهُوَ مُقِيْمٌ عَلَيْهِ كَالْمُسْتَهْزِءِ بِرَبِّهٖ۔
(حوالہ ترغیب ص ۶۲ بحوالہ قرآن مجید مولانا عبدالستار وعبدالقہار صاحب ص ۶۴۷ تا ۶۴۸)

یعنی جو شخص جان سے توبہ واستغفار کرتا ہے لیکن وُہ بُرے کام جو کرتا ہے ان کو کیے جاتا ہے، چھوڑتا نہیں تو وُہ ایسا ہے کہ گویا معاذ اللہ اپنے رب کے ساتھ ہنسی کرتا ہے۔

مومن اور فاسق برابر نہیں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:
اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُوْنَ ○
(پ ۲۱، سورۃ السجدۃ آیت ۱۸)

کیا ایمان دار گناہ گار کی طرح ہو جاتے گا، برابر نہیں ہوسکتے، یعنی دونوں کا انجام یکساں نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ اگر اس دنیا کے بعد کوئی دوسری زندگی نہ ہو تو نیک اور بد سب یکساں ہو جائیں اور نیک و بد کا یکساں ہو جانا پروردگارِ عالم کی شان کے خلاف ہے، یعنی گناہوں کی کثرت سے ان کے ضمیر مردے ہو چکے ہیں۔ گناہ پے درپے ہوتا رہا تو وُہ سیاہی بھی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ یعنی اب انسان کو اپنی خواہش اور لذت کے سوا کسی اچھی بُری بات اور حق و ناحق کی پہچان باقی نہیں رہتی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○
(پ ۱: سورۃ البقرۃ آیت ۷)

ان کے دلوں اور کانوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور اُن پر بڑی مار پڑے گی۔

اس آیت میں دل، کان، آنکھ کے ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ علم کے یہی تین راستے ہیں۔ آدمی دل سے سمجھتا ہے، کان سے سنتا ہے اور آنکھ سے دیکھتا ہے، مگر ان پر مہر اور پردہ ڈال دیا گیا۔ تو اب نہ ہدایت کو سمجھ سکتے ہیں، نہ حق کو دیکھ سکتے ہیں۔ اعمالِ بد کی شامت سے دل سیاہ ہو چکے ہیں!

انسان دھوکے میں آجاتا ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ٥ (پ ۳۰، سورۃ الانفطار آیت ۶)

اے آدمی تجھ کو تیرے کرم کرنے والے مالک سے کس نے بہکا دیا۔

یعنی کس چیز نے تجھے اس سے غافل اور اس کی نافرمانی کی طرف مائل کر دیا اگر تجھے وہ کتے، گدھے، خنزیر وغیرہ کی صورت بنا دیتا تو تُو کیا کر سکتا تھا۔ اس نعمت کی یہی شکر گزاری ہے کہ پھر تو اس کی نافرمانی میں لگا ہوا ہے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا، "اے ابنِ آدم! تجھے میری جانب سے کس چیز نے مغرور کر رکھا تھا۔ ابنِ آدم بتا؛ تو نے میرے نبیوں کو کیا جواب دیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اصل میں اس کو انسانی جہالت نے غافل کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو عذاب کرنے سے کیا فائدہ ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ٥ (پ ۵ سورۃ نساء آیت ۱۴۷)

اگر تم لوگ شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے عذاب دینے سے کیا فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ قدردان ہے جانتا ہے۔

اگر تم اپنے اعمال کو سنوار لو، خدا و رسولؐ پر سچے دل سے ایمان لاؤ اور خدا کی باتوں کو قبول کرو تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کر کے کیا کرنا ہے، گناہ پر نادم ہوں۔ آئندہ کے لیے اپنی پوری طرح اصلاح کر لیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رسی مضبوط پکڑیں۔ یعنی اس کی کتاب کے احکام پر پوری طرح عمل کریں، دین کا جو کام کریں خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے کریں، اللہ تعالیٰ شکر گزاروں اور ایمان داروں کا قدردان ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي

جب تمہارے مالک نے تم کو بتلا دیا اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے

لَشَدِيْدٌ ٥ (پ ۱۳ سورۃ ابراهیم آیت ۷) تو میرا عذاب سخت ہے۔

یعنی ناشکری کا نقصان خود تم ہی کو پہنچے گا، اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اسے نہ تمہارے شکر کی ضرورت ہے اور نہ تمہاری ناشکری کی پرواہ۔ وہ بہرحال ستودہ صفات ہے چاہے کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے:

يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَازَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَّا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَّسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ۔

میرے بندو! اگر تمہارے اگلے، پچھلے، اور جن وانس سب کے سب ایک اعلیٰ درجہ کے متقی شخص کے نمونہ پر ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہی میں کسی چیز کا اضافہ نہیں ہوگا۔ اور میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور جن وانس سب کے سب ایک بدترین انسان جیسے ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہی میں ذرّہ بھر کمی نہیں ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور جن وانس سب کے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور پھر مجھ سے (جو جی چاہے) مانگیں اور میں ہر شخص کو اس کی مانگی ہوئی چیز دے دوں تو اس سے میری بادشاہی میں ہرگز کمی نہیں آئے گی۔ مگر اتنی سی جتنی ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکال لینے سے اس کے پانی میں آتی ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۰۲، باب الاستغفار والتوبہ)

ایمان ہی باعثِ نجات ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا

پیغمبر (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان لائے اس کتاب پر جو ان کے مالک کی طرف سے ان پر اتاری گئی اور ان کے ساتھ مسلمان بھی سب ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہم اس کے کسی پیغمبر کو

وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○
(پ ۳، سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۵)

جدا نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں (اے پروردگار) ہم نے (تیرا ارشاد) سنا اور مان لیا (تسلیم کر لیا، سر اور آنکھوں سے) ہمارے گناہ بخش دے یا ہم کو تیری بخشش چاہیے مالک ہمارے! ہم کو تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ایمان والا آدمی وُہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور فرشتوں پر وُہ جو کہ نیکی اور برائی پر مقرر ہیں، ان پر ایمان ہونا چاہیے اور اس کی کتابوں پر ایمان ہونا چاہیے اور اس کے رسولوں پر یعنی ایسا نہیں ہے کہ ہم بعض انبیاء علیہم السلام کو مانتے ہیں۔ ہم نے تیرا ارشاد سنا اور مان لیا، تسلیم کر لیا سر اور آنکھوں سے۔ اے رب ہم کو بخش دے اور تیری طرف ہی پھر آنا ہے۔ قیامت حق ہے، اس دن وُہ لوگ نجات پائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (پ ۱۸ سورۃ نور آیت ۵۱)

ایمان دار لوگ جب فیصلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلائے جاتے ہیں تو بس یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور یہی لوگ بامراد ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کو دل و جان سے لبیک کہنا مومن و بامراد ہونے کے لیے شرط ہے۔ پھر وُہ نجات پائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

انسان کا دل جب گناہ کر کے سیاہ ہو جاتا ہے تو اسے اس وقت کیا کرنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ پ ۲۴ الزمر آیت ۵۳

کہہ دے، میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ناامید نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا اَلْاٰیَۃَ فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ اَشْرَکَ؟ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَمَنْ اَشْرَکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (مشکوٰۃ بحوالہ مسند)

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اس آیت کے مقابلہ میں اپنے لیے دنیا کو پسند نہیں کرتا یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا الخ ایک شخص نے پوچھا، جس نے شرک بھی کیا؟ (کیا وُہ بھی اس آیت کے موافق بخشا جائے گا) آپ نے اس کا جواب نہیں دیا اور پھر کچھ توقف کے بعد کہا خبردار ہو، وُہ شخص بھی جس نے شرک کیا تین مرتبہ آپ نے یہی الفاظ فرمائے۔

یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگزر کی شانِ عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے جو کوئی ہو آیتِ ہٰذا کے سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہو جائے اور آس کو توڑ کر بیٹھ جانے کی اس کے لیے کوئی وجہ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کے چاہے سب گناہ معاف کر سکتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا، پھر بندہ نا امید کیوں ہو؟

یعنی یہ نہ سمجھو کہ ہم اتنے گناہ کر چکے ہیں۔ اب ہماری بخشش کیونکر ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو اس کی رحمت بڑی وسیع ہے اور ہر انسان کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے: "اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ" یعنی یا اپنی جان پر ظلم کرے۔ ان گناہوں کی طرف اشارہ ہے جن سے انسان صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے جیسے شراب نوشی وغیرہ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ مجھے اپنے فعل پر سخت ندامت ہے، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

(پ ۵، سورۃ النساء آیت ۱۱۰)

اور جو کوئی بُرائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

بغیر توبہ کے شرک معاف نہیں ہوتا!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ۝ (پ ۵، سورۃ نساء، آیت ۱۱۶)

بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا اور اس سے کم جس کو چاہے بخش دیوے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا وہ پرلے سرے کا گمراہ ہوگیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو توحید و شرک میں امتیاز کرنا اور پھر شرک سے توبہ کرنا سب چیزوں پر مقدم ہے کیونکہ:

صغیرہ، کبیرہ گناہ میں بخشش کی اُمید ہے خواہ سزا پا کر یا بغیر سزا، لیکن شرک وہ ایسی بلا ہے جس کو اللہ تعالیٰ بغیر توبہ ہرگز نہ بخشے گا

خدا تعالیٰ کی پناہ! جس کو خدا تعالیٰ نے نہ بخشا اس کا سوائے دوزخ کے کہاں ٹھکانہ ہوگا!

مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے:

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸، ۵۹)

شرک نہ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اگرچہ کوئی تجھ کو قتل کر دے یا جلا دے۔

اس سے مقصود مسلمانوں کو متنبہ کرنا ہے کہ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ شرک کرنے سے اس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پ ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۶۵)

اور تیری طرف اور تجھ سے پہلے جو گزر گئے وحی کی گئی اگر تو نے شرک کیا تو تیرا کیا کرایا سب اکارت ہو جائے گا اور البتہ تو ٹوٹا پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

اگر بفرض محال نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں اس کا ارتکاب کر بیٹھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب کیا کرایا اکارت ہو جائے۔ ہر آدمی عمل کرتا ہے اس لیے کہ میرا اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرے مرنے کے بعد جنت مل جائے اور دوزخ سے نجات، گناہوں سے معافی ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ (سورۃ المائدۃ آیت ۷۲)

کیونکہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ جنت کو اس پر حرام کر چکا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

صحیح بخاری میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک منادی کو بھیجا کہ لوگوں میں پکار دے کہ بہشت میں داخل نہ ہو گا مگر نفسِ مسلم۔

حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں آیا ہے کہ دیوان تین ہیں۔ ایک وہ دیوان ہے جو بخشا نہیں جاتا، وہ شرک ہے۔ (فتاوی اہلحدیث بحوالہ مسند احمد)

جن لوگوں نے گناہوں سے توبہ کر لی!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰۗىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پ ۱۹، سورۃ الفرقان آیت ۷۰)

مگر جو شخص توبہ کر لے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا۔

توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی حالت بدل دے گا، ان کے نامۂ اعمال سے برائیوں کو مٹا کر ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ جو حقوق بندوں کے تلف کیے ہوں گے وہ معاف نہیں کیے جا سکتے۔ بہر حال ان میں ان کو پکڑا جائے گا۔ اسی طرح شراب، زنا، سرقہ وغیرہ کی حد بھی توبہ سے معاف نہیں ہو سکتی۔ ہاں ان گناہوں پر دنیا میں اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے تو عند اللہ توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے کھول کر بیان کیا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

(پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۶۰)

مگر جنھوں نے توبہ کی اور نیک بن گئے اور کھول کر بیان کر دیا تو ان کے قصور میں معاف کرتا ہوں اور میں بہت معاف کرنے والا، مہربان ہوں۔

توبہ کر لی اور تصحیح مافات کر کے اپنے اعمال کی اصلاح و اظہارِ حق پوری طرح کر دیا۔ اور جس نے پیدا کیا وہ اس کے سینے کی بات کو جانتا ہے۔

شرک سے بیزاری کا اعلان کریں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

(پ ۱۲ سورۃ ھود آیت ۵۴، ۵۵، ۵۶)

جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ خدا تعالیٰ کے سوا جن کو تم خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہو میں ان سے بیزار ہوں تو تم سب مل کر میری فکر کرو اور مجھ کو دم نہ لینے دو۔ میں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں جو میرا مالک اور تمہارا بھی مالک ہے۔ کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی پیشانی اس کے ہاتھ میں نہ ہو، سب اس کے حکم میں ہیں۔ بے شک میرا مالک سیدھے راستے پر ہے۔

یعنی میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں اگر تم سب مل کر بھی میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو بگاڑ لو، اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ ورنہ جان لو کہ تم جھوٹے ہو، جو سیدھی راہ پر چلے وہ کامیاب ہوگا اور ہر جاندار اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور وہ اس کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ مگر وہ ذات ایسی ہے کسی پر ظلم نہیں کرتی تم بھی اس صراطِ مستقیم کو اختیار کرو تاکہ مقبول و مقرب بن جاؤ۔ وہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔ لہٰذا وہ یقیناً تمہارے شر سے

میری حفاظت فرمائے گا۔

توبہ نہ کرنے والے کا انجام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛

وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ

اور مردے کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کو بہت ہی دوست رکھتے ہو

(پ ۳۰، سورۃ الفجر، آیت ۱۹، ۲۰)

یعنی اس کے ترکہ میں سے یتیموں کا حصّہ بھی اڑا لیتے ہو اور عورتوں کا حصہ بھی ادا نہیں کرتے۔ خدا کی جو حدیں تھیں اس انسان نے اس پر عمل نہ کیا، آخر کار اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن میراث کاٹے گا اس کی خبر ہم کو حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے وارث کی میراث کاٹے گا، قیامت کے روز خدا تعالیٰ جنت میں اس کی میراث کاٹ لے گا۔

(رواہ ابن ماجۃ ورواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ باب الوصایا ص ۲۶۶)

یعنی دنیا میں اس انسان نے دوسرے کا مال اپنے قبضہ میں رکھا تھا ان کا حق مار آتا تھا۔ اب وہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے۔

دوسرے کا مال ایک معمولی چادر کے چھپانے کے ظلم میں اس حدیث کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی پر نظر ڈالیے اور سوچیے اور مزید سوچیے تاکہ آپ کے دل کی سیاہی دھل جائے۔ ایک اژدھا کی طرح چادر آگ بن کر چمٹ جائے گی۔ ملاحظہ ہو، مشکوٰۃ المصابیح باب القسمۃ والغنائم صفحہ ۳۴۹ میں ہے؛

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ایک غلام بطور تحفہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَصَابَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا۔

دیا۔ اسے مدعم کہا جاتا ہے۔ یہ غلام ایک دفعہ حضور پاک صلعم کی سواری پر کجاوہ رکھ رہا تھا کہ اچانک ایک تیر آکر لگا، جس سے وہ موقع پر ہی شہید ہو گیا۔ صحابہ کرام نے یہ واقعہ دیکھ کر یہ شہادت دی کہ یہ شخص مسلمان ہے اور کفار کے ہاتھوں شہید ہوا ہے۔ اسے جنت مبارک ہو۔ یہ سن کر حضور صلعم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ایک چادر جو اس نے تقسیم سے پیشتر مالِ غنیمت سے چھپا رکھی تھی اس پر آگ بن کر چھائی ہوئی ہے۔

مشکوٰۃ باب الکسب وطلب الحلال صفحہ ۲۴۲ پر ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ۔ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلعم نے فرمایا، حرام کی کمائی سے پیدا ہونے والا گوشت جنت میں نہیں جائے گا اور حرام مال سے پیدا ہونے والے گوشت کے لیے دوزخ کی آگ ہی مناسب ہے۔

نیز مشکوٰۃ المصابیح باب الکسب وطلب الحلال صفحہ ۲۴۳

عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ (رواہ البیہقی)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حرام مال سے پلنے والا جسم جنت میں نہ جائے گا۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ وَ

حضرت ابو امامہ حارثی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اپنے مسلمان بھائی کا حق جھوٹی قسم کھا کر مارا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ واجب کر دیتا ہے اور اس پر

حَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ۔

(رواہ مسلم)

جنت حرام کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلعم اگر کوئی حقیر چیز ہو تب پھر فرمایا اگرچہ پیلو کے درخت کی لکڑی ہی ہو۔

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يُقْضَى دَيْنُهُ۔ (رواہ احمد، مشکوۃ ص ۲۵۴)

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کوئی مقروض مسلمان اللہ کی راہ میں شہید ہو، پھر زندہ ہو جائے، پھر دوسری دفعہ اللہ کی راہ میں شہید ہو۔ پھر زندہ ہو جائے اور پھر تیسری دفعہ اللہ کی راہ میں شہید ہو تو یہ جنت میں داخل نہ ہو گا جب تک اس کی طرف سے قرض ادا نہ کیا جائے۔

مندرجہ بالا احادیثِ پاک سے ہر ذی فہم سمجھ سکتا ہے کہ اسلام اپنے پیروؤں سے امانت و دیانت کے معاملے میں کن باتوں کا تقاضا کرتا ہے۔

حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی

مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الکسب و طلب الحلال صفحہ نمبر ۲۴۱ پر ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔ وَقَالَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلعم نے فرمایا کہ اللہ پاک ہے، اور پاک چیزوں کو پسند کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ پھر ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو دور دراز مقامات کا سفر کرتا ہے۔ سفر کی مشقتوں نے اس کے بال پراگندہ اور جسم و جامہ میلا کر دیا ہے اور وہ اس خستہ حال میں

یَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۲۴۱)

دونوں ہاتھ اٹھا کر نہایت عاجزی سے یارب! یارب کہتا ہوا دعا مانگتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کی آنتوں میں پہنچی ہوئی غذا حرام کی ہے تو پھر اس کی یہ دُعا کس طرح مقبول ہو۔

چونکہ مندرجہ بالا حدیث کی رُو سے خدائے رب العزت حرام خور کی دعاؤں کو بھی قبول نہیں کرتے۔ اس لیے آج سے ہی اپنی اصلاح شروع کر دیجئے۔ پھر توبہ و استغفار کیجیے۔ ان شاء اللہ ارحم الراحمین کے در سے آپ مایوس نہیں لوٹیں گے۔

سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ اور بخشش!

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ یَسْاَلُ فَاَتٰی رَاهِبًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اَلَهٗ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهٗ وَجَعَلَ یَسْئَلُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْیَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِیْهِ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَاِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ فَقَالَ قِیْسُوْا مَا بَیْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰی

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بنو اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمی قتل کیے تھے۔ پھر وہ بنو اسرائیل میں سے یہ پوچھتا ہوا نکلا کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں وہ ایک عابد کے پاس پہنچا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عابد نے کہا نہیں، اس نے عابد کو (بھی) مار ڈالا اور پھر اس طرح لوگوں سے پوچھتا رہا پھر ایک شخص نے اس سے کہا تو فلاں آبادی میں چلا جا اور نام و پتہ بتایا، راستہ میں اس کو معلوم ہوا کہ موت قریب ہے۔ اس نے اپنا سینہ آبادی کی طرف بڑھا دیا۔ یعنی جب موت نے اس کو آلیا تو وہ لیٹ گیا اور سرک کر اپنے سینہ کو اس آبادی کی طرف بڑھا لیا، گویا اس نے آدھے راستہ سے طے کر لیا، موت کے

هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَلَهٗ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

فرشتے جن میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں تھے۔ اس کی روح قبض کرنے آئے اور دونوں میں جھگڑا ہوا کہ کون اس کی رُوح قبض کرے، خدا تعالیٰ نے اس بستی کو جدھر وُہ توبہ کے ارادہ سے جا رہا تھا، حکم دیا کہ وُہ میّت کو اپنے سے قریب کرلے یا میت کے قریب ہو جائے۔ اور جس آبادی سے وُہ چلا تھا اس کو حکم دیا کہ تُو میّت سے دُور ہو جا۔ پھر خداوند تعالیٰ نے جھگڑا کرنے والے فرشتوں سے کہا کہ تم دونوں کا فاصلہ ناپو، ناپنے سے معلوم ہوا کہ جدھر وُہ جا رہا تھا ادھر کا فاصلہ ایک بالشت کم ہے۔ پس خدا نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری و مسلم)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۳)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "بے شک اسلام مٹا دیتا ہے پہلے گناہوں کو۔

یعنی جو شخص کافر ہو پھر مسلمان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ اسلام میں داخل ہونا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ (پ ۳، آل عمران آیت ۱۹)

جو دین خدا تعالیٰ کو پسند ہے وُہ اسلام ہے۔

یعنی دین، اسلام کا نام ہے، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اسکی عبادت کرلے، اور اس کے احکام کے مطابق اپنی پوری زندگی گزارنے کا نام اسلام ہے۔

اسلام، دین اور ایمان اپنی حقیقت کے اعتبار سے تینوں ایک ہیں۔

مذہب حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ (پ ۳۰ سورۃ النازعات آیت ۴۰، ۴۱)

اور جو کوئی دنیا میں اپنے مالک کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اور نفس کو خواہش سے روکتا رہا، تو اس کے رہنے کی جگہ بہشت ہی ہوگی۔

یعنی اس نے اپنی زندگی اس سے ڈرتے ہوئے بسر کی ہے جس کے دل میں اس کا ڈر ہوگا وُہ اس کے لیے تیاری کرے گا

خلاصہ

مراد وہ شخص ہے جس کا ارادہ گناہ کا ہوا مگر یاد آیا کہ میں نے ایک دن اپنے رب کے سامنے حساب کے لیے پیش ہونا ہے۔ اس ڈر سے وُہ گناہ نہ کیا تو اس کے لیے گلزار جنت ہے۔

عذاب دیکھ کر توبہ کرنا بے فائدہ ہے!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(پ ۲۴: سورۃ الزمر آیت ۵۴)

اور تم اپنے اوپر عذاب آنے سے پہلے اپنے رب کی طرف رجوع کرلو اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ (عذاب آنے کے بعد) پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔

اور مقام میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ (پ ۴، النساء ۱۸)

ان کی توبہ کی قبولیت کا وعدہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی نہ اُن کی توبہ ہے جو کفر پہ ہی مرجائیں۔

ایک اور جگہ اس طرح ہے:

"فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ" (پ ۲۴: سورۃ مؤمن آیت ۸۴)

اگلی دو آیتوں تک مطلب یہ ہے کہ ہمارے عذابوں کا معائنہ کرلینے کے بعد ایمان کا اقرار کلمہ نافع نہیں دیتا۔

اور جگہ ہے: "یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ"

(پارہ ۸ آخری رکوع سورۃ الانعام آیت ۱۵۸)

مطلب یہ ہے کہ جب مخلوق سورج کو مغرب کی طرف سے چڑھتے ہوئے دیکھ لے گی۔ اس وقت جو ایمان لائے یا نیک عمل کرے اسے نہ اس کا عمل نفع دے گا نہ اس کا ایمان۔ فرعون نے بھی غرق ہوتے ہوئے کہا تھا کہ میرا اس خدا پر ایمان ہے جس پر بنی اسرائیل کا ایمان ہے۔ میں اس کے سوا کسی کو لائق عبادت نہیں مانتا۔ میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ خدا کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ اب ایمان لانا بے سود ہے۔ بہت نافرمانیاں اور شرانگیزیاں کر چکے ہو۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا ابلیس سجدے میں گر پڑے گا اور زور زور سے کہے گا، الٰہی مجھے حکم کر میں مانوں گا، جسے تُو فرمائے میں سجدہ کرنے کو تیار ہوں۔ اس کی ذریت اس کے پاس جمع ہو جائے گی اور کہے گی یہ ہائے وائے کیسی ہے، وُہ کہے گا مجھے یہیں تک کی ڈھیل دی گئی تھی اب وُہ آخری وقت آ گیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر اردو)

بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (پ ۲۶، الحجرات ۱۱)	اور جنھوں نے توبہ نہ کی پس وُہ ہی ظالم ہیں۔

عذاب دیکھ کر توبہ قبول نہیں ہوتی جیسا کہ اُوپر بیان ہوا۔

جس انسان نے اپنے گناہ کا اقرار کیا!

حدیث ملاحظہ ہو:

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ	حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ ماعز بن مالکؓ نے نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ مجھ کو پاک کیجئے، آپ نے فرمایا، افسوس ہے تجھ پر واپس جا، خدا سے استغفار کر اور توبہ کر، وُہ چلا گیا۔ اور تھوڑی دُور جا کر پھر واپس آیا اور عرض کیا، یارسولؐ اللہ مجھ کو پاک کیجئے، آپ نے پھر وہی الفاظ کہے جو پہلے فرمائے تھے، چار مرتبہ اسی طرح ہوا۔ چوتھی مرتبہ رسولؐ اللہ نے اس سے پوچھا، کس چیز سے پاک کروں؟

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ أُطَهِّرُكَ قَالَ
مِنَ الزِّنَا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَبِهِ جُنُوْنٌ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ
بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ أَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ
فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ
فَقَالَ أَزَنَيْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ
فَلَبِثُوْا يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلٰثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا
لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ
قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ ثُمَّ جَاءَتْهُ
اِمْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِيْ
فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ تُرِيْدُ
أَنْ تُرَدِّدَنِيْ كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ
إِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنٰى فَقَالَ أَنْتِ قَالَتْ نَعَمْ
قَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِيْ مَا فِيْ بَطْنِكِ قَالَ
فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ
فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ إِذًا لَا
نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ
لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ
الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رَضَاعُهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ
قَالَ فَرَجَمَهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ لَهَا

میں نے آپ سے عرض کیا زنا سے۔ نبی صلعم نے صحابہؓ
سے پوچھا، کیا یہ دیوانہ ہے، عرض کیا گیا، دیوانہ نہیں ہے
پھر آپ نے فرمایا، کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک
شخص نے کھڑے ہو کر اس کا منہ سونگھا لیکن بُو نہ پائی۔
پھر آپ نے ماعز سے پوچھا، کیا تو نے زنا کیا، عرض کیا
ہاں! رسول اللہ نے اس کی سنگساری کا حکم دے دیا صحابہؓ
نے اسکو سنگسار کر دیا۔ دو تین روز اسی طرح گزر گئے۔
یعنی ماعز کی سنگساری کو
ایک روز حسب معمول رسول اللہ صلعم تشریف لائے
اور فرمایا، ماعز بن مالکؓ کی مغفرت کی دُعا کرو، اس نے
ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو ساری امت پر تقسیم کیا جائے
تو ان سب کے لیے کافی ہو۔ پھر ایک عورت
جو قبیلہ ازد کی غامد میں سے تھی، رسول اللہ صلعم کی خدمت
میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو پاک
کیجئے، آپؐ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے، واپس جا کر
توبہ و استغفار کر۔ عورت نے عرض کیا، آپ یہ
چاہتے ہیں کہ آپ نے ماعز کو واپس کر دیا تھا مجھ کو
بھی واپس کر دیں۔ وُہ (حرام نطفہ) سے حاملہ ہے
آپ نے فرمایا تو (حاملہ ہے) عرض کیا، ہاں! آپ نے
فرمایا، ٹھہر، یہاں تک کہ تو پیٹ کے بچے کو جنے
راوی کا بیان ہے کہ ایک انصاری نے اس عورت
کی کفالت کی، یہاں تک کہ اس نے بچہ جنا، پھر کچھ
عرصہ بعد وُہ انصاری حاضر ہوا اور عرض کیا اس نے

اذْهَبِي حَتّٰى تَلِدِي فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتّٰى تَفْطِمِيهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَّوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهٗ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۱۰)

غامدیہ (عورت) نے بچہ جن لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہم ابھی اس کو سنگسار نہیں کریں گے اور اس کے بچہ کو اس کے حال میں نہ رہنے دیں گے کہ کوئی اس کو دُودھ پلانے والا نہ ہو۔ ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ اس کی رضاعت کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ نبی صلعم نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، کہ جب اس عورت نے اپنے حمل کا اظہار کیا، تو آپ نے فرمایا واپس جا اور ٹھہر جب تک کہ بچہ جنے، پھر جب اس نے بچہ جن لیا تو نبی صلعم نے اس سے فرمایا بچہ کو دودھ پلا اور ٹھہر جب تک کہ تو اس کا دُودھ چھڑا لے۔ جب اُس نے دودھ چھڑا دیا تو وُہ بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اس نے عرض کیا، اے خدا کے نبی، اس بچہ کا دودھ میں نے چھڑا دیا ہے اور اب یہ روٹی کھانے لگا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے بچّہ کو ایک مسلمان کے حوالے کر دیا اور پھر حکم دیا کہ عورت کے لیے ایک گڑھا کھودا جائے سینہ تک اور پھر لوگوں کو اس کے سنگسار کیے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سنگساری شروع ہو گئی۔ خالدؓ بن ولید نے ایک پتھر اس کے سر پر مارا اور اس کے سَر کا خُون خالدؓ کے منہ پر آ کر پڑا۔ خالدؓ نے اس کو بُرا کہا، نبی صلعم نے فرمایا، خالدؓ خاموش رہو! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ محصول یا عُشر لینے والا کرے تو اس کے ظلم و ستم کو بخش دیا جائے۔ پھر آپ نے حکم دیا تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم میں رحم نہ کریں!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

"وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (پ ۱۸، النور ۲)

اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر یقین ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم چلانے میں اس کے دین کی بات میں ان دونوں پر رحم نہ کرنا اور جس وقت ان کو سزا دی جائے تو مسلمانوں کا ایک گروہ موجود رہے۔

اقامت حدود سے برکت حاصل ہوتی ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک حد کا قائم کرنا چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے، تاکہ عام مسلمانوں کو عبرت حاصل ہو۔ (مشکوٰۃ کتاب الحدود، ابن ماجہ)

جہالت میں گناہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(پ ۴، سورۃ النساء آیت ۱۷)

اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی سے برا کام کر بیٹھتے ہیں، پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ ہو:

وَعَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ

حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ خداوند تعالیٰ دراز کرتا ہے ہاتھ اپنا رات کو تاکہ توبہ کرے گناہ کرنے والا دن کا اور پھیلاتا ہے ہاتھ اپنا دن کو تاکہ توبہ کرے گناہ کرنے والا رات کا اور وہ

اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ، مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

اس توبہ کو قبول کرے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہیگا) جب تک کہ نکلے آفتاب مغرب کی جانب سے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بندہ جب اقرار کرتا ہے اپنے گناہ کا اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهٗ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَأَيِسَ مِنْهَا فَأَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِيْ وَأَنَا رَبُّكَ أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ، مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

حضرت انسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جب کوئی بندہ خدا سے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے اس قدر خوش کہ اتنا خوش تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جارہا ہو پھر وہ سواری گم ہوگئی ہو اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش و تجسس کے بعد) ناامید ہوکر ایک درخت کے پاس آیا ہو اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو۔ پس وہ اسی مایوسی کی حالت میں خاموش و غمزدہ پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آکھڑی ہو اس نے اس کی رسی پکڑلی ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے منہ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں، اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔ (مسلم)

بہرحال ماعز بن مالکؓ نے اپنے گناہ کا چار مرتبہ اقرار کیا اور کہا مجھ کو پاک کیجئے۔ اسی طرح ایک عورت نے بیان دیا، مجھ کو بھی پاک کیجئے۔ ان لوگوں کا ایمان تھا ایک دن ہم کو اللہ تعالیٰ نے پوچھنا ہے۔ ہم دنیا میں ہی اس گناہ سے پاک ہوجائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا حکم جاری کردیا

جماعت میں جو گناہ کرتے ہیں ان لوگوں کو توبہ کرنی چاہیے۔ بندہ جب گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور توبہ کرنے والے بندے سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں خدا کا ڈر ہونا چاہیے کوئی حرکت قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہو۔ تمہارا جینا مرنا سب اسلام پر ہونا چاہیے۔ اسلام خدا و رسولؐ کی اطاعت میں فرائض بجا لانے کو کہتے ہیں۔

ایمان لائیں!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا۔ (پ۱ سورۃ البقرۃ: ۱۳۷)

پھر اگر وہ تمہاری طرح ایمان لائیں تو راہ پا گئے

جس طرح وہ لوگ ایمان لائے پھر توبہ کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم بھی اس طرح کا ایمان لاؤ، پھر راہ پر ہو، ہر انسان غور و فکر کر سکتا ہے کہ ہمارا ایمان بھی اس طرح کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔

" اگر باز نہ آؤ گے تو پھر اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ! (پ۳، البقرۃ ۲۷۹)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ○

(پ۳: سورۃ البقرۃ، ۲۷۸، ۲۷۹)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی بچا ہوا ہے اُسے چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایماندار ہو، اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، اور اگر توبہ کر لو تو تمہارا اپنا اصل مال تمہارا ہی ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

الترغیب والترہیب صفحہ ۳۶۲ میں ابن مسعودؓ سے مرفوعاً ہے:

إِنَّ الرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيرُ إِلَى قُلٍّ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۴۶)

سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے لیکن انجام اس کا ضرور کمی اور بربادی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ (پ ۳ : سورۃ البقرۃ ۲۷۶)

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

یعنی سود کا مال بظاہر کتنا ہی بڑھ جائے اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت عطا نہیں فرماتا، چنانچہ سود خوار پر دنیا بھی لعنت بھیجتی ہے اور آخرت میں بھی اسے وہ سزا ملے گی جو کسی دوسرے مجرم کو نہ ملے گی۔ (ابن کثیر)

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص۲۴۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے سود کی تحریر لکھنے والے اور اس کی شہادت دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے کہ یہ سب برابر درجہ میں متصور ہیں۔ (بروایت مسلم شریف)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا اَيْسَرُهَا مِثْلُ اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ وَاِنَّ اَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ۔ (رواہ ابن ماجۃ مختصرًا والحاکم بتمامہ وصححہ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سود کے ۷۳ طریقے ہیں، ان طریقوں میں سے ادنیٰ درجہ کا عذاب (اس کے) برابر ہے کہ انسان اپنی ماں سے زنا کرے اور تمام سودوں سے زیادہ سود یہ ہے کہ انسان کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے۔ یہ حدیث مختصراً ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حاکم نے پوری بیان کر کے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (بلوغ المرام باب الربا)

اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو تقویٰ کا حکم دے رہا ہے اور ان کاموں سے روکتا ہے جن سے اس کی ناراضگی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جو سود تمہارا لوگوں پر باقی ہے خبردار اگر مسلمان ہو تو اسے اب نہ لو، جبکہ وہ حرام ہو گیا۔ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ثقیف کے قبیلے بنی عمرو بن عمیر اور بنو مخزوم کے قبیلے بنو مغیرہ کے بارے میں، جاہلیت کے زمانہ میں ان کے سودی کاروبار تھے اسلام کے بعد بنو عمرو نے بنو مغیرہ سے اپنا سود

طلب کیا اور انھوں نے کہا کہ اب ہم اسے اسلام لانے کے بعد ادا نہ کریں گے آخر جھگڑا بڑھا، حضرت عتاب بن اسیدؓ جو مکہ شریف کے نائب تھے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لکھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لکھوا کر بھیجدی اور اُن پر چڑھا ہُوا سود حرام قرار دیا چنانچہ وُہ تائب ہوئے اور اپنا سود بالکل چھوڑ دیا۔ اس آیت میں زبردست وعید ہے ان لوگوں پر جو سُود کی حرمت کا علم ہونے کے باوجود بھی اس پر جمے رہیں۔ حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، سود خوار سے قیامت کے دن کہا جائیگا کہ اپنے ہتھیار لے لے اور خدا تعالیٰ سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو جا۔ آپ فرماتے ہیں امام وقت پر فرض ہے کہ سود خوار لوگ اگر سود نہ چھوڑیں تو اُن سے توبہ کرائے اور اگر نہ کریں تو اُن کی گردن مار دے۔ حسن اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہما کا فرمان بھی یہی ہے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاکت کی دھمکی دی اور انہیں ذلیل کیے جانے کے قابل ٹھہرایا۔ خبردار سود سے اور سودی لین دین سے بچتے رہو۔ حلال چیزیں اور حلال خرید و فروخت بہت کچھ ہے۔ فاقے گذرتے ہوں تاہم خدا تعالیٰ کی معصیت سے رکو۔ ملاحظہ ہو ابن کثیر اردو ص ۲۹، ۳۰)

نمرود کا لشکر اور خدائی فوج!

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(پ ۳: سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۸)

کیا نہ دیکھا تو نے طرف اس شخص کی کہ جھگڑا کیا ابراہیمؑ سے بیچ پروردگار اس کے کے اس واسطے کہ دی اس کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی۔ جس وقت کہا ابراہیمؑ نے پروردگار میرا وُہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے، کہا، میں جلاتا اور مارتا ہوں، کہا ابراہیمؑ نے پس تحقیق اللہ تعالیٰ لاتا ہے سورج کو مشرق سے پس لے آ تو اس کو مغرب سے۔ پس بھونچکا ہُوا وہ جو کافر تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالموں کو۔

نمرود بادشاہ اہلِ کفر وظلمت کا ذکر فرمایا کہ وُہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کرواتا تھا۔ ابراہیم خلیل اللہ جو اہلِ ایمان وہدایت تھے اس کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا۔ نمرود لعین نے دریافت کیا، تو فرمایا میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا، اس نے کہا رب تو میں ہوں، فرمایا رب تُو نہیں ہے۔ رب وُہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔ نمرود نے دو قیدی بلا کر بے قصور کو مار ڈالا اور قصوروار کو چھوڑ دیا اور کہا میں جس کو چاہوں مارتا ہوں اور جس کو چاہوں جلاتا ہوں۔ خلیل اللہ نے فرمایا کہ کیا جلانے مارنے کا یہ مطلب ہے؟ تف ہے دیکھ میرا رب آفتاب مشرق سے نکال کر مغرب میں غروب کرتا ہے تو مغرب سے نکال کر مشرق میں غروب کر لا جواب ہو کر بھی دعوتِ ابراہیمؑ پر ایمان نہ لایا۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ سخت قحط سالی کی وجہ سے لوگ نمرود کے پاس غلہ لینے جاتے تو نمرود پوچھتا مَنْ رَبُّكُمْ تمہارا رب کون ہے؟ جو اس کو رب مانتا، اس کو غلہ دیتا، ورنہ نہیں۔ امام وقت ابراہیمؑ خلیل اللہ بھی غلہ لینے کو گئے تو ان سے بھی اس نے اسی طرح کہا، آپؑ نے اس کو رب ماننے سے انکار کیا اور فرمایا رب تو وُہ ہے جو مُحیٖ ومُمیت ہے اس نے غلہ نہ دیا۔ آپؑ حق گوئی کے بعد صبر کر کے واپسی میں دونوں بوریاں جو پاس تھیں ریت کی بھر کر لے آئے، نیند کا غلبہ ہوا سو گئے۔ آپؑ کی بیوی سارہ علیہا السلام نے بوریوں کا منہ کھولا تو سچ مچ دونوں عمدہ اناج سے پُر ہیں۔ کھانا پکا کر تیار کیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام بیدار ہوئے تو متعجب ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہ اللہ نے رزق دیا ہے۔ اس کی برکت اور رحمت میرے صبر کا پھل ہے نَعَرَفَ اَنَّ اللّٰہَ رَزَقَہٗ فَحَمِدَ اللّٰہَ۔

معلوم ہوا حق گو وصابر اور متوکل علی اللہ کو بغیر شان وگمان رزق ملتا ہے وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (پ۲۸، الطلاق ۳)

اس ناہنجار بادشاہ کے پاس خدا تعالیٰ نے اپنا ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے آکر اسے توحید کی دعوت دی لیکن اس نے قبول نہ کی، دوبارہ دعوت دی لیکن انکار کیا۔ تیسری مرتبہ خدا کی طرف بلایا لیکن پھر بھی یہ منکر ہی رہا اس بار بار کے انکار کے بعد فرشتے نے اس سے کہا اچھا تُو اپنا لشکر تیار کر میں بھی اپنا لشکر لے کر آتا ہوں۔

نمرود نے بڑا بھاری لشکر تیار کیا اور زبردست فوج کو لے کر سورج نکلنے کے وقت میدان میں آ ڈٹا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے مچھروں کا دروازہ کھول دیا۔ بڑے بڑے مچھر اس کثرت سے آئے کہ لوگوں کو سورج بھی نظر نہ آتا تھا۔ یہ خدائی فوج نمرودیوں پر گری اور تھوڑی دیر میں ان کا خون تو کیا ان کا گوشت پوست سب کھا پی گئی۔ اور سارے کے سارے وہیں ہلاک ہو گئے۔ ہڈیوں کا ڈھانچ باقی رہ گیا۔ انہی مچھروں میں سے ایک

نمرود کے نتھنے میں گھس گیا اور چار سو سال تک اس کا دماغ چاٹتا رہا۔ ایسے سخت عذاب میں وہ رہا کہ اس سے موت ہزاروں درجہ بہتر تھی۔ اپنا سر دیواروں اور پتھروں پر مارتا پھرتا تھا، ہتھوڑوں سے کچلواتا تھا۔ یونہی رینگ رینگ کر بدنصیب نے ہلاکت پائی۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ۔ (تفسیر ابن کثیر زیر تحت آیت اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَاجَّ)

اَبرہہ بادشاہ نے جب خانہ کعبہ کو گرانا چاہا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

(پ۳۰، الفیل ۱ تا ۵)

اے پیغمبرؐ کیا تو نے (اس واقعہ پر) نظر نہیں کی تیرے مالک نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا (سلوک) کیا۔ کیا اس نے ان کی (ساری) تدبیر خاک میں نہیں ملا دی اور اُن پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے۔ وہ اُن پر کھنگر کی پتھریاں مارتے تھے۔ پھر اُن کو کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا۔

فوائد ستاریہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں قریشِ مکہ کو اپنا احسان جتایا ہے کہ ابرہہ بادشاہ نے جب خانہ کعبہ کو گرانا چاہا اور ہاتھیوں پر سوار ہو کر آئے تو خدا نے اپنے گھر کی خود حفاظت کی۔ یہ لوگ نصرانی کہلاتے تھے حسدًا یمن کے کسی شہر میں بہت بڑی عمارت تیار کر کے چاہا کہ لوگ بجائے کعبہ جانے کے یہاں آیا کریں۔ اس غرض سے ابرہہ نے جھنجھلا کر کعبہ پر فوج کشی کر دی۔ ایک بڑا لشکر مع ہاتھیوں کے لے آیا۔ یہ چاہتا تھا کہ کعبۃ اللہ کو گرا دے، منہدم کر دے۔ عرب مغلوب اور مجبور تھے لیکن سردارِ قریش نے کہا لوگو! تم اپنا بچاؤ کرو، کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود اس کو بچائے گا۔ ابرہہ جب وادیٔ مُحَسِّر جو مکہ کے قریب جگہ ہے وہاں پہنچا تو خداوند تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے جانور جن کا نام ابابیل ہے کو بھیجا، کنکریاں ہر ایک کی چونچ اور پنجوں میں تھیں ہر پرندہ تین تین کنکر لے کر دو پنجوں میں ایک چونچ میں لے کر آیا۔ یہ لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ یہ عجیب و غریب خدا کی چھوٹی سی مخلوق پرندوں کے غول کے غول کنکریاں لشکر پر برسانے لگے۔ خدا کی قدرت سے وہ کنکر کی پتھریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرتی تھیں۔ جس کے لگتی تھیں بس آر پار ہو کر ہلاک ہی کر دیتی تھیں۔ اسی سال ہمارے نبی محمد مصطفٰے امام الانبیاء کی ولادت باسعادت ہوئی۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے جو انجام کیا ابرہہ بادشاہ اور اس کی فوج کے ساتھ جو خانہ کعبہ کو گرانے کیلیے نکلا تھا۔ نمرود بادشاہ اور اس کی فوج کے ساتھ جو انجام ہوا اہلِ ایمان کے لیے عبرت ناک واقعہ ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، سود کو چھوڑ دو۔ اگر نہیں چھوڑتے تو جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ یا توبہ کرلو۔ پھر تمہارے اصل مال میں آپ کو دونوں رستوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ یا توبہ کرو یا جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ہلاکت کی دھمکی دی، انھیں ذلیل کیے جانے کے قابل ٹھہرایا۔

خبردار! سود سے اور سودی لین دین سے بچتے رہو۔ حلال چیزیں اور حلال خرید و فروخت میں بہت کچھ ہے۔

غلط بیانی کرنیوالا اور حکمِ الٰہی کا انکار کرنیوالا دونوں برابر ہیں!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(پ ۷، سورۃ انعام: ۲۱)

اور جو شخص خدا تعالیٰ پر جھوٹ بہتان لگائے یا اسکی آیتوں کو جھٹلائے اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو گا۔ بیشک ظالموں کی بھلائی نہیں ہو سکتی۔

یعنی اگر میں نے جھوٹ بولا تو مجھ سے بدتر کوئی نہیں اور اگر میں نے سچ پہنچایا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے زیادہ گنہگار کوئی نہیں!

تکذیبِ آیات سببِ خسران ہے!

جس کو اس کے مالک کی آیتیں سنائی جاتی ہیں وہ اس پر عمل نہیں کرتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْھَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ (پ ۲۱، السجدۃ ۲۲)

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جس کو اُس کے مالک کی آیتیں سنائی جائیں۔ پھر وہ ان پر خیال نہ کرے۔ بیشک ہم گنہگاروں سے بدلہ لیں گے۔

یعنی عام مجرموں سے بدلہ ضرور لیں گے تو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اعراض کرنے والا اس میں بالاولیٰ داخل ہے۔ ابنِ جریر اور طبرانی وغیرہ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین کاموں کا کرنے والا مجرم گنہگار ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم مجرموں سے بدلہ لیں گے۔ ایک وُہ جو ناحق اپنی سرداری اور حکمرانی کا جھنڈا اٹھائے، دوسرا وُہ جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے اور تیسرا وُہ جو ظالم کے ساتھ ہو کر اُس کی مدد کرے۔ (ابنِ کثیر)

اگر آدمی ظالم کی مدد کرے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

(پ ۶، المائدۃ ۲)

اور گناہ اور ظلم میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بیشک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔

باب الظلم مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے:

وَعَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔ (مشکوٰۃ باب الظلم ص۴۳۶)

حضرت اوس بن شرحبیلؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ظالم کا ساتھ دے تاکہ اس کو تقویت حاصل ہو اور وُہ یہ جانتا ہو کہ وُہ ظالم ہے تو وُہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

اگر آدمی ظالم کی مدد کرے تو اس کا جو انجام ہونا ہے اس کو خبردار کر دیا گیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ

(پ ۱۲ سورۃ ھود، آیت ۱۱۳)

اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مت جھکو پھر اگر ایسا کرو گے تو تم کو دوزخ کی آگ چمٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں، پھر تم کو اللہ کی طرف سے مدد نہ ملے گی۔

حقدار کو اس کا حق دو!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ (پ۵، النساء۵۸)

بے شک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے۔ اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو۔ بے شک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا۔

آیت کا حکم عام ہے، اللہ کے حقوق کو بھی شامل ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، کفارہ وغیرہ۔ اور آپس کے حقوق کو بھی شامل ہے۔ جو کسی کے حق یا امانت کو ادا نہ کرے گا اس کی پکڑ قیامت کے دن ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ ہر حقدار کو اس کا حق دلوایا جائے گا حتیٰ کہ اگر دنیا میں سینگ والی بکری نے کسی بے سینگ والی بکری کو مارا تھا تو اس کا بھی بدلہ دلوایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ص۴۳) امانت داری کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے۔ ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ شہادت کی وجہ سے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں مگر امانت نہیں مٹتی۔ قیامت کے دن شہید کو لایا جائے گا، اور کہا جاتے گا کہ اپنی امانت ادا کر۔ تب شہید جواب دے گا کہ دنیا تو ہے نہیں، کہاں سے ادا کروں؟ آپ فرماتے ہیں پھر وہ چیز اسے جہنم کی تہہ میں نظر آئے گی۔ کہا جائے گا اسے لیکر آ۔ وہ لائے گا۔ راہ میں وہ چیز گر پڑے گی، پھر لاتے گا اور گر پڑے گی۔ اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ جب تک اللہ چاہے گا (جلالین، ابن کثیر) پھر حکم ہو رہا ہے فیصلے عدل کے ساتھ کرو۔ احکم الحاکمین کا حکم ہو رہا ہے، کسی حالت میں عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ حدیث میں ہے کہ اللہ حاکم کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ کرے۔ (مشکوٰۃ ص۳۲۵) ترجمان میں ہے، ایک دن کا عدل چالیس سال کی عبادت کے برابر ہے۔ مقصد یہ کہ فیصلوں میں رشوت یا اور کسی وجہ سے رو رعائت نہ کرو۔ اگر کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛

الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

(پ ۲۴، سورۃ المومن: ۱۷)

آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا حساب دیا جائیگا آج ظلم نہ ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

کیونکہ اسے ہر چیز کا علم ہے۔ اگر کسی آدمی نے کسی کا حق دنیا میں مارا ہوگا اس کو خبردار کر دیا جاتا ہے

اس کو حدیث ملاحظہ کرنی چاہیئے، پھر وُہ اپنی فکر کرے، حق دار کو اس کو حق دے۔ (باب الظلم مشکوٰۃ شریف)

وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْھَمَ لَہٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصَلٰوۃٍ وَصِیَامٍ وَّزَکٰوۃٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ ھٰذَا وَقَذَفَ ھٰذَا وَاَکَلَ مَالَ ھٰذَا وَسَفَکَ دَمَ ھٰذَا وَضَرَبَ ھٰذَا فَیُعْطٰی ھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْہِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاھُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْہِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ، مشکوٰۃ ص۴۳۵)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے، تم جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں! مفلس وُہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو درہم (روپیہ پیسہ) ہو اور نہ سامان و اسباب! آپ نے فرمایا، میری امت میں سے قیامت کے دن مفلس وُہ شخص ہو گا جو دنیا سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ (وغیرہ) ہر قسم کی عبادتیں لے کر آئے گا اور ساتھ ہی کسی کو گالی دینے، کسی پر تہمت لگانے، کسی کا مال کھا جانے، کسی کو ناحق مار ڈالنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا۔ پھر ایک مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور دوسرے مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور جب اس کی یہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کے حق باقی رہ جائیں گے تو ان حقداروں کی برائیاں اور گناہ ان پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

مرو تم اس حالت میں کہ ہو تم مسلمان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○

(پ ۴، سورۃ آل عمران آیت ۱۰۲)

مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا حق ہے اس سے ڈرنے کا اور مرنے تک اسلام پر قائم رہو۔

اس آیت سے تین چیزیں سامنے آتی ہیں:

۱- ایمان باللہ

۲- اللہ رب العزت کا ڈر

۳- مسلمان حالت میں مرنا۔

ایمان یہ ہے کہ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی اور برائی پر یقین وایمان رکھے۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، ملاحظہ ہو حدیث شریف:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۲)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس امر کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری ومسلم ص۲۲)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهٗ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللهَ

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جو شخص اپنے اسلام لانے کو اچھا بنائیگا یعنی اسلام کے کاموں کو صدق اور خلوص سے ادا کریگا، اس کی ہر ایک نیکی کا اجر دس گنا لکھا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی ایک نیکی سات سو نیکیوں کے برابر ہوگی اور ہر ایک بدی اپنے مثل لکھی جائے گی یعنی ایک ہی بدی سمجھی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے پاس چلا جائے۔ (بخاری ومسلم ص۱۶)

مسلمان کی پہچان!

حدیث ملاحظہ ہو:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ ھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ پورا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے مسلمان محفوظ و مامون رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا ہو جن سے خدا نے منع فرمایا ہو۔ (یہ الفاظ بخاری کے ہیں) مسلم

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَہُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ النَّسَائِیُّ) مشکوٰۃ ص ۱۵)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ (و مامون) رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں سے مامون رہیں۔

(ترمذی و نسائی)

ف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسلام ظاہر ہے اور ایمان دل میں ہے۔ کہا راوی نے پھر ارشاد فرماتے اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ مبارک کی طرف تین بار اشارہ کر کے تقوٰی یہاں ہے، تقوٰی یہاں ہے۔ - ابن کثیر)

کامل ایمان والے

حدیث ملاحظہ ہو:

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤٗدَ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ مشکوٰۃ ص ۱۸)

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس شخص نے محبت کی خدا کے واسطے اور بغض رکھا خدا کے واسطے اور کسی کو کچھ دیا خدا کے واسطے اور منع کیا خدا کے واسطے (یعنی جو کام بھی کیا خدا کے لیے) کیا۔ اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلعم نے خدا کے لیے محبت کرنا اور خدا کی راہ میں بغض رکھنا بہترین اعمال میں سے ہے۔ (ابوداؤد)

ایمان کی علامت، بہترین علامت ہے،

حدیث ملاحظہ ہو:

وَعَنْہُ اَنَّہٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَتُبْغِضَ لِلّٰہِ وَتُعْمِلَ لِسَانَکَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالَ وَمَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ وَتَکْرَہَ لَہُمْ مَا تَکْرَہُ لِنَفْسِکَ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ، مشکوٰۃ ص)

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے ایمان کی بہترین خصلتوں کا سوال کیا۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا تو (صرف) خدا کے واسطے محبت کر اور خدا ہی کے لیے تُو دشمنی اور بغض رکھ اور خدا ہی کی یاد میں زبان کو گویا رکھ۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اور کیا آپؐ نے فرمایا اور یہ کہ تم جس چیز کو اپنے لیے بہتر سمجھتا ہے۔ دوسروں کے لیے بھی اس کو بہتر سمجھ اور جس کو اپنے لیے بُرا خیال کرتا ہے، دوسروں کے لیے بھی بُرا خیال کر (مسند احمد)

قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِیْبُ الْکَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَۃُ۔ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ ویدہ قُلْتُ اَیُّ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الْہِجْرَۃِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَہْجُرَ مَا کَرِہَ رَبُّکَ قَالَ فَقُلْتُ فَاَیُّ الْجِہَادِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ

پوچھا اسلام (کی نشانی) کیا ہے، آپ نے فرمایا، پاکیزہ کلام اور لوگوں کو کھانا کھلانا، اس کے بعد میں نے پوچھا، ایمان کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا صبر اور سخاوت! پھر میں نے پوچھا، کون عمل ایمان میں اچھا ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ایمان کی سب سے بہتر بات کیا ہے، آپ نے فرمایا اچھا خلق۔ پھر میں نے پوچھا، نماز میں سب سے بہتر کونسی چیز ہے، فرمایا دیر تک قیام کرنا۔ پھر میں نے پوچھا، سب سے بہتر ہجرت کون سی ہے، فرمایا اُن کاموں کا چھوڑ دینا جن سے تیرا رب ناخوش ہو،

عُقِرَ جَوَادُهٗ وَاُهْرِيْقَ دَمُهٗ قَالَ قُلْتُ اَيُّ السَّاعَاتِ اَفْضَلُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ۔

(رواہ احمد، مشکوٰۃ ص۲۱۶)

یا جو تیرے رب کو پسند نہ ہوں۔ اس کے بعد میں نے پوچھا، جہاد کرنے والوں میں سب سے بہتر کون ہے فرمایا وہ شخص جس کا گھوڑا (لڑائی میں) مارا جائے اور خود بھی شہادت پائے۔ پھر میں نے پوچھا، ساعتوں میں کون سی ساعت بہتر ہے (یعنی دن اور رات میں سب سے بہتر کون سا وقت ہے) فرمایا آدھی رات کا آخری حصہ (مسند احمد)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ۔ مشکوٰۃ ص۱۵

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت انس رض کہتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہمارے سامنے کوئی خطبہ پڑھا ہو (یعنی کوئی تقریر کی ہو) اور اس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جو شخص امین و دیانتدار نہ ہو اس کا ایمان کامل نہیں ہے اور جو شخص عہد کا پابند نہ ہو اس کا دین کامل نہیں ہے۔ (بیہقی)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ (مشکوٰۃ ص ۱۲)

(متفق علیہ)

حضرت انس رض سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں اس کو ایمان کا مزہ و لطف حاصل ہوگا۔ ۱۔ وہ شخص جو خدا و رسول کو سب سے زیادہ عزیز و محبوب رکھتا ہو ۲ وہ شخص جو بندہ سے صرف خدا کی خوشنودی و رضامندی کے لیے محبت کرے۔ ۳ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچا لیا ہو، اب وہ کفر میں داخل ہونے کو ایسے ہی ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں داخل ہونے کو۔

(بخاری ص۷ و مسلم ص۴۹)

وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

حضرت ابی امامہ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا، ایمان کی علامت کیا ہے؟

الْإِيمَانُ قَالَ إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا الْإِثْمُ قَالَ إِذَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ۔ مشکوٰۃ ص۱۶

(رواہ احمد)

آپ نے فرمایا، جب تیری نیکی تجھ کو بھلی معلوم ہو اور تیری بدی تجھ کو بُری محسوس ہو۔ تب تو مومن ہے پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ! گناہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا، جب کوئی چیز تیرے دل میں تردد پیدا کرے اور مشتبہ معلوم ہو تو اُس کو چھوڑ دے (احمد)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) مشکوٰۃ ص۱۲

ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایمان کی ستر سے اوپر شاخیں ہیں۔ ان سب میں سب سے بہتر اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور سب سے کم درجہ کا ایمان کسی تکلیف و اذیت دینے والی چیز کا راستہ سے دُور کرنا ہے اور (شرم و حیا) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے (بخاری ص۶ و مسلم ص۴۷)

ایمان کی شاخیں

حضرت العلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں خلاصہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذِهِ الشُّعَبَ تَتَفَرَّعُ عَنْ أَعْمَالِ الْقَلْبِ وَأَعْمَالِ اللِّسَانِ وَأَعْمَالِ الْبَدَنِ فَأَعْمَالُ الْقَلْبِ فِيهِ الْمُعْتَقَدَاتُ وَالنِّيَّاتُ وَتَشْتَمِلُ عَلَى أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ خَصْلَةً۔ الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَيَدْخُلُ فِيهِ الْإِيمَانُ بِذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ وَتَوْحِيدِهِ بِأَنَّهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ وَاعْتِقَادُ حُدُوثِ مَا دُونَهُ وَالْإِيمَانُ

اور بے شک یہ شاخیں حاصل ہوتی ہیں دل کے اعمال اور زبان اور بدن کے اعمال سے۔ پس دل کے اعمال میں اعتقادات اور نیتیں ہیں اور وہ مشتمل ہیں چوبیس خصلتوں پر۔ اللہ پر ایمان لانا اور اس میں اس کی ذات اور صفات اور توحید کے ساتھ ایمان لانا داخل ہوتا ہے اور یہ بھی کہ اس کی مثل کوئی نہیں اور اس کے علاوہ ہر چیز کے حادث ہونے کا اعتقاد رکھنا، اس کے فرشتوں

بِمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ وَالْاِيْمَانُ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَدْخُلُ فِيْهِ الْمَسْئَلَةُ فِي الْقَبْرِ وَالْبَعْثُ وَالنُّشُوْرُ وَالْحِسَابُ وَالْمِيْزَانُ وَالصِّرَاطُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ وَمَحَبَّةُ اللّٰهِ وَالْحُبُّ وَالْبُغْضُ فِيْهِ وَمَحَبَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتِقَادُ تَعْظِيْمِهٖ وَيَدْخُلُ فِيْهِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ وَاتِّبَاعُ سُنَّتِهٖ وَالْاِخْلَاصُ وَيَدْخُلُ فِيْهِ تَرْكُ الرِّيَاءِ وَالنِّفَاقِ وَالتَّوْبَةُ وَالْخَوْفُ وَالرَّجَاءُ وَالشُّكْرُ وَالْوَفَاءُ وَالصَّبْرُ وَالرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ وَالتَّوَكُّلُ وَالرَّحْمَةُ وَالتَّوَاضُعُ وَيَدْخُلُ فِيْهِ تَوْقِيْرُ الْكَبِيْرِ وَرَحْمَةُ الصَّغِيْرِ وَتَرْكُ الْكِبْرِ وَالْعُجْبِ وَتَرْكُ الْحَسَدِ وَتَرْكُ الْحِقْدِ وَتَرْكُ الْغَضَبِ وَاَعْمَالُ اللِّسَانِ وَتَشْتَمِلُ عَلٰى سَبْعِ خِصَالٍ اَلتَّلَفُّظُ بِالتَّوْحِيْدِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ وَتَعَلُّمُ الْعِلْمِ وَتَعْلِيْمُهٗ وَالدُّعَاءُ وَالذِّكْرُ وَيَدْخُلُ فِيْهِ الْاِسْتِغْفَارُ وَاجْتِنَابُ اللَّهْوِ وَاَعْمَالُ الْبَدَنِ وَتَشْتَمِلُ عَلٰى ثَمَانٍ وَّثَلَاثِيْنَ خَصْلَةً مِّنْهَا مَا يَخْتَصُّ بِالْاَعْيَانِ وَهِيَ خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً اَلتَّطْهِيْرُ حِسًّا وَّحُكْمًا وَيَدْخُلُ فِيْهِ اجْتِنَابُ

اور کتابوں اور رسولوں کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی اچھی اور بُری تقدیر پر۔ آخرت کے دن کے ساتھ ایمان لانا اور داخل ہوتا ہے اس میں مسئلہ ایمان لانے کا۔ قبر، بعث، نشور، حساب، میزان، صراط، جنت اور دوزخ کے بارے میں اللہ کی محبت، محبت اور بُغض اسی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اُن کی تعظیم کا اعتقاد اور داخل ہوتا ہے اس میں درود آپ پر۔ آپ کی سنت کی پیروی کرنا اور اخلاص داخل ہوتا ہے اس میں ریا اور نفاق کا ترک، توبہ، خوف، امید، شکر، وفا، صبر، فیصلے کے ساتھ رضا، توکل، رحمت، انکساری اور داخل ہوتی ہے اس میں بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے شفقت کرنا، تکبر اور خود پسندی کو ترک کرنا، حسد کو ترک کرنا، اور کینہ کو ترک کرنا، غصّے کو ترک کرنا اور زبان کے اعمال مشتمل ہیں سات عادات پر۔ توحید کا تلفظ کرنا، قرآن کی تلاوت، علم کا حاصل کرنا اور سکھانا اور دعا۔ اور ذکر اور داخل ہوتا ہے اس میں استغفار، بے ہودہ کاموں سے پرہیز اور بدن کے اعمال مشتمل ہیں ۳۸ عادات پر۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جو خاص کی گئی ہیں شخصوں کے ساتھ اور وہ پندرہ عادات ہیں۔ پاک کرنا حسی اور حکمی طور پر اور داخل ہوتا ہے اس میں پلید چیزوں سے اجتناب، پردے والی جگہ کو چھپانا، فرضی اور نفلی

النجاسات و ستر العورات والصلوٰۃ فرضًا ونفلًا والزکوٰۃ کذالک وفک الرقاب والجود ویدخل فیہ اطعام الطعام واکرام الضیف والصیام فرضًا ونفلًا والحج والعمرۃ کذالک والطواف والاعتکاف والتماس لیلۃ القدر والفرار بالدین و یدخل فیہ الھجرۃ من دار الشرک و الوفاء بالنذر والتحری فی الایمان واداء الکفارات ومنھا ما یتعلق بالاتباع وھی ست خصال التعفف بالنکاح والقیام بحقوق العیال وبر الوالدین وفیہ اجتناب العقوق وتربیۃ الاولاد وصلۃ الرحم و طاعۃ السادۃ والرفق بالعبید ومنھا ما یتعلق بالعامۃ وھی علی سبعۃ عشر خصلۃ القیام بالامرۃ مع العدل ومتابعۃ الجماعۃ وطاعۃ اولی الامر والاصلاح بین الناس فیدخل فیہ قتال الخوارج والبغاۃ والمعاونۃ علی البر ویدخل فیہ الامر بالمعروف والنھی عن المنکر واقامۃ الحدود والجھاد ومنہ المرابطۃ و اداء الامانۃ ومنہ اداء الخمس والقرض مع وفائہ واکرام الجار وحسن المعاملۃ وفیہ جمع المال من حلہ وانفاق المال فی

نماز، زکوٰۃ اسی طرح ہے اور سخاوت داخل ہوتا ہے اس میں کھانا کھلانا اور مہمان کی عزت کرنا اور فرضی اور نفلی روزہ، حج اور عمرہ اسی طرح اور طواف اور اعتکاف اور لیلۃ القدر کا تلاش کرنا اور دین کے ساتھ بھاگنا اور داخل ہوتی ہے اس میں ہجرت شرک کے گھر سے اور نذر کو پورا کرنا اور ایمان میں کوشش کرنا اور کفارات کو ادا کرنا اور ان سے وہ ہیں جو متعلق ہیں پیروی کے ساتھ اور وہ چھ عادات ہیں۔ نکاح کے ساتھ عقب پکڑنا اور اہل و عیال کے حقوق کے ساتھ قائم رہنا والدین کے ساتھ احسان کرنا، اس میں نافرمانی سے پرہیز ہے۔ اولاد کی تربیت اور صلہ رحمی کرنا، حکومت کی پیروی کرنا غلاموں سے نرمی کرنا اور ان میں سے وہ ہیں جو عام ہیں اور وہ سترہ عادات ہیں فیصلہ کرنے میں عدل کے ساتھ قائم رہنا اور جماعت کی پیروی کرنا، حکم والوں کی اطاعت کرنا، حکومت کے درمیان اصلاح کرنا، اس میں خارجیوں اور باغیوں سے لڑائی شامل ہوتی ہے اور مدد کرنا نیکی پر۔ اس میں نیکی کا حکم کرنا داخل ہوتا ہے اور برائی سے روکنا، حدوں کو قائم کرنا، جہاد کرنا اور اس سے ہے لشکر کو تیار رکھنا، امانت کو ادا کرنا، خمس اور قرض کو وفا سے ادا کرنا، پڑوسی کی عزت کرنا، اچھا معاملہ رکھنا اور اس میں سے ہے حلال طریقے سے مال جمع کرنا، مال کا صحیح جگہ پر خرچ کرنا اور اس سے ہے فضول خرچی اور اسراف کو ترک

حَقٍّ وَمِنْهُ تَرْكُ التَّبْذِيرِ وَالْإِسْرَافِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَكَفُّ الْأَذٰى عَنِ النَّاسِ وَاجْتِنَابُ اللَّهْوِ وَاِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ فَهٰذِهٖ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ خَصْلَةً وَيُمْكِنُ عَدُّهَا تِسْعًا وَّسَبْعِيْنَ خَصْلَةً بِاعْتِبَارِ اَفْرَادِهَا وَضَمِّ بَعْضِهَا اِلٰى بَعْضٍ مِّمَّا ذُكِرَ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(فتح الباری ج ۱ ص ۵۲)

کرنا، سلام کا جواب دینا، چھینک مارنے والے کا جواب دینا، لوگوں سے تکلیف کو روکنا، بے ہودہ کاموں سے بچنا، راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔ پس یہ انہتر عادات ہیں اور ممکن ہے ان کا شمار کرنا اناسی عادات میں ان کے بعض کو بعض سے علیحدہ رکھنے اور ملانے کے اعتبار سے اسے ذکر کیا گیا اور اللہ زیادہ جانتا ہے۔

ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ٥

پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں مل جل کے رہو۔ اور اگر تم میں ایمان ہے تو اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو۔ ایمان دار تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل دہل جاتے ہیں، اور جب اُن کو اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان کو اور بڑھا دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں جو نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور ہم نے جو اُن کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہی لوگ پکے ایماندار ہیں ان کے لیے (رحمت اور فضل کے یا جنت کے) درجے ہیں ان کے مالک کے پاس اور (گناہوں کی) بخشش اور عزت کی روزی۔ (پ ۹، الانفال، آیت ۱، ۲، ۳، ۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ آں حضرت ؐ کی اطاعت کو بھی ایمان کی شرط قرار دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مراد۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ آپ ؐ کی سنت کی اتباع ہے۔ لہٰذا جو شخص آپ ؐ کی سنت سے منہ موڑ کر صرف قرآن کی اطاعت کرنا چاہتا ہے۔ (اگرچہ یہ عملاً قطعی محال ہے) وُہ قرآن کی واضح تصریح کے مطابق دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔

(پہلی آیت) قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ "فرمایا اللہ غالب اور بزرگ و برتر نے تاکہ بڑھ جائیں ایمان میں اپنے ایمان کے ساتھ۔ (پ ۲۶، الفتح ۴)

(دوسری آیت) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، "وَزِدْنٰهُمْ هُدًى" "اور زیادہ کیا ہم نے اُن کو ہدایت میں (پ ۱۵، کہف: آیت ۱۳)

(تیسری آیت) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، "وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى" اور جو لوگ ہدایت پر ہیں خدا اُن کی ہدایت اور زیادہ کرتا ہے۔ (مریم آیت ۷۶، پ ۱۶)

(چوتھی آیت) "وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ" "اور وہ لوگ جنھوں نے ہدایت پائی ہے اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں تقویٰ عطا فرماتا ہے۔

(پ ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۷)

(پانچویں آیت) "وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا" "اور بڑھ جائیں گے وُہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ایمان میں۔ (پ ۲۹ سورۃ مدثر، آیت ۳۱)

(چھٹی آیت) قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ۔ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا" اور فرمایا اللہ غالب و بزرگ نے تم میں سے کس کا ایمان اس (سورۃ) نے زیادہ کیا تو جو لوگ ایماندار ہیں واقعی ان کے ایمان میں اس نے اضافہ کر دیا۔ (پ ۱۱، سورۃ توبہ ۱۲۴)

(ساتویں آیت) وَقَوْلُهٗ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (لوگوں نے ایمانداروں سے کہا) پس ڈرو تم اُن سے تو اس چیز نے اُن کے ایمان میں اضافہ کر دیا۔

(سورۃ آل عمران، آیت ۱۷۳)

(آٹھویں آیت) "وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا" "اور نہ زیادہ کیا اُن کو مگر ایمان اور طاعت میں" (سورۃ احزاب، پ ۲۱، آیت ۲۲)

اور بخاری میں لکھا ہے:

بَابُ زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى. وَزِدْنَاهُمْ هُدًى وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا وَقَالَ الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ فَاِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِّنَ الْكَمَالِ فَهُوَ نَاقِصٌ۔

(صحیح بخاری ص ۱۱)

یہ باب ایمان کے زیادہ ہونے اور کم ہونے کے بیان میں ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور زیادہ کیا ہم نے اُن کو ہدایت میں (فرمایا اللہ تعالیٰ نے) اور زیادہ ہوں وُہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ایمان میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے) آج کے دن پورا کیا میں نے تمہارے واسطے تمہارا دین۔ پس جب ترک کرے کوئی کسی چیز کو کمال سے پس وُہ ناقص ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا ہے:

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ وَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ۔

یہ باب اس بیان میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنا کیا گیا ہے اسلام پانچ چیزوں پر اور (ایمان) اقرار ہے اور عمل ہے اور ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی۔

اور مسند امام احمد میں روایت ہے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اَلْاِيْمَانُ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ یعنی ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔

شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

وَنَعْتَقِدُ اَنَّ الْاِيْمَانَ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَمَعْرِفَةٌ بِالْجَنَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ يَزِيْدُ بِالطَّاعَةِ وَيَنْقُصُ بِالْعِصْيَانِ وَيَقْوٰى بِالْعِلْمِ وَيَضْعُفُ بِالْجَهْلِ وَبِالتَّوْفِيْقِ يَقَعُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَمَا جَازَ عَلَيْهِ الزِّيَادَةُ جَازَ

اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ایمان، زبان سے اقرار کرنے دل سے اس کی حقیقت سمجھنے اور اعضاء جوارح سے عمل کرنے کا نام ہے۔ اطاعت کرنے سے ایمان بڑھتا ہے اور نافرمانی کرنے سے گھٹتا ہے اور علم سے تقویت پکڑتا ہے اور جہالت سے اس میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ دل میں اترتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (ترجمہ)

عَلَيْهِ النُّقْصَانُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَقَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا وَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّهُمْ قَالُوْا الْاِيْمَانُ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِمَّا يَطُوْلُ شَرْحُهٗ۔

رہے۔ وہ لوگ جو ایماندار ہیں انہیں (اترنے والی ہر سورت) ایمان میں زیادتی عطا کرتی ہے اور وہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور جس چیز میں زیادتی درست ہے اس میں کمی ہونے کا بھی امکان ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اور جب انہیں اللہ کی آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں۔ اور یہ بھی خدائے بزرگ و برتر کا فرمان ہے تاکہ اہلِ کتاب کو یقین آجائے اور اہلِ ایمان، ایمان میں اور ترقی کر جائیں اور اسی سلسلہ میں ہے جو ابنِ عباسؓ، ابوہریرہؓ اور ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹ بھی جاتا ہے۔ علاوہ ازیں بہت سی آیات و روایات اور بھی ہیں جن کی تفصیل طوالت طلب ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۶۲ مطبوعہ مصر)

خلاصۂ کلام

خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرنے سے ایمان بڑھتا ہے

ایمان مانند درخت کے ہے جو تصدیق اور عمل کی خوبی یا قباحت کے مطابق گھٹتا بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ اور نافرمانی و گناہ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کے دل کو صاف کر دیا جاتا ہے اور جب وہ زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھ جاتا ہے، یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔ پس یہ ہے وہ زنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ۔ ۳۰، اَلْمُطَفِّفِيْن ۱۴)

یعنی ہرگز نہیں بلکہ یہ ان کے دلوں پر زنگ ہے اس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔

مسلمان کا جینا اور مرنا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝
(پ ۸ سورۃ الانعام، آیت ۱۶۲-۱۶۳)

کہہ دے میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلے اس کا تابعدار ہوں۔

اس آیت میں چند حقائق کا اعلان فرمایا ہے وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ یعنی اس کے ساتھ کسی دوسرے کی بندگی نہ کروں اور میرا ہر چھوٹا اور بڑا عمل صرف اُسی کی رضا جوئی کے لیے ہو، وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اور اس امت میں میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ یہ دینِ اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ وُہی دین ہے جو تمہارے باپ ابراہیمؑ کا تھا۔ اللہ نے پچھلی تمام کتابوں میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے جس کے معنی مُطیع و فرمانبردار کے ہیں۔
اچھی بات کی دعوت دینے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝
(پ ۲۴، سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیت ۳۳)

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف (لوگوں) کو بلاتے اور اچھے کام کرے اور (زبان سے) کہے میں بھی مسلمانوں سے ہوں۔

اَحْسَنُ قَوْلًا سے مراد قرآن اور داعی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر قیامت تک ہر وہ شخص اس کے تحت آجاتا ہے جو آں حضرتؐ کی دعوت لے کر اُٹھے۔
چنانچہ صحیح بخاری ص۵۱۹ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی مُعیط آیا اور اس نے آپؐ کا کندھا پکڑ لیا اور آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈال کر بُرے زور سے آپؐ کا گلا گھونٹنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آتے اور عقبہ کو دور ہٹایا، پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ "تم ایک شخص کو اتنی بات پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے" (بخاری ج ا ص ۵۴۴)

جب رب کی آیتیں پڑھی جائیں تو حملہ کرتے ہیں!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا۔

(پ ۱۷، سورۃ الحج آیت ۷۲)

اور جب ان کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن کا مطلب کھلا ہوا ہے تو ان کافروں کے منہ بگڑے ہوئے دیکھتا ہے نہیں ان کے چہروں پر خوشی نزدیک ہیں کہ حملہ کریں ان لوگوں پر جو کہ پڑھتے ہیں اوپر ان کے نشانیاں ہماری

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور کفار کی مذمت فرمائی ہے کہ ان کو صحیح دلیلیں، واضح مسائل حقہ پیش کیے جاتے ہیں تو ان کی تیوریاں بدل جاتی ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو حق کہنے والوں کی زبان کھینچ لیں، ان کا گلا گھونٹ دیں لال پیلے ہو جاتے ہیں، بہر حال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ ۶، المائدۃ ۶۷)

اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کفار کو ان کے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ (پ ۳۰ سورۃ التکویر، آیت ۲۹)

اور تم چاہ بھی نہیں سکتے جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔

یعنی اللہ تکلیف دینا چاہے تو پھر تکلیف آسکتی ہے ورنہ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود خدا نے ہجرت کا حکم دیا تھا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝

اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں اور وہ تو

(پ ۹، سورۃ انفال آیت ۳۰) | اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور سب سے مستحکم تدبیر والا اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سرداران قریش کی ایک جماعت نے مجلس شوریٰ کی اور آپ کو ضرر رسانی کے درپے ہوئے۔ اس مجلس میں ابلیس بھی ایک شیخ جلیل کی صورت میں آیا، لوگوں نے پوچھا، تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں اہل نجد کا شیخ ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ تم لوگ مجلس شوریٰ کر رہے ہو، میں بھی چلا آیا تاکہ میری نصیحت اور مشورے سے تم محروم نہ رہو۔ لوگوں نے کہا، آئیے ضرور آئیے، وُہ کہنے لگا کہ تم اس شخص کے بارے میں خوب فکر اور تدبیر سے کام لو ورنہ بہت ممکن ہے کہ وُہ تم پر چھا جائے چنانچہ ایک نے رائے دی کہ اسے قید کر دینا چاہیے حتیٰ کہ وُہ قید ہی میں ہلاک ہو جائے جیسا کہ زہیر اور نابغہ شاعروں کو اس سے پہلے قید کر دیا تھا اور وُہ وہیں تادم مرگ پڑے سڑتے رہے اور یہ بھی تو ایک شاعر ہی ہے۔ اس پر شیخ نجدی چیخ اٹھا کہ میری تو ہرگز یہ رائے نہیں۔ خدا کی قسم اس کا رب اس کو وہاں سے نکال لے جائے گا۔ وُہ اپنے ساتھیوں میں پہنچ جائے گا۔ پھر وُہ حملہ کر کے تم سے سب کچھ چھین لے گا اور تمہارے شہروں سے تم کو نکال باہر کرے گا لوگوں نے کہا، شیخ نے سچ کہا کوئی دوسری تجویز پیش کرو۔ دوسرے نے رائے دی اس کو اپنے ملک ہی سے نکال باہر کرو اور چین پاؤ۔ جب وُہ یہاں رہے گا ہی نہیں تو تمہیں اس سے پھر اندیشہ ہی کیا ہے۔ اس کا تعلق تمہارے سوا کسی اور سے رہے گا۔ تمہیں کیا واسطہ۔ یہ سُن کر شیخ نجدی نے کہا، خدا کی قسم یہ رائے بھی ٹھیک نہیں کیا تمہیں اس کی شیریں زبان کی خبر نہیں، وُہ اپنی باتوں سے سب کا دل موہ لیتا ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وُہ باہر جا کر سارے عرب کو ملا لے گا۔ اس کے سارے حمایتی مل کر حملہ کر بیٹھیں گے اور تمہیں اپنے وطن سے نکال دیں گے۔ تمہارے شرفاء قتل ہو جائیں گے۔ لوگوں نے کہا، شیخ سچ کہتا ہے، کوئی اور رائے پیش ہو۔ تو ابو جہل نے کہا میں ایک مشورہ دیتا ہوں، اگر تم سوچو تو اس سے بہتر کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی۔ ہر قبیلہ سے تم ایک ایک نوجوان چن لو جو بہادر اور شریف ہو، ہر ایک کے پاس تلوار ہو، سب مل کر اس پر دفعۃً واحدۃً وار کر بیٹھیں۔ جب وُہ قتل ہو جائے تو اس کا خون قبائل میں بٹ جائے گا۔ یہ تو ممکن نہیں کہ بنی ہاشم کا ایک قبیلہ قریش کے سارے قبیلوں سے لڑائی مول لے۔ مجبوراً بنی ہاشم کو اس کے قتل کی دیت قبول کرنی پڑے گی دیت دے دیں گے ہم کو چین مل جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا واللہ یہ رائے ٹھیک ہے۔ اس سے بہتر کوئی رائے نہیں۔ اس پر اتفاق رائے کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔ اب جبرائیلؑ آئے اور حضرتؐ سے کہا کہ

آج کی رات بستر پر نہ سونا اور کافروں کی سازش کی اطلاع دے دی۔ حضرت صدیقؓ کو ساتھ لے لیا۔ مشرکین حضرتؐ کے گھر کی چوکیداری کرتے رہے۔ علیؓ کو محمدؐ سمجھتے رہے، صبح کے قریب دھاوا بول دیا۔ لیکن گھر میں علیؓ کو دیکھا تو سارا منصوبہ چوپٹ ہو گیا۔ پوچھنے لگے کہ محمدؐ کہاں ہیں؟ علیؓ نے کہا، مجھے کوئی خبر نہیں۔ نقش قدم کے پیچھے سے چلے۔ پہاڑ کے قریب پہنچے تو اشتباہ ہو گیا۔ پہاڑ پر چڑھ گئے، غار کے سامنے سے گزرے، غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بُن دیا تھا۔ کہنے لگے اگر غار کے اندر کوئی گیا ہوتا تو اس کے داخل ہونے پر مکڑی کا اتنا بڑا جالا کیسے قائم رہتا۔ آپ غار میں تین دن ٹھہرے رہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ وہ چال چلتے ہیں تو ہم بھی اپنی چال بتاتے ہیں۔ دیکھو کیسے ان کافروں سے نجات دے دی۔ اس کے بعد غار سے روانہ ہونے کے بعد کفارِ مکہ نے آں حضرتؐ و ابو بکرؓ کے قتل یا پکڑ لانے والے کا انعام سو سو اونٹ مقرر کیے۔ اس لالچ سے ایک شخص سُراقہ بن مالک بن جُعشُم نے گھوڑے پر چڑھ کر پیچھا کیا اور جب آپؐ کے قریب پہنچا تو اس کا آدھا گھوڑا زمین میں دھنس گیا (چونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ سے دعا کی تھی اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ اللہ نے قبول فرمائی) جب سراقہ نے امان چاہی اور آپ کو ایذا نہ پہنچانے اور واپس جانے کا وعدہ کیا تو خداوند تعالیٰ نے اس کو نجات دی۔ جب اس کا گھوڑا زمین سے نکلا تو وہ واپس چلا گیا۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام امن و امان سے مدینہ تشریف لے آئے آپ بنی عمرو بن عوف میں دس روز کے قریب رہے، مسجد قبا بنائی اور پھر مدینہ کے اندر اونٹنی پر تشریف لے گئے اور ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے سامنے اونٹنی بیٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا، ان شاء اللہ یہی مقام کی جگہ ہے پھر وہیں جگہ خرید کر مسجدِ نبویؐ بنائی جو آج تک موجود ہے۔ ۱۲۔ خازن وغیرہ

اگر تم نبیؐ کی مدد نہ کرو تو خدا تعالیٰ اس کا حامی و مددگار ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

اگر تم اس کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے اس کی مدد اس وقت کی تھی جبکہ اسے کافروں نے دیس سے نکال دیا تھا۔ دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس جناب باری نے اپنی طرف سے

كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (پ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۴۰)	تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا بھی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی، بلند و عزیز تو خدا کا کلمہ ہی ہے اور اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

تم اگر میرے رسولؐ کی امداد و تائید چھوڑ دو تو میں کسی کا محتاج نہیں ہوں۔ میں آپ اس کا ناصر، مؤید، کافی اور حافظ ہوں، یاد کرلو ہجرت والے سال جبکہ کافروں نے آپ کے قتل یا قید یا دیس سے نکالنے کی سازش کی تھی اور آپؐ اپنے سچے ساتھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ تن تنہا مکہ شریف سے نکل بھاگے تھے۔ کون اس کا مددگار تھا، تین دن مارے خوف کے اس ڈر سے غار میں گزارے کہ ڈھونڈنے والے مایوس ہو کر واپس چلے جائیں۔ تو یہاں سے نکل کر مدینہ شریف کا راستہ لیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لحہ بہ لحہ گھبرا رہے تھے کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو کوئی ایذا پہنچائے۔ حضورؐ ان کی تسکین فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ ابو بکرؓ ان دو کی نسبت تیرا کیا خیال ہے جن کا تیسرا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ بن ابو قحافہؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غار میں کہا کہ اگر ان کافروں میں سے کسی نے اپنے قدموں کو بھی دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپؐ نے فرمایا، ان دو کو کیا سمجھتا ہے جن کا تیسرا خود خدا ہے۔ الغرض اس موقع پر بھی جناب باری سبحانہ و تعالیٰ نے آپؐ کی مدد فرمائی۔

حضورؐ سے سوال ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنی بہادری کے لیے، دوسرا حمیت قومی کے لیے، تیسرا لوگوں کو خوش کرنے کے لیے لڑ رہا ہے تو ان میں سے راہِ خدا کا مجاہد کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو کلمۂ خدا کو بلند و بالا کرنے کی نیت سے لڑے، وہ راہِ خدا کا مجاہد ہے، (بخاری ومسلم) اللہ تعالیٰ انتقام لینے پر غالب ہے، جس کی مدد کرنا چاہے کرتا ہے نہ اس کے سامنے کوئی لڑ سکے نہ اس کے ارادے کو کوئی بدل سکے، کون ہے جو اس کے سامنے لب ہلا سکے یا آنکھ ملا سکے، اس کے سب اقوال و افعال حکمت و مصلحت، بھلائی اور خوبی سے پُر ہیں۔ تعالیٰ شانہ و جلّ مجدہٗ۔

مُہاجر ناحق گھروں سے نکالے گئے!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (پ ۱۷ سورۃ الحج ۴۰)

وہ لوگ جن کو نکالا گیا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے نہ روکتا تو گرجے اور عبادت خانے اور وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت ذکر کیا جاتا ہے سب گرا دیے جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اس کی جو مدد کرے گا اس کی۔ بلاشبہ اللہ زبردست ہے زور والا۔

جو اس کی مدد کرے گا یعنی اس کے دین کی اور اس کے رسولؐ کی۔ اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے برے آپس میں سزا پا دیں ۱۲۔ (موضح القرآن)

زمین رب کی کشادہ ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ (پ ۲۱۔ العنکبوت ۵۶)

میرے ایماندار بندو، میری زمین کشادہ ہے۔ میری ہی عبادت کرتے رہو۔

یہ حکم عام ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ رہتا ہو جہاں برائیوں کا دور دورہ ہو اور اس کے لیے حالات کا بدل ڈالنا ممکن نہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس جگہ سے ہجرت کر کے کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں وہ آزادی سے خدا کی بندگی کر سکتا ہو۔

سوال اور جواب

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝

اور کہا فرعون نے مجھ کو چھوڑ دو کہ مار ڈالوں موسیٰؑ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو۔ میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑ دے تمہارا دین، یا پھیلائے ملک میں خرابی۔

وَقَالَ مُوسٰى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝

اور کہا موسیٰ نے میں پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہ کرے حساب کے دن کا۔ اور بولا ایک مرد ایمان دار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے، میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہو گا تو اس پر پڑیگا اس کا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہو گا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے۔ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو بے لحاظ جھوٹا۔

(پ ۲۴، سورۃ المؤمن، آیت ۲۶، ۲۷، ۲۸)

فرعون لعین کے ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو یقین تھا کہ موسیٰ کے قتل کرنے کا قصد کروں تو جلدی ہلاک ہو جاؤں گا۔ اس لیے فریب دینے کے واسطے ایسے ڈھنگ سے کہا جس سے یہ وہم کمے کہ لوگ ہی موسیٰ کے قتل کرنے سے روکتے ہیں۔ اگر وہ نہ روکیں تو قتل کر ڈالے اور حقیقت میں خود اپنے جی میں ڈرتا تھا۔ اس واسطے موسیٰ علیہ السلام کی طرف دست درازی نہیں کرسکتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں، "فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑ دو" شاید اس کے دل میں ارکانِ سلطنت مار ڈالنے کا مشورہ نہ دیتے ہوں گے کیونکہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے کہیں اس کا رب بدلہ نہ لے۔ فرعون خود بھی دل میں ڈرا ہوا اور سہما ہوا تھا لیکن لوگوں پر اپنی قوت و شجاعت کا اظہار کرنے کے لیے انتہاء درجے کی شقاوت اور بے حیائی سے ایسا کہہ رہا تھا تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کو قتل سے کوئی چیز مانع نہیں اور اس کے ارادے کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ پھر کہا یعنی اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تو دینی و دنیوی دونوں طرح کے نقصان کا اندیشہ ہے۔ ممکن ہے یہ اپنے وعظ و تلقین سے تمہارے مذہبی طور و طریق کو جو پہلے سے چلا آتا ہے، بگاڑ ڈالے یا سازش وغیرہ کا جال پھیلا کر ملک میں بدامنی پھیلا دے جس کا انجام یہ ہو کہ تمہاری (یعنی قبطیوں کی) حکومت کا خاتمہ ہو کر ملک بنی اسرائیل کے ہاتھ میں چلا جائے!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اُن کے مشوروں کی خبر پہنچی تو اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے ان دھمکیوں کی مطلق پرواہ نہیں۔ فرعون اکیلا تو کیا ساری دنیا کے متکبرین و جبارین جمع ہو جائیں تب بھی میرا اور تمہارا مددگار ان کے

شر سے بچانے کے لیے کافی ہے۔ میں تو اپنے کو تنہا اسی کی پناہ میں دے چکا ہوں، وُہی میرا حامی و مددگار ہے، کَمَا قَالَ "لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی" بھلا اس کی حمایت و امداد کے بعد کسی مغرور انسان کا کیا ڈر۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے گا۔

ایک شخص مرد مومن جس نے فرعون اور اس کی قوم سے اپنا ایمان ابھی تک مخفی رکھا تھا، ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی کے جواب میں بول اٹھا کیا تم ایک شخص کا ناحق خون کرنا چاہتے ہو، اس بات پر کہ وُہ صرف ایک اللہ کو اپنا رب کیوں کہتا ہے۔ حالانکہ وُہ اپنے دعوے کی صداقت کے کھلے کھلے نشان تم کو دکھلا چکا اور اس کے قتل کی تم کو کچھ ضرورت بھی نہیں، بلکہ ممکن ہے کہ تمہارے لیے مضر ہو۔ فرض کرو وُہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہوا تو اتنے بڑے جھُوٹ پر ضرور اس کو ہلاک یا رُسوا کر کے چھوڑے گا۔ خدا کی عادت نہیں کہ وُہ ایسے کاذب کو برابر پھولنے پھلنے دے اور اگر وُہ سچائی پر ہے تو دُنیا و آخرت کے جس عذاب سے وُہ اپنے مکذبین کو ڈراتا ہے۔ یقیناً اس کا کچھ نہ کچھ حصّہ تم کو ضرور پہنچ کر رہے گا۔

تنبیہ: جب کسی مُفتری کا کذب صریحاً ظاہر ہو جائے اور مُدّعیِ نبوّت دلائل سے جھوٹا قرار پائے تو بلاشبہ وُہ واجب القتل ہے (موضح الفرقان) یعنی اسلامی حکومت میں اس کی سزا قتل ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرعون کی قوم سے تین اشخاص کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ ایک یہ شخص اور ایک فرعون کی بی بی اور ایک وُہ شخص جس نے موسٰیؑ کو خبر دی تھی کہ لوگ تیرے قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ جس دن فرعون نے کہا، چھوڑو کہ میں موسٰیؑ کو قتل کر ڈالوں تو اس شخص کو اللہ کے واسطے غصّہ آیا اور فرعون جیسے زبردست ظالم اور سرکش بادشاہ کے سامنے یہ کلمۂ حق بولا۔ حدیث میں ثابت ہے کہ عدل و انصاف کی بات بادشاہ کے رُو برو کہنی بہترین جہاد ہے۔

الغرض فرعون اپنے رب ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، فرعون نے کہا، "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں"، (پ ۳۰، النّٰزِعٰت، آیت ۲۴) یعنی مجھ سے اُوپر کون خدا ہے جس کے متعلق موسٰیؑ دعوٰے کرتا ہے کہ اس نے مجھ کو بھیجا ہے۔ فرعون آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنے گا اور دنیا میں ڈوب کر مرا۔

قبر میں کفار کو عذاب ہو رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا	صبح اور شام اُن کو آگ دکھلائی جاتی ہے

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ٥ (پ ۲۴- المؤمن ۴۶)	اور جس دن قیامت برپا ہوگی آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔

غریب آدمی بڑے آدمیوں سے جھگڑیں گے کہ ہم تو دنیا میں تمہارے تابعدار تھے کیا ہم سے آگ کا کچھ حصہ ہٹا سکتے ہو، بڑے آدمی کہیں گے ہم سب آگ میں پڑے ہیں۔

داروغوں سے کہیں گے تم ہی اپنے مالک سے عرض کرو۔ ایک دن ہم سے عذاب ہلکا کر دے۔ جواب ملے گا کہ تمہارے پاس پیغمبر حق لے کر آئے، نشانیاں ظاہر کر دی گئیں۔ تم نے حق قبول نہیں کیا۔ بہرحال فرعون کی قوم عذاب میں مبتلا ہوئی۔ تین شخصوں کے علاوہ کوئی ایمان نہیں لایا۔ ایک یہ شخص جو ایمان کو چھپاتا تھا اور ایک فرعون کی بیوی ایک وہ شخص جس نے موسیٰؑ کو خبر دی تھی کہ لوگ تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں جس دن فرعون نے کہا، چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کردوں تو اس شخص کو اللہ کے واسطے غصہ آیا۔ فرعون جیسے زبردست اور سرکش بادشاہ کے سامنے یہ کلمۂ حق بولا۔ حدیث شریف میں ثابت ہے کہ عدل و انصاف کی بات بادشاہ کے روبرو کہنی بہترین جہاد ہے۔

کافر انصاف والوں کو قتل کرتے ہیں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ٭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ٥ (پ ۳: سورۃ آل عمران، آیت ۲۱، ۲۲)	تحقیق جو لوگ کفر کرتے ہیں ساتھ نشانیوں اللہ تعالیٰ کے اور مار ڈالتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور مار ڈالتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں ساتھ انصاف کے لوگوں میں سے۔ پس خوشخبری دے ان کو ساتھ عذاب درد دینے والے کے۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ ناپید ہوئے عمل انکے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نہیں واسطے ان کے کوئی مدد دینے والوں سے۔

سخت عذاب کس کو ہوگا

ابن ابی حاتم وابن جریر میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن کس کو ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا، جس نے کسی نبیؑ کو قتل کیا یا ایسے شخص کو جو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا تھا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ الخ پڑھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اے ابو عبیدہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیؑ اول دن میں یعنی صبح ایک ساعت کے اندر قتل کر دیے۔ اس پر ایک سو ستر آدمیوں نے ان کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کیا تو انھوں نے آخر دن میں یعنی شام کو ان سب کو بھی قتل کر دیا۔ (جامع البیان صفحہ ۴۸) ایک اور حدیث میں ہے کہ حق نہ ماننا حق کے مقابلہ میں سرکشی کرنا، حق کو جھٹلانا، حق والوں کو حق پر عمل کرنے کی وجہ سے ذلیل جاننا، ان کو مارنا پیٹنا، شہر، گاؤں سے نکالنا، خدا کے نزدیک یہی کبر اور غرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قاتلینِ انبیاء و قاتلینِ آمر بالمعروف ناہی عن المنکر کی ایک ہی سزا فرمائی ہے۔

آپس میں صلح کراؤ، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۹، ۱۰)

اور اگر دو فریق مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو۔ پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو اس چڑھائی والے سے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر۔ پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرا دو ان میں برابر اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے۔ مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو ملاپ کراؤ اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو۔

یعنی ان تمام پیش بندیوں کے باوجود اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پوری کوشش کرو کہ اختلاف رفع ہو جائے۔ اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے فریق پر چڑھا چلا جائے اور

ظلم و زیادتی ہی پر کمر باندھ لے تو یکسو ہو کر نہ بیٹھ رہو بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مل کر اس سے لڑائی کریں، یہاں تک کہ وہ فریق مجبور ہو کر اپنی زیادتیوں سے باز آئے اور خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو کر صلح کے لیے اپنے کو پیش کر دے۔ امر اللہ سے مراد شرعی صلح ہے اور زائل ہونا کینہ و عداوت کا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، جو گروہ امام سے باغی ہو جائے اس کو اس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف بلانا چاہیے، اگر نہ مانے تو اس سے لڑنا چاہیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم و اطاعت قبول کر لے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رنج ہے اپنے نہ لڑنے کا فرقہ باغی سے، جیسا کہ اللہ نے مجھے حکم کیا ہے۔ حاصل یہ کہ باغی سے لڑنا واجب ہے شاہ صاحب لکھتے ہیں" جب حکم شرع کے تابع ہو تو انصاف سے صلح کرا دو۔ ایک کی طرف داری نہ کرو۔ حکم ہے خانہ جنگی کا جو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ مومن بسبب معصیت کے ایمان کے خارج نہیں۔ گو کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو (ترجمان و ابن کثیر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکِبَ حِمَارًا وَّانْطَلَقَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ فَقَالَ اِلَیْکَ عَنِّیْ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ اٰذَانِیْ نَتْنُ حِمَارِکَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاللّٰہِ لَحِمَارُہٗ اَطْیَبُ رِیْحًا مِّنْکَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰہِ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِہٖ وَغَضِبَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا اَصْحَابُہٗ فَکَانَ بَیْنَہُمْ ضَرْبٌ بِالْجَرِیْدِ وَالْاَیْدِیْ فَنَزَلَتْ فِیْہِمْ وَاِنْ طَائِفَتٰنِ الخ لباب ص

جلد ۲) حاشیہ قرآن مولانا عبدالستار صاحب محدث دہلوی (بخاری ج۱)

ایک دن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کی طرف سے گزرے۔ اس مجلس میں کچھ مسلمان لوگ بھی تھے، آپ نے وہاں گدھے کو ٹھہرایا اور کچھ وعظ سنایا عبداللہ نے کہا، آپ کے گدھے کی بدبو سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے یعنی جب گدھے نے پیشاب کیا تھا اس وقت عبداللہ نے یہ لفظ کہے۔ انصار میں سے ایک شخص یعنی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی حضور کے گدھے کی بو تیری خوشبو سے بہتر ہے۔ اس پر منافق کے حمایتی بول اٹھے اور ادھر سے مسلمان بولے، لڑائی ہونے لگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو سمجھا کر خاموش کیا، اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں، وَاِنْ طَائِفَتٰنِ الخ (حمیدی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

یعنی ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر

وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَا اَضْحَكَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ قَالَ رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِيْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَبِّ خُذْ لِيْ مَظْلِمَتِيْ مِنْ اَخِيْ فَقَالَ اللّٰهُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِاَخِيْكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ شَيْءٌ قَالَ يَا رَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ اَوْزَارِيْ وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُكَاءِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ تُحْمَلَ عَنْهُمْ مِنْ اَوْزَارِهِمْ فَقَالَ اللّٰهُ لِلطَّالِبِ اِرْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ فَرَفَعَ فَقَالَ يَا رَبِّ اَرٰى مَدَائِنَ مِنْ ذَهَبٍ وَقُصُوْرًا مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلَةً بِاللُّؤْلُؤِ لِاَيِّ نَبِيٍّ هٰذَا اَوْ لِاَيِّ صِدِّيْقٍ هٰذَا اَوْ لِاَيِّ شَهِيْدٍ هٰذَا قَالَ لِمَنْ اَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ يَا رَبِّ وَمَنْ يَمْلِكُ ذٰلِكَ قَالَ اَنْتَ تَمْلِكُهُ قَالَ بِمَاذَا قَالَ بِعَفْوِكَ عَنْ اَخِيْكَ قَالَ يَا رَبِّ فَاِنِّيْ قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ قَالَ اللّٰهُ فَخُذْ بِيَدِ اَخِيْكَ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (ترغیب ص ۴۰۵) قَالَ الْحَاكِمُ

تھے، آپ ہنسے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس وقت آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا کہ میری امت کے دو شخص اللہ کے رُوبرو حاضر ہوں گے۔ ان میں سے ایک کہے گا، یا اللہ میرے اس بھائی سے میرا حق دلوا۔ اللہ فرمائے گا تو اس سے کیا لے گا، اس کی تو نیکیاں سب دُوسرے حقدار لے گئے اب کچھ باقی نہیں رہا۔ وہ شخص کہے گا کہ پھر میرے گناہ اس پر ڈالے جائیں۔ اس بات کو کہہ کر حضورؐ رونے لگے اور فرمایا کہ بڑا بھاری دن ہوگا جس میں آدمی یہ آرزو کرے گا کہ اس کے گناہ کسی اور کے اُوپر ڈالے جائیں۔ پھر اللہ حقدار سے فرمائے گا کہ اُوپر کو نگاہ کر۔ وہ اُوپر نگاہ اٹھائے گا تو سونے کے شہر اور محل موتیوں سے جڑے ہوئے نظر آئیں گے، وہ پوچھے گا کہ یا الٰہی یہ سامان کس نبی کے واسطے ہے یا صدیق یا شہید کے واسطے ہے؟ اللہ فرمائے گا کہ جو کوئی اس کی قیمت ادا کرے اس کے لیے ہے وہ کہے گا بھلا اس کی قیمت کس سے ادا ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تُو ادا کر سکتا ہے، وہ پوچھے گا میں کیونکر ادا کر سکتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تُو اپنے بھائی کو معاف کر دے، یہی اس کی قیمت ہے! وہ شخص کہے گا، یا رب میں نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دے۔ پھر آپ نے فرمایا، لوگو، اللہ سے ڈرو،

صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔

آپس میں صلح کراؤ۔ دیکھو اللہ بھی مسلمانوں میں صلح کرائیگا۔ امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلوار کے قبضہ پر لکھا ہوا تھا؛

اُعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَصِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ وَقُلِ الْحَقَّ وَلَوْعَلٰی نَفْسِكَ۔

(ترغیب ص ۵۷)

اگر کوئی تجھ پر ظلم کرے تو معاف کر، اور کوئی تیری قرابت کا لحاظ نہ کرے تو اس کا لحاظ کر اور اگر کوئی تجھ کو ستائے تو اس کے ساتھ نیکی کر اور سچ کہہ دے چاہے تیرا نقصان ہی ہو۔

جو شخص مسلمانی کے کاموں میں بڑا ہے وہ ایسا ہے جیسا بڑا بھائی اور جو مسلمانی کے کاموں میں بودا ہے وہ ایسا ہے جیسا چھوٹا بھائی۔ اور جو مسلمان نہیں وہ بھائی نہیں۔ تو کافر کو ایسا سمجھنا چاہیے جیسے گدھے کتے کو جانتے ہیں یا چوہڑے چمار کو سمجھتے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا سبب ہے۔

خلاصۂ کلام

الغرض قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر حقدار کو اس کا حق دلائے گا۔ کسی کو گالی دینا، کسی پر تہمت لگانا، کسی کا مال کھا جانا، کسی کو ناحق مار ڈالنا جیسے گناہ لاتے جائیں گے۔ پھر مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دی جائیں گی۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے مظلوم کو بھی۔ اور جب ظالم کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور کچھ باقی نہ بچے گا۔ لیکن حقدار ابھی بقایا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں صلح کرائے گا اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس مسلمان کو بخشنے کا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس مظلوم کو راضی کر دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں؛

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ (سورۃ نساء آیت ۴۸ پ ۵)

بیشک اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اور اس سے کم درجہ گناہوں میں سے جس کو چاہے بخش دے۔

الغرض جو کوئی مشرک ہو کر مر جائے اس کی مغفرت و بخشش ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں میں بخشش کی امید ہے خواہ سزا پا کر یا بغیر سزا کے۔ لیکن شرک وہ بلا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا۔

ومن يكسب خطيئة او اثما ثم يرم به بريئا فقد احتمل بهتانا واثما مبينا (پ ۵)
ترجمہ
جو شخص گناہ کا کام کرتا ہے خواہ چھوٹا گناہ ہو خواہ بڑا ہو پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگائے یقیناً ایسے شخص نے ایک بہت بڑا بہتان اور صاف گناہ اپنے آپ پر اٹھایا (النساء آیت ۱۱۲)
حقوقِ مومن
حصہ دوم
جمع و ترتیب
عبدالرشید انصاری۔ جی ٹی روڈ
کالونی گوجرانوالہ

وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اور جو شخص کسی مسلمان پر لعنت کرے اس کا گناہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے اس مسلمان کو قتل کیا اور جو شخص کسی مسلمان پر کفر کی تہمت لگائے اس کا گناہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کو قتل کیا اور جو شخص مال و دولت حاصل کرنے کے لیے جھوٹا دعویٰ کرے خداوند تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دے گا۔

حصہ دوم

جمع و ترتیب عبدالرشید انصاری جی ٹی روڈ کالونی سرفراز گوجرانوالہ

حصہ دوم

حقوقِ مؤمن

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ

حصہ دوم

حقوقِ مومن

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ٥ (پ ۳۰، سورہ والتین آیت ۴-۵) ہم نے آدمی کو خوب سے خوب اندازے پر بنایا پھر پھینک دیا اس کو نیچے سے نیچے۔

معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا ہے اور کیسی قوت عطا کی ہے۔ واقعی اس کے ظاہر و باطن میں خوبیاں بھر دیں۔ بشرطیکہ یہ اپنی فطرت پر قائم رہے۔ ناک، کان، آنکھ، منہ، ہاتھ، پاؤں کل اعضا کیسے موزوں طریقے سے بنائے۔ کتنا اچھا اور بھلا۔ لیکن اس کی بد اعتقادیوں، بد اعمالیوں، خدا اور رسول کے احکام سے انحراف نے اس کو اسفل سافلین دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس کو لائق فرشتوں سے بھی بالاتر مقام دیا۔ پھر جب منکر ہوا تو جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ ہاں اگر یہ اپنے اعتقادات کو فطرت پر ہی رہنے دے۔ خدا اور رسول کا مطیع رہے۔ حدیث میں ہے کہ :۔

بندہ جب سفر کرے یا بیمار ہو جائے تو جو عمل وہ حالت صحت اور اقامت میں کرتا تھا۔ اس کا ثواب اس کو ملتا رہے گا (بخاری) یعنی بڑھاپے میں فرائض کے علاوہ نفل عمل نہ ہو سکے تو جو نیک عمل جوانی میں کرتے تھے اس کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔

۲۔ دوسری حدیث میں ہے کہ :۔

قیامت کے دن حقداروں کے حقوق ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ بکری کے لیے سینگ دار بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔ (مسلم)

ہر جانور ختم ہو جائے گا۔ ان کا بدلہ دلا کر اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

کافر بھی پچھتائے گا

یہ تمام حالات دیکھ کر کافر کہے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا ٥ (پ ۳۰ آیت نمبر ۴۰ النبا) اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا۔

حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز حیوانات کا حساب لے کر نیک و بد کا بدلہ دے کر حکم دے گا کہ سب خاک ہو جاؤ، وہ سب خاک اور نیست و نابود ہو جائیں گے اس وقت کافر آرزو کرے گا۔ کاش

میں بھی خاک ہو تا زندہ نہ رہتا۔ قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن انسان کے لیے موت نہیں ہو گی جیسے حدیث شریف میں ذکر ہے کہ:۔

موت کو مینڈھے کی صورت میں لاکر جنت ' دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ اور ندا کر دی جائے گی کہ جنتیو اب ہمیشگی ہے کبھی موت نہیں آئے گی۔ (ابنِ کثیر اُردو ص ۱۵۹)

تالیفِ کتاب کا مقصد صرف اور صرف رضائے الٰہی ہے

میری پیش کردہ احادیث کو بعض لوگ نیکی پر مبنی کریں گے اور بعض بدی پہ۔ اور دعا ہے کہ اللہ مجھ کو حق بیان کرنے کی توفیق دیتا رہے ——— نہ تو مجھے کسی کو خوش کرنا منظور ہے۔ نہ ہی کبھی کو ناراض کرنا میرا مقصود ہے۔ بلکہ میرا مطلوب تو صرف رضائے رب اور تقربِ مولا ہے۔ پھر آپ کا اختیار ہو گا کہ حق و باطل میں تمیز کریں یا نہ کریں حق کو قبول فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ میری زبان و بیان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اسے بندوں کے لیے مفید بنائے اور ہدایت کا سبب بنائے۔ جتنا تم جانتے ہو اسی کو بیان کر دو۔

شانِ مومن

۱۔ جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں مدد کرے گا اللہ تعالےٰ اس کی حاجت روائی کرے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج و غم یا مصیبت و مُشکل کو دُور کرے گا خدا تعالیٰ اس کی مصیبت اور رنج و غم کو دُور کرے گا۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۲)

۲۔ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مظلوم کی تو مدد کروں۔ ظالم کی مدد کیوں کر کروں؟ آپؐ نے جواباً فرمایا کہ تم اسے ظلم کرنے سے باز رکھو۔ تمہاری طرف سے اس کی یہی مدد ہے۔
(بخاری۔ مسند احمد حدیث نمبر ۳۔ ۹۹ -۱ ۲۰ مظالم۔ ۴) ترمذی۔ کتاب النفس ۶۸) (مشکوٰۃ ص۴۲۲)

۳۔ بہترین ساتھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے ساتھی کے لیے اچھے طریقے سے پیش آتے ہیں اور اللہ کے نزدیک پڑوسیوں سے بہترین پڑوسی وہ ہیں جو اپنے پڑوسیوں سے اچھے طریقہ سے پیش آتے ہیں۔ ترمذی۔ دارمی۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۴

۴۔ تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ ص۴۲۳)

۵۔ جنابِ سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ بندہ اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۲۔ بخاری۔ مسلم)

مسلمان کی مثال ایک جسم کی سی ہے

۶۔ تمام مومن آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ جب اس کی آنکھ دکھتی ہے تو سارا جسم دکھتا ہے، اور سر میں درد ہوتا ہے تو سارا بدن اس کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے (بخاری کتاب الادب، مشکوٰۃ ص۴۲۲)

۷۔ خداوند تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا۔ جو خدا کی مخلوق پر شفقت نہیں کرتا۔ (بخاری کتاب التوحید ص۱۰۹۱ ج۲ مسلم شریف کتاب الفضائل)

۸۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہیں کرتا۔ اور نہ اسے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ (بخاری ص۳۳۰۔) مشکوٰۃ ص۴۲۲

۹۔ انسان کے لیے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر و ذلیل سمجھے۔
مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ (۱) مسلمان کا ناحق خون بہانا (۲) اس کا مال حاصل کرنا (۳) اس کی آبرو ریزی کرنا۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۲ مسلم شریف)

مسلمان کی آبرو ریزی کرنیوالا سب سے بڑا سود خور ہے

۱۰۔ سود کا ایک درہم حاصل کرنا۔ چھتیس مرتبہ کی زناکاری سے بڑھ کر گناہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی سن رکھو کہ سب سے بڑا سود خور وہ ہے جو کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے۔ (خطبات محمدی) (مصنف محمد جوناگڑھی)

۱۱۔ دین خیر خواہی اور نصیحت ہے۔ آپ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔
ہم نے پوچھا، یہ خیر خواہی اور نصیحت کس کے لیے ہے؟۔
آپ نے فرمایا۔ خدا کے لیے۔ خدا کی کتاب کے لیے۔ خدا کے رسولؐ کے لیے۔ مسلمانوں کے اماموں (رہنماؤں) کے لیے۔ اور عام مسلمانوں کے لیے۔ (بخاری کتاب الایمان ص۔ ج ۱ مسلم شریف کتاب الایمان ص۵۴)۔
(مشکوٰۃ ص ۴۲۴)

۱۲۔ خدا کے نزدیک دوستوں میں بہتر وہ دوست ہیں جو اپنے دوستوں کے خیر خواہ ہوں۔ (مشکوٰۃ)

۱۳۔ جس شخص کے سامنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس مسلمان بھائی کی مدد کرنے پر قادر ہو اور اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں جگہ اس کی مدد کرے گا۔ اگر اس کی مدد نہ کرے اور وہ مدد کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کا مؤاخذہ کرے گا اور دنیا و آخرت میں اس کا بدلہ لے گا۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۳)

مسلمان آئینہ کی مانند

۱۴۔ ہر مسلمان اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اس کے عیب کو آہستگی اور نرمی کے ساتھ ظاہر کرنے والا۔ آئینہ کی مانند، خاموشی سے حسن و قبح کو دکھاتا ہے۔ اگر اس میں کوئی بُرائی دیکھے تو وہ اسے دُور کرے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الادب باب۔ ترمذی کتاب البر ص ۱۸ ج ۲)

مسلمان پر عیب و تہمت لگانے کی سزا

۱۵۔ جو شخص کسی مسلمان کو منافق کے شر سے بچائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لیے ایک فرشتہ بھیجے گا جو اسے قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی تہمت لگائے گا جو اس پر عیب لگاتی ہو اور عیب لگانا ہی اس کا مقصود ہو تو خدا تعالیٰ اُسے دوزخ کے پُل پر قید کر دے گا۔ یہاں تک کہ اس کی سزا پوری ہو جائے یا وہ مدعی کو راضی کرے۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۴۔ ابوداؤد)

۱۶۔ اور خدا کے ہاں بہترین پڑوسی وہ ہیں جو اپنے ہمسایہ کے خیر خواہ ہوں۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۴۔ ترمذی)

۱۷۔ وہ شخص کامل مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر سوئے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۴۔ بیہقی)

۱۸۔ بہترین شخص وہ ہے جس کی بھلائی کے لوگ متوقع اور اُمیدوار ہوں۔ اور اس کے شر سے محفوظ و مامون زندگی بسر کرتے ہوں۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۵۔ بیہقی)

دل و زبان کا مسلمان ہونا مسلمانی ہے

۱۹۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے دین عطاء فرمایا ہے اسے خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل۔ اور زبان مسلمان نہ ہو۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۵)

۲۰۔ اس کا دل عقائد باطلہ سے پاک ہو اور زبان تصدیق و اقرار بالقلب سے آراستہ ہو۔ یا یہ کہ بندہ کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ اور بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے ہمسائے اس کی برائیوں سے محفوظ و مامون نہ ہوں۔

(مشکوٰۃ ص۴۲۲۔ بخاری مسلم)

۲۱۔ مسلمان، محبت و اُلفت کا مقام ہے۔ اور اس شخص میں بھلائی اور خیر و خوبی نہیں، جو مسلمان سے محبت و الفت نہیں کرتا۔ اور دوسرے مسلمان اس سے محبت و الفت نہیں کرتے۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۵۔ مسند احمد۔ بیہقی)

۲۲۔ جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر بخششیں لکھ دیتا ہے۔ جن میں سے ایک بخشش تو وہ ہے جو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کی ضامن ہے۔ اور بہتر بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات بلند کرنے کا سبب ہوں گی۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۵، بیہقی)

۲۳۔ مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ مخلوق میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۵، بیہقی)

۲۴۔ كُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاهِرِیْنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری اُمت عافیت میں ہے مگر وہ لوگ عافیت میں نہیں ہیں جو برائی کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ (بخاری مسلم، مشکوٰۃ باب حِفْظُ اللِّسَانِ وَالْغِيْبَةِ وَالشَّتْمِ)

مسلمان پر لعنت بھیجنا اور کفر کی تہمت لگانا اس کو قتل کرنے کا گناہ ہے

۲۵۔ جو کسی مسلمان پر لعنت بھیجے اس کا گناہ ایسا ہے جس طرح کہ اس نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان پر کفر کی تہمت لگائے اس کا گناہ بھی ایسا ہی ہے کہ جیسے اسے قتل کر دیا۔ (بخاری ص۸۹۳ ج ۲)

۲۶۔ اور جو شخص مال و دولت حاصل کرنے کے لیے جھوٹا دعویٰ دائر کرے خدا تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دے گا۔ (بخاری کتاب الایمان باب، ادب، ص۔)

اگر لعنت کا مستحق نہ ہو تو لعنت بھیجنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے

۲۷۔ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اور آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ لعنت زمین کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور زمین کے دروازے بھی اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں، بائیں جاتی ہے۔ پھر وہ اس چیز یا شخص کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو۔ اگر وہ لعنت کی اہل اور مستحق ہو تو اس پر ٹھہر جاتی ہے اگر وہ لعنت کا اہل اور مستحق نہ ہو تو لعنت بھیجنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۱۳)

۲۸۔ بعض وقت بندہ اپنی زبان سے ایسی بات کہتا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ بندہ اس حیثیت سے واقف نہیں ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ اس کلمہ کے بدلے میں اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ اور بعض اوقات بندہ ایسی بات کہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس سے واقف نہیں ہوتا اور وہ بات اسے جہنم میں لے جاتی ہے

(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ ص۴۱۱)

۲۹۔ مسلمان کو گالی دینا بُرا کہنا فسق ہے اور اسے مار ڈالنا کفر ہے (بخاری ص۸۹۳۔ مسلم۔ مشکوٰۃ ص۴۱۱)

۳۰۔ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک اس کلمہ کفر کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اگر وہ شخص جس کو کافر کہا گیا ہے اس کلمہ کا مستحق ہے تو بہا۔ وگرنہ یہ کلمہ کہنے والے کی طرف پڑے گا۔ (بخاری ص۸۹۳ مسلم مشکوٰۃ ص۴۱۱)

ظالم و مظلوم میں گناہ کس پر؟

۳۱۔ دو شخص اگر ایک دوسرے کو بُرا کہیں تو اس بُرا کہنے کا گناہ اس آدمی پر ہو گا جس نے پہل کی ہو۔ وہ ظالم ہے اور دوسرا مظلوم، جب تک کہ مظلوم حد سے آگے نہ بڑھے۔ (ظالم سے زیادہ بُرا نہ کہے) (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ ص۴۱۱)

۳۲۔ صدیق کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔ لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا۔

(مسلم شریف۔ مشکوٰۃ ص۴۱۱)

۳۳۔ جب کوئی کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو کہنے والا ہی سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ (مسلم شریف مشکوٰۃ ص۴۱۱)

منافق کا انجام بدترین ہوتا ہے

۳۴۔ تم قیامت کے دن بدترین ان لوگوں کو پاؤ گے جو دو منہ رکھنے والے منافق ہوں گے۔ منہ دیکھی بات کہتے ہوں گے ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی کہیں گے۔ اور اُن کے پاس جائیں گے تو ان کی سی کہیں گے۔

(بخاری مسلم۔ مشکوٰۃ ص۴۱۱)

۳۵۔ چغل خور جنت میں نہیں جائیں گے۔ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ ص۴۱۱)

۳۶۔ سچ بولنا اختیار کرو۔ اس لیے کہ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے۔ اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ ہی بولنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ خدا کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔

اور جھوٹ بولنے سے بچو۔ اس لیے کہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے کی ہی کوشش کرتا ہے تو وہ خدا کے ہاں کذّاب (بہت زیادہ جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص۴۱۲)

۳۷۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو مبالغہ کے ساتھ تعریفیں کرتے ہیں تو ان کے منہ میں خاک ڈالو۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ ص۴۱۲)

۳۸۔ اور جس نے اپنے اخلاق کو اچھا بنایا اس کے لیے جنت کی بلندیوں پر محل بنایا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ ص۴۱۲)

۳۹۔ کونسی چیزیں آدمی کو اکثر جنت میں داخل کرتی ہیں؟ وہ خوف خدا اور حسن خلق ہے۔
دوزخ میں لوگوں کو کونسی چیزیں لے جاتی ہیں؟ وہ دو چیزیں ہیں، منہ اور شرمگاہ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۱۲)

محض ہنسانے کے لئے بات کرنا دوزخ میں لے جاتا ہے

۴۰۔ ہلاکت ہے اس شخص پر جو گفتگو کرے اور جھوٹ بولے تاکہ لوگوں کو اس کی وجہ سے ہنسائے۔ افسوس ہے اس پر۔ افسوس ہے اس پر۔ (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی، مشکوٰۃ ص۴۱۳)

انسان ایک بات کہتا ہے اور اس لیے کہتا ہے کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے تو اس بات کی وجہ سے وہ دوزخ میں اس قدر دُور جا گرتا ہے جس قدر زمین و آسمان میں دُوری ہے۔

۴۱۔ انسان اپنی زبان سے اس قدر پھسل جاتا ہے کہ قدموں کے پھسلنے سے سخت ہوتا ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ ص۴۱۳)

۴۲۔ آدمی کے اچھے اسلام کی بہترین خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ اور لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔ (مسند احمد، مؤطا امام مالک، ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ ص۴۱۳)

جھوٹ کی مذمت

۴۳۔ بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو حفاظت کرنے والے فرشتے، جھوٹ کی بُو سے میل بھر دُور چلے جاتے ہیں۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ ص۴۱۳)

۴۴۔ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بات کہے اور وہ اس بات کو صحیح اور درست سمجھے۔ اور تم نے حقیقت میں اس سے جھوٹی بات کہی ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۱۳)

۴۵۔ مومن، جھوٹ اور خیانت کے سوا تمام خصلتوں پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (مسند احمد، بیہقی، مشکوٰۃ ص۴۱۴)

۴۶۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں!
مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔
مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ (مؤطا امام مالکؒ۔ بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۲)

۴۷۔ منافق کی تین نشانیاں۔

اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد یہ لفظ ہیں کہ اگر وہ شخص روزہ رکھتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور اس میں ان علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جاوے تب بھی وہ منافق ہی ہے اس کے بعد بخاری اور مسلم دونوں کے متفقہ الفاظ یہ ہیں۔ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الکبائر وعلامات النفاق سے فصل اوّل)

جھوٹے کا انجام

حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا جاتا ہے:

فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلُّوبٌ مِنْ حَدِيدٍ يُدْخِلُهُ فِي شِدْقِهِ فَيَشُقُّهُ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هٰذَا فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ ....
أَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ مَا تَرَى إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔
(مشکوٰۃ شریف کتاب الرؤیا فصل اوّل)

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک شخص کھڑا ہاتھ میں لوہے کا آنکڑہ لیے ہوئے ہے بیٹھنے والے شخص کے منہ میں وہ آنکڑہ ڈالتا ہے اور اس کی باچھ گدی تک چیر دیتا ہے۔ پھر دوسری باچھ کی طرف جاتا ہے اور اس کو بھی چیر ڈالتا ہے اتنی دیر میں پہلی باچھ ٹھیک ہو جاتی ہے پھر اس کے ساتھ وہی کچھ کرتا ہے جو دوسری کے ساتھ کیا تھا۔ جب پہلی باچھ کو چیرتا ہے تو دوسری ٹھیک ہو جاتی ہے ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ جس شخص کی باچھ چیری جاتی تھی وہ کذاب تھا جھوٹ بولتا تھا اور جھوٹی باتیں بیان کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی باتیں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتیں۔ اب یہ سزا اس کو قیامت تک دی جاتی رہے گی

اس حدیث سے عبرت پکڑنی چاہیے کہ

آدمی ایسی بات منہ سے نہ نکالے جس کی سزا کا مستحق ہو جائے

پھر پچھتائے گا۔

حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدعت سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ دین میں نئے نئے کام کرنے سے بچو۔ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ تم میری سنّت اور میرے خلفاء کی سنّت کو لازم پکڑو۔ (مشکوٰۃ ص۳۰)

۲۔ ہر شخص ایسا قول یا فعل ایجاد کرے جو قرآن و حدیث میں نہ ہو تو وہ شخص اور اس کا وہ کام دونوں مردود ہیں۔ (مشکوٰۃ ص۲۷، بخاری ومسلم)

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ حَجَبَ التَّوْبَۃَ عَنْ کُلِّ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَہٗ۔ (طبرانی)

یعنی جب تک کہ بدعتی آدمی اپنی بدعت کو نہ چھوڑے اس وقت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ روک لی ہے۔

۴۔ اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَّقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَہٗ۔ (بحوالہ حکم حقانی)

اللہ تعالیٰ نے بدعتی شخص کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے جب تک کہ وہ بدعت کو ترک کردے۔

۵۔ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَۃٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوۃً وَّلَا صَدَقَۃً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَۃً وَّلَا جِہَادًا۔ وَیَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَۃُ مِنَ الْعَجِیْنِ (ابن ماجہ)

خدا تعالیٰ بدعتی شخص کا نہ روزہ قبول کرتا ہے۔ نہ نماز اور نہ زکوٰۃ وخیرات۔ اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ ہی جہاد اور بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

۶۔ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ۔ (مشکوٰۃ ص۳۱، بیہقی)

جس شخص نے بدعتی کی عزت وآبرو کی، اس نے اسلام کو ڈھانے اور اسے نیست ونابود کرنے پر کمر باندھ لی ہے

سنّت اور بدعت میں نمایاں فرق ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنّت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

۷۔ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ۔

جس شخص نے میری سنّت کو اس وقت مضبوطی سے تھاما جبکہ میری اُمّت کی دینی حالت خراب ہو رہی ہو تو

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ بیہقی کتاب الزہد) اسے سو شہید کا ثواب ملے گا۔

مصنف نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کو بدعت قرار دیا ہے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے تحت بدعتی کا کوئی بھی عمل ناقابل قبول ہے۔

مسلمان آدمی رفع یدین کر کے نماز پڑھتا ہے۔ رفع یدین کو بدعت کہنے کی وجہ سے مسلمان کو تکلیف و ایذا پہنچتی ہے سارے مسلمان ایک مکان کی مانند ہیں کہ مکان کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط رکھتا ہے۔ سارے مسلمان اسی طرح آپس میں جکڑے ہوئے ہیں لہٰذا سب مسلمانوں کو ایذا پہنچتی ہے اس بات سے کہ رفع یدین کرنے والے کو بدعتی کہا گیا ہے حالانکہ امام بخاری رح کا فیصلہ ہے کہ رفع الیدین کو بدعت کہنے والا رسالتمآب۔ صحابہ رض و دیگر ائمہ کا گستاخ ہے۔

نیز فرمایا کہ جس شخص نے کہا ہے کہ رفع یدین بدعت ہے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور خلفاء اور بعد میں آنے والے تمام علماء اور مندرجہ ذیل ائمہ کو مطعون کیا ہے۔

اہل حجاز۔ اہل مدینہ۔ اہل مکہ۔ اہل عراق میں سے کچھ علماء۔ اہل شام۔ اہل یمن۔ اور اہل خراسان کے علماء۔ ان میں سے عبداللہ بن مبارک رح بھی ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے شیوخ عیسیٰ بن موسیٰ کعب بن سعید۔ حسن بن جعفر۔ محمد بن سلام وغیرہ (جزء رفع یدین مترجم صفحہ ۵۳)

اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

۸۔ بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ اٰیَۃً۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو کوئی آیت یاد ہو تو دوسرے تک پہنچائے۔

مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ کتاب العلم فصل اول

مطلب یہ ہے کہ جو شخص جان کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا۔ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرلے۔

خدا کے بندو مجھے جواب دو کہ میں نے احکام خدا کی تبلیغ تم میں کر دی! اسنے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ نے احکام خداوندی پوری امانتداری کے ساتھ ہمیں پہنچا دیئے۔ تو آپ نے فرمایا فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ یعنی جو تم میں سے اب موجود ہیں ان پر فرض ہے کہ جو موجود نہیں انہیں بھی میری یہ حدیثیں پہنچادیں (رواہ البیہقی) (ترغیب و ترہیب)

۹۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مطلب ہے کہ حضرت ابو درداء رض کہتے ہیں کہ خدا کے نزدیک

مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بدتر شخص وہ عالم ہے جس کے علم سے نفع حاصل نہ ہو۔ (دارمی)

۱۰۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ فَاِنِّیْ امْرُءٌ مَقْبُوْضٌ وَالْعِلْمُ سَيُنْقَبَضُ وَيَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ اثْنَانِ فِیْ فَرِيْضَةٍ لَا يَجِدَانِ اَحَدًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا

رواہ الدارمی والدارقطنی (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل سوم ص ۳۸)

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ علم کو سیکھو اور سکھاؤ اور علم فرائض (فرض احکام کا علم یا علم فرائض) کو بھی سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ پس میں ایک شخص ہوں جو اٹھایا جاؤں گا۔ اور علم کو بھی عنقریب اٹھالیا جائے گا۔ اور فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ اختلاف کریں گے دو شخص ایک فرض چیز میں اور ایسا کوئی شخص نہ پائیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

(رواہ احمد والدارمی)

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس علم کی مثال جس سے نفع نہ اٹھایا جائے اس خزانہ کی مانند ہے جس میں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔ (مشکوٰۃ)

۱۱۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ......

(مشکوٰۃ کتاب العلم فصل دوم)

مطلب یہ ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۱۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِیْ رِيْحَهَا

(مشکوٰۃ کتاب العلم فصل دوم)

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے کہ جس شخص نے اُس علم کو سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے لیکن اس غرض سے سیکھا کہ وہ اس سے دنیا کی متاع کو حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی۔

۱۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین کا ثواب جاری رہتا ہے

صدقہ جاریہ (جیسے اوقاف یا کنوئیں وغیرہ) علم جس سے نفع حاصل کیا جائے

(رواہ مسلم)

(جیسے کسی کو علم پڑھایا کوئی کتاب لکھی) اور اولاد صالح جو مرنے کے بعد اس کے لیے دعا کرے (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول)

۱۴۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اسلام میں کسی نیک طریقہ کو رواج دے تو اس کو اس کا ثواب بھی ملے گا اور اس کا ثواب بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے لیکن عمل کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس شخص نے کسی برے طریقہ کو اسلام میں رائج کیا اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا۔ اور اس شخص کا گناہ بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا لیکن عمل کرنے والے کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

۱۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قتل کیا جاتا کسی کو ظلم کے طریقہ پر مگر ہوتا ہے آدمؑ کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے خون کا ایک حصہ اس لیے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ نکالا ہے۔

۱۶۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔

(رواہ الترمذی والدارمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علم کو حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے وہ اس وقت تک جب تک گھر واپس نہ آئے خدا کی راہ میں ہے۔

۱۷۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص سے کوئی علمی بات دریافت کی جائے جس کو وہ جانتا ہے اور وہ اس کو چھپائے یعنی نہ بتلائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

علماء کی دو قسمیں

۱۸۔ ... قَالَ أَلَا إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ۔ رواہ الدارمی (مشکوٰۃ)

... فرمایا کہ خبردار ہو بیشک شریروں میں بدترین برے علماء ہیں۔ اور بھلے لوگوں میں سب سے بہتر بھلے علماء ہیں۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ۔ (۲۵/النحل پ۱۴)

یعنی تاکہ اٹھاویں بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور بعضے گناہوں ان لوگوں کے سے کہ گمراہ کرتے ہیں ان کو بغیر علم کے خبردار برا ہے جو کچھ بوجھ اٹھاتے ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ علماء کی دو قسمیں ہیں جس کا جو جی چاہے راہ اختیار کرے۔ پہلی قسم میں وہ علماء ہیں جو متاعِ دنیا کے لیے علم حاصل کرتے ہیں اور ایسوں کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی۔ اور جو کسی برے طریقہ کو اسلام میں رائج کرتے ہیں تو اس کا گناہ ان پر ہوگا۔ اس شخص کا گناہ بھی ان کے سر ہوگا جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا۔ لیکن گناہ کرنے والے کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن مرتبے کے اعتبار سے سب سے بدتر شخص وہ علماء ہیں جن کے علم سے نفع کسی کو حاصل نہ ہو۔

۲۰۔ دوسری قسم میں وہ شخص ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے علم حاصل کرتا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے علم سے دوسرے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً کسی کو علم سکھایا، یا کتاب لکھی یا اولادِ صالح جو مرنے کے بعد دعا کرتی ہے اور تینوں کا ثواب برابر جاری رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا (۸۵۔ النساء پ۵) یعنی "جو کوئی سفارش کرے سفارش اچھی ہوگا واسطے اس کے حصہ اس میں سے اور جو کوئی سفارش کرے سفارش بری ہوگا واسطے اس کے حصہ اس میں سے اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (۱۲۲/التوبہ پ۱۱)

پس کیوں نہ نکلی ہر فرقے سے ان میں سے ایک جماعت کہ سمجھ سکیں بیچ دین کے اور تاکہ ڈراویں قوم اپنی کو جب پھر جاویں۔

یعنی سو ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر بڑی جماعت میں سے ایک مختصر جماعت نکلا کرے تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ جب یہ مجاہدین ان کی طرف واپس آئیں تو یہ دین حاصل کرنے والے ان کو خدا کے احکام سنا کر ڈرائیں تاکہ وہ گناہوں سے بچتے رہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا

ایک طالب علم جب مدرسہ سے فارغ ہوتا ہے اور اپنی قوم کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ علم اس نے سیکھ لیا ہے۔ وہ سابق طالب علم اور اب عالمِ دین اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات لوگوں کو سناتا ہے تو قوم کو حق کی دعوت دے۔

اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کا ہے۔ اس روز اس سے بازپرس ہو گی۔

لہٰذا ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق عمل کرے کہ آدمی نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے منع کرے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

۱۔ فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ إِلَىٰ عَالِمِهِ (رواہ احمد وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ باب العلم ص۳۵)

مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید اور فرمانِ مصطفیٰ سے متعلق جتنا تم جانتے ہو اس کو بیان کرو، اور جسے نہیں جانتے اسے جاننے والے کی طرف سونپ دو۔

اس سے صاف عیاں ہے کہ جو بات تمہیں معلوم ہے وہ بیان کرو اور جو معلوم نہیں تو صاف کہہ دو کہ مجھے معلوم نہیں۔ اسے کسی بڑے عالم کے پاس بھیج دے۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ:

۲۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (پارہ ۱۵ ع سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۶)

جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو تو اس کے بارے اپنی طرف سے قیاس اور اٹکل پچو سے بات نہ کرو۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔

تو جس قدر علم ہو اسے بیان کرنا چاہئیے۔ ورنہ خاموشی اختیار کرے۔ اپنی طرف سے اندازے سے بات نہ کرے۔ انسان جتنا علم رکھتا ہے وہ اپنی طاقت کے مطابق بیان کرے۔ اور اسے یہ حق پہنچتا ہے۔ اور جو شخص جان بوجھ کر حق بیان نہیں کرتا تو قیامت کے روز اس سے بازپرس ہو گی۔ اور اسے سخت سزا دی جائے گی۔ جیسے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

۳۔ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ۔

یعنی جو مسئلہ کسی ایسے آدمی سے پوچھا گیا جو علم رکھتا تھا پھر وہ اسے چھپا گیا۔ تو اس کے منہ میں

قیامت کے دن آگ کی لگام ڈال جائے گی۔ (مسند احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ بمشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۴)

بہرحال

یہ اعلانِ عام ہے۔ جس آدمی کا جو دل چاہے وہ راہ اختیار کرے۔

جو لوگ بُری بات سے منع نہیں کرتے اور نیکی کا حکم نہیں کرتے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا حکم کیا ہے؟

۱۔ اللہ پاک نے قرآن مجید سورۃ البقرہ کے دسویں رکوع میں ارشاد فرمایا:۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (اور کہو لوگوں سے اچھی بات)
(سورۃ البقرہ آیت ۸۳)

یہ حکم عام ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

۲۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (آل عمران پ۴ آیت ۱۱۰)

ہو تم بہتر امت جو نکالی گئی ہو واسطے لوگوں کے حکم کرتے ہو ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو ساتھ اللہ کے۔

چونکہ ہر شخص اُمتی کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے اللہ کا کلام مانتے ہوئے اس آیت کے جزء پر عمل کر رہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

۳۔ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ (المائدہ پ۶)

کیوں نہیں منع کرتے ان کو رب والے اور علم والے بولنے ان کے سے جھوٹ کو اور کھانے ان کے سے حرام کو البتہ بُرا ہے جو کچھ ہیں وہ کرتے۔

ہر ایک کو رب کا حکم مان کر جھوٹ بولنے والوں کو جھوٹ سے منع کرنے کے لیے اپنی کوشش اور محنت کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اور جگہ فرمایا:۔

۴۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط

یعنی جھگڑے کر ان سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ

(آیت ۱۲۵ النحل پ۱۴) بہت بہتر ہے۔

ہر ایک کو اللہ کا حکم مانتے ہوئے احسن طریقہ سے بات کرنا چاہیئے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

۵۔ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ○ (پ۲ البقرہ) آیت ۱۹۳

اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے باقی فساد اور ہووے دین واسطے اللہ کے پس اگر باز رہیں پس نہیں زیادتی کرنا مگر اوپر ظالموں کے۔

ہم کو حکم ربانی پر عمل کرتے ہوئے اللہ کا دین قائم کرنے اور فتنہ و فساد ختم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ اگر ظالم لوگ حق و سچ کو تسلیم کر لیں تو پھر زیادتی کرنے کی ضرورت نہیں مگر ظالموں کو چھوڑنے کی اجازت نہیں جب تک وہ اپنے ظلم سے تائب نہ ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

۶۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر پ۱۴ آیت ۹۴) پس سنا دے کھول کر اس چیز کو جو تجھ کو حکم ہوا۔

ہم نے اللہ کا حکم مان کر صاف صاف اور کھول کھول کر بات بیان کر دی ہے۔ اگرچہ جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت پڑتی ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

۷۔ اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○ (الاحزاب پ۲۲ آیت ۳۹)

وہ لوگ کہ پہنچاتے ہیں پیغام خدا کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے مگر اللہ سے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا۔

ہم اللہ سے ڈر کر اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا

۸۔ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔۔۔۔۔۔ الآیۃ (آیت ۶۷۔ المائدہ پ۶)

اے رسول پہنچا دے جو کچھ کہ اتارا گیا ہے طرف تیری تیرے رب کی طرف سے اور اگر نہ کرے تو پس نہ پہنچایا تو نے پیغام اس کا اور اللہ بچائے گا تجھے لوگوں سے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

۹۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً یعنی میری طرف سے بات دوسروں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔

ہمیں اللہ اور رسول کا حکم مان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث دوسروں تک پہنچانا چاہیئے تاکہ دوسروں پر دین کی حجت قائم ہو سکے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

۱۰۔ هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔

(اللہ کے بندو مجھے جواب دو) کیا میں نے اللہ کے حکموں کی تبلیغ کردی۔ سب نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ بیشک آپ نے ہم کو پہنچا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم میں سے جو حاضر ہیں ان پر فرض ہے کہ جو حاضر نہیں انہیں بھی میری یہ حدیثیں پہنچا دیں۔

اور پھر آپ نے فرمایا:۔

۱۱۔ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلٰی يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰی بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ (مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف)

ہرگز نہیں اللہ کی قسم تم ان کو اچھی باتوں کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو۔ ظالم کے ہاتھوں کو پکڑ لو۔ ان کو حق پر آمادہ کرو اور حق پر ان کو قائم کردو۔ ورنہ خداوند تعالیٰ تم میں سے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں کے ساتھ وابستہ کردے گا اور پھر تم پر لعنت فرمائے گا جیسا کہ اس نے بنی اسرائیل پر لعنت کی تھی۔

اور پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

۱۲۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دے۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا اے میرے رب اس کے باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ کے لیے بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ پاک نے فرمایا اس

سَاعَةً قَطُّ۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف) برادران سب پر شہر کا الٹ دے اس لیے کہ اس شخص کا چہرہ ایک لمحے کے لیے بھی میری خاطر متغیر نہیں ہوا (یعنی اس نے گناہ گاروں کے گناہوں کو دیکھ کر ایک لمحہ کے لیے بھی برا نہیں جانا۔

ہر دو احادیث سے ہمارے لیے عبرت و نصیحت حاصل ہوتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :۔

۱۔ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ پ۲۹ سورہ مزمل آیت ۱۹)

یقیناً یہ نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مجبور نہیں کرتا جیسا کوئی عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے متعلق سوال کرے گا۔

جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :۔

۲۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

(پ۲۱ لقمان آیت ۳۳)

تحقیق اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے نہ فریب دے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ دھوکہ دے تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکا دینے والا (شیطان)

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے۔ وہ وقت آنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

۳۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

(پ۱۵ آیت ۱۵ بنی اسرائیل)

ہم اس وقت تک عذاب نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ ہم پیغمبر بھیجیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے :۔

۴۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

ہم نے پیغمبر مبعوث کیے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تاکہ پیغمبر بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ

(پ ۶ آیت ۱۶۵ النساء) پہ کوئی الزام نہ رکھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے اپنا حکم پہنچا کر حجت قائم کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ لوگ نہ کہیں کہ اللہ ہمیں کیوں عذاب دیتا ہے۔ اور پائیں گے جو کچھ کیا تھا حاضر اور موجود اور تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

بہرحال

اب جس کا جو جی چاہے، راہ اختیار کرے۔

آپ انصاف کا پہلو سامنے رکھتے ہوئے غور و فکر کریں کیونکہ انصاف کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

۱۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

(پ ۶ مائدہ ۵ آیت ۸)

عدل کرو وہ بہت نزدیک ہے واسطے پرہیزگاری کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ خبردار ہے اس چیز سے جو تم کرتے ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی انصاف کی بات نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا بلکہ دوسروں سے ڈرتا ہے۔ اگر اللہ سے ڈرے تو بات کھول کر بیان کرے۔ کوئی عمل کرے یا نہ کرے۔ اس کی طرف سے تو لوگوں پر حجت قائم ہوگی۔

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ہے:۔

۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

(پ ۵ النساء، آیت ۱۳۵)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ہو جاؤ تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے واسطے اللہ کے اور اگرچہ اوپر جانوں اپنی کے ہو یا اوپر ماں باپ کے اور قرابت والوں کے اگر ہو دولتمند یا فقیر پس اللہ بہت مہربان ہے ساتھ ان کے پس مت پیروی کرو خواہش کی بیچ اس کے کہ عدل کرو اور اگر پیچ دو یا اعراض کرو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی ایمان لے آئے اسے انصاف کی بات کہنی چاہیئے۔ اور گواہی بھی اللہ کے لیے دے۔ اگر آدمی خود بھی قصور وار ہو تو بھی انصاف سے کہے اور اگر ماں کے خلاف ہو یا باپ کے خلاف ہو یا قرابت دار

ہو پھر بھی انصاف کی بات کرے۔ اور وہ یہ خیال نہ کرے کہ یہ آدمی فقیر ہے یا امیر ہے۔ آدمی حق کی بات کرے۔ خواہش کے پیچھے نہ لگے۔ حق سے اعراض کرنا یا حق کو موڑ توڑ کر بیان کرنا ایمان دار آدمی کا طریقہ نہیں ہے۔
آپ نے قرآنِ مجید کا حکم پڑھ لیا ہے لہٰذا اب آپ اللہ سے ڈرتے ہوئے اِنصاف کی بات کریں۔

خُلاصۂ کلام

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ:۔

۱۔ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ہ (پ۱۱ آیت ۱۱۹ سورۃ توبہ)
اے ایماندار لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص سچے لوگوں کے ساتھ نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا نہیں۔ کیونکہ اگر وہ اللہ سے ڈرتا تو حق قبول کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ (مسلم شریف) حق کے سامنے اکڑنا تکبر ہے۔

اور جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔ (مسلم شریف)

۲۔ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (بخاری۔ مشکوٰۃ ص۴۳۱) بہر حال جب تم نے شرم کو خیر باد کہہ دیا ہے تو اب جو جی چاہے کرو۔

اس کتاب میں جو لوگ رفع یدین کرنے کے قائل نہیں ان کے اٹھتیس پیش کردہ دلائل اور ان کی ہر دلیل کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔ پھر اگر کوئی انکار کرتا ہے اور حق کو قبول نہیں کرتا تو اس کو مذکورہ دلائل کی روشنی میں جائزہ لینا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ و
عمل صالحا وقال اننی من المسلمین
پارہ ۲۴، سورہ حم السجدۃ، آیت ۳۳
جو شخص اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے اور اپنے
مسلمان ہونے کا اعلان کرے تو اس شخص کی بات سے
اور کسی کی بات اچھی نہیں ہو سکتی
مقام سنت
حصہ سوم
جمع و ترتیب
عبدالرشید انصاری
سرفراز کالونی جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ (پاکستان)

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (پ ۲۴ سورۃ حم السجدہ ۳۳)
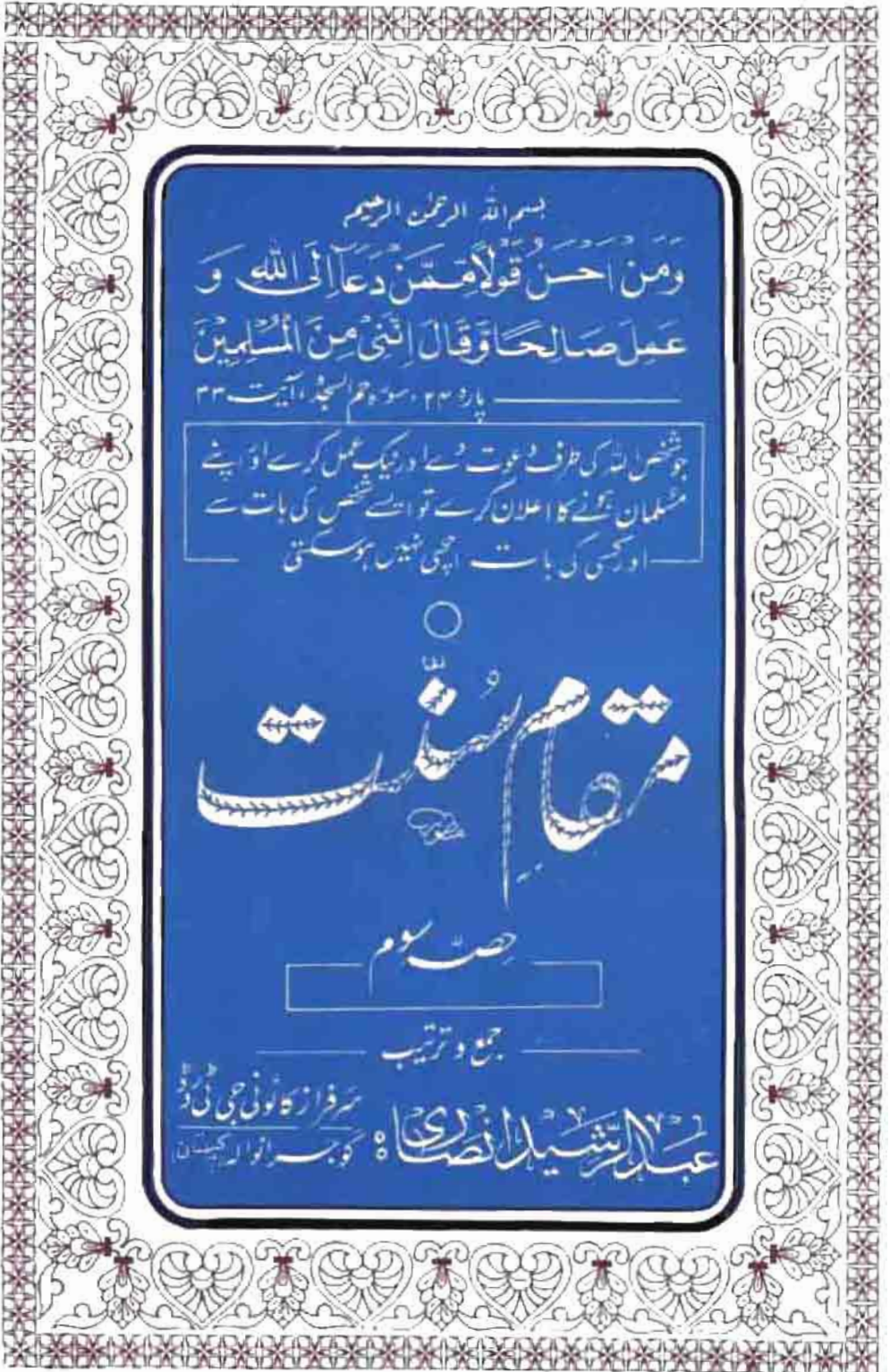
جو شخص اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرے تو ایسے شخص کی بات سے اور کسی کی بات اچھی نہیں ہو سکتی!

حصہ سوم — مقامِ سُنّت

سنت کا معنٰی طریقہ کے ہیں جو مسلمان کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرے گا نجات پائے گا

جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

مسلمانوں کا قول تو یہ ہے کہ جب اُن کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ فرما دیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا اور اُس کو مان لیا اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں

جمع و ترتیب:- عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ

حصّہ سوم

مقامِ سُنّت

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّهٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ ۔

ترجمہ: تعریف اس کے لیے ہے جو اس کا مستحق ہے اور درود وسلام اسکے نبی پاک پر۔

خدا نے انسان کو دونوں راستے دکھا دیے ہیں

حضرات گرامی خدا کا شکر ہے کہ اس نے انسان کو اچھی ہیئت اور شکل وصورت میں بنایا اور اُسے وہ کچھ سکھایا جو اسے معلوم نہیں تھا پھر اسے دونوں راستوں کا اختیار دیا۔

چنانچہ اللہ احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝

(سورۃ الشمس پ۳۰، آیت ۸، ۹، ۱۰)

پھر اس کو اچھی اور بری دونوں راہیں بتا دیں۔ تحقیق جس نے اپنی روح کو پاک کیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اس کو گناہوں میں دبایا وہ نقصان میں رہا

یعنی یہ بتلانا عقل وفطرت سے بھی ہوا اور پھر انبیاء علیہم السلام کی زبان سے بھی اچھی باتیں اس لیے بتلائی گئیں کہ انسان انہیں اختیار کرے اور بری باتیں اس لیے کہ وہ اُن سے بچے۔

شیطانی اور رحمانی راستے واضح ہیں!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

تحقیق گمراہی سے سیدھا راستہ ظاہر ہو لیا۔ پس جو شخص شیطان کے ساتھ کفر کرے اور اللہ کے ساتھ

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ ۳، البقرۃ، آیت ۲۵۶)

ایمان لائے اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا۔ جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

طاغوت کا معنی:

طاغوت کا لفظ طغیان سے مشتق ہے جس کے اصل معنی کسی چیز کے اپنی حد سے آگے بڑھ جانے کے ہیں۔ نیز اس سے مراد شیطان بھی ہو سکتا ہے اور ہر معبود باطل بھی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں، طاغوت شیطان ہے۔ (ابن کثیر)

خدا کا فرمانبردار مضبوط رسی کو تھامنے والا ہے

اللہ رب العالمین ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (پ ۲۱، سورۂ لقمان، ۲۲)

اور جو شخص خدا کے سامنے اپنا منہ جھکائے رہے اور وہ نیکی پر ہو تو اس نے مضبوط رسی کو تھام لیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سب کاموں کا انجام ہے۔

محسن کا معنی:

یہ ہے کہ عمل سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو ورنہ وہ عمل بدعت اور مردود ہے۔ یعنی انسان ایمان اور عمل صالح اختیار کرے۔ عمل میں احسان یہ ہے کہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، یعنی ریا کاری سے پاک ہو اور پھر شریعت کی ہدایت کے مطابق ہو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پ ۱، سورۃ بقرۃ، ۱۱۲)

بات یہ ہے کہ جس نے اپنا منہ خدا کے سامنے جھکا دیا اور نیک بھی ہے اس کو اپنے مالک کے پاس ثواب ملے گا۔ اور اُن پر نہ خوف ہو گا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، یعنی

نماز پڑھتے ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝ (پ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۷۰)

اور جو لوگ مضبوط پکڑتے ہیں کتاب کو اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہتے ہیں۔ ہم ایسے نیک لوگوں کا ثواب ضائع کرنے والے نہیں۔

یعنی جو لوگ کتاب و سنت کے مطابق عمل کرتے ہیں اور مضبوطی سے اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیک اعمال کو اپنی طرف بلند کرتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ۔ (پ ۲۲ سورۃ فاطر ۱۰)

اور اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک اعمال کو بلند کرتا ہے۔

یعنی کوئی کلمہ خواہ اپنی جگہ پاکیزہ ہو لیکن اس وقت قبول ہوتا ہے جب اس کے ساتھ عمل بھی نیک ہو۔ مطلب یہ ہے کہ عمل کا نیک ہونا پاکیزہ کلمات کی قبولیت کے لیے شرط ہے اور نیک عمل سے مراد وہ عمل ہے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو اور اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہی گئی ہو نہ کہ کسی اور کی۔

بعض اعمال ایسے ہیں جن کی وجہ سے آدمی آسمان سے گر جاتا ہے!

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (سورۃ حج پ ۱۷، ۳۱)

پس خالص خدا کے ہی رہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے وہ آسمان سے گر پڑا ہو۔ پھر راہ میں پرندے اس کو اچک لیں (نوچ کھائیں) یا آندھی اس کو اڑا کر کہیں دور پھینک دے

یعنی ایمان ایک اعلیٰ چیز ہے جس نے اسے چھوڑا اور شرک کیا، وہ گویا رفعت ایمان کے مرتبہ سے کفر کے گڑھے میں گر پڑا اور اس نے اپنے آپ کو نوچنے والے پرندوں کے حوالے کر دیا۔ یا وہ ناشکری کی آندھی میں

گر کر انسانیت سے دُور جا پڑا۔

مشرکوں کو قتل کرو یا گرفتار کرو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

(پ ۱۰، سورۃ توبۃ، آیت ۵)

مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انہیں گرفتار کرو، انکا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو، ہاں اگر وُہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو، یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی علامت شرک سے توبہ اور فرائض اسلام کی ادائیگی مقرر فرمائی ہے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کہلا کر نماز نہیں پڑھتا یا زکوٰۃ نہیں دیتا یا شرک کرتا ہے وُہ مسلمان نہیں ہے۔
مسند احمد میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جبتک کہ وُہ یہ گواہی نہ دیں کہ بجز اللہ تعالیٰ برحق کے اور کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جب وُہ ان دونوں باتوں کا اقرار کرلیں ہمارے قبلے کی طرف منہ کرلیں، ہمارا ذبیحہ کھانے لگیں، ہم جیسی نمازیں پڑھنے لگیں تو ہم پر ان کے خون ان کے مال حرام ہیں مگر احکام اسلام حق کے ماتحت۔ انہیں ہر وُہ حق حاصل ہے جو اور مسلمانوں کا ہے اور ان کے ذمے ہر وُہ چیز ہے جو اور مسلمانوں کے ذمے ہے۔ یہ روایت بخاری شریف میں اور سنن میں بھی ہے سوائے ابن ماجہ کے۔ ابن جریر میں ہے، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو دُنیا سے اس حال میں جائے کہ اللہ تعالیٰ اکیلے کی خالص عبادت کرتا ہو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وُہ اس حال میں جائے گا کہ خدا اس سے خوش ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہی اللہ کا دین ہے اس کو تمام پیغمبر علیہم السلام لائے تھے اور اپنے رب کی طرف سے اپنی اپنی اُمتوں کو پہنچایا تھا۔ اس سے پہلے کہ باتیں پھیل جائیں اور خواہشیں ادھر ادھر لگ جائیں اسکی سچائی کی شہادت خدا کی آخری وحی میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ" (پ التوبۃ ۵)

پس توبہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد برحق کے سوا اوروں کی عبادت سے دست بردار ہو جائیں، نماز دل اور زکوٰتوں کے پابند ہو جائیں اور آیت میں ہے کہ ان تینوں کاموں کے بعد وُہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیتِ مبارکہ سے قتال مانعین زکوٰۃ پر استدلال کیا تھا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز نہیں۔ ابنِ زید نے کہا، اللہ تعالیٰ تارکِ زکوٰۃ کی نماز قبول نہیں کرتا۔ حکم شہادتین ونماز، روزہ وزکوٰۃ وحج کا ادا وترک میں یکساں ہے۔ یہ سب چیزیں اسلام کی بنیاد ہیں ایک کا ترک کرنا باقی سب کا ترک کرنا ہے جو ایک کا بھی تارک ہوا، اسلام اس کا صحیح نہیں، نہ جان ومال اس کا محفوظ ہے۔ (ابنِ کثیر)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو چار تلواروں کے ساتھ بھیجا۔ ایک تو مشرکینِ عرب میں۔ فرماتا ہے:

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ (توبہ، آیت ۵)	مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

یہ روایت اسی طرح مختصر ہے۔ میرا خیال ہے کہ دُوسری تلوار اہلِ کتاب میں۔ فرماتا ہے:

"قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ الخ (پ ۱۰، سورۃ توبۃ آیت ۲۹)

اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لانے والو، اور خدا ورسولؐ کے حرام کردہ کو حرام ماننے والوں اور خدا کے سچے دین کو قبول نہ کرنے والوں سے جو اہلِ کتاب ہیں جہاد کرو تا وقتیکہ وُہ ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول نہ کر لیں تیسری تلوار منافقوں میں۔ فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِينَ الخ (پ ۲۸ سُورۃ تحریم، آیت ۹)	اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔

چوتھی تلوار باغیوں میں۔ ارشاد ہے:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا الخ (پ ۲۶، الحجرات آیت ۹)	مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی ہو جائے تو ان میں صلح کرادو، پھر بھی اگر کوئی جماعت دُوسری کو دبانی چلی

جائے تو اس باغیوں سے تم لڑو جب تک کہ وہ پلٹ کر خدا کے حکم کی ماتحتی میں نہ آجائیں۔

خلاصہ: حج ان لوگوں پر فرض ہے جنھیں حج کرنے کی استطاعت ہو اور تبھی فرض ہوگا، جب ان کے

پاس رقم وغیرہ ہوگی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝ (پ۴ آل عمران ۹۷)

جن لوگوں کے پاس حج کرنے کی طاقت ہے ان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کریں۔

یعنی ہر عاقل، بالغ، مسلمان پر جو کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ حج کرنا عمر بھر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔ حدیث میں استطاعت کی تفسیر زادِ راہ اور سواری سے کی گئی ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صـ۲۲۲ ج ۱)

اور استطاعت کے مفہوم میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ راستہ پُرامن ہو اور کسی قسم کے جان و مال کے تلف ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ عورت کے لیے کسی محرم یا خاوند کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے۔ (ابنِ کثیر) اور جس آدمی کو استطاعت ہو تو وہ حج نہ کرے تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص بلا کسی شرعی عذر کے حج کیے بغیر مر جائے فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا (ابن کثیر) اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

زکوٰۃ ادا کرنا اس شخص پر فرض ہے جس شخص کے پاس دو صد درہم چاندی یا اس کی مالیت موجود ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

وَفِي الرِّقَّةِ فِيْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، رُبُعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا۔

کتاب الزکوٰۃ بلوغ المرام

چاندی کی زکوٰۃ دو سو درہم میں دسویں حصہ کی چوتھائی واجب ہوتی ہے اگر کسی شخص کے پاس دو سو درہم سے ایک درہم بھی کم ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اگر مالک بخوشی کچھ دینا چاہے تو بہتر ہے۔

دو سو درہم کا وزن ساڑھے باون $52\frac{1}{2}$ تولے چاندی ہے۔ ایک درہم کا وزن $\frac{1}{5}$۳ رتی ۲ ماشے ہے۔ تو جس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں اگر وہ بخوشی چاہے تو دے سکتا ہے اگر نہ چاہے تو بے شک نہ دے۔ ہاں صدقہ وغیرہ کرنا بہتر ہے۔

نوٹ: جس کے پاس $52\frac{1}{2}$ تولے چاندی ہو تو اسے چالیسواں حصہ $\frac{3}{4}$ 3 ماشے ۱ تولہ چاندی زکوٰۃ میں ادا کرنا پڑے گی۔ یا اس وقت جو چاندی کا ریٹ ہوگا کیونکہ قیمت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اس کی مالیت نقد رقم میں ادا کر دے اور آدمی پر زکوٰۃ تب فرض ہوگی جب اس کے پاس $52\frac{1}{2}$ تولہ چاندی کی مالیت رقم ہوگی ورنہ زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ مثلاً آج ایک تولہ چاندی کی قیمت پچاس روپے ہے تو $52\frac{1}{2}$ تولہ کی قیمت مبلغ ۲۶۲۵ روپے ہے۔

گویا جس کے پاس 5ء5ء2 روپے ہوں گے تو اس پر زکوٰۃ فرض اور لاگو ہوگی ورنہ فرض نہیں ہوگی۔
اور اگر کسی کے پاس اتنا روپیہ موجود ہے پھر وہ زکوٰۃ نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ کا فرمان سن لیں۔

اَلَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (پ ۲۴ حم السجدۃ ۷)

یعنی مشرک لوگ وہ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور قیامت کے دن کے بھی انکاری ہیں۔

تو زکوٰۃ نہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ نے سخت ڈرایا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینا مشرکوں کے اوصاف میں ہے اور آخرت کے انکار کے ساتھ منکرِ زکوٰۃ کا بیان کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○

(پ ۱۰، التوبۃ ۳۴، ۳۵)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے جا رہے ہیں اور اسے فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے تو آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیں۔ قیامت کے روز اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا تو پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہی وہ مال ہے جسے تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا تو جسے تم جمع کرتے تھے اس کا عذاب چکھ لو۔

ان آیات میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی سخت وعید سنائی ہے۔

حکمِ الٰہی کے مقابلہ میں دوسرے کی بات پر عمل کرنا شرک ہے!

اللہ احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ○

(سورۂ کہف پ ۱۵، آیت ۲۶)

اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اپنے فرمان میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار بھی سب پر حاوی ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

جس نے اپنی خواہش کو معبود بنایا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ۔ (سورۃ الجاثیہ پ ۲۵، آیت ۲۳)

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا۔

خواہش کو خدا بنا لینے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش کا بندہ بن جائے۔ جو دل میں آئے کر گزرے، خواہ خدا کے قانون میں وُہ حرام ہو۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص کسی نہ کسی خدا کو پُوجتا ہے۔ اگر مالک حقیقی کا بندہ نہیں بنتا تو اپنی خواہش کا بندہ بن کر اس کی پُوجا کرتا رہتا ہے۔

رُجوع صرف خدا ہی کی طرف ہونا چاہیئے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛

مُنِيْبِيْنَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (سورۃ روم پ ۲۱، آیت ۳۱)

یعنی خدا کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہو اور شرک کرنے والوں میں شریک نہ ہو جاؤ۔

اس آیت میں فریضۂ اسلام یعنی نماز کو پابندی سے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور مشرک ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ قصداً نماز چھوڑنے والا مشرک ہو جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں یہ مسئلہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ چند ایک ذیل میں ملاحظہ فرمائیں؛

۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔ (مسلم شریف ص ۶۱)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہُوئے سنا کہ؛ بے شک (تحقیق) آدمی کے درمیان اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ نماز کا چھوڑنا شرک ہے۔

۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ۔ (ابن ماجة، حديث ۱۰۸۰)

نے فرمایا، نہیں ہے فرق بندے اور شرک کے درمیان مگر نماز کا چھوڑنا ہے۔ پس جب اس نے نماز کو چھوڑا بتحقیق اس نے شرک کیا۔

تیسری حدیث :

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا۔ (رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَالْبَزَّارُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا)

یعنی تارک عمداً نماز کا کھلم کھلا کافر ہے۔

کتاب وسنت سے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑنے والا مشرک ہو جاتا ہے۔

شرک سے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں!

شرک کی شامت سے سب اچھے اعمال ناکارہ اور ضائع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اٹھارہ انبیاءؑ کا نام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں،

وَلَوْ أَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (پ ۷، سورۂ انعام ۸۸)

اور اگر (یہ مذکورہ پیغمبرؑ) شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔

دوسری جگہ ارشادِ باری ہے :

وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥

(سورۂ زمر پ ۲۴، آیت ۶۵)

تیری طرف اور تجھ سے پہلے پیغمبروں کی طرف یہ حکم بھیجا جا چکا ہے۔ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو خسارہ پانے والوں سے ہو جائے گا۔

اس سے مقصد مسلمانوں کو خبردار اور متنبہ کرنا ہے کہ شرک اتنا بڑا گناہ ہے۔ اگر بالفرضِ محال نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو خدا کے محبوب ترین بندے ہیں شرک کا ارتکاب کر بیٹھیں تو ان کا بھی سب کیا کرایا اکارت ہو جائے۔

اپنی زبان سے شرک و کفر کی شہادت دینا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ۔ (سورۃ توبہ پ ۱۰ آیت ۱۷)

مشرکوں کے لیے یہ لائق نہیں کہ وُہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں، اپنے آپ پر کفر کی گواہی دیتے ہوئے، یہی لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے۔

یعنی ایسے کام کرتے ہیں جن سے ان کا مشرک ہونا صاف معلوم ہو جاتا ہے۔

قصدًا نماز چھوڑنے سے عمل ضائع ہو جاتے ہیں

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔ (رواہ البخاری ص ۷۸ ج ۱)

جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اس کے سب اعمال برباد ہو گئے۔

حبطِ شے یہ ہے کہ بالکلیہ اس کو ختم کر دیا جائے جیسے کفر ایمان کو یا ایمان کفر کو بالکلیہ ختم کر دیتا ہے۔

نماز کا نام ایمان رکھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ۔ (پ ۲ البقرۃ۔ ۱۴۳)

اور اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو بے فائدہ کر دے یہ نہیں ہو سکتا۔

نیز نماز نیت، اقوال، عمل بالجوارح پر مشتمل ہے۔ ان تینوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اس لیے نماز کو ایمان فرمایا۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے :

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورۃ مائدۃ آیت ۵)

جو شخص کفر کرے ایمان کے ساتھ، پس ضائع ہو گئے عمل اس کے اور وُہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہے۔

بد ترین چور

نماز کو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ادا نہ کرے بلکہ رکوع اور سجود میں گڑبڑ کرے، اس کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ:

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا (رواہ احمد)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔ ہم نے عرض کیا یا حضرت! نماز میں کیسے چوری ہوتی ہے؟ فرمایا جو شخص رکوع اور سجود کو پورا نہ کرے (اس نے نماز میں چوری کی)

نماز میں چوری کرنے والے کی غیر فطرتی موت

نماز میں چوری کرنا بہت بُرا فعل ہے جس کے متعلق حدیث میں وارد ہے کہ:

وَعَنْ شَقِیْقٍ قَالَ اِنَّ حُذَیْفَةَ رَاٰی رَجُلًا لَا یُتِمُّ رُکُوْعَہٗ وَلَا سُجُوْدَہٗ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ دَعَاہُ فَقَالَ لَہٗ حُذَیْفَةُ مَا صَلَّیْتَ قَالَ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰی غَیْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِیْ فَطَرَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(رواہ البخاری صفحہ ۵۶ ج ۱، صفحہ ۱۱۲ ج ۱)

شقیق فرماتے ہیں، حضرت حذیفہؓ نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اُسے بلایا اور فرمایا تم نے نماز نہیں پڑھی اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا اگر اس حالت میں تمہاری موت آ جاتی، تو تم دینِ فطرت پر نہ مرتے جو آں حضرتؐ کو دے کر بھیجا گیا۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے ارکان صحیح طور پر ادا کرنے چاہئیں۔ اور جو ان ارکان میں کمی کرتا ہے وہ بدترین قسم کا چور ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح طریقہ پر نماز پڑھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

ریاکار نمازیوں کے لیے ویل یعنی جہنم ہے!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ○ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ○ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ○

(پ ۳۰ الماعون ۴ تا ۶)

تو ان نمازیوں کی خرابی ہوگی جو اپنی نماز کی پرواہ نہیں کرتے، وہ جو دکھاتے ہیں لوگوں کو یعنی کبھی نماز پڑھتے ہیں کبھی نہیں پڑھتے، پڑھتے بھی ہیں تو نہایت بددلی سے جلدی جلدی۔

خدا کے لیے نہیں پڑھتے بلکہ اس لیے پڑھتے ہیں کہ لوگ انہیں نمازی و پرہیزگار جانیں اور عزت اور احترام کا مقام دیں۔

نماز کو ضائع کرنے والے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○ (سورۂ مریم آیت ۵۹ پ ۱۶)

پھر ان کے بعد ایسے نالائق پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور مزوں میں لگ گئے تو ان کی گمراہی ضرور اُن کے سامنے آئے گی۔

یعنی نماز کے ضائع کا مطلب یہ بھی ہے کہ اسے صحیح وقت اور صحیح طریقہ سے پڑھنا چھوڑ دیا۔ اس کا انجام غیّ ہے۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، غیّ کیا ہے، فرمایا ایک کنواں ہے دوزخ کے اسفل حصہ میں جس میں دوزخیوں کی پیپ و خون بھرا جاتا ہے۔ اتنا عمیق (گہرا) ہے کہ ایک بھاری پتھر اگر ڈالا جائے تو پچاس برس تک اس کی تہ میں نہ پہنچے گا۔ اس میں زانی، شرابی، سود خور، جھوٹی گواہی دینے والے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے، نماز کو ضائع کرنے والے داخل ہوں گے۔ العیاذ باللہ!

نمازی کے لیے ایمان کی شہادت!

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی) مشکوٰۃ ص ۶۹

جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو کہ مسجد کی دیکھ بھال رکھتا ہے تو شہادت دو کہ یہ مومن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسجد کی آبادی کی فکر صرف مومن ہی کرتے ہیں جن کا آخرت پر ایمان ہے۔

اللہ کی رضا کے لیے ماں باپ کے خلاف شہادت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

(پ ۵، سورۃ نساء۔ ۱۳۵)

اے ایمان والو، قائم رہو انصاف پر گواہی دینے والے اللہ کے لیے اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا، یا قرابت والوں کا، کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے۔ سو تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں اور اگر تم زبان ملو گے یا بچا جاؤ گے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

اپنے نفس پر گواہی دینا یہ ہے کہ اپنے قصور اور دوسرے کے حق کا اقرار کرے، انکار نہ کرے، نہ چھپائے، انصاف یہی ہے کہ گواہی میں نہ مفلس پر رحم کھائے نہ مالدار سے ڈرے، جو حق بات ہو کہہ دے۔ یہ موقع رحم اور ڈر کا نہیں ہے۔ دنیا میں اپنے نفس کے بعد ماں باپ اور عزیزوں سے محبت ہوتی ہے، گواہی میں ان کی بھی رعایت نہ کرے۔ اس آیت میں قاضی اور گواہ دونوں کو نصیحت ہے، شہادت میں یا فیصلہ میں اینچ پیچ کی بات کہنا جس سے ایک فریق کا فائدہ ہو دوسرے کا نقصان۔ ایک فریق کی طرف بالکل توجہ نہ کرنا، دوسرے کی جانب متوجہ ہونا، فیصلہ میں رشوت لینا اور رعایت کرنا سخت گناہ ہے۔ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا کا مقصد یہ ہے کہ جو بات کہنے کی تھی اسکو صاف نہ کہنا کہ سننے والا شبہ میں پڑ جائے یا سرے سے گواہی دینے سے انکار کرنا۔ اللہ کا فرمان ہے، وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ یعنی گواہی کو مت چھپاؤ۔ جو گواہی چھپائے،

اس کا دل گنہگار ہے۔ (پ ۳۔ البقرۃ۔ ۲۸۳)

عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو خواہ دشمن کے حق میں ہی کیوں نہ ہو!

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○ (سورۃ مائدۃ، پ ۶، آیت ۸)

اے ایمان والو، کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، عدل کرو، یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

اللہ کے لیے سچی گواہی دو عدل سے، نہ لوگوں کے دکھانے سنانے اور پاس خاطر کے لیے ظلم سے۔ صحیحین میں نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے ایکبار میری ماں کے مشورہ سے مجھے عطیہ عطا کیا تو میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ میں تو اس عطیہ پر اس وقت راضی ہوں گی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرو گے۔ میرے باپ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا، کیا تو نے سب اولاد کو اسی طرح دیا ہے، جواب دیا کہ نہیں، تو آپؐ نے فرمایا، اللہ سے ڈرو، اپنی اولاد میں ـــــ جاؤ، میں کسی ظلم پر گواہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ میرے باپ نے وہ عطیہ واپس لوٹا لیا۔ پھر فرمایا دیکھو کسی کی عداوت اور ضد میں آکر عدل سے ـــــ دوست ہو یا دشمن۔ تمہیں عدل وانصاف اور حق کا ساتھ دینا چاہیے۔ ابن کثیر وغیرہ۔ بخاری ص ۳۶۱ ج ۱)

شرع کے خلاف فیصلہ دینا گمراہی ہے!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ (پ ۸ سورۃ انعام آیت ۱۱۶)

اور اگر تو ان لوگوں کے کہنے پر چلے جو دنیا میں زیادہ ہیں تو وہ تجھ کو خدا کی راہ سے بہکا دیں گے، یہ لوگ صرف اپنے خیال پر چلتے ہیں اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں

دوڑاتے ہیں۔

اس آیت نے قطعی فیصلہ دیا کہ کسی جماعت کی محض کثرت بغیر قوتِ دلیل کے ہرگز اس جماعت کی حقانیت کو مستلزم نہیں بلکہ صداقت اور حقانیت کے لیے قوتِ دلیل ضروری ہے۔ حق کے خلاف چاہے سارا جہاں ہو ہرگز ہاں میں ہاں نہ کی جائے۔ کثرت رائے پر چلنا اور شرع کے خلاف فیصلہ دینا گمراہی ہے۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (پ ۲۳، سورہ صافات آیت)

اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے ان کے پہلے بہت زیادہ پہلوں میں سے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۱۳، سورۂ یوسف آیت ۱۰۳)

اگرچہ آپ حرص کریں، اکثر لوگ مومن نہیں ہیں۔

ایسے لوگ خیال کے پیچھے اٹکل پچو چلتے ہیں، اندازے سے باتیں بنا لیتے ہیں۔ آیت ہذا میں اللہ نے آپ پر رکھ کر دوسروں کو سنایا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے آگ سے نجات پائینگے

جیسا کہ حدیث میں ہے:

قَالَ حُذَيْفَةُ يَنْدَرِسُ الْاِسْلَامُ كَمَا يَنْدَرِسُ الثَّوْبُ الْخَارِقُ حَتّٰى يَصِيْرَ مَا يَدْرُوْنَ مَا صَلٰوةٌ وَّلَا صِيَامٌ وَّلَا نُسُكٌ غَيْرَ اَنَّ الرَّجُلَ وَالْعَجُوْزَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَدْرَكْنَا النَّاسَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ لَهُ صِلَةُ بْنُ زُفَرَ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَا حُذَيْفَةُ وَهُمْ لَا يَدْرُوْنَ

یعنی حذیفہؓ نے کہا اسلام مٹ جائے گا جیسے پرانا کپڑا مٹ جاتا ہے۔ یہانتک کہ اسلام کی حالت یہ ہوگی کہ نہ لوگ نماز جانیں گے، نہ روزہ، نہ قربانی ہاں اتنا ہوگا کہ پرانے مرد و عورت کہیں گے کہ ہم نے لوگوں کو لا الٰہ پڑھتے پایا۔ حذیفہؓ کے شاگرد صلہ بن زفر نے کہا، اے حذیفہ! جب وہ نماز روزہ اور قربانی نہیں جانیں گے تو لا الٰہ الا اللہ ان کو کیا فائدہ دے گا؟ حذیفہ نے کہا، اے صلہ لا الٰہ الا اللہ

صَلٰوةً وَّلَا صِيَامًا وَلَا نُسُكًا قَالَ حُذَيْفَةُ يَا صِلَةُ يُنْجُوْنَ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مِنَ النَّارِ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَّلَمْ يُخْرِجَاهُ۔ (مستدرک جلد ۴ ص ۵۰۵)

کے ساتھ آگ سے نجات پائیں گے۔

یہ حدیث مستدرک حاکم میں دو جگہ ہے۔ ایک صفحہ محوّلہ پر اور ایک جگہ چند صفحات اس سے پہلے، امام ذہبیؒ نے تلخیص مستدرک حاکم میں اس پر کوئی کلام نہیں کی تو گویا حاکم کے صحیح کہنے کو برقرار رکھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز، روزہ وغیرہ کے بغیر صرف لا الٰہ الا اللہ سے بھی نجات ہو سکتی ہے اور جب صرف لا الٰہ الا اللہ سے بھی نجات ہو سکتی ہے تو مسلمان ہونے کیلیے صرف لا الٰہ الا اللہ کافی ہوا۔ کیونکہ کافر کے لیے نجات نہیں۔

ایک وہم کا ازالہ: وہ یہ کہ نماز ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے فرض ہوئی۔ اس سے پہلے لا الٰہ الا اللہ کافی تھا۔ اسی طرح جب ایسا وقت آجائے کہ علم بالکل اٹھ جائے اور احکام اسلام کا پتہ ہی نہ رہے۔ صرف پرانے لوگوں اور عمر رسیدہ کو لا الٰہ الا اللہ کی بابت اتنا معلوم ہو۔ کسی زمانے میں لوگ یہ کلمہ پڑھتے تھے تو ایسی حالت میں بے شک لا الٰہ الا اللہ کافی ہو گا اور ایسی حالت میں یہی سمجھا جائے گا کہ نماز ان پر فرض ہی نہیں ہوئی کیونکہ فرضیت حکم کے علم کے بعد ہوتی ہے۔ پس یہ ایسا ہو گیا جیسے نماز فرض ہونے سے پہلے لا الٰہ الا اللہ کافی تھا اور اس کی تائید حدیث کے آخری ٹکڑے سے بھی ہوتی ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ آگ سے نجات پائیں گے۔ اور مشکوٰۃ باب الرکوع میں روایت ہے، ایک شخص کو حذیفہ نے دیکھا کہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا تو فرمایا:

لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِىْ فَطَرَ اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اگر تو اس حالت پر مر جاتا تو غیر فطرت پر مرتا جس پر خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔

(رواہ البخاری ص ۱۰۹ ج ۱)

جب رکوع و سجود پورا نہ کرنے والا حذیفہؓ کے نزدیک غیر فطرت پر مرتا ہے تو جو بالکل نماز نہ پڑھے وہ ناجی کس طرح ہو گا؟ اس سے معلوم ہوا کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کو کافی سمجھنا اس بناء پر ہے کہ بوجہ علم نہ ہونے کے وہ ایسے ہو گئے جیسے نماز ان پر فرض ہی نہ تھی۔

(فتاویٰ اہلحدیث جلد دوم ص ۶)

یہ وُہ کلمہ ہے جس پر انسان کی نجات کا دارومدار ہے

جاننا چاہیے کہ اصل جزو و بنیادِ ایمان و اسلام کی توحید و سنت ہے اور یہی مفہوم و مقصد کلمۂ اسلام لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ہے۔ جب تک آدمی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی و مطلب نہ سمجھے اور اس کا عامل و معتقد نہ ہو، جس طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے اس طرح نہ سمجھے اس وقت تک وُہ مومن و مسلمان نہیں ہو سکتا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حکماً فرمایا فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (پ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۹) یعنی جان لے اور اس کا علم حاصل کرلے کہ تحقیق وُہ اکیلا معبود ہے اس کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا نافع و ضار نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خود گواہی دیتا ہے۔

فرمان ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ

(پ ۳، سورۃ آیت عمران آیت ۱۸)

خدا تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہلِ علم بھی کہ اللہ تعالیٰ عدل کے ساتھ دُنیا کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس غالب اور حکمت والے کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں۔

ف: مسند احمد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں اس آیت کی تلاوت کی الحکیم تک اور فرمایا، وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ يَا رَبِّ اور میں بھی اوپر اس کے شاہد ہوں اے میرے رب!

وُہ سچا شاہد ہے۔ سب سے زیادہ سچی بات اسی کی ہے، وُہ فرماتا ہے کہ تمام مخلوق اس کی غلام ہے اور اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اس کی محتاج ہے، وُہ سب سے بے نیاز ہے۔ الوہیت میں وُہ یکتا اور لاشریک ہے۔ اس کے سوا کوئی پوجے جانے کے لائق نہیں۔ (ابن کثیر)

حدیث زید بن ارقم میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا، وَمَا اِخْلَاصُهَا یعنی خالص دل سے پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اَنْ تَحْجُزَهٗ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ یعنی جب یہ کلمہ تجھے اللہ تعالیٰ کے محرمات سے روک دے۔ تب سمجھ کہ خالص دل سے پڑھا ہے۔ (ترغیب ص ۳۰۰) یعنی جس نے کلمہ پڑھا، پھر احکامِ اسلام پر پکا ہوا، خلافِ شرع کاموں سے بچتا رہا اس کو کلمہ پڑھنا فائدہ دے گا۔

صحیح بخاری میں وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ کلمہ بہشت کی کنجی ہے۔ لیکن اس کے لیے دندانے ہونے ضروری ہیں کہ ان کے بغیر تالا نہیں کھلتا۔ اس کنجی کے دندانے نماز روزہ وغیرہ فرائض ہیں۔ (بخاری ص۔ مشکوۃ ص۱۶)

شرعی مثالیں

جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست و ٹھیک ہو جائے، اس کے تمام ظاہری افعال و اعمال مرضیٔ الٰہی کے موافق و مطابق ہو جاتے ہیں جیساکہ حدیث مرفوع میں ہے کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے اگر وُہ ٹھیک ہو جائے تو تمام بدن ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وُہ بگڑ جائے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے اور وُہ دل ہے (بخاری)

غرضیکہ افعال و اعمال کا دل کے ساتھ موافق ہونے کا نام تصدیق ہے۔ جیساکہ حدیث (مشکوۃ) میں ہے کہ آدمی کی آنکھ ہاتھ پاؤں وغیرہ زنا کرتے ہیں اور ان کی تصدیق فرج کرتی ہے یعنی جب دل کی نیت و ارادہ کے مطابق کام وقوع میں آیا تو اس کی تصدیق ہو گئی۔ اگر وقوع میں نہ آیا تو تکذیب ہو گئی۔

اسی طرح دعوے کے مطابق عمل کرنے کا نام سچائی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ۔ الاٰیۃ (۲۳ پ۲۱ سورہ احزاب) | یعنی ایمان والوں نے جو اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا وُہ سچ کر دکھایا۔

نیز فرمایا:

هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (پ۷، سورہ المائدۃ۔ ۱۱۹) | جس دن سچوں کو سچ نفع دے گا۔

ایک جگہ فرمایا کہ ہم آزمائش کرتے ہیں تاکہ سچے اور جھوٹے ظاہر ہو جائیں۔ (پ ۲۶۔ محمد۔ ۳۱)

کتاب و سنت میں جا بجا دعوے کے مطابق عمل کر کے دکھانے کا نام سچ رکھا گیا ہے اور دعوے کے برخلاف عمل کرنے کا نام جھوٹ و نفاق رکھا گیا۔

ایک جگہ فرمایا:

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (پ۲۸ سورہ الصف آیت ۲) کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

دعوے کے مطابق عمل نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت ہی ناراض و غصہ میں ہوتا ہے، كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (پ۲۸، سورۃ صف آیت ۳)

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری رکھ دی۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا" (پ ۲۳ سورۃ الصّٰفٰت آیت ۱۰۵) "بے شک تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا" جو دل میں نیت تھی عمل سے اس کی تصدیق ہو گئی، حالانکہ پیغمبری خواب تو پہلے ہی سے سچا تھا لیکن تصدیق اس وقت ہوئی۔ جب کام وقوع میں آگیا اپنے لخت جگر کو پیشانی کے بل گرا کر چھری گردن پر رکھ دی۔ اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔ یہود و نصاریٰ سب کلمہ گو تھے مگر ان کے اعمال خلافِ مضمونِ کلمہ ہونے سے ان کے کلمہ کا اعتبار نہ رہا۔ یہودی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل و جان سے سچا نبی جانتے اور تصدیق کرتے تھے، "يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ" (پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۶) لیکن آپ کے فرمان کے مطابق عمل کر کے نہ دکھانے کی وجہ سے اقرار زبانی معرفتِ قلبی کا کچھ اعتبار نہ ہوا۔ ابوطالب آپ کا سگا چچا دل و زبان سے اقراری تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور آپؐ کا دین حق ہے لیکن اپنے زبانی اقرار کا عملی رنگ میں ثبوت دینے سے قاصر رہا لہٰذا جہنم رسید ہوا چنانچہ اس کے اشعار اس پر شاہد ہیں ؎

وَاللّٰهِ لَنْ يَصِلُوْا إِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ	حَتّٰى أُوَسَّدَ فِي التُّرَابِ دَفِيْنَا
فَاصْدَعْ بِأَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاضَةٌ	وَابْشِرْ وَقَرَّ بِذَاكَ مِنْكَ عُيُوْنَا
دَعَوْتَنِيْ وَعَرَفْتُ أَنَّكَ نَاصِحِيْ	وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ أَمِيْنَا
وَعَرَضْتَ دِيْنًا قَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّهُ	مِنْ خَيْرِ أَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنَا
لَوْلَا الْمَلَامَةُ أَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ	لَوَجَدْتَنِيْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِيْنَا

یعنی دل سے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام مخلوق کے دینوں سے بہتر اور سچا جانتا ہوں مگر عمل نہیں کرتا۔ اگر دنیا کی ملامت اور قوم کی گالیوں کا خوف نہ ہوتا تو بڑی خوشی سے عمل کرتا (ملاحظہ ہو کتاب التوضیح مصری شیخ سلیمان بن عبداللہ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ ص ۹۲)

ایمان کی شرطیں!

کتاب وسنت کی رُو سے ایمان کی تین شرطیں ہیں اور تینوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ یعنی ایک کا عدم باقی کے عدم کو مستلزم ہے۔ اول اقرار، دوم تصدیق، سوم عمل۔ جب تک انسان خدا ورسول کا زبان سے اقرار نہ کرے اور دل سے سچا نہ جانے اور خدا ورسول کے کہنے کے مطابق عمل کر کے نہ دکھائے تب تک وُہ مسلمان و مومن نہیں ہو سکتا جس کسی میں ان تینوں میں سے ایک بھی نہ ہو تو وُہ مومن نہیں ——— بلکہ کفر ونفاق اس میں پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے ایمان کی صاف نفی کی ہے، چنانچہ فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝
(پ۱، سورۃ البقرۃ آیت ۸)

یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو زبان سے تو اقراری ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لائے مگر حقیقتاً وُہ ایمان دار نہیں، تصدیق قلبی سے عاری ہیں۔

نیز فرمایا:

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ
(پ۱۰، سورۃ توبہ آیت ۸)

یعنی زبان سے اقرار کر کے تم کو راضی کرنا چاہتے ہیں، دل سے انکاری ہیں۔

نیز فرمایا:

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝
(پ۱۸، سورۃ نور آیت ۴۷)

یعنی زبان سے قول واقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے، ہم تابعدار ہیں۔ پھر اس اقرار کے بعد شریعت کا جو حکم مرضی کے خلاف ہوتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ایماندار نہیں!

نیز فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝
(پ۲، سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۴)

یعنی بعض آدمی ایسے ہیں کہ جن کی چکنی چپڑی باتیں تجھے پسند آتی ہیں کیونکہ ان کی وضع قطع شکل وصورت عجیب ڈھب کی ہے۔

نیز فرمایا:

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (پ ۲۸ سورہ منافقون آیت ۱)

یعنی اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق اپنے زبانی دعوے اور اقرار میں جھوٹے ہیں۔ اگر سچے ہوتے تو خدا و رسولؐ کے حکموں کے سامنے لیت و لعل نہ کرتے، حیلے بہانے جھوٹے عذر کر کے عمل سے جی نہ چراتے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے کہ منافقین دو قسم کے تھے۔ ایک وہ جو زبان سے کلمۂ ایمان کہتے تھے مگر ان کا قلب کفر و سرکشی پر پختہ تھا اور کفر و جحود اُن کے دل میں چھپا ہوا تھا۔ ایسے لوگوں کے حق میں فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (پ ۵ النساء ۱۴۵) فرمایا، یعنی (نیچ درجے نیچے کے ہیں آگ سے۔ نیز وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (سورۂ یوسف آیت ۱۰۶) یعنی اکثر لوگ ایمان کے مدعی ہو کر بھی شرک کرتے ہیں۔

اگر کسی شخص کے اندر تصدیق قلبی ہو مگر اقرار باللسان نہ ہو تب بھی وہ کافر ہے۔ جیسے فرعون اور اس کے اتباع کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے:

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا (پ ۱۹، سورۃ نمل آیت ۱۴)

یعنی انہوں نے دیدہ و دانستہ اللہ و رسولؐ کا انکار کیا حالانکہ ان کے دلوں میں یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کا دین حق ہے لیکن غرور و تکبر سے زبانی اقرار و ظاہری انقیاد نہ کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: "لَيْسَ الْإِيْمَانُ بِالتَّمَنِّيْ وَلَا بِالتَّحَلِّيْ وَلٰكِنْ هُوَ مَا وَقَرَ فِي الْقَلْبِ وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ"

یعنی "ایمان صرف زبانی دعویٰ و ظاہری تصنع بناوٹ کا نام نہیں ایمان تو وہ ہے جو دل میں جگہ پکڑے اور عمل اس کی تصدیق کرے"

اعراض کرنے والے کے متعلق جس کو نصیحت ہو چکی پھر بھی اس پر عمل نہیں کیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ (پ ۲۱، سورۃ السجدۃ آیت ۲۲)

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس کو اس کے مالک کی آیتیں سنائی جائیں پھر وہ ان پر خیال نہ کرے، بیشک ہم گنہگاروں سے بدلہ لیں گے۔

یعنی آیتیں پڑھ کر اس کو سنائی گئیں پھر منہ پھیر لیا ان سے عمل کر کے اس کو ظاہر نہ کیا، اگر

ظاہر کرتا تو اس کی پہچان ہوتی۔

خُلاصہ

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ فَاِذَا تَرَکَہَا فَقَدْ اَشْرَکَ۔ (رَوَاہُ ھِبَۃُ اللّٰہِ الطَّبَرِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَّقَالَ اِسْنَادُہٗ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ)

یعنی فرمایا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کے اور کفر و ایمان کے درمیان حدِ فاصل نماز ہے جب بھی اُس نے نماز کو ترک کیا یقیناً وُہ مشرک ہو گیا۔

الدین الخالص جلد اول ص ۱۱۹ میں مرقوم ہے،

اِنَّ عَاقِبَۃَ الشِّرْکِ الْخُلُوْدُ فِی النَّارِ۔

یعنی شرک کا انجام یقیناً خلود فی النار ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْہَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْہَا لَمْ تَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّلَا نَجَاۃً وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ (رواہ احمد فی مسندہ وفی الزوائد سندہ جید والدارمی والبیہقی فی الشعب وابن حبان فی صحیحہ ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوٰۃ والطبرانی فی الکبیر والاوسط وقال فی مجمع الزوائد رجال احمد ثقات) مشکوٰۃ ص ۵۸

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمیشہ نماز پڑھی اس کے لیے یہ نماز قیامت کے دن روشنی اور ایمان کی دلیل و علامت اور دوزخ سے خلصی و نجات کا ذریعہ بن جائے گی اور جس نے محافظت و مداومت نہ کی یعنی کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی۔ تو اس کے لیے نہ روشنی ہوگی، نہ دلیل، نہ نجات اور وُہ معذب ہوگا قیامت کے دن ساتھ قارون و فرعون و ہامان اور ابی بن خلف کے۔

فائدہ: حدیث ہٰذا سے معلوم ہوا کہ تارکِ صلوٰۃ اہلِ لا الٰہ الا اللہ میں سے نہیں بلکہ اس کا کفر اعلیٰ درجہ کا

کفر ہے جو متضاد ایمان و مخرج من الملۃ ہے۔ ورنہ قیامت کے دن اعلیٰ درجہ کے کافروں کے ساتھ اس کا حشر نہ ہوتا۔ فافہم وتدبر۔

کتاب ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل کے صفحہ ۲۹۰ میں مرقوم ہے:

"و دریں جا دلیل است برآنکہ ترک نماز کفر متبالغ است زیرا کہ ایں ہا اشد نار اند در عذاب و نیز دلیل است بر تخلید تارک نماز در نار مثل تخلید مذکورین کہ ہمراہ شان در عذاب افتاد"

"یعنی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جیسے فرعون، ہامان، قارون وغیرہ اشد کافر ہیں۔ ایسے ہی بے نماز بھی ان کے ہمراہ ہمیشہ رہے گا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ)

ہامان، فرعون کا وزیر تھا اور ابی بن خلف پکا مشرک تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانی دشمن تھا۔ اشقیاء امت میں سے تھا۔ جنگ احد میں آپؐ نے خود اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کیا تھا۔ (نیل الاوطار وغیرہ)

ایک عجیب نکتہ

شیخ الاسلام امام الموحدین امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں ایک عجیب نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آج کل اکثر لوگ جو نماز کی پابندی نہیں کرتے وہ یا تو مال و دولت کی وجہ سے یا بادشاہت و ملک گیری کی وجہ سے یا عہدہ و ملازمت کی وجہ سے یا تجارت و بیوپار کی وجہ سے۔ لہٰذا جو اپنے مال و دولت کی وجہ سے نماز سے غافل رہا، نہ پڑھ سکا وہ قیامت کے دن قارون کے ساتھ ہوگا جہاں اس کا ٹھکانہ وہاں اس کا ٹھکانا۔ جیسا کہ آج کل کے اکثر بڑے بڑے سیٹھ، کوٹھیوں والے، مالدار، دولت مند و لکھ پتی و کروڑ پتی وغیرہ۔ اور جو اپنے ملک و سلطنت کی مشغولیت و مغروریت کی وجہ سے نماز روزہ سے غافل رہا وہ فرعون کے ساتھ ہوگا جو اس کا انجام وہ اس کا انجام۔ جیسا کہ آج کل کے اکثر بادشاہ، حکام وغیرہ اور جو غافل رہا نماز سے اپنی وزارت و ملازمت کی وجہ سے وہ ہامان کے ساتھ جو فرعون کا وزیر تھا جو اس کا حشر وہ اس کا حشر جیسا کہ آج کل کے اکثر وزیر، وزراء، و نوکر چاکر، ملازم، عہدہ دار وغیرہ۔ اور جس نے غفلت برتی نماز سے اپنی تجارت و سوداگری کی وجہ سے وہ ابی بن خلف کافر کے ساتھ ہوگا، جو اس کا انجام وہ اس کا انجام۔ جیسا کہ آج کل کے اکثر تجار، سوداگر، دکاندار، زمیندار، کاشتکار وغیرہ اپنی خرید و فروخت وغیرہ کی نگہبانی میں نماز کی ہوش نہ رکھنے والے العیاذ باللہ۔ اسی واسطے اللہ عزوجل نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝

(پ ۱۸، سورۂ نور آیت ۳۷)

میرے نیک بندے وُہ لوگ ہیں جن کو اُن کی تجارت، خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وُہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائینگی، یعنی قیامت کا کھٹکا اور خوف رکھتے ہیں۔

نماز سے اعراض کرنیوالا قیامت کے دن اندھا اٹھیگا

نماز چونکہ ذکر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (پ ۱۶ طٰہٰ ۱۴) | نماز کو قائم کرو میرے ذکر کے لیے۔

خدا تعالیٰ نے نماز کو ذکر کے نام سے فرمایا ہے۔ اور جس شخص نے نماز سے اعراض کیا قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝

(پ ۱۶، طٰہٰ ۱۲۴ تا ۱۲۷)

اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے وُہ کہے گا پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہاں اسیطرح تُمہاری آیات کو جبکہ وُہ تیرے پاس آئی تھیں، تُو نے بھلا دیا تھا، اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے، اسی طرح ہم حد سے گزرنے والے اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والے کو (دُنیا میں) بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیرپا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حصّہ سوم

مقامِ سنّت

بنی آدمؑ کی عظمت و عزّت

وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰهُمۡ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِیۡلًا۔ (پ بنی اسرائیل آیت)

ہم نے اولادِ آدمؑ کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا۔ اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطاء فرمائیں۔ اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ وَذُرِّیَّتَہٗ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یَارَبِّ خَلَقۡتَھُمۡ یَاۡکُلُوۡنَ وَیَشۡرَبُوۡنَ وَیَنۡکِحُوۡنَ وَیَرۡکَبُوۡنَ فَاجۡعَلۡ لَھُمُ الدُّنۡیَا وَلَنَا الۡاٰخِرَۃَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَاۤ اَجۡعَلُ مَنۡ خَلَقۡتُہٗ بِیَدَیَّ وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ کَمَنۡ قُلۡنَا لَہٗ کُنۡ فَکَانَ

رَوَاہُ الۡبَیۡھَقِیُّ فِیۡ شُعَبِ الۡاِیۡمَانِ۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الانبیاء)

جب خداوند تعالےٰ نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو پیدا کیا۔ تو فرشتوں نے کہا اے پروردگار تو نے اس مخلوق کو پیدا کیا ہے، جو کھاتی ہے، پیتی ہے، نکاح کرتی ہے۔ اور سوار ہوتی ہے، تو اس کو دنیا دے اور ہم کو آخرت مرحمت فرما۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ اور جس میں مَیں نے اپنی روح پھونکی ہے وہ اس جیسی مخلوق نہیں ہو سکتی جس کو میں نے کُن کہہ کر پیدا کیا۔ اور وہ پیدا ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کس کو حاصل ہے

اللہ احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں ؛۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝

(پ ۲۶ ع ۱۴ سورۃ الحجرات ۱۳)

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے قبیلے برادریاں بنا دیں تاکہ پہچان رہے بے شک تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو تقویٰ والا ہے بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے۔

فائدہ جلیلہ:۔ بزرگی اور بڑائی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ ہے جس کا تقویٰ بہت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بزرگ ہے اگرچہ کم ذات کا ہو اور جس کا تقویٰ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بزرگ ہی نہیں ہے۔ اگرچہ ذات کا بڑا ہو قوم پر فخر ہرگز درست نہیں اصل چیز تقویٰ ہے۔

لباسِ تقویٰ بہترین ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ؛۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ط وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ط ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۝

(پ ۸ ع ۱۰۔ الاعراف ۲۶)

اے اولاد آدم کی ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالٰی ہے۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

(پ ۲۳ ع ۳ یٰس ۶۰ اور ۶۱)

اے اولادِ آدم کیا میں نے تم سے یہ قول و قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی تابعداری نہ کرنا وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرتے رہنا سیدھی راہ یہی ہے۔

فائدہ:۔ اے انسانو کیا اللہ تعالٰی نے تم سے یہ وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا ظاہری دشمن ہے اور میری عبادت کرنا یہ سیدھی راہ ہے۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴ پ ۲۳)

تخلیقِ انسانی کا مقصد

دنیا میں تخلیقِ انسانی کا مقصد صرف عبادت ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

(ذاریات پ ۲۷، آیت ۵۶)

میں نے جن و انس کو صرف عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

کونسی عبادت مقبول ہے

پھر عبادت وہی مقبول و ماجور ہے جو فرمانِ الٰہی اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱ ج ۱)

لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے۔ ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ ہے کتاب اللہ اور دوسری سنتِ رسول اللہ۔

صراطِ مستقیم پر چلنے کی تاکید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ سیدھی لکیر کھینچی پھر اس کے ارد گرد کئی ایک لکیریں کھینچیں۔ پھر آپؐ نے سیدھی لکیر پر نشان لگاتے ہوئے فرمایا:۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۰ عربی
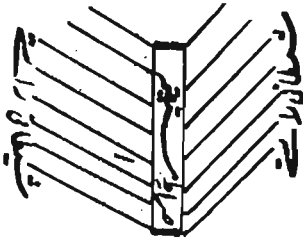
وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ

سورہ انعام آیت ۱۵۳

یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ پس تم اس کی پیروی کرو۔ دوسرے گمراہ راستوں کی پیروی نہ کرو۔ اگر تم دوسرے راستوں پر چلو گے تو شیطان تم کو سیدھے راستے سے جدا کر دے گا۔

اتباعِ سنّت کی تاکید

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔

(احزاب پ ۲۱ ع ۳)

(مسلمانو) خدا کا رسولؐ تمہارے لیے ایک عمدہ نمونہ ہے۔ پس اس کی چال اختیار کرو، جو لوگ خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اللہ کی یاد بہت کرتے ہیں۔ وہ ایسا ہی کریں۔

دوسرے مقام پر اللہ احکم الحاکمین فرماتے ہیں:۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔

(پ ۳، سورۃ آل عمران آیت ۳۲)

اے پیغمبرؐ لوگوں کو کہہ دو کہ اللہ اور رسولؐ کی بات مانو، اگر وہ نہ مانیں تو اللہ ایسے کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

(بخاری شریف)

جو شخص میری سنت سے روگردانی کرے وہ میرے طریقے پر نہیں۔

بدعت کرنے سے آدمی سُنّت سے محروم ہو جاتا ہے

جیسا فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ

حضرت غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم نے دین میں کوئی نئی بات (بدعت) پیدا کی وہ اسی درجہ کی سُنّت سے محروم ہو گئی پس سُنّت پر سختی سے عمل پیرا ہونا بہت بہتر ہے بدعت پیدا کرنے سے۔" اس حدیث کو امام احمد رح نے روایت کیا)

وَعَنْ حَسَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِيْنِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيْدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "جس قوم نے اپنے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے اس درجہ کی سُنّت سلب کر لی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے یوم قیامت تک اس قوم کی طرف نہیں لوٹاتے۔ اُسے دارمی نے روایت کیا۔

بدعتی کے گمراہ ہونے کی وجہ

اسس کو بزار، طبرانی اور سعید بن منصورؒ نے بھی روایت کیا ہے، جاننا چاہیے کہ شریعت کی نگاہ میں بدعت انتہائی بُری چیز ہے اس کی اصل یہ ہے کہ جو بدبخت بدعت پیدا کرتا ہے اور اسے دین کا جزو بتاتا ہے وہ حقیقت میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دین میں ابھی چیز کی ابھی کسر تھی خدا تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ میں نے آج تمہارا دین پورا کر دیا ہے لیکن بدعتی کہتا ہے کہ نہیں ابھی اس میں فلاں کمی ہے اور دوسرا اعتراض نبی صلعم پر بھی ہوتا ہے کہ وہ بھی دین کو نامکمل چھوڑ کر چلے گئے اور لازمی نتیجہ کے طور پر یہ چیز بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ بدعتی آدمی یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح خدا اور رسول کو حق پہنچتا ہے کہ وہ حکم دیں اور دنیا اسے تسلیم کرے اسی طرح مجھے بھی حق ہے کہ میں حکم دوں اور دنیا اسے تسلیم کرے گویا خود خدائی کا منصب اختیار کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۳۶ مرقاۃ محمد اسماعیل سلفی رح)

ترکِ سُنّت گمراہی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ اَوْ کَفَرْتُمْ۔ (مسلم شریف)

اگر تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ بلکہ کافر ہو جاؤ گے۔

تارکِ سُنّت کیلئے دردناک عذاب

سورۂ نور میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ ۱۸ سورۃ نور آیت ۶۳)

ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچ جائے یا کوئی اور دردناک عذاب

رسول اللہ کے راستہ پر چلنے کی خواہش

سورۂ فرقان میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۝ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ۝ (سورۂ فرقان پ ۱۹ آیت ۲۸،۲۷)

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔ اور کہے گا۔ افسوس کیا اچھا ہوتا میں رسول اللہ کے ساتھ دین کی راہ پر چلتا۔ ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا۔

ایمان کی نشانی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ کتاب الایمان)

کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اُس کے نزدیک میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

تارکِ سُنّت لعنتی ہے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ اَلزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ۔ (رواہ البیہقی فی المدخل و رزین فی کتابہ)

(مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر ص۲۲)

چھ آدمیوں پر میں نے بھی لعنت کی ہے۔ اور اللہ بھی ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے

(۱) جو اللہ کی کتاب میں زیادتی کرے۔
۲۔ تقدیر کو جھٹلانے۔
۳۔ جو شخص جبراً حکومت پر قابض ہو کر عزت والوں کو ذلیل کرے اور ذلیل لوگوں کو عزت بخشے
۴۔ جو اللہ کے حرم کو حلال کرے (یعنی بیت اللہ کی بے حرمتی کرے)
۵۔ میری اولاد کو جو اللہ نے تکلیف پہنچانا حرام کیا ہے اس کو حلال سمجھنے والا
۶۔ جو میری سُنّت کو ترک کرے۔

مُتّبعِ سُنّت محبوبِ الٰہی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(اے رسولؐ) آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝

(پ ۳۔ سورۃ آل عمران رع ۱۲، آیت ۳۲)

معاف کرنے والا مہربانی کرنے والا ہے اور تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اگر وہ منہ پھیریں۔ (یعنی آپ کی بات نہ مانیں) تو اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف چلنے والے پر وعید آئی ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ ط وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۝ پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۶)

اور کسی مسلمان مرد یا عورت کے لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ کسی بات کا حکم کر دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار رہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا فرمان نہ مانے (اور دوسروں کی رائے پر چلے) تو وہ کھلا گمراہ ہو چکا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ کسی آیت یا حدیث کے مقابلے میں کسی کی رائے پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نہ بڑھو

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔

پ سورۃ الحجرات، آیت ۱)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

فائدہ جلیلہ مذکورہ آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے پر اپنی یا کسی کی رائے کو مقدم مت رکھو اور کسی معاملہ میں ان کے فیصلہ سے بے نیاز ہو کر کوئی فیصلہ کرو کیونکہ یہ ان پر ایمان کا حکم سے کم تقاضا ہے۔ (فتح البیان)

سنت سے محبت رکھنے والا جنت میں داخل ہوگا

۱۔ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتب والسنۃ فصل ثانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹا اگر ہو سکے کہ تم صبح اور شام اپنے دل میں کسی کے لیے کینہ نہ رکھو تو ایسا کرو پھر فرمایا اے بیٹا یہ میری سنت ہے جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مذکور)

نوٹ: یہ روایت ضعیف ہے ایک شہید کے ثواب والی روایت قابلِ اعتماد ہے۔

حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری سنت پر ایسے وقت میں مضبوطی سے عمل کرے جب امت فساد پر آمادہ ہو تو اس کو سو شہید کا اجر ملے گا۔

سنت کے برخلاف تبلیغ کرنے اور اس کے خلاف کرنیوالوں سے قیامت کے دن سوال ہوگا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ وَلَیُسْئَلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝ (پارہ ۲۰ رکوع ۱۳)

البتہ ضرور اٹھائیں گے بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ اور البتہ ضرور سوال کیے جائیں گے قیامت کے دن اس چیز کے متعلق جو تھے وہ جھوٹی باتیں بناتے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰی ھُدًی

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے بلایا طرف

كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا۔ رَوَاهُ مُسْلِم باب الاعتصام والسنۃ فصل اول ۔ مشکوٰۃ ج ۱)

ہدایت کی ہوگا اس کے لیے اجر سے مثل اس شخص کے اجروں کی جس نے اس سنت کی پیروی کی۔ نہیں کم ہوگا ان کے اجروں سے کچھ بھی اور جس شخص نے بلایا طرف گمراہی کی ہوگا اس پر گناہ مثل اس شخص کے گناہوں کی جس نے اس کی پیروی کی نہیں کمی ہوگی ان کے گناہوں سے کچھ بھی روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

بغیر علم کے بات کرنے والے سے قیامت کے دن سوال ہوگا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ (پ۱۵ رکوع ۴)

اور مت پیچھے چل اس بات کے جس کا تجھے علم نہیں ہے کیونکہ کان آنکھ اور دل ان سب سے قیامت کے دن سوال ہوگا۔

فیصلہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (رواہ مسلم مشکوٰۃ کتاب العلم)

حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے جھوٹا ہونے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سُنی بات بغیر تحقیق کے بیان کرے۔

حق کو چھپانے والا لعنتی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۹)

جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر خدا کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

اسلام پر عمل نہ کرنے والوں کیلئے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ۔ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی۔ عُلَمَآءُھُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ۔ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ کتاب العلم فصل سوم)

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر عنقریب ایسا وقت آئے گا جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن بھی صرف رسم ہی رہ جائے گا ان کی مساجد آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت کے لحاظ سے برباد ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین لوگ ہوں گے انہی سے فتنہ پیدا ہوگا اور انہی میں سما جائے گا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے عمل نہیں کرتا اللہ تعالےٰ اسے آگ میں داخل کریگا!

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ اُسْتُشْھِدَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ قَاتَلْتُ فِیْكَ حَتّٰی اُسْتُشْھِدْتُ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیْءٌ فَقَدْ قِیْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کا فیصلہ کیا جائے گا اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنی نعمتوں کا پتہ دے گا۔ جو اس پر دنیا میں فرمائی گئی تھیں۔ وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں تمہاری

ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول)

راہ میں اس قدر لڑا کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم غلط کہتے ہو تم اس لیے لڑے کہ لوگ تمہیں بہادر کہیں۔ سو کہہ دیا گیا۔ پھر حکم کیا جائے گا اسے منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر جس آدمی نے علم پڑھا۔ اور پڑھایا۔ اور قرآن پڑھا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا پتہ دے گا۔ اور وہ پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے کیا عمل کیا وہ کہے گا۔ میں نے علم پڑھا۔ اور پڑھایا۔ اور تیری راہ میں قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم نے غلط کہا تم نے اس لیے پڑھا کہ تمہیں عالم کہا جائے۔ اور تم نے قرآن اس لیے پڑھا کہ تمہیں قاری کہا جائے۔ اور یہ تمہیں کہہ دیا گیا۔ پھر حکم کیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی۔ اسے مختلف اقسام کے تمام مال عنایت کیے گئے۔ اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جتلائے گا۔ اور وہ انہیں پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے ان نعمتوں میں کیا کام کیا۔ وہ کہے گا میں نے ان تمام راہوں میں خرچ کیا جن میں خرچ کرنا آپ کو پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم غلط کہتے ہو تم نے اس لیے خرچ کیا۔ کہ لوگ تمہیں سخی کہیں سو کہا گیا۔ پھر حکم ہو گا۔ اور منہ کے بل کھینچ کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

لہ ریاکاری کا عمل کیوں قبول نہیں :۔ اس حدیث کو ترمذی ابن حبان نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عمل خواہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو جب تک اس میں نیت کا اخلاص نہ ہو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ قبول نہیں ہوتا نمود و نمائش سے عمل ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک آدمی اگر زید کے گھر جا کر اس کا کوئی کام کرے تو اُجرت بھی وہیں سے اسے لینی چاہیے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کام تو زید کا کرے اور اُجرت عمرو سے مانگے اسی طرح جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کام کیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے مزدوری پانے کا حقدار ہے اور جس نے کام تو کیا ہو دنیا کو خوش کرنے کے لیے اور آفرین حاصل کرنے کے لیے لیکن ثواب کی توقع اللہ تعالیٰ سے رکھے تو یہ بالکل باطل ہے اللہ تعالیٰ ایسے عمل سے دستبردار ہو جاتا ہے جس سے خدا تعالیٰ اور بندے دونوں کو خوش کرنا مقصود ہو۔ قرآن پاک میں ہے وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۱۲ پ سورۃ البینۃ۔ اور انہیں حکم کیے گئے مگر یہ کہ اللہ کی خالص عبادت کریں

مشورہ کرنے کا حکم ہے

جیسا کہ اللہ تعالٰے ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۔

(پ۴ سورت آل عمران آیت ۱۵۹)

اور مشورہ کر اُن سے بیچ کام کے پس جب تو مقرر کرے تو پس اعتماد کر اللہ کے اوپر تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو۔

اور کاموں میں مشورہ لیا کرو اسی لیے آپ کی عادت مبارک تھی کہ آپ اکثر مشورہ کرکے کام کیا کرتے تھے بدر والے دن بھی مشورہ لیا۔ جنگِ احزاب کے موقع پر بھی مشورہ کیا، حدیبیہ والے دن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقوں نے تہمت لگائی تب بھی آپ نے مشورہ کیا اور اس موقع پر بھی یعنی جنگِ اُحد کے لیے بھی آپ نے مشورہ لیا کہ باہر میدان میں نکل کر مقابلہ کریں یا شہر میں رہ کر لڑیں تو سب نے میدان میں نکل کر لڑنے کا مشورہ دیا جب آپ ہتھیار وغیرہ پہن چکے تب بعض نے کہا کہ شہر میں ہی رہ کر لڑنا چاہیئے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنے کا حکم ہے (حاکم) یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور آپ کے وزیر تھے اور مسلمانوں کے باپ ہیں یعنی بزرگ۔ ابنِ ماجہ میں ہے کہ جب تم سے کوئی مشورہ لے تو اسے چاہیئے بھلی بات کا مشورہ دے۔ اور فرمایا اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ۔ اور جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالٰے ارشاد فرماتا ہے :۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۔

(پ۲۵ الشورٰی آیت ۳۸)

اور اُن کے کام باہمی مشورے سے ہوتے ہیں

مرفوعاً روایت ہے :۔

إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ شُورَىٰ بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ

یعنی آپ نے فرمایا جب تک تمہارے حاکم نیک لوگ ہوں گے اور امیر مالدار لوگ سخی ہوں گے اور کاروبار مشورہ سے ہوں گے تو تب تک تمہارا جینا بہتر ہے اور جب حاکم بدخصلت ہونے لگیں گے اور مالدار بخیل ہو جائیں گے اور عورتوں کی مرضی پر کاروبار ہونے

اَلْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۱) لگیں تو اس وقت تمہاری زندگی خراب ہے اور مرنا بہتر ہے۔

اور فرمایا آپ نے مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَ اللّٰهُ عِزًّا وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ (ترمذی صفحہ ۶۲ جلد ۲ ابوداؤد وغیرہ) نہیں کم ہوتا بندے کا مال صدقے سے جب کسی بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ اس کو عزت میں زیادہ کرے گا اور جب کوئی آدمی سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور فرمایا لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً (مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۳) یعنی جس قوم نے عورت کو اپنا حاکم اور پیشوا بنایا وہ فلاح کو نہ پہنچیں گے۔

بعض اعمال ایسے ہیں جنکے کرنے سے اجر ملتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا

اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فِى الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ (مشکوٰۃ ج ۱ باب السنن وفضائلها)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھو آپ نے تیسری بار فرمایا جو چاہے پڑھ لے آپ نے اس بات کو ناپسند خیال کیا کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ بنا لیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جو عصر کی نماز سے قبل چار رکعت پڑھتا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِى الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَاءَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ کی نماز پڑھنے میں رخصت دے دی پھر آپ نے فرمایا جو چاہتا ہے کہ وہ جمعہ کی نماز پڑھے تو وہ پڑھ لے۔ جو چاہتا ہے کہ صرف

بلوغ المرام باب صلوٰۃ الجمعۃ ۔ ظہر کی نماز پڑھے تو پڑھ لے ۔

منٰی کے دنوں میں دو دن یا تین دن ٹھہرنے میں کسی پر گناہ نہیں ہے

فرمان الٰہی ہے :۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

(پارہ ۲، ع ۹، سورۃ بقرہ آیت ۲۰۳)

ان گنتی کے دنوں میں اللہ کا ذکر کرو جو شخص دو دنوں میں جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تین دن ٹھہرے بعد میں جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ وہ متقی ہو۔ اللہ سے ڈرو تم جان لو کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے۔

نفل نماز اپنے گھر پر پڑھنا افضل ہے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً وَظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں بوریے کا حجرہ بنایا اور کئی راتیں اس کے اندر نوافل پڑھے۔ جب لوگ نماز کے لیے جمع ہو جاتے تو آپ حجرہ سے باہر نکل آتے اور نماز فرض و تراویح وغیرہ پڑھتے لوگوں کے ساتھ (کئی روز گزر جانے پر) ایک دن رات کے وقت لوگوں نے حجرہ میں آپ کی آواز نہ سنی اور خیال کیا کہ آپ سو گئے ہیں اس خیال کی بنا پر لوگ آپ کو جگانے کے لیے کھانسے اور کھنکار تاکہ آپ باہر تشریف لے آئیں اور حسب معمول نماز پڑھائیں آپ نے یہ آوازیں سن کر فرمایا ہمیشہ رہا تم میں یہ جذبہ بعد یعنی نماز پڑھنے کا شوق جماعت کے ساتھ) جو میں اس وقت دیکھ رہا ہوں

(متفق علیہ)

(مشکوٰۃ۔ باب قیام شہر رمضان)

(فصل اوّل)

پھر آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں نماز تراویح تم پر فرض نہ ہو جائے اگر یہ نماز فرض ہو جاتی تو تم اس کو ادا نہ کر سکتے اس لیے لوگو! تم اس نماز کو اور دوسری نفل نمازوں کو اپنے گھروں میں پڑھو کیونکہ نوافل میں سے بہترین نماز وہی ہے جو گھر میں پڑھی جائے۔ مگر فرض نماز کو مسجد ہی میں پڑھنا چاہیئے۔

بعض اعمال ایسے ہیں جن کے کرنے میں کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

(پ۴ سورۃ آلِ عمران آیت ۱۲۸)

آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالےٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جائیں اور یا ان کو کوئی سزا دیویں کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں۔

جامع ترمذی ص۱۲۰ جلد ۲ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ۔

اور قتادہ رضؓ کی روایت میں ہے:۔

كَيْفَ بِقَوْمٍ فَعَلُوْا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

یعنی وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ حال کیا حالانکہ نبی اُنہیں خدا کی طرف بلاتا تھا۔

اس وقت یہ آیت لَيْسَ لَكَ الخ نازل ہوئی جس میں اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو متنبہ کیا کہ اے نبی تم کو کسی امر کا اختیار نہیں۔ آپ کو تو جتنی بات کا حکم ہے مثلاً دعوت تبلیغ و جہاد وغیرہ کا اسے انجام دیتے رہیں باقی ان کا انجام خدا کے حوالہ کریں۔ جیسے فرمایا:۔

اِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ۔

(پ۱۳۔ سورۃ الرعد آیت ۴۰)

تم پر صرف تبلیغ ہے حساب تو ہمارے ذمہ ہے۔

اور دوسری جگہ ہے۔ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ تمہارے ذمے ان کی ہدایت نہیں۔

پ۳ سورۃ البقرۃ الایۃ ۲۷۲)

ایک اور مقام پر ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ۔ (پ۲۰ سورۃ القصص آلآیۃ ۵۶)

"تم جسے چاہو ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ تمہیں کوئی اختیار نہیں اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں لیکن اللہ چاہے ان کو ہدایت دے چاہے عذاب کرے تم اپنی طرف سے بد دعا نہ کرو چنانچہ اُن میں سے ابو سفیان اور حارث بن ہشام وغیرہ مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ (ابن کثیر)

دینی حکم جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہوتا ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى۔ (پ۲۷ سورۃ النجم آیت ۳-۴)

اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

تشریح:۔ جبکہ آپ جو کچھ دین کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس میں وحی متلو کو قرآن اور غیر متلو کو حدیث کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

(پ۲۹ سورۃ الحاقۃ آیات ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸)

یہ رسول اگر کوئی بات از خود گھڑ کر ہم پر لگا دے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے پھر تم میں کوئی ان کو اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا۔ اور بے شک وہ پرہیزگاروں کے لیے البتہ نصیحت ہے۔

مقصود:۔ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں اس قرآن میں اپنی طرف سے ایک حرف کا بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔

حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے سنتا اس کو لکھ لیا کرتا تھا کہ یاد کر لوں تو قریش نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ جو کچھ تو حضرت سے سنتا ہے لکھ لیتا ہے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کبھی غصّہ کی حالت میں کچھ بولتے ہیں تب میں لکھنے سے رُک گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا لکھو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ سے سوا حق بات کے کچھ نہیں نکلتا۔ (مسند احمد، ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی حکم کو قبول کرو دنیاوی حکم میں اختیار ہے

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَأْبُرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّأْيِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو وہ لوگ کھجوروں کی تابیر (نر کھجور کا گابھا مادہ کھجور میں داخل کرنا) کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہم ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں فرمایا شاید تم ایسا نہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہو۔ لوگوں نے تابیر کرنا چھوڑ دیا۔ تو ان کا پھل کم ہو گیا۔ تو صحابہؓ نے آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا میں بھی انسان ہوں۔ جب میں تم کو کسی دین کی بات کا حکم کروں۔ تو اسے لے لو۔ اور جب میں تم کو اپنی رائے سے حکم کروں۔ تو میں صرف انسان ہوں۔ (مسلم)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی اطاعت صرف دینی امور میں واجب ہے دنیوی امور میں اپنے عرف اور صوابدید کے مطابق فیصل ہوں گے ایسے معاملات میں آنحضرتؐ کے ارشادات کی حیثیت صرف مشورہ کی ہے اس کی پابندی ضروری نہیں۔ اور نہ ہی اس کا خلاف معصیت ہے۔ دنیا کے معاملات میں اگر آنحضرتؐ کوئی صریح حکم دے دیں تو اس کی پابندی ضروری ہی ہو گی وہ اس اجازت سے مستثنیٰ ہو گا۔

دنیاوی علوم کا نہ ہونا عُلُوِّ شان کے منافی نہیں

اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ کھجوریں نر اور مادہ ہیں عربی لوگ نر کھجور کا گابھا مادہ کھجور پر ڈالتے آپؐ نے سوچا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہے گا وہ ہو ہی جائے گا۔ اس عمل کی ضرورت نہیں۔ تجربہ نے بتایا کہ عالم اسباب میں اس کی تاثیر ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ دنیوی امور میں نبی کے اجتہاد میں بھی غلطی کا امکان ہوتا ہے۔ اگر وحی سے آپ حکماً کچھ نہ

فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس میں مشورہ بھی دیتے اور بعض دفعہ اختیار کی صورت میں انکار بھی کر لیتے۔ بدر میں جنگ کے میدان کے انتخاب میں حُباب بن مُنذر رضی اللہ عنہ نے آپ کی رائے کے خلاف مشورہ دیا اور آپ نے اس کو صحیح سمجھ کر قبول فرما لیا حضرت بریرہ کو جب نکاح کا اختیار دیا گیا تو اس نے آپ کے مشورہ سے انکار کر دیا۔ ۱۲

(مشکوٰۃ ج ا ص ۱۵ ۱۲ حواشی مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِيهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا شوہر ایک سیاہ غلام تھا جس کو مُغیث رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا گویا میں اب تک اس کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں بریرہ کے پیچھے پھر رہا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر اس کی ڈاڑھی پر گر رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے (ایک بار) فرمایا عباس کیا تم کو اس پر تعجب اور حیرت نہیں ہے کہ مغیث رضی اللہ عنہ اس کو چاہتا ہے اور بریرہ رضی اللہ عنہا اس سے نفرت کرتی ہے پھر نبی صلعم نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ بریرہ کاش تو رجوع کر لیتی یعنی مغیث سے دوبارہ نکاح کر لیتی بریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھ کو حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا میں سفارش کر رہا ہوں (حکم نہیں دیتا) بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں (یعنی میں اس سے نکاح نہیں چاہتی ہے۔ (بخاری)

خُلاصۂ کلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت صرف دینی اُمور میں واجب ہے دُنیوی اُمور کی حیثیت صرف مشورہ کی ہے اس کی پابندی ضروری نہیں اور نہ ہی اس کا خلاف معصیت ہے اور یہ آپ کے اوامر و نواہی سے مستثنیٰ ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا اس میں اختلاف ہوا تو اللہ رب العزت نے یہ آیتیں نازل فرمائیں

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

(پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۶۸، ۶۷)

منتقی۔ بَابُ الْمَنِّ وَالْفِدَاءِ فِي حَقِّ الْأُسَارٰى میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا أَسَرُوا الْأُسَارٰى يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مَا تَرَوْنَ فِي هٰؤُلَاءِ الْأُسَارٰى فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيرَةِ أَرٰى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً تَكُونُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ لِلْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرٰى يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَرَى الَّذِي رَأٰى أَبُو بَكْرٍ وَلٰكِنِّي أَرٰى أَنْ تُمَكِّنَّا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ فَتُمَكِّنَ عَلِيًّا مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ وَتُمَكِّنِّي مِنْ فُلَانٍ نَسِيبًا لِعُمَرَ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَإِنَّ

پیغمبر کو نہیں چاہیے کہ اس کے پاس قیدی رہیں۔ جب تک ملک میں دکافروں کی خوب قتل نہ کرے تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ (تم کو آخرت کا ثواب دینا) چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا اگر اللہ تعالیٰ آگے سے ایک بات نہ لکھ چکا ہوتا تو تم نے جو (مال قیدیوں سے) لیا اس (قصور) میں تم پر بڑا عذاب اترتا۔

یعنی جب غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور ستر کافر قید میں آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یہ لوگ آپ کے قرابت دار ہیں میری دانست میں اگر فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا جائے تو اس وقت مال سے مسلمانوں کو قوت ہوگی اور یہ بھی امید ہے کہ شاید ان کو اللہ تعالیٰ اسلام کی ہدایت نصیب کرے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ نے مشورہ کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور! میری رائے یہ نہیں ہے بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ ہم کو حکم فرمایئے تاکہ ہم ان کو قتل کر دیں اور یوں ہو کہ عقیل تو حضرت علیؓ کے حوالہ کیا جائے اور فلاں (رشتہ دار) میرے حوالہ کیا جائے پس اپنے اپنے رشتہ دار کو قتل کریں کیوں کہ یہ لوگ کفر

هٰؤُلَاءِ اَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيدُهَا فَهَوِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ اَبُوبَكْرٍ وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ فَلَمَّا مِنَ الْغَدِ جِئْتُ فَاِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوبَكْرٍ قَاعِدَيْنِ يَبْكِيَانِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِي مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَبْكِي اَنْتَ وَصَاحِبُكَ فَاِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَاِنْ لَمْ اَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْكِي لِلَّذِي عُرِضَ عَلَيَّ اَصْحَابُكَ مِنْ اَخْذِهِمُ الْفِدَاءَ لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُهُمْ اَدْنٰى مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ شَجَرَةٍ قَرِيبَةٍ مِنْهُ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَكُونَ لَهٗ الخ

کے بانی مبانی اور سردار ہیں۔ پس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشورہ پسند فرمایا یعنی فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا مشورہ آپ نے پسند نہ فرمایا پھر جب دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اور ابوبکر دونوں رو رہے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے بتایئے کہ آپ اور آپ کا ساتھی کیوں رو رہے ہیں۔ اگر مجھ کو بھی رونا آگیا تو میں بھی روؤں گا ورنہ آپ کی وجہ سے زبردستی رونے کی کوشش کروں گا۔ تو فرمایا فدیہ لے کر چھوڑنے پر اللہ نے خفگی فرمائی ہے اور ایک درخت جو وہاں سے قریب تھا اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اللہ کا عذاب اس سے بھی قریب تر تھا اور اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ ابن مردویہ و حاکم کی حوالہ سے ہے وہ یہ بات لکھ چکا کہ ان قیدی لوگوں میں بہتوں کی قسمت میں تھا مسلمان ہونا۔ یہ آیت اساریٰ بدر میں نازل ہوئی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری نے قید کر لیا۔ اور وعدہ قتل کا دیا۔ یہ خبر آپ کو پہنچی۔ فرمایا میں آج کی رات بہ سبب اپنے چچا کے نہیں سویا انصار اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے پاس جاؤں؟ فرمایا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر کہا عباس رضؓ کو چھوڑ دو۔ انصار نے کہا واللہ ہم نہیں چھوڑیں گے۔ کہا بھلا اگر رسولِ خدا کی مرضی بھی یہی ہو؟ کہا اگر حضورؐ کی مرضی یہی ہے تو لے جاؤ۔ حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کر لے آئے اور تبلیغ شروع کر دی اے عباس مسلمان ہو جاؤ واللہ تمہارا مسلمان ہونا میرے باپ خطاب کے مسلمان ہونے سے بھی زیادہ محبوب ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تمہارا اسلام لانا بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عباسؓ کو سمجھ دے دی وہ مسلمان ہو گئے۔ (ترجمان) ۱۲۔

خلاصہ کلام

مشورہ میں اختلاف ہو جائے۔ ایک کی رائے کوئی، دوسرے کی رائے کوئی۔ یہ کام کروں یا نہ کروں۔ نفس میں خلش پیدا کرے اور دل میں تردد کا موجب ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو رکعتیں نفل پڑھے پھر فارغ ہو کر دعاء پڑھے۔ جو حدیث صحیح مسلم رحمہ اللہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ یا تو اس کام کی توفیق بخش دے گا یا تردد دور کر کے دل میں اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عزم جما دے گا۔ حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نیکی

کیا ہے؟ اور گناہ کیا ہے وہ حدیث پوری طرح مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیے گا۔

وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا وَابِصَةُ جِئْتَ تَسْئَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَجَمَعَ اَصَابِعَهُ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَهُ وَقَالَ اِسْتَفْتِ نَفْسَكَ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ ثَلٰثًا اَلْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت وابصہؓ بن معبد نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے اے وابصہؓ تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ یہ سن کر آپؐ نے انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینہ پر مار کر فرمایا اپنے نفس سے پوچھ۔ اپنے دل سے پوچھ تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے اور پھر فرمایا نیکی وہ ہے جس سے نفس کو اطمینان حاصل ہو اور جس سے دل کو سکون نصیب ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے اور دل میں تردد کا موجب ہو اگرچہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ دیں۔ (احمد، دارمی)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۝ اور سورہ والشمس۔ آیت ۸۔ پس جی میں ڈالا۔ اس کے بدکاری اس کی اور پرہیزگاری اس کی۔ اچھی باتیں اس لیے بتلائی گئیں کہ انھیں اختیار کرے اور بری باتیں اس لیے کہ ان سے بچے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔ اے اللہ تعالیٰ تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ دے اور اُسے پاک کر تجھ سے بڑھ کر اسے پاک نہیں کر سکتا تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ ہے۔ فتح القدیر بحوالہ احمد، نسائی۔ راہِ خدا میں جدوجہد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ راستہ دکھاتا ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ پ سورۃ العنکبوت آیت ۶۹ "جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کے لیے راہیں کشادہ کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ یعنی ان کی راہنمائی فرمائیں گے۔ اور نیکی کے راستے اختیار کرنے اور ان پر چلنے کی ہر بارہ سے زیادہ توفیق دیں گے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (الحدیث) "عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے"۔ جو کوئی نیک نیتی کے ساتھ عمل کرے گا اللہ تعالیٰ کو اس کے عمل کی خبر ہے وہ اس کے عمل کی جزا دے گا۔

اِبتدا میں مشرکین کے لیے دُعاء کا اختیار

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

(پ۱۰ آیت ۸۰ سورت التوبہ)

ان کے لیے تو استغفار کر یا نہ کر۔ اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے ایسے فاسق لوگوں کو خدائے کریم ہدایت نہیں دیتا۔

مُشرکین کے لیے دُعاء و اِستغفار منع ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

(پ۱۰ آیت ۸۴ ۔ سورۃ التوبہ)

ان میں سے کوئی مر جائے تو تو اس کے جنازے کی ہرگز نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا، یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے منکر ہو گئے اور مرتے دم تک بدکار بے اطاعت رہے۔

حافظ ابن کثیر ان آیات کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

حکم ہوتا ہے کہ اے نبیؐ! تم منافقوں سے بالکل بے تعلق ہو جاؤ۔ ان میں سے کوئی مر جائے تو تم نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھو نہ اس کی قبر پر جا کر اس کے لیے دعا نے استغفار کرو۔ اس لیے کہ یہ کفر و فسق پر زندہ رہے اور اسی پر مرے یہ حکم تو عام ہے گو اس کا شانِ نزول خاص عبداللہ بن اُبی ابن سلول کے بارے میں ہے جو منافقوں کا رئیس اور امام تھا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اس کے مرنے پر اس کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ میرے باپ کے کفن کے لیے آپؐ خاص اپنا پہنا ہوا کرتا عنایت فرمائیے آپ نے دے دیا۔ پھر کہا کہ آپؐ خود اس کے جنازے کی نماز پڑھائیے آپؐ نے یہ درخواست بھی منظور

فرمائی اور نماز پڑھانے کے ارادے سے اُٹھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا دامن تھام لیا اور عرض کی کہ حضور ؐ آپ اس کے جنازے کی نماز پڑھائیں گے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا سنو اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے فرمایا ہے تو ان کے لیے استغفار کر یا نہ کر اگر تو ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کرے گا تو بھی اللہ تعالیٰ انھیں نہ بخشے گا، تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا، حضرت عمر رضؓ فرمانے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منافق تھا تاہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی، اس پر یہ آیت اُتری، اور روایت میں ہے کہ اس نماز میں صحابہ رضؓ بھی آپ کی اقتدا میں تھے اور روایت میں ہے حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ اس کی نماز کے لیے کھڑے ہوگئے تو میں صف میں سے نکل کر آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور کہا کہ کیا آپ اس دشمن خدا عبداللہ بن اُبی کے جنازے کی نماز پڑھائیں گے حالانکہ فلاں دن اس نے یوں کہا اور فلاں دن یوں کہا۔ اس کی وہ تمام باتیں دُہرائیں، حضور مُسکراتے ہوئے سب سنتے رہے آخر میں فرمایا عمر رضؓ مجھے چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ نے استغفار کا مجھے اختیار دیا ہے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا، چنانچہ آپ نے نماز بھی پڑھائی جنازے کے ساتھ بھی چلے دفن میں بھی موجود رہے اس کے بعد مجھے اپنی اس گستاخی پر بہت ہی افسوس ہونے لگا کہ خدا اور رسولؐ خدا خوب علم والے ہیں میں نے ایسی اور اس قدر جرأت کیوں کی؟ کچھ ہی دیر ہوئی ہوگی جو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اس کے بعد آخر دم تک نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازے کی نماز پڑھی، نہ اس کی قبر پر آکر دعا کی، اور روایت میں ہے کہ اس کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضؓ نے آپ سے یہ بھی کہا تھا کہ آپ تشریف نہ لائے تو ہمیشہ کے لیے یہ بات ہم پر رہ جائے گی جب آپ تشریف لائے تو اسے قبر میں اتار دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے پہلے مجھے کیوں نہ لائے چنانچہ وہ قبر سے نکالا گیا آپ نے اس کے سارے جسم پر تھتکار کر دم کیا اور اسے اپنا کرتہ پہنایا۔ اور روایت میں ہے کہ وہ خود وصیت کر کے مرا تھا کہ اس کے جنازے کی نماز خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھائیں۔ اس کے لڑکے نے آکر حضور ؐ کو اس کی آرزو اور اس آخری وصیت کی بھی خبر کی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ اس کی وصیت یہ بھی ہے کہ اُسے آپ کے پیراہن میں کفنایا جائے، آپ اس کے جنازے کی نماز سے فارغ ہوکے ہی تھے تو حضرت جبرئیلؑ یہ آیتیں لے کر اُترے۔ اور روایت میں ہے اس نے اپنی بیماری کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا آپ تشریف لے گئے، اور جا کر فرمایا کہ یہودیوں کی محبت نے تجھے تباہ کر دیا اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ وقت ڈانٹ ڈپٹ کا نہیں بلکہ میری خواہش ہے کہ آپ میرے لیے دُعائے استغفار کریں میں مر جاؤں تو مجھے اپنے پیراہن میں کفنائیں الخ بعض سلف سے مروی ہے کہ پیرہن دینے کی وجہ یہ تھی کہ جب حضرت عباس رضؓ آئے تو

ان کے جسم پر کسی کا کپڑا ٹھیک نہیں آیا، آخر اس کا کرتا لیا وہ ٹھیک آگیا یہ بھی لمبا پورا چوڑی چکلی ہڈی کا آدمی تھا پس اس کے بدلے میں آپؐ نے اسے اس کے کفن کے لیے اپنا کرتا عطاء فرمایا، اس آیت کے اُترنے کے بعد نہ تو کسی منافق کے جنازے کی نماز آپؐ نے پڑھی، نہ کسی کے لیے استغفار کیا۔ مسند احمد میں ہے کہ جب آپؐ کو کسی جنازے کی طرف بُلایا جاتا۔ تو آپؐ پوچھ لیتے اگر لوگوں سے اس کی بھلائیاں معلوم ہوتیں تو آپؐ جا کر اس کے جنازے کی نماز پڑھاتے اور اگر کوئی ایسی ویسی بات کان میں پڑتی تو صاف انکار کر دیتے۔

تفسیر ابنِ کثیر اُردو پارہ ۱۰۔ مولانا عبدالقہار دہلوی حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں:۔

حدیث ابنِ مسعودؓ میں ہے۔ إِنِّي اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي الدُّعَاءِ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَأَنْزَلَ عَلَيَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا۔

حضرت ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کے لیے اللہ سے دُعا کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت نہ دی گئی اور مجھ پر یہ آیت اُتاری گئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ (پ۱۱۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۳)

پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دُعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

خلاصۂ کلام

پہلی آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت تھی کہ مشرکین کے لیے اگر چاہیں تو استغفار کریں۔ لیکن بعد میں اس سے قطعی طور پر روک دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ۔ (پ۳۰ آیت نمبر ۱۶ بروج)

یعنی اللہ جو چاہے کرنے والا ہے۔

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝ (پ۱۵ سورۃ کہف آیت ۲۶)

اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم میں شریک نہیں کرتا۔

اب ایمان والوں کو اس حکم کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ مسند احمد میں روایت ہے۔ کہ :۔

جب آپؐ کو کسی جنازے کی طرف بلایا جاتا۔ تو آپؐ پوچھ لیتے۔ اگر لوگوں سے اس کی بھلائیاں معلوم ہوتیں تو آپؐ جا کر اس کے جنازے کی نماز پڑھاتے اور اگر کوئی ایسی ویسی بات کان میں پڑتی تو صاف انکار کر دیتے۔ (ابن کثیر)

ایمان والوں کے لیے کتاب وسنّت سے مسئلہ ثابت کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے :۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (پ۷۔ سورۃ الانعام آیت ۲۱)

جو شخص خدا تعالیٰ پر جھوٹ بہتان لگائے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا بیشک ظالموں کی بھلائی نہیں ہو سکتی۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے :۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْہَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ (پارہ ۲۱۔ سورۃ سجدہ آیت ۲۲)

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جس کو اس کے مالک کی آیات سُنائی جائیں پھر وہ ان پر خیال نہ کرے بے شک ہم گناہگاروں سے (اپنی نافرمانی کا) بدلہ لیں گے۔

۱۔ معلوم ہوا۔ جھوٹ بہتان لگانے والا اللہ پر
۲۔ اس کی آیات کی تکذیب کرنے والا یعنی انکار کرنے والا۔
۳۔ جس کو نصیحت کی گئی اور عمل نہ کیا۔ یہ تینوں ظالم ہیں۔
۴۔ وَالظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (پ۲۹ سورۃ الدھر آیت ۳۱)

ظالموں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۵۔ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (پ۲۸ سورۃ جمعہ آیت ۵)

اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

یعنی انہیں اپنے علم سے فائدہ اٹھانے کی توفیق نہیں ہوتی۔

اب جس کا جی جو چاہے وہ راہ اختیار کرے اللہ تعالیٰ کسی کو مجبور نہیں کرتا ہاں وقت آنے پر ضرور سوال کرے گا۔

پہلے مسلمان اور کافر کا آپس میں نکاح جائز تھا لیکن بعد میں اس رشتے کو حرام قرار دے دیا گیا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۔ پ۲۸ آیت ۱۰ سورۃ الممتحنۃ۔

نہیں وہ عورتیں حلال واسطے اُن کافروں کے اور نہ وہ کافر حلال واسطے اُن عورتوں کے۔

کہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے اور کافر مرد مسلمان عورتوں کے لیے حلال نہیں۔ اس آیت نے اس رشتے کو حرام کر دیا ورنہ اس سے پہلے مومنہ عورتوں کا نکاح کافر مردوں سے جائز تھا۔ جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا حالانکہ یہ اس وقت کافر تھے۔ اور بنت رسولؐ مسلمہ تھیں۔ بدر کی لڑائی میں یہ بھی کافروں کے ساتھ تھے اور جو کافر زندہ پکڑے گئے ان میں یہ بھی گرفتار ہو کر آئے تھے۔ حضرت زینبؓ نے اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار ان کے فدیہ میں بھیجا تھا کہ یہ آزاد ہو کر آجائیں جسے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی رقت طاری ہوئی اور آپؐ نے مسلمانوں سے فرمایا اگر میری بیٹی کے قیدی کو چھوڑ دینا تم پسند کرتے ہو تو اسے رہا کر دو۔ مسلمانوں نے بخوشی بغیر فدیہ کے انہیں چھوڑ دینا منظور کیا۔ چنانچہ حضورؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور فرمایا کہ آپؐ کی صاحبزادی کو آپؐ کے پاس مدینہ میں بھیج دیں انھوں نے اسے منظور بھی کر لیا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیج بھی دیا، یہ واقعہ ۲؁ ہجری کا ہے۔ حضرت زینبؓ نے مدینہ میں ہی اقامت فرمائی اور یوں ہی بیٹھی رہیں یہاں تک کہ ۸؁ ہجری میں ان کے خاوند حضرت ابوالعاص رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے توفیقِ اسلام دی اور وہ مسلمان ہو گئے تو حضورؐ نے پھر اسی اگلے نکاح پر بغیر نئے مہر کے اپنی صاحبزادی کو ان کے پاس رخصت کر دیا اور روایت میں ہے کہ دو سال کے بعد حضرت ابوالعاص رضؓ مسلمان ہو گئے تھے اور حضورؐ نے اسی پہلے نکاح پر حضرت زینبؓ کو لوٹا دیا تھا۔ یہی صحیح ہے اس لیے کہ مسلمان عورتوں کے مشرک مردوں پر حرام ہونے کے دو سال بعد یہ مسلمان ہو گئے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے اسلام کے بعد نئے سرے سے نکاح ہوا اور نیا مہر بندھا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یزیدؒ نے فرمایا ہے پہلی روایت کے راوی حضرت ابنِ عباس رضؓ ہیں اور وہ روایت از روئے اسناد کے بہت اعلیٰ ہے اور دوسری روایت کے راوی حضرت عمرو بن شعیبؒ ہیں اور عمل اسی پر ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث کا جواب جمہور یہ دیتے ہیں کہ یہ شخصی واقعہ ہے ممکن ہے

ان کی عدت ختم ہی نہ ہوئی ہو، اکثر حضرات کا مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں جب عورت نے عدت کے دن پورے کر لیے اور اب تک اس کا کافر خاوند مسلمان نہیں ہوا تو وہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ ہاں بعض حضرات کا مذہب یہ بھی ہے کہ عدت پوری کر لینے کے بعد عورت کو اختیار ہے۔ اگر چاہے اپنے اس نکاح کو باقی رکھے اگر چاہے فسخ کر کے دوسرا نکاح کر لے۔ اور اسی پر ابن عباس رض والی روایت کو محمول کرتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر اردو پارہ ۲۸)

۲۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(پ۱۸ سورۂ نور آیت ۳)

زانی مرد زانیہ عورت یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی کے ساتھ نکاح نہیں کرتا اور اسی طرح زانیہ عورت زانی مرد یا مشرک کے ساتھ نکاح کرتی ہے۔ اور یہ مسلمانوں پر حرام کیا گیا ہے۔

تشریح:۔ مرد اگر بدکار ہو تو پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے یعنی دو وجہ سے ایک یہ کہ اس کا کفو نہیں اس کو عار ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو ملت یعنی بری عادت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے۔ مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے (موضح القرآن)

تیسری آیت میں اس طرح ہے:۔

۳۔ وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْکُمْ وَلَا تُنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکُمْ اُولٰٓئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلَی الْجَنَّۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ بِاِذْنِہٖ وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝

(سورۂ بقرہ پ۲ آیت ۲۲۱)

اور نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اور لونڈی ایمان والی مشرکہ عورت سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمہیں خوش لگے۔ اور نہ نکاح کرو مشرک مردوں سے یہاں تک کہ وہ مومن نہ ہو جائیں اور غلام ایمان والا مشرک مرد سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تم کو اچھا لگے۔ یہ لوگ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جنت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے۔ اور لوگوں کے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ فرماتے ہیں :۔

پہلے مسلمان اور کافر میں نسبت ناتا جاری تھا۔ اس آیت سے حرام ٹھہرا۔ اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا۔ ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ ہے کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانیں۔ مثلاً کسی کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے۔ یا وہ جو چاہے۔ سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت طلب کرے۔ اس کو مختار جان کر باقی یہود ونصاریٰ کی عورت سے نکاح درست ہے۔ ان کو مشرک نہیں فرمایا۔ (موضح القرآن از مولانا عبدالقادر رحمہ ص ۳۵)

پھر فرمایا کہ اہل کتاب کو اور کفار سے دو حکم میں مخصوص کیا۔ یہ فقط دنیا میں ہے۔ اور آخرت میں ہر کافر خراب ہے۔ اگر عمل نیک بھی کرے تو قبول نہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ (پ آیت۔ مائدہ)

اور پاک دامن مسلمانوں میں سے اور پاکدامن ان لوگوں میں سے جو کہ دیئے گئے ہیں کتاب تم سے پہلے۔

یعنی ان سے نکاح کرنا درست ہے۔ چاہے وہ اپنے دین پر قائم رہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ پاک دامن ہوں نہ کہ آنا دمنش اور آوارہ قسم کی جو انسان کے ایمان کو تباہ کر ڈالیں۔ جمہور کے نزدیک یہاں "المحصنات" سے یہی معنی مراد ہیں۔ (ابن کثیر رحمہ) گویا دوسری مشرک عورتوں سے اس کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اور بہت سے صحابہؓ نے اس آیت کے تحت کتابی عورتوں سے نکاح کر رکھے تھے۔ (شوکانی) ص ۱۳۰۔ قرآن حکیم حاشیہ مولانا عبدہ الفلاح اشرف الحواشی)

خلاصۂ کلام

پہلی اُمتوں میں نوح علیہ السلام کی بیوی۔ لوط علیہ السلام کی بیوی کافر تھی۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ مومنہ تھیں۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا۔ حالانکہ یہ اس وقت کافر تھے۔ اور زینبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمہ تھیں۔ پہلے مومنہ عورتوں کا نکاح کافر مردوں سے جائز تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مشرک عورتوں سے نکاح کرنے سے روک دیا۔ اور نکاح حرام کیا۔ اس آیت پر عمل کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کو اپنے گھر پہ لے آئے۔ بعد میں حضرت ابوالعاص رضہ مسلمان ہو گئے۔

اور دونوں کا رشتہ پھر قائم ہو گیا۔

اللہ تعالےٰ جب کوئی حکم جاری کرتا ہے۔ تو اس کو کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (پ ۱۷، ا۔ سورۃ انبیاء آیت نمبر ۲۳)

یعنی جو کچھ وہ کرتا ہے۔ اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔ اور اوروں سے باز پرس کی جا سکتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اہلِ کتاب کی عورتوں کو مخصوص کیا گیا ہے۔ یہ حکم اب بھی باقی ہے۔ چاہے وہ اپنے دین پر قائم رہیں۔ یہ حکم فقط دنیا میں ہے۔ اور آخرت میں ہر کافر خراب ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :۔

مسلمان مرد نصرانی عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن نصرانی مرد کا نکاح مسلمان عورت سے نہیں ہو سکتا۔ (ابن کثیر اردو صفحہ ۴۸)

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (پارہ ۱۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۰۶)

ہم جس آیت کا بھی حکم منسوخ کرتے ہیں یا اس آیت کو ذہنوں سے ہی فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت کی مثل ہی لے آتے ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مخلوق میں ہیر پھیر کرنے والا پیدائش اور حکم کا اختیار رکھنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے جس طرح جسے چاہتا ہے بناتا ہے جسے چاہے نیک بختی دے جسے چاہے بدبختی دے، جسے چاہے تندرستی دے جسے چاہے بیماری دے جسے چاہے توفیق دے جسے چاہے بے نصیب کر دے بندوں میں جو حکم چاہے جاری کرے جسے چاہے حلال کرے جسے چاہے حرام فرما دے جسے چاہے رخصت دے جسے چاہے روک دے، وہ حاکمِ مطلق ہے جو چاہے احکام جاری فرمائے کوئی اس کے حکموں کو رد نہیں کر سکتا جو چاہے کرے کوئی اس سے باز پرس نہیں کر سکتا وہ بندوں کو آزماتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ نبیوں اور رسولوں کے کیسے تابعدار ہیں، کسی چیز کا کسی مصلحت کی وجہ سے حکم دیا پھر مصلحت کی وجہ سے ہی اس حکم کو ہٹا دیا اب آزمائش ہو جاتی ہے نیک لوگ تو اس وقت بھی اطاعت کے لیے کمر بستہ تھے اور اب بھی ہیں، لیکن بد باطن لوگ باتیں بناتے ہیں اور ناک بھوں چڑھاتے ہیں، حالانکہ تمام مخلوق کو اپنے خالق کی تمام باتیں ماننی چاہئیں اور ہر حال میں رسول ؐ کی پیروی کرنی چاہیئے اور جو وہ کہے اُسے دل سے سچا ماننا چاہیئے جو حکم دے بجا لانا چاہیئے جس سے روکے رُک جانا چاہیئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا!

حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قِيلَ وَمَنْ أَبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.

(بخاری) (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ہر شخص میری امت سے جنت میں داخل ہو گا مگر وہ شخص داخل نہیں ہو گا۔ جس نے انکار کیا آپ سے پوچھا گیا۔ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہو گا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

جس شخص نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی۔ جو اس میں نہیں تھی۔ پس وہ مردود ہے۔

سنتِ رسولؐ اور مسلمانوں کے خلاف چلنے والا دوزخی ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

رپ۵ سورۃ النساء آیت (۱۱۵)

ہدایت ظاہر ہونے کے بعد جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف چلے۔ اور پیروی کرے مسلمانوں کے راستہ کے علاوہ۔ تو ہم اُسے پھیر دیتے ہیں جدھر وہ متوجہ ہوا ہے۔ اور ہم اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی۔

خلافِ سُنّت عمل دوزخ کا سبب ہے

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝

(پ۳۰ - سورۃ غاشیہ)

عمل کرنے والے محنت کر کے تھکے ہوئے بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (پ۱۶ سورۃ کہف - آیت ۱۰۳، ۱۰۴)

آپ ان سے کہہ دو کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں یہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گذری ہوئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پ۵ النساء ع ۹)

(اے نبیؐ) قسم ہے تیرے رب کی یہ لوگ ایماندار نہیں ہو سکتے۔ جب تک تجھے اپنے جھگڑوں میں حاکم تسلیم نہ کریں اور پھر آپؐ کے فیصلے سے ان کے دل تنگ ہوں اور آپؐ کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم ہو جائیں۔

آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت زبیرؓ کا ایک انصاری سے جھگڑا ہو گیا بات یہ تھی کہ دونوں کے کھیت پاس پاس تھے حضرت زبیرؓ اور انصاری دونوں ہی اپنے اپنے کھیت میں پانی پہلے ڈالنا چاہتے تھے مقدمہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبیرؓ کو فرمایا کہ کچھ پانی لے کر اپنے ہمسائے انصاری کو بھی جلدی دے دو اس لیے کہ ان کا کھیت پہلے اور بلندی پر تھا اس پر انصاری نے کہا کہ آپ نے پھوپھی زاد بھائی کی طرف داری کی ہے یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصّے سے سُرخ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ کو فرمایا کہ تم اپنا حق پورا لو یعنی اپنے کھیت کو خوب اچھی طرح پانی دو پھر اس کی طرف پانی چھوڑ نا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (بخاری شریف مصری ج ۳ صفحہ ۸۳)

تورات کی قرات اور آنحضرت صلعم کی ناراضگی

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ أَمَا تَرَى بِوَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِي لَاتَّبَعَنِي۔ (رواہ الدارمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمرؓ بن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا نسخہ لائے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ تورات کا نسخہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حضرت عمرؓ نے تورات کو پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا عمرؓ تجھ کو گم کریں گم کرنے والیاں کیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؐ کے چہرے کی طرف دیکھا تو پھر یہ کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے غصہ سے پناہ چاہتا ہوں ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تمہارے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام آجائیں تم مجھ کو چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگ جاؤ تو تم سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے اور میری نبوت پا لیتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے۔

ہمیشہ حق پر قائم رہنے والی جماعت

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

مسلم ج ۲ ص ۱۴۳، ابن ماجہ ص ۳ والمفظ لہ)

حضرت ثوبان رض (المتوفی ۵۴ھ) سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، اور اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شاملِ حال ہوگی۔ اس کی مخالفت کرنے والے اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے۔

۷۲ فرقے دوزخی اور ایک ناجی (نجات پانے والا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ بحوالہ مشکوٰۃ شریف فصل دوم باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تحقیق میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا اور بالکل درست اسی طرح ہوگا جیسا کہ دو جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری اُمت میں بھی ایسا ہوگا جو یہ کام کرے گا۔ اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں منقسم ہوگئی تھی میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی فرقہ کونسا ہوگا آپ نے فرمایا وہ فرقہ وہ ہوگا جو اس چیز پر چلے گا جس پر میں اور میرے ساتھی ہیں۔ یعنی کتاب و سنت پر۔

(مشکوٰۃ باب کتاب اللہ اور سنتِ رسول کو مضبوطی سے پکڑنے کا بیان۔)

جہنم میں اللہ اور رسول کی اطاعت کی تمنا

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں :-

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝

(الاحزاب پ ۲۲ آیت نمبر ۶۶، ۶۷)

جس دن ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے تو پھر کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اور وہ نیز کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا تھا۔ انھوں نے ہم کو (سیدھے) راستہ سے گمراہ کیا تھا۔

اور خواہ کتنا ہی بڑا امیر و امام ہو جب وہ اللہ کے حکم کے خلاف حکم دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطاعت کرنے سے منع کر دیا ہے۔

چنانچہ ترمذی شریف میں ہے :- بَابُ مَا جَاءَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ -

باب ہے اس بیان میں کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی بات نہیں مانی جائے گی۔

اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں :-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ عَلَيْهِ وَلَا طَاعَةَ - (ترمذی مترجم العرف الشذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مرد پر سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے خواہ وہ پسند کرے یا ناپسند کرے جب تک اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے پس اگر اس کو اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر اس پر سننا اور ماننا واجب نہیں۔

اور مسلم شریف میں اس طرح آیا ہے :-

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ وَيُطِيعُوهُ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا۔ اور انصار میں سے ایک آدمی کو ان پر امیر مقرر کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ اس امیر کی بات سنیں اور اس کی

فَأَغْضَبُوهُ فِي شَيْءٍ فَقَالَ اجْمَعُوا لِي حَطَبًا فَجَمَعُوا لَهُ ثُمَّ قَالَ أَوْقِدُوا نَارًا فَأَوْقَدُوا نَارًا ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْمُرْكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَسْمَعُوا لِي وَتُطِيعُوا قَالُوا بَلَى قَالَ فَادْخُلُوهَا قَالَ فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالُوا إِنَّمَا فَرَرْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَكَانُوا كَذَالِكَ وَسَكَنَ غَضَبُهُ وَطُفِئَتِ النَّارُ فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۲۵)

اطاعت کریں پس انھوں نے اس کو کسی امر میں غصے میں ڈال دیا۔ تو اس امیر نے آرڈر دیا کہ میرے لیے ایندھن اکٹھا کرو پس انھوں نے اس کے لیے لکڑیاں جمع کر دیں۔ پھر اس نے کہا کہ آگ جلاؤ۔ پس انھوں نے آگ جلا دی۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہیں دیا کہ میری بات سنو اور میری اطاعت کرو۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں دیا ہے۔ اس نے کہا کہ تم اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے پس انھوں نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں ہم آگ سے ڈر کر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگے ہیں۔ پس وہ اسی حالت میں ہی تھے اور اس کا غصہ ساکن ہو گیا۔ اور آگ بجھ گئی۔ پس جب واپس آئے تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو اس سے نہ نکلتے بیشک طاعت (حکم کا ماننا) نیکی کے کام میں ہے۔

رسول اللہ کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝

(پ۷ سورۃ المائدہ رکوع ۱۴ آیت ۱۰۴)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے کیا اگرچہ ان کے بڑے کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

خلاصۂ کلام

أُولٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ (البقرہ آیت نمبر ۲۲۱ پ ۲)

وہ لوگ جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جنت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتے ہیں۔

اماموں اور مجتہدوں کے اقوال اس وقت تک قبول کرنے چاہئیں جب کہ وہ قرآن و حدیث کے موافق ہوں۔ اگر ان کے اقوال، فتاوے خلافِ قرآن و حدیث ہوں تو ہرگز نہ ماننے چاہئیں۔ یہی راستہ نیک اور سیدھا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ پ ۲۵ سورت الشوریٰ آیت ۵۲) کہ آپ ایک سیدھے راستہ کی ہدایت کر رہے ہیں۔

جیساکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔
قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللّٰهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي۔ (پ ۱۳ سورت یوسف آیت نمبر ۱۰۸)

کہہ دے میری راہ یہ ہے میں تم کو اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر بلاتا ہوں دلیل رکھ کر اور جو میری پیروی کرے۔

یعنی وہ بھی لوگوں کو دلیل کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اسے چاہیے کہ دعوت توحید و اصلاح میں آنحضرت کے نقشِ قدم پر چلے۔ اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ اصل راہ ہدایت توحید و سنت قرآن و حدیث ہے۔ نہ رائے قیاس اور نہ تقلید شخصی

جو کوئی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و فعل کی تابعداری کرتا ہے اس کو آگ سے خلاصی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَقْتَحِمُونَ فِيهَا هٰذِهِ۔ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی۔ پس جب آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلادی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں گرنے لگے اور آگ میں گرنے لگے۔ آگ روشن کرنے والے شخص نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ نہیں رکتے۔ اور اس کی کوششوں پر غالب آتے ہیں اور آگ میں گر پڑتے ہیں اسی طرح میں بھی تم کو آگ میں پڑنے سے روکتا ہوں اور تم آگ میں گر پڑنے کی کوشش کرتے ہو یہ روایت بخاری کی ہے۔

واضح دلائل کے بعد حق کا منکر ظالم و گمراہ ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

(پ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۶)

اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ہے۔ جو ایمان اور اس اقرار کے بعد کہ رسول سچا ہے۔ کافر ہو جائیں اور ان کو واضح دلائل پہنچ جائیں۔ اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نصیب نہیں فرماتا۔

توبہ کب قبول ہو سکتی ہے؟

یعنی جبکہ خداوند تعالیٰ منکروں کے لیے ہر قسم کے بیان کافی ذکر فرما چکا اور پھر وہ ہدایت پر نہ آئے تو جس طرح ایک طبیب علاج کر کے جب صحت نہیں دیکھتا تو یہی کہتا ہے کہ تم کو کس طرح تندرستی ہو تم ایسی ایسی بد پرہیزی کرتے ہو۔ آرام کس طرح ہو اگر بد پرہیزی نہ کرتے تو انشاء اللہ تم ضرور شفا یاب ہو جاتے اسی طرح خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے بدباطن اور سیاہ قلب لوگوں کو کیوں کر ہدایت ہو۔

(ستاریہ ترجمۃ القرآن حاشیہ)

اختلافی مسائل کا قرآنی حل

اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اس کے فیصلے کی صورت قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ:۔

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔ (پ۵ سورۃ النساء آیت ۵۹)

اگر تمہارا کسی چیز میں جھگڑا ہو جائے تو تم اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ اگر تمہارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے۔ یہ بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

فرمایا کہ اگر تم میں کسی بارے میں جھگڑا پڑے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹاؤ یعنی کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جیسے کہ حضرت مجاہد رح کی تفسیر ہے۔ پس یہاں صریح اور صاف لفظوں میں اللہ عزّوجل کا حکم ہو رہا ہے کہ لوگ جس مسئلہ میں اختلاف کریں خواہ وہ مسئلہ اصولِ دین کے متعلق ہو خواہ فروعِ دین کے متعلق اس کے تصفیہ کی صرف یہی صورت ہے کہ کتاب وسنّت کو حاکم مان لیا جائے جو اس میں ہو وہ قبول کیا جائے جیسے اور آیتِ قرآنی میں ہے۔ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ (شوریٰ : ۱۰) یعنی جس کسی چیز میں تمہارا اختلاف پڑے اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے۔ پس کتاب سُنّت جو حکم دے۔ اور جس مسئلہ پر صحت کی شہادت دے وہی حق ہے باقی سب باطل ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ج الایۃ (پ۱۱ رکوع ۹ سورہ یونس آیت ۳۲) یعنی حق کے بعد جو ہے ضلالت وگمراہی ہے۔ اسی لیے یہاں بھی اس حکم کے ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے اگر تم خدا تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یعنی اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو جس مسئلہ کا تمہیں علم نہ ہو جس مسئلہ میں اختلاف ہو جس امر میں جدا جدا رائیں ہوں ان سب کا فیصلہ کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہ سے کیا کرو جو ان دونوں میں ہو مان لیا کرو۔ پس ثابت ہوا کہ جو شخص اختلافی مسائل کا تصفیہ کتاب وسُنّت کی طرف نہ لے جائے وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ جھگڑوں میں اور اختلافات میں کتاب اللہ وسُنّتِ رسول اللہ کی طرف فیصلہ لانا اور ان کی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے۔ اور یہی نیک انجام خوش آئندہ ہے اور یہی اچھے بدلے دلانے والا کام ہے۔ بہت اچھی جزا اسی کا پھل ہے۔ (ابنِ کثیر پ۵ نساء ۵۵-۵۹)

جھگڑا کرنا منع ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا

(پ۱۰ سورۃ انفال آیت ۴۶)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور جھگڑا نہ کرو۔ (اگر تم ایسا کرو گے) تو پھر تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ هَجَّرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ایک روز دوپہر کے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

يَوْمًا فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِي آيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ جلد اول باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۲۸)

میں حاضر ہوا پس آپ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں جو ایک آیت میں جھگڑا کر رہے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف لائے اس وقت آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں تھے پس فرمایا آپ نے تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ کتاب میں اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوئے۔

اتحاد و اتفاق کی قرآنی تعلیم

ارشادِ خداوندی ہے :۔
فَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔
(پ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۳)

(اے مسلمانو) تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ بازی سے بچو۔

علم واضح ہو جانے کے بعد فرقہ بندی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔
وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ج فَمَا اخْتَلَفُوْا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ (پ ۲۵ ع ۸ سورۃ جاثیہ آیت ۱۷)

اور ہم نے ان لوگوں کو دین کے واضح دلائل دیئے پس نہیں اختلاف کیا انھوں نے مگر پیچھے اس کے کہ آیا ان کے پاس علم سرکشی سے درمیان اپنے تحقیق رب تیرا فیصلہ کرے گا درمیان ان کے دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے۔

فرقہ بندی کرنے والوں کی سزا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

(پ ۸ رکوع ۶، سورۃ الانعام ۱۶۰)

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں فرقے بنا لیے اور ہو گئے گروہ گروہ اے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ان کا کام اللہ کے حوالے ہے پھر وہ اُن لوگوں کو خبر دے گا جو کچھ تھے وہ کرتے

اُمتِ مسلمہ کی طرح پہلی اُمتوں کو بھی فرقہ بندی کی ممانعت تھی

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝

(پ ۲۵ رکوع ۳ سورۃ الشوریٰ ۱۳)

اور راستہ مقرر کیا ہے تمہارے لیے دین میں وہی جس کا حکم کیا گیا نوحؑ کو اور جس طرح حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیمؑ کو اور موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف سے اس شخص کو جو رجوع کرے

وضاحتِ الٰہی کے باوجود پھر بھی لوگ اپنی جگہ اڑے ہوئے اور مطمئن ہیں!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

(پ ۱۸ رکوع ۴ سورۃ المؤمنون ۵۳، ۵۴)

سو ان لوگوں نے اپنے دین میں اپنا طریق الگ الگ کر کے اختلاف پیدا کر لیا ہر گروہ کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے۔
سو آپ ان کو ان کی جہالت میں ایک خاص وقت تک رہنے دیجئے۔

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو۔

ارشاد ہے کہ ادھر ادھر کے دوسرے راستوں پر نہ چل پڑو ورنہ خدا کی راہ سے ہٹ جاؤ گے اور دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ اس قسم کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ مومنین کو حکم دے رہا ہے کہ جماعت کو نہ چھوڑو جماعت میں افتراق اور اختلاف سے بچو پہلے کے لوگ دین کے بارے میں لڑائی جھگڑے خصومات اور اختلافات بہت پیدا کرتے تھے اور اسی سے تباہ ہوئے۔

عبداللہ بن مسعود رضی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط زمین پر اپنے ہاتھ سے کھینچا اور فرمایا کہ یہ ہے خدا کا سیدھا راستہ۔ پھر دائیں بائیں اور خطوط کھینچے اور فرمایا یہ وہ راستے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور اپنی طرف بلا رہا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا۔ الخ
حضرت جابر رضی سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے اپنے سامنے زمین پر اس طرح ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ تو ہوا خدا کا راستہ پھر دائیں طرف دو خط اور بائیں طرف دو خط کھینچے اور فرمایا یہ سب شیطان کے راستے ہیں، پھر بیچ کے خط پر انگلی رکھی اور یہی آیت تلاوت فرمائی کہ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ پارہ آٹھواں رکوع ۶، سورۃ انعام آیت ۱۵۲)

بات چیت کرنے کا احسن طریقہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ (پ۱۴ سورۃ نحل ۱۲۵)

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور دانائی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان کے ساتھ احسن طریقے سے گفتگو کرو۔

دوسرے مقام پر احکم الحاکمین فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ۝

(پ۲۴ س حم السجدہ ۳۵/۳۴)

نیکی اور بدی برابر نہیں ہے۔ اور بدی کا بہترین طریقے اور احسن انداز سے دفاع کرو جس وقت آپ کا یہ انداز ہو جائے گا۔ تو اس وقت جو تیرا دشمن ہے وہ تیرا خالص دوست بن جائے گا۔

اور پھر یہ بہترین انداز یعنی بدی کا دفاع کرنے والا طریقہ صرف صبر کرنے والوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور یہ خصلت اس کو ملتی ہے جو بڑے ثواب کا مالک ہوتا ہے۔

تبلیغ دین کا بہترین طریقہ

جب تک مسلمان آدمی عمل کر کے نہیں دکھاتا۔ دوسرا مسلمان عبرت حاصل نہیں کر سکتا۔ جیسے کسوٹی کے بغیر کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح عمل ایک کسوٹی ہے۔ جس کے بغیر مسلمان کی پہچان نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

(سورت حم السجدہ پ ۲۴ آیت ۳۳)

جو شخص اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرے۔ (یعنی یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں، تو ایسے شخص کی بات سے اور کسی کی بات اچھی نہیں ہو سکتی (یعنی اس شخص کی بات سب کی باتوں سے اچھی ہوگی۔

کنارے پر عبادت کرنیوالے لوگوں کا بیان

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔

(پ ۱۷ رکوع ۹۔ سورۃ الحج آیت ۱۱)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہ ایک کنارے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچسپی لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آفت آگئی تو اس وقت منہ پھیر لیتے ہیں انہوں نے دونوں جہانوں کا نقصان اٹھا لیا۔ یہ بڑا واضح نقصان ہے۔

تشریح وتفسیر

فتح الباری، فتح البیان اور تفسیر بیضاوی میں منجملہ شانِ نزول آیت ہذا کے تحت لکھا ہے: کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک یہودی اسلام لایا تو اس کی بینائی، مال اور اولاد سب جاتی رہی پس اس نے اسلام کو شوم سمجھا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہنے لگا کہ مجھ سے اسلام پھیر لو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام پھیرا نہیں جاتا وہ بولا مجھے اس دین میں آکر کوئی بھلائی نہیں پہنچی اس پر آپ نے فرمایا کہ اسلام آدمی کو گلاتا ہے جیسے آگ گلاتی ہے سونے چاندی کے میل کو۔ یعنی اگر مضبوط رہا تکلیف ونقصان برداشت کر لیا تو گناہوں

سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جیسا سونا چاندی میل کچیل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے:۔

یکطرفہ ہو کر حکم مانے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ج وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٥

(پ ۱۱ ع ۱۶ سورۃ یونس ۱۰۵)

اور یہ کہ اپنے آپ کو اس دین کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور سب طریقوں سے علیحدہ ہو جائے اور کبھی مشرک مت بننا۔

دو طرفہ بات کرنیوالے کی سزا

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

عَنْ عَمَّارٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ۔ (دارمی) (مشکوٰۃ غیبت کا بیان)

حضرت عمار رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا میں جو شخص دو زبانوں والا ہو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

خلاصۂ کلام

مسلمان کو یکطرفہ ہو کر زندگی گزارنی چاہیے اگر یک طرفہ ہو کر عمل نہیں کرتا تو پھر دوسرا مسلمان عبرت نہیں پکڑ سکتا۔ اور نہ ہی عمل کر سکتا ہے عمل کرے گا تو پھر دوسرا مسلمان اسے دیکھ کر نصیحت حاصل کرے گا۔ اور اس کے عمل سے دوسروں پر حجت قائم ہو گی۔

تبلیغ کا مقصد اتمام حجت ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ٭

(پ ۶ ع ۳ سورۃ النساء ۱۶۵)

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کے لیے اللہ پر رسول بھیجنے کے بعد کوئی حجت نہ رہ سکے اور یہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے (اس نے کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیا)۔

اتمام حجت جب قائم ہو جاتی ہے اور انسان نہیں مانتا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ٭ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ٭ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ٭ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ

اگر یہ لوگ تجھے جھٹلائیں تو ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور قوم لوط اور مدین والے بھی اپنے اپنے نبیوں کو جھٹلا چکے ہیں موسیٰ بھی جھٹلائے جا چکے ہیں۔ تو میں نے کافروں کو مہلت دی پھر میں نے ان کو پکڑا۔ پھر میرا عذاب کیسا ہوا؟ بہت سی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تہ و بالا کر دیا اس لیے کہ وہ ظالم تھے پس وہ اپنی چھتوں کے بل اوندھی پڑی ہیں اور بہت سے آباد کنوئیں بیکار پڑے ہیں اور بہت سے پکے

مَّشِيْدٍ ٥ (پ ركوع ١٣، سورۂ حج ٢١ تا ٤٥) اور بلند محل ویران پڑے ہیں۔

تشریح حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ظالم کو ڈھیل دیتا ہے پھر جب پکڑتا ہے تو چھٹکارا نہیں ہوتا پھر آپ نے آیت وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ پڑھی پھر فرمایا کہ کئی ایک بستیوں والے ظالموں کو جنھوں نے رسولوں کی تکذیب کی تھی ہم نے غارت کر دیا جن کے محلات کھنڈر بنے پڑے ہیں اوندھے گرے ہوئے ہیں ان کی منزلیں ویران ہو گئیں ان کی آبادیاں اُجڑ گئیں ان کے کنوئیں خالی پڑے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر پ ١٧ ج ٢٤٤)

ہدایت واضح کئے بغیر عذاب نہیں آتا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ٥ (پ ١١ ركوع ٣ توبہ : ١١٥)

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کے پیچھے گمراہ کر دے جب تک ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ میں عادل ہوں کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا مگر بعد ابلاغ رسالت کے تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔

مؤمنین کے لیے خوشخبری

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥ (پ ۴ آلِ عمران)

اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی بلند ہو (یعنی غالب) اگر تم ایمان والے ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ۔ (مسلم، مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن)

یعنی جو لوگ اس کتاب (یعنی قرآن) پر عمل کرتے ہیں اللہ ان کو بلند کرتا ہے اور جو عمل نہیں کرتے ان کو نیچا کر دیتا ہے۔

دوسری روایت:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَا فِيْهِ هَدَاهُ اللّٰهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِى الدُّنْيَا وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُوْءَ الْحِسَابِ وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ مَنِ اقْتَدٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ لَا يَضِلُّ فِى الدُّنْيَا وَلَا يَشْقٰى فِى الْاٰخِرَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى۔ (طٰہٰ پ۱۶ ۱۲۳) رواہ رزین باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ (مشکوٰۃ ج ۱)

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ کی کتاب کو سیکھا اور پھر اس نے اس میں موجود احکام کی پیروی کی، اس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہی سے ہدایت دے گا دنیا میں اور اس کو قیامت کے دن برے حساب سے بچائے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جس نے اللہ کی کتاب کی اقتداء کی وہ دنیا میں گمراہ اور آخرت میں بدبخت نہ ہوگا۔ پھر حضرت ابن عباس رض نے یہ آیت پڑھی جس نے ہدایت کی پیروی کی پس نہ وہ گمراہ ہوا اور نہ بدبخت ہوا (رزین)

اللہ اور اس کا رسول غالب ہو گا

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

۱۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ — اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ میں غالب آؤں گا

إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (سورہ مجادلہ پ ۲۸ ع ۲)

اور میرے پیغمبر یقیناً اللہ تعالیٰ طاقتور غالب ہے۔

۲۔ دوسرے مقام پر اللہ احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ (آل عمران پ ۴ ع ۱۷)

اگر اللہ نے تمہاری مدد کی تو پھر کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر اس نے تم کو ذلیل کیا تو پھر کوئی تمہارا مددگار نہیں ہوگا۔ مؤمنوں کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

۳۔ ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝ (آیت ۱۵ سورۂ مؤمن پ ۲۴)

ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کی مدد کرتے ہیں دنیاوی زندگی میں بھی اور قیامت کے دن بھی اور اس دن کہ کھڑے ہوں گے گواہی دینے والے۔

حزب اللہ ہی غالب و کامیاب ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (آیت ۲۲ مجادلہ پ ۲۸)

یہی اللہ کا گروہ ہے۔ یقیناً اللہ کا گروہ ہی کامیابی حاصل کرنے والا ہے۔

مؤمنین اور متقین ہی حزب اللہ اور اولیاء اللہ ہیں

ایک اور مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

(سورۃ یونس آیت ۶۲، ۶۳، ۶۴ پ ۱۱)

لوگو خبردار ہو جاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ تو کوئی خوف ہے نہ ہی کوئی غم ہے اللہ تعالیٰ کے دوست وہ لوگ ہیں جو کہ مؤمن ہوئے اور متقی ہوئے ان کو دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ جو کلمات کہہ دیتا ہے ان میں تبدیلی نہیں آتی یہ مؤمنوں اور متقیوں کے لیے بہت بڑی کامیابی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی انسان اچھے عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی ستائش کرتے ہیں تو گویا یہ مومن کے لیے دنیا میں جنت کی بشارت ہے اور یہ انچاس اجزاءِ نبوت میں سے ایک جزو ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۶۷ یونس)

مومن کا آزمائش پر پورا اترنا

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِکَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ

بخاری مسلم مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت قبر کے اندر مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ شہادت دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہی مطلب ہے خدا کے اس ارشاد کا یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ یعنی ثابت و قائم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں مضبوط و محکم طریقہ پر ثابت رکھنا دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

حق وباطل کی پہچان

وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ إِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْرَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ وَكَانَ فِيْ طَرِيْقِهِ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَأَعْجَبَهُ وَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ. فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ فَشَكَا ذٰلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ. إِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ فَقُلْ: حَبَسَنِيْ أَهْلِيْ وَإِذَا خَشِيْتَ أَهْلَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ: اَلْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمِ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ کا ایک جادوگر تھا وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا میں تو اب بوڑھا ہو گیا ہوں اس لیے ایک لڑکے کو میرے سپرد کرو تا کہ میں اس کو جادو کا علم سکھاؤں بادشاہ نے جادوگر کے پاس جادو سیکھنے کے لیے ایک لڑکا بھیجا اس لڑکے کے راستے میں ایک راہب تھا لڑکا راہب کے پاس بھی بیٹھنے لگا لڑکے کو راہب کی باتیں بہت پسند آئیں لڑکا جب بھی جادوگر کے پاس جاتا۔ راستے میں راہب کی مجلس میں بیٹھتا جادوگر لڑکے کو دیر سے آنے کی وجہ سے) سزا دیتا چنانچہ لڑکے نے راہب کے پاس شکایت کی راہب نے کہا جب تم جادوگر سے خطرہ محسوس کرو تو اسے کہو مجھے گھر والوں نے روک رکھا تھا اور جب گھر والوں سے خطرہ محسوس ہو تو انہیں کہو کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا اسی دوران ایک مرتبہ لڑکے نے (اپنے راستہ میں) دیکھا کہ ایک بہت بڑے جانور نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے لڑکے نے کہا آج مجھے معلوم ہو جائے گا کہ یہ ساحر بہتر ہے یا وہ راہب افضل ہے۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور

النَّاسَ فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ۔ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ أَيْ بُنَيَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى فَإِنِ ابْتُلِيتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ۔ وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ فَسَمِعَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيرَةٍ فَقَالَ مَا هٰهُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِي فَقَالَ إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالَى فَإِنْ آمَنْتَ بِاللّٰهِ تَعَالَى دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ بِاللّٰهِ تَعَالَى فَشَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالَى فَأَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ۔ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ رَبِّي قَالَ أَوَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟ قَالَ رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔ فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ فَجِيءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: أَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰی

دُعا کی اے اللہ اگر تیرے نزدیک راہب کا معاملہ جادوگر کے معاملہ سے درست ہے تو اس جانور کو مار ڈال تاکہ لوگ راستہ سے گزر سکیں یہ دُعا کر کے اس نے پتھر جانور کو مارا وہ مر گیا لوگوں کا راستہ کھل گیا لڑکے نے راہب کو تمام واقعہ کہہ سُنایا راہب نے کہا آج تجھ کو مجھ پر فضیلت حاصل ہو گئی ہے اور میرے خیال میں اب تو ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں تجھے مصائب میں مبتلا ہونا پڑے گا پس جب تجھے مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑے تو میرے متعلق کسی کو کچھ نہ بتانا یہ لڑکا مادر زاد اندھوں، برص زدہ انسانوں دیگر تمام بیماریوں میں مبتلا انسانوں کا علاج کرتا اس کے روحانی علاج سے وہ تندرست ہو جاتے چنانچہ بادشاہ کا ایک مصاحب جو اندھا ہو گیا تھا وہ لڑکے کی خدمت میں بہت تحائف لے کر پہنچا اور کہنے لگا اگر تم مجھے شفا دے دو تو یہ تمام چیزیں تمہیں دے دی جائیں گی لڑکے نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا شفا تو صرف اللہ دے سکتا ہے۔ اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اللہ سے دُعا کروں گا کہ وہ تجھے شفا عنایت کرے چنانچہ وہ ایمان لے آیا اللہ نے اس کو شفا بخش دی بادشاہ کا مصاحب حسب معمول بادشاہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا بادشاہ نے کہا تجھے بصارت کیسے نصیب ہو گئی اس نے کہا میرے پروردگار نے مجھے عطا فرمائی ہے بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ تمہارا کوئی اور رب بھی ہے اس نے

فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ فَجِيْءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيْلَ لَهُ: اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ. ثُمَّ جِيْءَ بِجَلِيْسِ الْمَلِكِ فَقِيْلَ لَهُ اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ ثُمَّ جِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقِيْلَ لَهُ: اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اِذْهَبُوْا بِهٖ اِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَاِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاطْرَحُوْهُ. فَذَهَبُوْا بِهٖ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا وَجَاءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ:

کہا میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے اس کو گرفتار کرنے اور اس پر تشدد کرنے کا حکم صادر فرمایا (تشدد برداشت کرتے ہوتے) اس نے لڑکے کا پتہ بتا دیا چنانچہ لڑکے کو بادشاہ کی کچہری میں پیش کیا گیا بادشاہ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا بیٹا! اب تیرے جادو کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ تو جادو سے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو تندرست کر دیتا ہے اور تو بہت ماہر ہو گیا ہے لڑکے نے کہا شفا میں نہیں دیتا شفا دینے والا صرف اللہ ہے لڑکے کو گرفتار کر لیا اور اس پر تشدد کیا تشدد کی تاب نہ لا کر لڑکے نے راہب کا پتہ دیا چنانچہ راہب کو پکڑ کر لایا گیا اور اس کو کہا گیا کہ تم اپنا دین چھوڑ دو اس نے انکار کیا بادشاہ نے آرہ منگوایا اس سے راہب کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے اس کے بعد بادشاہ کے مصاحب کو لایا گیا اس کو کہا گیا کہ تم اپنے دین سے باز آجاؤ اس نے انکار کیا اس کے سر کے درمیان آرہ رکھ کر اس کے بھی دو ٹکڑے کروا دیئے ان کے بعد لڑکے کو لایا گیا اس نے انکار کر دیا بادشاہ نے اس کو ایک خاص جماعت کے حوالے کر دیا اور حکم دیا کہ اس کو فلاں پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ اور اگر اپنا دین چھوڑ دے تو بہتر ورنہ اس کو نیچے دھکا دے دو حسب الحکم وہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے لڑکے نے وہاں پہنچ کر دعا کی اے اللہ جس طرح تو چاہے مجھے ان کی طرف

إذهبوا به فاجعلوه في قرقور
وتوسطوا به البحر فإن رجع
عن دينه وإلا فاقذفوه فذهبوا
به فقال: اللهم اكفنيهم بما
شئت فانكفأت بهم السفينة
فغرقوا وجاء يمشي إلى الملك
فقال له الملك: ما فعل أصحابك
فقال كفانيهم الله تعالى فقال
للملك: إنك لست بقاتلي حتى
تفعل ما آمرك به. قال: ما هو؟
قال تجمع الناس في صعيد واحد
وتصلبني على جذع ثم خذ سهما
من كنانتي ثم ضع السهم في كبد
القوس ثم قل بسم الله رب الغلام
ثم ارمني فإنك إذا فعلت ذلك
قتلتني. فجمع الناس في صعيد
واحد وصلبه على جذع ثم
أخذ سهما من كنانته ثم وضع
السهم في كبد القوس ثم قال
بسم الله رب الغلام ثم رماه
فوقع السهم في صدغه فوضع

سے کافی ہو جا چنانچہ پہاڑ زلزلہ کی لپیٹ میں آ گیا وہ سب
نیچے گر گئے اور لڑکا بادشاہ کے پاس پہنچا بادشاہ نے کہا
تیرے ساتھی کہاں گئے لڑکے نے کہا مجھ کو اللہ نے ان
سے بچا لیا پھر بادشاہ نے اس کو چند لوگوں کے ساتھ بھیجا
کہ اس کو ایک چھوٹی کشتی میں سوار کرو جب سمندر
کے درمیان پہنچو تو اگر دین سے باز نہ آئے تو اس کو
سمندر میں پھینک دو جب وہ وسط سمندر میں پہنچے
تو لڑکے نے دعا کی اے اللہ جس طرح تو چاہے مجھے
نجات دے دعا مانگتے ہی کشتی الٹ گئی وہ سب
ڈوب گئے اور لڑکا صحیح سلامت بادشاہ کے پاس
پہنچا بادشاہ نے پوچھا تیرے ساتھی کہاں ہیں لڑکے
نے جواب دیا۔ اللہ نے ان سے مجھے بچا لیا اور بادشاہ
سے کہا تو اس وقت تک مجھے قتل نہیں کر سکتا جب
تک کہ تم میری بات پر عمل نہ کرو۔ بادشاہ نے کہا وہ
کیا بات ہے لڑکے نے کہا تمام لوگوں کو ایک میدان میں
جمع کرو اور مجھے سولی دینے کے لیے کسی لکڑی پر لٹکاؤ
پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے کر کمان کے چلہ پر رکھو
پھر بسم اللہ رب الغلام (اللہ کے نام کے ساتھ جو لڑکے
کا رب ہے) کہہ کر مجھے تیر مارو اس طرح مجھے قتل کر
سکو گے بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا
لڑکے کو سولی پر لٹکایا اسی کے ترکش سے ایک تیر لے کر

يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فَمَاتَ فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ قَدْ آمَنَ النَّاسُ. فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَأُضْرِمَ فِيهَا النِّيرَانُ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَقْحِمُوهُ فِيهَا أَوْ قِيلَ لَهُ اقْتَحِمْ فَفَعَلُوا حَتّٰى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ يَا أُمَّهْ اصْبِرِي فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کمان کے چلہ پر رکھ کر بسم اللہ رب الغلام کہہ کر تیر مارا تیر اس کی کنپٹی میں جا کر لگا لڑکے نے وہیں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور مر گیا لوگوں نے کہا ہم لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے بادشاہ کو اس بات سے آگاہ کیا گیا کہ جس بات کا تجھے خطرہ تھا وہی بات ہو گئی تمام لوگ ایمان لا چکے ہیں بادشاہ نے سڑکوں میں خندقیں کھودنے اور ان میں آگ جلانے کا حکم دیا چنانچہ اس کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جو شخص اپنے دین سے باز نہ آئے اس کو ان میں ڈال دو چنانچہ ان کو آگ میں جھونک دیا گیا۔ آخر ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کا ایک بچہ تھا اس نے آگ میں داخل ہونے سے پس و پیش کیا لڑکا بول اٹھا اماں! صبر کر یقیناً تم حق پر ہو۔ (مسلم)

اس حدیث سے یہ سبق ملا کہ آدمی مر نہیں سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا (پ ۴ سورت آل عمران آیت ۱۴۵)

اور کوئی شخص مر نہیں سکتا جب تک خدا کا حکم نہ ہو اس نے لکھ رکھا ہے مقرر وقت پر (موت کو)

معلوم ہوا کہ مقتول بھی اجل سے مرتا ہے۔

راہِ خدا میں جدوجہد کرنے والے کو اللہ راستہ دکھاتا ہے

قرآن مجید فرقانِ حمید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(پ۲۱ سورۃ العنکبوت آیت ۶۹)

جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کے لیے راہیں کشادہ کر دیتے ہیں۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تم اللہ کے دین کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے :۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝

(سورۃ محمد پ۲۶ آیت ۷)

اگر تم اس کے دین کی نصرت و تائید کا کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم کو اپنی نصرت اور تائید سے نوازے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

اگر اللہ مدد نہ کرتا تو اہلِ اسلام کی جماعت ہلاک ہو جاتی

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی

وہ وقت یاد کرو جب تم اپنے مالک سے فریاد کرتے تھے۔ اُس نے تمہاری فریاد سن لی۔ اور فرمایا کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا۔ اُن کے پیچھے

وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(پ ۹ سورہ الانفال آیت ۱۰)

اور فرشتے ہوں گے۔ اور یہ فرشتوں کی مدد اللہ تعالیٰ نے جو بھیجی ہے وہ صرف تم کو خوش کرنے کے لیے اور تمہارے دلوں کو اطمینان دینے کے لیے ہے درحقیقت اللہ کے سوا اور کوئی مدد نہیں کر سکتا بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا۔

تشریح

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز کافروں کی تعداد ایک ہزار اور مسلمانوں کی تعداد ۳۱۲ تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورتِ حال دیکھی تو قبلہ رُخ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر نہایت عاجزی سے دُعا فرمانے لگے اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما اے اللہ تو نے مجھ سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے وہ عطا فرما۔ اے اللہ اگر تو نے اہلِ اسلام کے اس گروہ کو ہلاک کر ڈالا تو روئے زمین پر تیری بندگی کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ (مسلم ابوداؤد) (حاشیہ حضرت مولانا محمد عبدہٗ الفلاح) صفحہ ۲۱۴

ابن کثیر اور جامع البیان میں ہے پہلے پہل اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے اُتارے پھر ایک ہزار پھر ایک ہزار اور پانچ ہزار تک۔ معلوم ہوا غوث صرف اللہ ہے نہ اور کوئی۔

(حواشی مولانا عبدالقہار صاحب دہلوی ضمیمہ پارہ ۹ صفحہ ۴۴)

نوٹ:۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملٰئکۃ میں ہے کہ بدریوں کی تعداد ۳۱۹ تھی

ابوسفیان نے پکارا اور رسول اللہ نے جواب دلوایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝

بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے۔

(پ ۴ سورۃ آلِ عمران آیت ۱۵۰)

تشریح واقعہ جنگ

لہٰذا اُسی کا کہنا ماننا چاہیے اور اسی کی مدد پر بھروسہ رکھنا چاہیے جس کی مدد پر خدا ہو اس کو کیا حاجت ہے کہ دشمنانِ خدا کی مدد کا منتظر رہے یا اُن کے سامنے گردنِ اطاعت خم کرے۔ حدیث میں ہے کہ اُحد سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے "ہبل" کی جے پکاری کہ اُعْلُ ہُبُلُ اُعْلُ ہُبُلْ ہمارے بت ہبل کا بول بالا ہو ابوبکرؓ کہاں ہے؟ عمرؓ کہاں ہے؟ آپؐ نے عمرؓ سے جواب دلوایا اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ اللہ ہی کا بول بالا ہو۔ جو بہت بلند اور عزت جلال والا ہے پھر ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ۔ آپؐ نے فرمایا جواب دو "اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ" اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں۔ یعنی یہ تو تمہارا امتحان تھا۔ اب ہم کافروں کے دلوں میں ایسی ہیبت اور رعب ڈال دیں گے کہ وہ باوجود تمہارے زخمی اور کمزور ہونے اور نقصان اُٹھانے کے تم پر پلٹ کر حملہ کرنے کی جُراٴت نہ کرسکیں۔ چنانچہ یہی ہوا ابوسفیان اپنی فوج لے کر بے نیل و مرام میدان سے بھاگا۔ راستہ میں ایک مرتبہ خیال بھی آیا کہ ایک تھکی ماندی زخم خوردہ فوج کو ہم یونہی آزاد چھوڑ کر چلے آتے۔ چلو پھر واپس ہو کر ان کا کام تمام کردیں مگر ہیبتِ حق اور رُعبِ اسلام کے اثر سے ہمت نہ ہوئی کہ اس خیال کو عملاً لا سکے۔ برخلاف اس کے مسلمان مجاہدین نے "حمراء الاسد" تک اُن کا تعاقب کیا۔ اور اس کے بعد کبھی موقع نہ دیا کہ احد کے واقعات کا اعادہ ہو سکے۔ (مرتب حواشی مولانا عبد القہار صاحب دہلوی صفحہ نمبر ۸۸)

اور آخرکار ابوسفیان مسلمان ہو گئے۔ حق کا مقابلہ نہ کرسکے۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ (سورۃ انبیاء پ۱۷) آیت ۱۸

حق کو ہم باطل پر پھینکتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ تا ہے اور باطل فنا ہو جاتا ہے۔

ایمان، رحمت و برکت کے نزول کا سبب ہے

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؀

(پ ۹ سورۃ الاعراف ع ۲ - آیت ۹۶)

کبھی بستیوں والے یقین لاتے اور بچتے ہوتے تو ہم کھول دیتے اُن پر خوبیاں آسمان اور زمین سے لیکن جھٹلانے لگے تو پکڑا ہم نے ان کو، بدلہ ان کی کمائی کا۔

یعنی اگر گاؤں والے ایمان لے آئیں پیغمبروں پر، حق والوں کی راہ پر چلیں تو ہم اُن پر آسمان وزمین کی برکتیں کھول دیں آسمان سے پانی برسے زمین سے پیداوار ہو۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ اَنَّ عَبِيْدِيْ اَطَاعُوْنِيْ لَاَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمَا اُسْمِعُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ (مشکوٰۃ کتاب التوکل صــ۴۵۳) یعنی اگر میرے بندے فرمانبردار رہتے تو میں رات کے وقت بارش برساتا اور دن میں دھوپ نکال دیتا اور بادل کی آواز بھی ان کو نہ سناتا یعنی ذرا بھی تکلیف نہ پہنچتی۔ اور ابن ماجہ صفحہ ۳۱۲ میں ہے۔ يَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى وَاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ مَلَاْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدمؑ کے تو میری بندگی کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجگی دور کردوں گا اور اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تیرے سینے کو فکر اور تردد سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو بند نہ کروں گا۔

نیز زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ لفظ آئے ہیں:۔

مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَاَتَتْهُ

الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَلَا يَأْتِيهِ مِنْهَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ ۔ (ترمذی، مسند احمد، دارمی، مشکوٰۃ ص۴۵۵ باب التوکل والصبر) جس آدمی کی نیت آخرت کو طلب کرنا ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنی پیدا کر دیتا ہے اور اس کے متفرق کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور اس کے پاس دنیا حقارت کی حالت میں آتی ہے۔

یعنی آپ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی جدوجہد صرف دنیا ہی کے حصول بناؤ سنوار میں صرف کی تو اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار کو اس پر دشوار کر دیتا ہے۔ پس تنگی و فقر و فاقہ پریشانی ہردم آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔ اور دنیا تو نصیب سے زیادہ نہیں ملتی۔

گناہوں سے معافی مانگو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝ (سورۂ نوح پ۲۹)

یعنی اپنے مالک سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ آسمان سے موسلا دھار مینہ تم پر برسائے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں اضافہ کرے گا۔ اور تم کو باغ دے گا اور نہریں سرفراز کرے گا۔

مقصود یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اسی کو معبود برحق مانو اور اسی کی اطاعت کرو۔ تمہاری ہر آفت ٹلے گی۔ اور تمہیں دنیا و آخرت میں عزت و عظمت نصیب ہوگی۔

استغفار سے یہ مراد نہیں کہ صرف اپنی زبان سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہے۔ بلکہ گناہوں سے توبہ کرے۔ اور زبان و دل کو پاک رکھے۔ اگر وہ ایسا گناہ ہے جس کا تعلق کسی بندہ کے حق کے ساتھ ہے تو وہ حق حقدار کو واپس پہنچا دے۔ گناہ پر نادم ہونا اللہ سے معافی چاہنا اور پھر اس گناہ کی طرف مائل نہ ہونا بھی استغفار میں شامل ہے۔

اہلِ ایمان کا توکل و بھروسہ صرف اللہ پر ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ سورۃ المائدۃ ع ۲ آیت ۱۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں سو اللہ تعالیٰ نے ان کا قابو تم پر نہ چلنے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اہلِ ایمان کو حق تعالیٰ پر ہی اعتماد رکھنا چاہیے

حکمِ الٰہی کے بغیر تکلیف نہیں پہنچ سکتی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :۔

اَنَّهٗ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهٗ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

انھوں نے نبی صلعم کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کیا جب رسول اللہؐ واپس ہوئے تو وہ بھی آپ کے ہمراہ واپس ہوئے دوپہر کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم ایک جنگل میں پہنچے جس میں کیکر کے درخت زیادہ تھے رسول اللہؐ یہاں اُتر پڑے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی سایہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر درختوں کے نیچے جا پڑے رسول اللہؐ ایک بڑے کیکر کے درخت کے نیچے ٹھہرے اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی اور ہم تھوڑی دیر کے لیے سو گئے ناگہاں ہم نے سنا کہ رسول اللہؐ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَإِذَا عِنْدَهٗ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقُلْتُ: اَللّٰهُ ثَلٰثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيْلِيِّ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ: اَللّٰهُ: فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهٖ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقَالَ كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ أُعَاهِدُكَ عَلٰى أَنْ لَّا أُقَاتِلَكَ وَلَا أَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُّقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَأَتٰى أَصْحَابَهٗ فَقَالَ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَفِي الرِّيَاضِ. (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۳ - باب الصبر)

وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم کو پکار رہے ہیں اور آپ کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہے۔ آپ نے (ہمارے جمع ہو جانے پر) فرمایا اس دیہاتی نے مجھ پر میری تلوار کھینچی اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں جاگ پڑا اور دیکھا اور ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہا ہے اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا میں نے کہا خدا بچائے گا تین مرتبہ یہی الفاظ فرمائے اور اس اعرابی کو آپ نے کوئی سزا نہ دی اور اٹھ کر بیٹھ گئے (بخاری و مسلم) اور ابو بکر اسمٰعیل نے جو روایت اپنی صحیح میں درج کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ اعرابی نے تلوار ہاتھ میں لے کر کہا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا آپ نے فرمایا خدا بچائے گا۔ یہ سن کر اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ رسول اللہ صلعم نے تلوار کو اٹھا لیا اور فرمایا تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ اعرابی نے کہا تم بہترین پکڑنے والے بنو حضور صلعم نے فرمایا تو اس کی شہادت دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں؟ دیہاتی نے کہا میں مسلمان نہیں ہوتا لیکن اس بات کا معاہدہ کرتا ہوں کہ نہ تو آپ سے لڑوں گا اور نہ اس قوم کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑے گی یہ سن کر آپ نے اس دیہاتی کو چھوڑ دیا وہ دیہاتی اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا میں تمہارے پاس ایک بہترین شخص کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔

حضرت ابوذر رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اٰيَةً
لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِهَا لَكَفَتْهُمْ
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا
وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

فرمایا ہے مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل
کریں تو وہی ان کو کافی ہے (اور وہ آیت یہ ہے) وَمَنْ
يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
(یعنی جو شخص خدا سے ڈرے خداوند تعالیٰ اس کے لیے نجات کا راستہ پیدا
کر دیتا ہے اور اس کو ایک ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے خیال و گمان تک بھی نہیں ہوتا)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَقْرَاَنِىْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنِّىْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝
رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے مجھ کو یہ
آیت سکھائی اِنِّىْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ (یعنی
خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رزق دینے والا اور
طاقت ور ہوں)

(ترمذی)

مومن کی عجیب و غریب حالت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ
اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ
اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ
فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ
فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت صہیبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ہے مومن کی شان عجیب ہے اس کے تمام کام نیکی ہیں
اور یہ شان صرف مومن کے ساتھ مخصوص ہے اگر اس کو
خوشی حاصل ہے (یعنی فراخی، کشادگی اور خوشحالی) خدا
کا شکر کرے پس یہ شکر اس کے لیے نیکی ہے اور جب
کوئی مصیبت پہنچی تو صبر کرے اور یہ صبر بھی اس کے لیے
نیکی ہے۔

جو شخص دنیا میں سنت سبیل کا اندھا ہے وہ قیامت کے دن صراط کا بھی اندھا ہو گا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

(پ ۱۵ رکوع ۸ بنی اسرائیل ۷۱،۷۲)

جس دن ہم تمام آدمیوں کو ساتھ پیشوا اُن کے کے بلائیں گے پس جس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا پس وہ اپنا اعمالنامہ پڑھیں گے اور دھاگے کے برابر ظلم نہ کیا جائے گا اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے پس وہ آخرت کے دن بھی اندھا ہو گا اور وہ سیدھی راہ سے گیا گزرا ہے۔

امام سے مراد یہاں نبی ہیں۔ ہر امت قیامت کے دن اپنے امام یعنی نبی کے ساتھ بلائی جائے گی جیسے ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (یونس پ ۱۱ آیت) یعنی ہر امت کا رسول ہے پھر جب ان کے رسول آئیں گے تو اُن کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۸ پ ۱۵ ع ۸)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ

(پ ۱۶ رکوع ۱۶ سورۂ طٰہٰ: ۱۲۴،۱۲۵،۱۲۶)

اور جو شخص میری یاد سے رُوگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے روزِ قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ خدایا مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ جواب ملیگا کہ اس طرح ہونا چاہیے تھا تو نے میری آئی ہوئی آیتوں سے غفلت برتی آج تیری بھی خبر نہ لی جائے گی۔

مذکورہ بالا ارشادات باری تعالے سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ دنیا میں حق کو نہ سمجھنا حق سے آنکھیں بند کر لینا اس قدر بڑا کام ہے کہ قیامت کے دن ایسے شخص کو اندھا اٹھایا جائے گا وہ شخص کہے گا کہ لے اللہ دنیا میں میری آنکھیں تھیں اب مجھے اندھا کیوں اٹھایا گیا ہے ارشاد ہوگا یہ اس لیے کہ تو نے دنیا میں حق بات سے روگردانی کی آنکھیں بند کر لیں اس لیے ایسا ہوا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ (پ ۱۵ ع ۱۱)

اور ہم قیامت کے دن ان کو منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے اٹھائیں گے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

نیز ارشاد فرمایا۔ فَالْيَوْمَ نَنسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا۔ (ع آیت ۹۱ ۵۱ پ)

لیکن پس آج ہم انہیں بھول جائیں گے جس طرح وہ اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے۔

اہم ترین عبادت

تمام عبادات میں سے اہم ترین عبادت نماز ہے۔ جو مسلم و کافر میں امتیاز پیدا کرنے والی ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کے متعلق سوال ہوگا۔ نماز سب سے بہترین عمل ہے جو اسلام کا دوسرا رکن ہے۔

نماز کیا ہے؟

نماز چند حرکات و سکنات اور اقوال و افعال کا مجموعہ ہے جس میں خدا کے سامنے عجز و انکساری ظاہر کی جاتی ہے۔

رفع یدین کا معنی و مفہوم

رفع الیدین کا لغوی و لفظی معنی دونوں ہاتھ اٹھانا ہے۔ اور اصطلاح شرع میں معنی و مفہوم یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع جاتے، اور رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت

کندھوں یا کانوں کے برابر دونوں ہاتھوں کو اٹھایا جائے۔

طریقۂ رفع الیدین

رفع الیدین کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کے برابر اٹھائیں۔ ہتھیلیاں قبلہ رو کریں۔ انگلیوں کو سیدھا اور حسبِ عادت کشادہ رکھیں۔

نیک کام کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۚ — جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس نیکی کے دس حصے ملیں گے (سورۃ انعام پ آیت ۱۶۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک عمل نیک کیا اس کو دس حصے زیادہ ثواب ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اہمیّتِ رفع الیدین

جس طرح اہم ترین عبادت نماز ہے۔ اسی طرح سُننِ نماز میں سے ایک اہم سنت رفع یدین بھی ہے۔ جو آپ کی محبوب ترین سُنّت ہے۔ جس کا ترک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ یہ سُنّت حدیث کی ہر کتاب میں محفوظ و مضبوط ہے۔ اور تقریباً حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔

اس سُنّت کی اہمیت اور حقیقت کو اجاگر کرنے کے لیے علمائے حدیث کی طرف سے بہت

کچھ کہا اور لکھا گیا ہے۔ تاہم مانعین ومخالفین نے اس مسئلہ پر پردہ پوشی کی پوری پوری کوشش کی ہے ادھر عامل بالحدیث حضرات نے بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اس سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا۔ اور الحمد للہ وقتاً فوقتاً کر رہے ہیں۔ یہ رسالہ بھی اسی اہم مسئلہ کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اور اس میں رفع الیدین کی ان تمام احادیث کو مع اسانید جمع کیا گیا ہے جو مختلف کتبِ احادیث (جو دستیاب ہو سکیں) میں پائی جاتی ہیں۔ اور عوام الناس کی سہولت کے لیے ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ بھی لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے اور اس بندہ اور دیگر معاونین کے علم و عمل میں برکت عطاء فرمائے۔ آمین

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ط (ھود پ۱۲)

مجھے توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (المومن پ۲۴)

میں جو کچھ کہتا ہوں اسے یاد کروگے اور میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

خلاصۂ کلام

مقامِ سنت سببِ تالیف کیوں بنی اس کی وجہ یہ تھی کہ میں خود اور عوام الناس کتاب و سنت پر عمل کریں اور یہ کتاب میرے لیے ذریعۂ نجات بن جائے۔ اس لیے نہ تو مجھے کسی کو خوش کرنا مطلوب ہے۔ اور نہ ہی کسی کو ناراض کرنا میرا مقصد ہے بلکہ میرا مقصد صرف اور صرف رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ مولا ہے۔ پھر آپ کو اختیار ہوگا کہ آپ حق و باطل میں تمیز کریں یا نہ کریں۔ حق قبول فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ میری زبان و بیان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور اپنے بندوں کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید اور موجبِ ہدایت بنائے۔ آمین

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

سوال یہ ہے کہ اگر ہم کسی سے کوئی دینی یا دنیاوی کام لیں تو اسے اس کی اُجرت دے سکتے ہیں یا نہیں؟ شرعی دلائل کی روسے جواب دیا جائے۔ وَاَجْرُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ!

جواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ الآیۃ (پ سورۃ الصف آیۃ)

اے ایمان والو! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جس طرح حضرت مریم صدیقہ کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں سے فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری اسباب کے مطابق ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (پ المائدہ ۲) نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو

اور مدد تب ہی ہو سکتی ہے کہ اپنا قیمتی وقت چھوڑ کر دوسرے کے کام میں صرف کرے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْہِ اَجْرًا (سورہ کہف آیت) کہا اگر تم چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مزدوری لے سکتا ہے۔

اگر آدمی خود نہیں مانگتا تو دوسرے ہی کو اس کا خیال رکھنا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں کی زبان سے نقل فرمایا ہے:

اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ لِیَجْزِیَکَ اَجْرَ میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ نے

مَا سَقَيْتَ لَنَا ۔ الآیہ۔ (پ۲۰۔ القصص آیت ۲۵)	ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کی اُجرت دیں۔

اس آیت مبارکہ سے بھی یہ بات آفتابِ روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کا کام کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کا حق ادا کرے۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (الرحمٰن: ۶۰)	احسان کا بدلہ احسان ہے۔

خلاصہ:

مذکورہ بالا سطور میں قرآن پاک کی مذکورہ آیات کریمہ سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو شخص کسی کا کوئی کام کرے اس کے بدلہ میں اس کا حق ضرور ادا کرنا چاہیے۔ قرآن پاک اس تعلیم کی وضاحت کرتا ہے قرآن پاک ہمارے واسطے ایک جامع عمل ہے تو حدیث اس کی عملی تفسیر ہے۔ اگر ایک کو دوسرے سے جدا کرنے کی کوشش کی جائے تو دونوں کی افادیت ختم ہو جائے۔

اسی طرح کلام اللہ کا بعض حصہ بعض کی وضاحت کرتا ہے۔

ذیل میں اس بارے میں احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُوهُ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ (رواہ احمد وابوداؤد ونسائی مشکوٰۃ باب الفضل العصمۃ ج ۱ ص ۱۷۱)	جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے اس کے احسان کا بدلہ دو۔ اگر بدلہ ممکن نہ ہو تو اس کے لیے دعا کرو یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ ادا کر دیا۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ حق دار کا بدلہ دینا چاہیے اور تعلیم نبویؐ ہے:
جو شخص مجاہدین کی دیکھ بھال نہ کرے گا اس کے حق میں نبوی ارشاد کے مطابق بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

جیسا کہ حدیث سے واضح ہوتا ہے:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَغْزُ وَلَمْ یُجَھِّزْ غَازِیًا اَوْ یَخْلُفْ غَازِیًا فِیْ اَھْلِہٖ بِخَیْرٍ اَصَابَہُ اللّٰہُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔

(رواہ ابو داؤد، مشکوٰۃ کتاب الجہاد فصل ثانی ص۳۳۱)

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے نہ تو جہاد کیا نہ جہاد کرنے والوں کا سامان درست کیا اور نہ مجاہدین کے اہل و عیال کی خبر گیری کی اس کو قیامت سے پہلے خدا تعالیٰ کسی نہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو آدمی دین کی خدمت کرتا ہے، اس کی کفالت کرنا اور اس کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی ایک نیکی کا کام ہے اور اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ ایسے خادمانِ دین اور مجاہدین کی خدمت سے غفلت برتنا شرعاً جرم ہے جس پر عذاب خداوندی کا اندیشہ ہے۔

تصدیق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بندہ نے ”ایک اہم سوال اور اس کا جواب“ بغور پڑھا ہے۔ جواب دہندہ نے کتاب

وسنت سے مدلل جواب دیا ہے اور نصوصِ قاطعہ سے ثابت کیا ہے کہ دینی خدمات اور دنیوی امور پر بدلہ واجرت دینا جائز ہے۔ جواب بالکل درست ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ حق کی تبلیغ واشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بندگانِ خدا کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

راقم الحروف:

محمد اعظم عفی عنہ

نائب شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ اسلامیہ

خطیب جامع مسجد رحمانیہ۔ گوجرانوالہ۔

۲۲ / اپریل ۱۹۸۴ء

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ٥ (يٰس۔ پ۲۲)

اور ہم پر (حق بات) کو پوری طرح پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی (جو ہم نے ادا کر دی)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یونس۔ پ۱۱)

اور ہماری بات ختم ہوئی کہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔
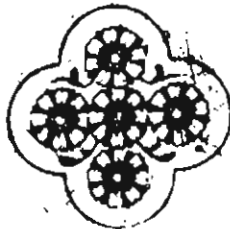
بسم اللہ الرحمن الرحیم
مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ
جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی
اثبات
(حصہ چہارم)
رفع الیدین
احادیث کی روشنی میں
رفع الیدین سنتِ نبویہ ہے
جمع و ترتیب
عبدالرشید انصاری ۰ سرفراز کالونی ۰ جی ٹی روڈ ۰ گوجرانولہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى

اور نہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے (سورۃ نجم آیت ۳-۴)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ پ۵

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی
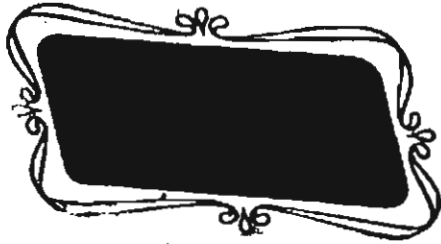
حصہ چہارم

اثبات رفع الیدین احادیث کی روشنی میں

- رفع الیدین سنت نبویہ ہے
- آپ نے ہمیشہ رفع الیدین کی حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے

اب جس کا جو جی چاہے وہ راہ اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ ہاں وقت آنے پر سوال ضرور کریگا

جمع و ترتیب:- عبدالرشید انصاری۔ سرفراز کالونی۔ جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ

حصّہ چہارم

مختصر حالاتِ زندگی امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ

محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ ان کا نام محمد ہے۔ اور ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ کے بیٹے ہیں۔ جعفی و بخاری ہیں۔ امام بخاریؒ کی پیدائش جمعہ کے دن ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو ہوئی اور شوال کی پہلی شب میں ۲۵۶ھ میں انتقال فرمایا آپ کی عمر ۱۳ دن کم ۶۲ سال ہوئی۔

امام بخاری رحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب بخاری چھ لاکھ سے زیادہ احادیث سے انتخاب کر کے مرتب کی ہیں اور اس میں جو حدیث درج کی اس سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح حدیثیں یاد ہیں ان کی کتاب صحیح بخاریؒ میں مشمول مکررات سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مکرر حدیثوں کو حذف کرنے کے بعد اس میں چار ہزار حدیثیں ہیں۔

امام ابو سعید ابن منیر کا قول ہے کہ امیر خالد بن احمد ذہلی حاکم بخارا نے امام بخاریؒ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے پاس کتاب جامع اور تاریخ لے آئیے تاکہ میں ان کو آپ سے سن لوں۔ امام بخاریؒ نے قاصد سے فرمایا کہ میں علم کو ذلیل نہیں کرتا اور نہ اس کو لوگوں کے دروازوں پر لیے پھرتا ہوں اگر آپ کو کوئی ضرورت ہے تو میری مسجد یا مکان میں تشریف لے آئیے اور اگر آپ کو یہ سب ناپسند ہو تو آپ بادشاہ ہیں مجھے اجتماع سے منع کر دیجئے تاکہ خدا کے سامنے قیامت میں میرا عذر واضح ہو جائے اس لیے کہ میں تو علم کو نہیں چھپاؤں گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص سے کوئی علمی بات دریافت کی جائے اور وہ اس کو نہ بتائے تو اس کو آگ کی لگام دی جائے گی دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں کہ بخاریؒ کے بخارا سے چلے

جانے کا یہ سبب ہوا کہ خالد نے ان سے درخواست کی تھی کہ امام ان کے مکان پہ حاضر ہوں اور جامع اور تاریخ ان کے بچوں کو پڑھائیں تو وہ اس کے پاس جانے سے باز رہے انھوں نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ اتنا کریں کہ بچوں کے لیے ایک خاص نشست مقرر کر دیں جس میں ان کے علاوہ دوسرے حاضر نہ ہوں انھوں نے یہ بھی نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی نشست کو ایک جماعت کے ساتھ اس طرح خاص کر دوں کہ دوسرے لوگوں کو یہ خصوصیت نہ ہو اس پر خالد نے ان کے خلاف علمائے بخارا سے استمداد کی تو ان علماء نے ان کے مذہب پر اعتراض کئے اور خالد نے ان کو بخارا سے جلا وطن کر دیا امام بخاریؒ نے ان سب کے خلاف بد دعا کی اور وہ بد دعا مقبول ہوئی اور تھوڑی ہی مدت میں وہ سب مصائب میں گرفتار ہوتے۔ (بحوالہ اکمال فی اسماء الرجال ص۶۲۳ مؤلفہ صاحب مشکوٰۃ الشیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمہم اللہ تعالےٰ)

خلاصۂ کلام

امام بخاریؒ نے چھ لاکھ سے زیادہ احادیث سے انتخاب کر کے اپنی صحیح مرتب کی اور فرمایا کہ:۔
میں نے اس میں جو حدیث درج کی اس میں پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔ جس کا نام "اَلْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِيْحُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنِهٖ وَاَيَّامِهٖ" (یعنی یہ کتاب جامع ہے باسند ہے اور صحیح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام اور طریقے اور آپ کے دن یعنی حالات مختصر طور پہ بیان کیے گئے۔ امام بخاریؒ اور بادشاہ کے درمیان علم کے متعلق کچھ گفتگو ہوئی۔ اس پر خالد نے ان کے خلاف علمائے بخارا سے اِستمداد کی تو ان علماء نے ان کے مذہب پر اعتراض کیے اور خالد نے ان کو بخارا سے جلا وطن کر دیا۔ امام بخاریؒ نے ان سب کے خلاف بد دعا کی اور وہ بد دعا مقبول ہوئی۔ اور تھوڑی ہی مدت میں وہ سب مصائب میں گرفتار ہوتے۔ بہر حال امام بخاریؒ اپنا وطن چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد تھوڑی ہی مدت میں وہ سب مصائب میں گرفتار ہوئے)

یہ بھی ایک کرامت ہے جو حق اور ناحق کی پہچان کرواتی ہے۔ بخاری شریف کی ہم نے ۵ حدیثیں درج کی ہیں جو کہ اسناد کے ساتھ ہیں۔ امام بخاریؒ نے فرمایا۔ "مَا اَدْخَلْتُ فِیْ کِتَابِ الْجَامِعِ اِلَّا مَا صَحَّ" یعنی میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح احادیث کو ہی داخل کیا ہے۔

مختصر حالات زندگی امام مسلم رحمۃ اللہ

نام مسلم بن حجاج۔ ان کی کنیت ابوالحسین ہے حجاج بن مسلم کے بیٹے ہیں قشیری و نیشاپوری ہیں حدیث کے حفاظ اور ائمہ میں سے ایک ہیں ۲۰۴ھ میں تولد ہوئے اور یک شنبہ کی شام کے وقت ماہ رجب میں ختم ماہ سے چھ روز قبل ۲۶۱ھ میں وفات پائی، عراق، حجاز، شام اور مصر کا سفر کیا اور یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری۔ قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، احمد بن حنبل، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی اور ان کے علاوہ ائمہ و علمائے حدیث سے حدیث حاصل کی۔ بغداد کئی بار آئے اور وہاں حدیث بیان کی ان سے بہت سے لوگ جن میں ابراہیم بن محمد بن سفیان، امام ترمذی اور ابن خزیمہ شامل ہیں روایت کرتے ہیں آخری بار ۲۵۹ھ میں بغداد آئے امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مسند صحیح کو تین لاکھ خود اپنی سنی ہوئی احادیث سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔

(بحوالہ اکمال فی اسماء الرجال ص۶۳۱)

امام مسلم رح نے صحیح مسلم کا تین لاکھ احادیث سے انتخاب کیا ہے۔ جن کی تعداد چار ہزار ہے جو مکرر حدیثوں کے علاوہ ہیں۔

رفع الیدین کے متعلق امام مسلم رح اپنی کتاب میں ۶ احادیث لائے ہیں۔

مختصر حالات زندگی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

امام مالکؒ بن انسؓ ان کی کتاب مؤطا کے نام سے مشہور ہے جس کو امام مالکؒ نے سالہا سال ہر کسوٹی

پر پرکھ کر جمع کردہ احادیث نبویؐ سے انتخاب فرما کر مسلمانان عالم کے لیے مرتب کیا حضرت امام مالکؒ کا محدثین میں جو اعلیٰ مرتبہ ہے اس سے کوئی ذی علم ناواقف نہیں آپ مدینۃ الرسولؐ کے مقبول اور مسلّم استاذ الحدیث تھے اور ساٹھ سال تک حرم مدینہ میں روایت حدیث میں مشغول رہے۔ امام مالکؒ کی کتاب مؤطا سے ہم نے رفع الیدین کی ایک حدیث کو اپنے اس رسالے میں داخل کیا ہے۔

مختصر حالات امام محمدؒ بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

محمد بن عیسیٰ ترمذی ان کی کنیت ابو عیسیٰ ہے اور نام محمدؒ ہے ترمذ کے رہنے والے ہیں ترمذ میں بتاریخ ۳ ار رجب ۲۷۹ھ انتقال فرمایا ایک شہرت یافتہ حافظ حدیث اور عالم ہیں۔ ان کو فقہ میں اچھی دسترس ہے ائمہ حدیث کی ایک جماعت سے حدیث حاصل کی مشائخ کے صدر اول سے ان کی ملاقات ہوئی جیسے قتیبہ بن سعید محمود بن غیلانؒ محمد بن بشار۔ احمد بن منیع، محمد بن مثنیٰ، سفیان بن وکیع، محمد بن اسماعیل بخاری وغیرہم، اور بہت سے لوگوں سے جن کی کثرت کا شمار نہیں انھوں نے حدیث حاصل کی ان کی علم حدیث میں بہت سی تصنیفات ہیں اور ان کی کتاب صحیح جو کہ جامع ترمذی سے مشہور ہے صحاح ستہ میں شامل ہے ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو مرتب کیا اور علمائے حجاز کے سامنے پیش کیا انھوں نے اس پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا پھر علمائے خراسان کے سامنے رکھا انھوں نے بھی پسند کیا جس شخص کے مکان میں یہ کتاب ترمذی موجود ہو پس یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کے یہاں ایک نبی موجود ہیں جو گفتگو فرما رہے ہوں۔ جامع ترمذی سے ہم نے ایک حدیث تحریر کی ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۳۱)

مختصر حالات زندگی احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ

ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن اور اسم گرامی احمد ہے شعیب کے بیٹے اور نسائی ہیں بمقام مکہ ۳۰۳ھ میں وفات

پائی اور وہیں مدفون ہیں اہل حفظ و صاحب علم و فقہ حضرات میں سے ہیں بڑے بڑے مشائخ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ سنن نسائی سے ہم نے رفع الیدین کے متعلق ۱۲ احادیث لکھی ہیں:

مختصر حالات ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالے

ان کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد ہے یزید بن ماجہ کے بیٹے قزوین کے باشندہ حافظ حدیث اور کتاب سنن ابن ماجہ کے مصنف ہیں امام مالک رح کے شاگردوں اور لیث سے حدیث کی سماعت کی اور ان سے ابوالحسن قطان اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے حدیث کی سماعت کی ۲۰۹ھ میں تولد ہوئے اور ۲۷۳ھ میں بعمر ۶۴ سال وفات پائی۔ سنن ابن ماجہ میں سے ہم نے رفع الیدین کے متعلق ۷ احادیث بیان کی ہیں۔

مختصر حالات زندگی امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رح

ان کی کنیت ابوداؤد ہے اشعث سجستانی کے بیٹے ہیں ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے سفر کیے۔ اور کتابیں لکھیں اور احادیث کو جمع کر کے کتاب تصنیف کی اہل عراق خراسان و شام و مصر و جزیرہ سے روایات سن کر لکھیں ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۶ شوال ۲۷۵ھ میں بمقام بصرہ وفات پائی بغداد کئی مرتبہ آئے اور پھر آخری بار ۲۷۱ھ میں وہاں سے نکل گئے مسلم بن ابراہیم سلیمان بن حرب، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل رح اور ان کے علاوہ ان ائمہ حدیث سے حدیث حاصل کی جو بوجہ کثرت شمار نہیں ہوتے ان سے ان کے صاحبزادے عبداللہ نے اور عبدالرحمن نیشاپوری اور احمد بن محمد خلال وغیرہ نے حدیث حاصل کی ابوداؤد بصرہ میں سکونت پذیر رہے اور بغداد آئے اور وہاں اپنی تصنیف سنن ابوداؤد کی روایت کی وہاں کے رہنے والوں نے اس کتاب کو آپ سے نقل کیا اور اس کو امام احمد بن حنبل کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے اس کے حسن و خوبی پر تحسین کا اظہار فرمایا ابوداؤد نے کہا ہیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردہ

پانچ لاکھ حدیثیں جمع کیں ان میں سے میں نے ان احادیث کا انتخاب کیا جن کو میں نے اس کتاب میں درج کیا میں نے اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں جمع کیں میں نے صحیح صحیح کے مشابہ اور صحیح کے قریب قریب جو احادیث میں نے جمع کی ہیں ان میں سے آدمی کو اپنے دین کے لیے صرف چار حدیثیں کافی ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اعمال نیتوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ آدمی کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ آدمی اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہو۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی واضح ہے لیکن ان دونوں کے بیچ میں کچھ مشتبہ چیزیں ہیں الخ

ابوبکر خلال نے کہا کہ ابوداؤد اپنے زمانہ میں امام اور پیشرو ہیں، ابوداؤد نے فرمایا میں نے اپنی کتاب میں کوئی ایسی حدیث درج نہیں کی جس کے ترک پر تمام لوگوں کا اتفاق ہوا۔ (بحوالہ اکمال فی اسماء الرجال)

امام ابوداؤد نے کل پانچ لاکھ احادیث جمع کیں جن میں سے ۴ ہزار ۸ سو احادیث کا انتخاب کیا۔ امام ابوداؤد اپنی کتاب میں رفع یدین کے متعلق نو ۹ احادیث لائے ہیں۔

مختصر حالات زندگی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد بن حنبل ان کی کنیت ابوعبداللہ اور اسم گرامی احمد والد کا نام محمد بن حنبل ہے۔ مروزی اور بنو شیبان میں سے ہیں ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں بعمر ۷۷ سال بغداد ہی میں وفات پائی۔ مدینہ، شام اور اور جزیرہ کا سفر کیا اور اس زمانہ کے علماء وغیرہم سے حدیثیں جمع کیں۔ ابوذر کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رح کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ محمد بن موسیٰ نے کہا حسن بن عبدالعزیز کی میراث ان کے پاس مصر سے لائی گئی یہ ایک لاکھ اشرفی تھی، انھوں نے امام احمد بن حنبل رح کے لیے تین تھیلیاں جن میں ایک ایک ہزار دینار

تھے بھیجی اور کہلا بھیجا کہ حضرت یہ میراث حلال میں سے پیش کرتا ہوں آپ اُسے قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں میرے پاس بقدر ضرورت موجود ہے چنانچہ اس کو واپس کر دیا، اور اس میں سے کچھ بھی قبول نہیں کیا۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ نمازوں کے بعد میں اپنے والد کو اکثر یہ کہتے ہوئے سنتا تھا۔ اے اللہ جس طرح تو نے میرے چہرے کو دوسروں کے سامنے جھکنے سے بچایا اسی طرح میرے چہرہ کو دوسروں سے سوال کرنے سے محفوظ رکھ۔ میمون بن اصبع نے کہا کہ میں بغداد میں تھا میں نے ایک چلانے کی آواز سُنی میں نے پوچھا یہ آواز کیسی ہے؟ تو لوگوں نے بیان کیا کہ احمد بن حنبل رح کا امتحان کیا جا رہا ہے میں وہاں گیا جب ان کو ایک کوڑا مارا گیا تو آپ نے فرمایا بسم اللہ جب دوسرا مارا گیا، تو آپ نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ جب تیسرا لگایا گیا تو فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں جب چوتھا مارا گیا تو آپ نے آیت لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ پڑھی۔ (ترجمہ۔ ہم پر ہرگز کوئی مصیبت نہ آئے گی سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لیے مقرر کر دی ہے) اسی طرح انتیس کوڑے لگائے گئے۔ اس وقت امام احمد رح کا ازار بند ایک کپڑے کی کنی تھا کوڑے کی ضرب سے کٹ گیا تو ان کا پائجامہ زیر ناف آگیا تو امام احمد نے آسمان کی طرف دیکھا اور اپنے ہونٹوں کو کچھ حرکت دی نہ معلوم کیا بات ہوئی ان کا پائجامہ اوپر کو ہو گیا اور نیچے نہیں گرا ایک ہفتہ بعد میں ان کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو دیکھا آپ اپنے ہونٹوں کو کچھ حرکت دے رہے تھے آپ نے کیا چیز پڑھی تھی؟ انھوں نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا اے اللہ میں آپ سے آپ کے اس نام کے وسیلہ سے درخواست کرتا ہوں جس سے آپ نے اپنے عرش کو پُر کیا ہے کہ اگر آپ کو علم ہے کہ میں صحیح راستہ پر ہوں تو آپ میرا پردہ فاش نہ کریں۔ (بحوالہ الکمال فی اسماء الرجال للخطیب تبریزی)

ہم نے مسند احمد سے رفع یدین کے متعلق اپنی اس کتاب میں ۲۴ احادیث نقل کی ہیں۔

خلاصۂ کلام

یعنی یہ خیال کرنا کہ بغیر آزمائے جانے کے چھوٹ جاویں گے غلط ہے بلکہ ضرور اللہ تعالےٰ اپنے

ایمان دار بندوں کو ان کے ایمان کے مطابق جانچے گا۔ جیسے ارشاد الٰہی ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (پ۲۰ سورۂ عنکبوت آیت ۲تا۳) یعنی کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ (زبان سے) ہم کہہ دیں گے ایمان لائے تو چھوڑ دیئے جائیں گے اور اُن کی جانچ نہ ہوگی اور ہم اُن سے پہلے اگلے ایماندار لوگوں کو آزما چکے ہیں۔ تو اسی طرح اللہ تعالیٰ سچوں کو ضرور الگ کرے گا۔ جھوٹوں کو الگ، صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑھ کر پیغمبروں پر امتحان زیادہ ہوتا ہے پھر صالحوں پر پھر جو ان کے بعد مرتبہ میں افضل ہیں اور آدمی پر اس کے دین کے موافق درجہ بدرجہ امتحان آتا ہے جس قدر کوئی شخص دین میں مضبوط اور سخت ہوگا اسی قدر امتحان میں سختی ہوگی۔ (فوائد ستاریہ تفسیر القرآن)

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلے لوگوں کے سروں پر آرہ چلا کر ان کو چیر دیا گیا۔ اور لوہے کی کنگھی سے ان کے گوشت اور پوست کو نوچا گیا مگر یہ چیز ان کو دین سے نہ پھیر سکی۔ (بخاری منتقی مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کو مشرکین، منافقین اور یہود سے سخت تکالیف پہنچیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ (پ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۲۱٤)

مسلمانو! کیا تم سمجھتے ہو کہ (بے کھٹکے) اور بغیر تکلیف اٹھائے جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تک تو تمہاری وہ حالت نہیں ہوئی جو اگلے لوگوں کی ہوئی تھی مصیبت اور تکلیف ان کو لگ گئی یعنی مفلسی اور بیماری نے گھیر لیا اور اس وقت تک جھڑجھڑائے گئے کہ خود پیغمبر اور ان کے ساتھ کے ایمان والے گھبرا کر بول اٹھے اللہ کی مدد کب آئے گی سن لو اللہ کی مدد قریب ہے۔

عبرت کا مقام:۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش ہوئی مسلمانوں کے لیے عبرت ہے

کوڑے مارے گئے فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے۔ مخلوق نہیں جس قدر کوئی دین میں مضبوط اور سخت ہوگا اسی قدر امتحان میں سختی ہوگی۔ لہذا انسان کو سوچ سمجھ کر بولنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ انسان کی پکڑ ہو جائے پھر پچھتائے اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

مراتب کتب حدیث
از حجۃ اللہ البالغہ

حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ جلد اول صفحہ ۲۹۷ تا صفحہ ۳۰۰ میں فرماتے ہیں۔ جس کو ملخصاً پیش کیا جاتا ہے۔ کہ احادیث کے چار طبقے ہیں۔ پہلا طبقہ بخاری و مسلم اور مؤطا امام مالکؒ کا ہے۔ دوسرا طبقہ ترمذی۔ نسائی۔ ابو داؤد اور مسند احمد کا ہے۔ اس کے بعد تیسرے اور چوتھے طبقہ کی کتابوں کو بیان کر کے فرماتے ہیں۔ کہ دین میں بطور دلائل صرف پہلے اور دوسرے طبقہ کی احادیث ہی پیش ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ تیسرے اور چوتھے طبقہ سے تو تمام بدعتی گروہوں روافض معتزلہ وغیرہ کو بھی دلائل مل جاتے ہیں اس لیے تیسرے اور چوتھے طبقہ کی روایات کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ بطور شواہد پیش کیا جا سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک پانچواں طبقہ بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ وہ ہے۔ جن میں سے اکثر صوفیاء وغیرہ بیان کرتے ہیں۔ ان کی سندیں بڑی قوی لگا کر بیان کرتے ہیں۔ بڑے بڑے ثقہ راویوں کے نام سے روایات پیش کرتے ہیں۔ لیکن سب ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو کسی شمار میں نہیں لایا جا سکتا۔ (حجۃ اللہ عربی صفحہ ۱۳۳)

میرے بھائیو! خدارا غور کرو، روایات کے راویوں کو ثقہ کہنے سے کوئی روایت صحیح نہیں ہو سکتی، بلکہ دیکھو اس کو بیان کرنے والا کون ہے؟ اور بیان کرنے والے نے اس کے متعلق کیا کہا ہے؟

بخاری اور مسلم کی روایات کی تردید کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں امت میں سے جس کسی نے بھی بخاری و مسلم پر اعتراضات کیے وہ خود لوگوں کی نظروں سے گر گیا۔ چاند پر تھوکنے والے کی تھوک اسی کے منہ پر گری۔ اس کے بعد صحاح کا مقام ہے۔ اب اگر آپ نے دلائل پیش کرنے ہوں۔ تو صحاح ستہ یا بقول بعض بشمولیت مسند احمد صحاح سبعہ سے پیش کریں!! بشرطیکہ وہ دلائل ثابت شدہ ہوں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہم نے جو روایات بطور دلائل پیش کی ہیں وہ پہلے اور دوسرے طبقہ کی ہیں اور تیسرے اور چوتھے طبقہ کی جو روایات پیش کی ہیں وہ بطور شواہد پیش کی ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ (النساء ۱۳۵ پ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے خدا کے لیے اور اگرچہ اوپر جانوں اپنی کے یعنی سچی شہادت دو۔

ائمہ محدثین کرام رحمہ نے اپنی کتابوں میں بیان کر دیا جو ان کو علم تھا اگر علم کو ظاہر نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرما دیا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ۔ (پ البقرۃ۔ ۱۴۰)

یعنی اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا کہ خدا کی گواہی کو جو اس کے پاس ہو چھپائے۔

کسی حال میں اللہ کی شریعت سے زیادہ تمہاری طرفداری کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

دین خیر خواہی اور نصیحت کو کہتے ہیں سوال کیا گیا یہ خیر خواہی اور نصیحت کس کے لیے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے لیے خدا کی کتاب کے لیے خدا کے رسول کے لیے مسلمانوں کے اماموں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے (بخاری کتاب الایمان مشکوٰۃ ص ۴۲۲ مسلم ص ۵۶)

شہادت کا چھپانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے دل مسخ ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (پ ع ۷ البقرۃ ۲۸۳)

اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو کوئی چھپائے گا اس کو بس تحقیق گنہگار ہے دل اس کا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص سے کوئی علمی بات دریافت کی جائے جس کو وہ جانتا ہے اور وہ اس کو چھپائے یعنی نہ بتلائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ۔ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ (ج ۱ ص ۱۰۲)

ہم سے عبداللہ بن سلمہ قعنبی نے بیان کیا انھوں نے امام مالک سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے سالم بن عبداللہ سے انھوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو دونوں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے۔ تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔

مبلغ کے لیے حضور کی دعا

نضر اللہ امرأ سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ (ترمذی)

خدا تعالیٰ اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جس نے مجھ سے کچھ سنا پھر اسے جوں کا توں پہنچا دیا۔

٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ۔

(ص ١٠٢ ج ١)

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انھوں نے زہری سے انھوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انھوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے اور سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ۔ کہتے البتہ سجدہ کرنے میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔

٣ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا

(ج ١ ص ١٠٢)

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انھوں نے خالد حذاء سے انھوں نے ابوقلابہ سے انھوں نے مالک بن حویرث (صحابیؓ) کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کرنے لگتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بیان کرتے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلٰوةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انھوں نے زہری سے انھوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہہ کے نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیا اور رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا۔

وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ

(ج ا ص ۱۰۲)

اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا تو بھی ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے (یعنی ہاتھ نہیں اٹھاتے) اور نہ جب سجدے سے سر اٹھاتے۔

۵۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (ج ا ص ۱۰۲)

حضرت نافع رح سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض جب نماز میں داخل ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تب بھی رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تب بھی رفع الیدین کرتے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رض نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔ یعنی یہ حدیث مرفوع ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔

(۲) صحیح مسلم شریف

۱/۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَقَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (ج ا ص ۱۶۸)

عبداللہ بن عمر رض کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

۲/۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم

قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا بِحَذْوِ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ (ج ۱ ص ۱۶۸)

۳/۸ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا حُجَيْنٌ وَّهُوَ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ قَالَ نَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَنَا يُوْنُسُ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ (ص ۱۶۸ ج ۱)

۴/۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ رَاٰى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ اِذَا صَلّٰى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا۔ (ص ۱۶۸ ج ۱)

۵/۱۰ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى

صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈھوں تک اُٹھا کے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے اُٹھتے تو ایسا ہی کرتے۔ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ایسا نہ کرتے۔ یعنی رفع الیدین سجدوں کے درمیان نہ کرتے۔

مجھے محمد بن رافع نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہمیں حجین بن مثنی نے وہ کہتے ہیں ہمیں لیث نے عقیل سے اور حدیث بیان کی مجھے محمد بن عبداللہ بن قہزاذ نے وہ کہتے ہیں ہمیں سلمہ بن سلیمان نے اس کو یونس نے یونس اور عقیل دونوں نے زہری سے اسی سند سے بیان کیا ہے اسی طرح جس طرح ابن جریج نے بیان کیا یعنی سالم بن عبداللہ سے اس نے عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے۔

ابو قلابہ کا بیان ہے کہ انھوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا انھوں نے نماز پڑھنے کے لیے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا اور پھر رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کیا اور رکوع سے سر اُٹھا کر بھی اور بیان کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اُٹھاتے اور جب

يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔ (ص ۱۶۸ ج ۱)

رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور رفع یدین کرتے تھے۔

۶/۲۲ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَائِلٍ وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيْهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ ـ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ۔ (ج ۱ ص ۱۷۳)

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدیں طور دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے پھر چادر اوڑھ لی۔ اس کے بعد سیدھا ہاتھ اُلٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپ نے چادر میں سے دونوں ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اُٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے۔ اور بحالت قیام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔

۳۔ ترمذی شریف

۱/۱۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ أَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

روایت ہے سالم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز تو اُٹھاتے دونوں ہاتھ یہاں تک کہ برابر ہو جاتے دونوں شانوں

مِنَ الرُّکُوعِ وَزَادَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَ کَانَ لَا یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ

(ص ۳۵ - ج ۱)

کے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور زیادہ کہا ابن ابی عمر نے اپنی روایت میں کہ نہیں اٹھاتے تھے درمیان دونوں سجدوں کے۔

۴۔ ابوداؤد شریف

۱/۱۲ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰى یُحَاذِیَ مَنْکِبَیْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَا یَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَقَالَ سُفْیَانُ مَرَّةً وَّاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ وَاَکْثَرُ مَا کَانَ یَقُوْلُ وَبَعْدَ مَا یَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَلَا یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ

(ص ۱۱۱ ج ۱)

احمد بن حنبل، سفیان، زہری، سالم ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک اسی طرح جب رکوع کرتے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے اور نہیں ہاتھ اٹھاتے تھے دونوں سجدوں کے بیچ میں۔

۲/۱۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِیُّ ثَنَا بَقِیَّةُ ثَنَا الزُّبَیْدِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰى تَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ کَبَّرَ وَهُمَا کَذٰلِکَ فَیَرْکَعُ ثُمَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْفَعَ صُلْبَهٗ رَفَعَهُمَا حَتّٰى تَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَلَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی السُّجُوْدِ وَیَرْفَعُهُمَا فِیْ کُلِّ تَکْبِیْرَةٍ یُکَبِّرُهَا

محمد بن مصفی حمصی، بقیہ، زبیدی، زہری، سالم، عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک پھر تکبیر کہتے اور ہاتھ وہیں رہتے پھر رکوع کرتے، پھر جب سر اٹھاتے رکوع سے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں تک پھر فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ اور نہیں اٹھاتے تھے دونوں

قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتّٰى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ

(ص ۱۱۱ ج ۱)

سجدوں میں بلکہ اُٹھاتے تھے ہر رکعت میں جب تکبیر کہتے رکوع کرنے کے لیے یہاں تک پوری ہو جاتی نماز آپؐ کی۔

۴/۱۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذٰلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هٰكَذَا وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ۔

(ص ۱۱۲ ج ۱)

مسدد، بشر بن مفضل، عاصم بن کلیب، ان کے والد، وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو قصداً دیکھا، آپؐ کیسے پڑھتے ہیں، تو پہلے آپؐ کھڑے ہوئے تو قبلے کی طرف مُنہ کیا، اور اللہ اکبر کہا دونوں ہاتھ اُٹھائے کانوں تک پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا جب رکوع کا قصد کیا۔ اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا، جب سجدہ کیا تو اپنے سر کو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھا پھر دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے، جب رکوع سے سر اُٹھایا اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ پھر بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھایا اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں ران پر رکھا اور داہنے ہاتھ کی کہنی داہنی ران سے جُدا رکھی۔ اور دو انگلیوں کو بند کر لیا۔ اور ایک حلقہ بنا لیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور دیکھا میں نے ان کو اس طرح کرتے تھے۔ اور بشر نے بتایا انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ کیا۔ اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔

۴/۱۶ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا أَبُو الْوَلِيدِ نَا زَائِدَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ وَقَالَ فِيهِ ثُمَّ

حسن بن علی، ابو الولید، زائدہ، عاصم بن کلیب سنداً و معنیً اسی طرح روایت کرتے ہیں کہ پھر آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہتھیلی، گٹے اور کلائی پر رکھا، اسی روایت میں یہ ہے کہ پھر میں آیا

جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِىْ زَمَانٍ فِيْهِ بَرْدٌ شَدِيْدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تَحَرَّكُ أَيْدِيْهِمْ تَحْتَ الثِّيَابِ ۔ (ص ۱۱۲ ج ۱)

۵/۴ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ ابْنُ مَخْلَدٍ ح وَ ثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى وَ هٰذَا حَدِيْثُ أَحْمَدَ قَالَ أَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ يَعْنِىْ ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِىْ عَشَرَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا فَلِمَ؟ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهٗ تَبَعَةً وَّلَا أَقْدَمِنَا لَهٗ صُحْبَةً قَالَ بَلٰى قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِىْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَنْصِبُ رَأْسَهٗ وَلَا يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ فَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ۔ ثُمَّ يَهْوِىْ إِلَى الْأَرْضِ فَيُجَافِىْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيَثْنِىْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ

سخت جاڑے میں تو میں نے لوگوں کو دیکھا بہت کپڑے پہنے ہوتے۔ اس کے اندر ان کے ہاتھ ہلتے تھے۔ (رفع یدین کے وقت)

احمد بن حنبل، ابو عاصم ضحاک بن مخلد (دوسری سند) مسدد، یحیی، عبد الحمید بن جعفر، محمد بن عمرو بن عطاء، ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس صحابیوں میں بیٹھے ہوتے تھے ان میں ابو قتادہ رض بھی تھے۔ ابو حمیدؓ نے کہا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو جانتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کیوں کر؟

قسم تم ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتے تھے۔ نہ ہی تم ہم سے آپؐ سے صحبت کے لحاظ سے مقدم ہو۔ تو انھوں نے کہا کیوں نہیں (دس صحابہؓ) نے کہا کہ پھر پیش کرو تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب نماز کو کھڑے ہوتے دونوں ہاتھ اٹھاتے اپنے مونڈھوں تک پھر تکبیر کہتے جب ہر ایک ہڈی اپنے مقام پر آ جاتی اعتدال سے قراءت شروع کرتے پھر تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک پھر رکوع کرتے اور دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ اور پیٹھ سیدھی کرتے اور سر کو پیٹھ کے برابر کرتے نہ جھکاتے نہ اونچا رکھتے پھر سر اٹھاتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ

پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے اپنے مونڈھوں تک سیدھے کھڑے ہو کر پھر اللہ اکبر کہتے۔ اور زمین کی طرف جھکتے تو دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر اٹھاتے اپنا سر سجدے سے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اور سجدہ کے وقت انگلیوں کو کھلا رکھتے۔ پھر دوسرا سجدہ کرتے اللہ اکبر کہہ کر پھر سر اٹھاتے سجدے سے اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر

إِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ. قَالُوا صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(ص ۱۱۲ ج ۱)

بیٹھتے اتنی دیر تک کہ ہر ایک ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی۔ (بعد اس کے کھڑے ہوتے) اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے۔ پھر جب دو رکعتوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک جیسا کہ شروع نماز کے وقت اُٹھاتے تھے پھر باقی نماز میں ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ جب اخیر سجدے سے فارغ ہونے جس کے بعد سلام ہوتا ہے۔ نکالتے بایاں پاؤں اپنا اور بیٹھتے بائیں کولھے پر۔ ان صحابہ رضی نے یہ سن کر کہا سچ کہا تو نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔

۶/۱۸ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا ابْتَدَأَ الصَّلٰوةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ لَمْ يَذْكُرْ رَفْعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ أَحَدٌ غَيْرُ مَالِكٍ فِي مَا أَعْلَمُ.

(ص ۱۱۵ ج ۱)

قعنبی، مالک، نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی جب نماز شروع کرتے تھے اپنے دونوں ہاتھوں کو شانوں تک اُٹھاتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس سے کم ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ کہا ابوداؤد نے یہ سوا مالک کے کسی نے یہ روایت نہیں کیا کہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت اس سے کم اٹھاتے تھے (بلکہ اور لوگوں نے ایک ساتھ روایت کیا ہے۔ جتنا شروع میں اُٹھاتے تھے اتنا ہی بیچ میں)

٧/١٩ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدِنِ الْمُحَارِبِيُّ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ مُحَارِبِ ابْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ۔ (ص ١٥١ ج ١)

عثمان بن ابی شیبہ اور محمد بن عبید محاربی، محمد بن فضیل، عاصم بن کلیب، محارب بن دثار، ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔

٨/٢٠ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهُ وَاَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ اِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ حِيْنَ وَصَفَ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

(ص ١١٥، ١١٦، ج ١)

حسن بن علی، سلیمان بن داؤد ہاشمی، عبد الرحمٰن بن ابی الزناد، موسیٰ بن عقبہ، عبد اللہ بن فضل، عبد الرحمٰن اعرج، عبید اللہ بن ابی رافع، علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کو کھڑے ہوتے تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک اور جب قراءت سے فارغ ہوتے اور رکوع کا ارادہ کرتے تو اسی طرح ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح ہاتھوں کو اٹھاتے اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔ اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔ کہا ابوداؤد نے ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث میں ہے جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک جیسے تکبیر کہی تھی شروع نماز میں (اس کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ حضرت علیؓ کی روایت میں وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ کے معنی وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ ہیں۔ چنانچہ ہم نے اسی طرح ترجمہ کیا ہے۔

۹/۲۱ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتّٰى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ ۔ (ص ۱۱۰ ج ۱)

حفص بن عمر، شعبہ، قتادہ، نصر بن عاصم، مالک رضی اللہ عنہ بن حویرث سے روایت ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب تکبیر تحریمہ کہتے ، اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کی لو تک رفع یدین کرتے ۔

(۵) سنن نسائی شریف

۲۲ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ ح وَأَخْبَرَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ ۔ (ص ۱۰۱ ج ۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تکبیر کہتے نماز شروع کرنے کی تو دونوں ہاتھ اٹھاتے تکبیر کہتے وقت یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر آجاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تب بھی ایسا ہی کرتے (یعنی دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک) پھر جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ایسا ہی کرتے یعنی دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک اور ربنا لک الحمد کہتے پھر جب سجدے میں جانے تو ہاتھ نہ اٹھاتے اسی طرح جب سجدے سے سر اٹھاتے تب بھی ہاتھ نہ اٹھاتے ۔

۳۔ اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ یُکَبِّرُ قَالَ وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ حِیْنَ یُکَبِّرُ لِلرُّکُوْعِ وَیَفْعَلُ ذٰلِکَ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَیَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ (۱۰۲ ج ۱)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ کھڑے ہوتے نماز کی طرف اٹھاتے دونوں ہاتھ یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر آجاتے پھر تکبیر کہتے۔ اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تب بھی ایسا ہی کرتے (یعنی دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے) پھر جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تو ایسا ہی کرتے (یعنی مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے) اور جب سجدے میں جاتے تو ہاتھ نہ اٹھاتے۔

۴۔ اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا کَذٰلِکَ وَقَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ (۱۰۲ ج ۱)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک اور کہتے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ پھر سجدے میں ایسا نہ کرتے (یعنی ہاتھ نہ اٹھاتے)

۵۔ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَمِعْتُ نَصْرَ بْنَ عَاصِمٍ عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ (وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلّٰی رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حِیَالَ اُذُنَیْہِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَاِذَا

مالک بن الحویرثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے۔ اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (ص ۱۰۳ ج ۱)

۵/۲۶ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحِينَ رَكَعَ وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتّٰى حَاذَتَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ۔

ہمیں خبر دی یعقوب بن ابراہیم نے کہا بیان کیا ابن علیہ نے ابن ابی عروبہ نے، قتادہ نے نصر بن عاصم سے مالک بن حویرث رضی سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے جب نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب رکوع کیا تو دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھایا۔ تو دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں کی لو تک۔

(ص ۱۰۳، ۱۰۴ ج ۱)

۶/۲۶ أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ قُلْتُ۔

لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو ضرور دیکھوں گا۔ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے دیکھا آپ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی پھر دونوں ہاتھ اُٹھائے کانوں کے برابر پھر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ یعنی ایک پہونچا دوسرے پہونچے پر یا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر جب رکوع کرنے کا قصد کیا۔ تو دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اسی طرح (یعنی کانوں کے برابر) اور دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے پھر جب سر اٹھایا رکوع سے تو دونوں ہاتھ

يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا قَالَ وَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَىٰ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَىٰ عَلَىٰ فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرَىٰ وَ جَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَىٰ فَخِذِهِ الْيُمْنَىٰ ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا وَ يَدْعُوا بِهَا۔

(ص ۱۰۵ ج ۱)

اٹھائے اُسی طرح یعنی کانوں کے برابر) پھر سجدہ کیا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔ پھر بیٹھے بایاں پاؤں بچھا کر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اپنی ران پر اور گھٹنے پر رکھی اور داہنے ہاتھ کی کہنی داہنی ران پر جائی پھر دو انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک حلقہ باندھ لیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور کلمے کی انگلی کو اوپر اٹھایا تو میں نے دیکھا آپ کلمے کی انگلی کو ہلاتے تھے۔ اور اس سے دعا کرتے تھے۔

۲۸ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

ہم کو علی بن حجر نے بیان کیا اس کو اسماعیل نے اس کو سعید نے اس کو قتادہ نے اس کو نصر بن عاصم لیثی نے اس نے کہا
حضرت مالک بن حویرث رض سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے کانوں کی لَو تک۔

حَتّٰى بَلَغَتَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ

(ص ۱۲۲ ج ۱)

۲۹ اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ (ص ۱۲۳ ج ۱)

ہم کو قتیبہ نے خبر دی اس نے کہا ہم کو سفیان نے زہری سے اس نے سالم سے اس نے کہا میرے باپ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے دونوں ہاتھ اُٹھاتے مونڈھوں تک اسی طرح جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے۔

۳۰ اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ قَيْسِ بْنِ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيِّ حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ هٰكَذَا وَاَشَارَ قَيْسٌ اِلٰى نَحْوِ الْاُذُنَيْنِ۔

ہم کو سوید بن نصر نے خبر دی اس کو عبداللہ بن مبارک نے اس کو قیس بن سلیم عنبری نے اس کو علقمہ بن وائل نے بیان کیا کہ میرے باپ وائل نے مجھے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے دیکھا آپ دونوں ہاتھ اُٹھاتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے قیس راوی نے کہا کہ کانوں تک۔

(ص ۱۲۵ ج ۱)

۳۱ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ

ہم کو اسماعیل بن مسعود نے خبر دی اس کو یزید بن زریع نے اس کو سعید نے

عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ۔
عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ (ج۱ ص۱۲۶)

قتادہ سے اس کو نصر بن عاصم نے اس نے مالک بن حویرث سے بیان کیا کہ :۔
اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا دونوں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت کانوں کی لو تک۔

۱۱/۳۲ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

(ص۱۲۶ ج ۱)

ہم کو عمرو بن علی نے خبر دی اس کو یحییٰ بن سعید نے اس کو مالک بن انس نے زہری سے اس نے سالم سے اس نے کہا کہ میرے باپ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے مونڈھوں تک جب نماز شروع کرتے اور جب سر اُٹھاتے رکوع سے تو ایسا ہی کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے اور ہاتھ دونوں سجدوں کے بیچ میں نہ اُٹھاتے۔

۱۲/۳۲ اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ۔
عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا

ہم کو سوید بن نصر نے خبر دی اس کو عبداللہ نے اس کو مالک نے اس کو ابن شہاب نے اس کو سالم نے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اُٹھاتے

كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ (ج ۱ ص ۱۲۶)

اور اسی طرح ہاتھ اُٹھاتے. جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے۔ اسی طرح جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اُٹھاتے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے اور سجدے میں ہاتھ نہ اُٹھاتے۔

۱۴۳ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوفِيُّ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

مجھ کو محمد بن عبید اللہ کوفی نے خبر دی اس کو ابن مبارک نے اس کو معمر نے اس کو زہری نے سالم سے اس نے کہا کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ۔ (ص ۱۲۹ ج ۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اُٹھاتے تھے، جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہ کرتے (یعنی ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

۱۴۴ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ. فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. ثُمَّ كَبَّرَ

ہم کو احمد بن ناصح نے خبر دی اس نے کہا ہم کو ادریس نے اس نے کہا میں عاصم بن کلیب کو اپنے باپ سے ذکر کرتے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ:۔
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ گیا تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ضرور دیکھوں گا۔ تو آپؐ نے اللہ اکبر کہہ کر رفع یدین کی۔ یہاں تک کہ آپؐ کے دونوں انگوٹھے تقریباً آپؐ کے دونوں کانوں کے برابر میں نے دیکھے۔ تو جب آپؐ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کیا۔ پھر آپؐ نے (رکوع سے) سر اٹھایا تو

وَسَجَدَ فَكَانَتْ يَدَاهُ مِنْ أُذُنَيْهِ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي اسْتَقْبَلَ بِهِمَا الصَّلٰوةَ۔

(ص ۱۳۰ ج ۱)

15/36 أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَبَعْدَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

16/37 مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَضْجَعَ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَنَصَبَ إِصْبَعَهُ لِلدُّعَاءِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے گئے۔ تو آپ کے دونوں ہاتھ اس طرح کانوں کے برابر ہو گئے جس طرح کہ نماز شروع کرتے وقت تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع یدین کرتے۔ اور جب آپ رکوع کو جاتے اور رکوع کے بعد بھی۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے۔

(ص ۱۳۵ ج ۱)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے نماز کے شروع میں مونڈھوں تک۔ اسی طرح جب رکوع کرتے۔ اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اور داہنا کھڑا کرتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور انگلی کلمے کی کھڑی کرتے دعا کے لئے اور بایاں ہاتھ بائیں پاؤں پر رکھتے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا پھر میں صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس دوسرے سال سردی کے موسم میں آیا تو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے جبوں کے اندر۔

عَلٰی رِجْلِهِ الْیُسْرٰی قَالَ ثُمَّ اَتَیْتُهُمْ مِنْ قَابِلٍ فَرَاَیْتُهُمْ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِی الْبَرَانِسِ

(ص ۱۳۶ ج ۱)

۲۸ اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدَّوْرَقِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَا حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ۔

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ کَمَا صَنَعَ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ۔

(ص ۱۳۹ ج ۱)

ہم کو یعقوب بن ابراہیم دورقی اور محمد بن بشار نے خبر دی اور لفظ محمد بن بشار کے ہیں ان دونوں نے کہا ہم کو یحیی بن سعید نے خبر دی اس نے کہا ہم کو عبدالحمید بن جعفر نے خبردی اس نے کہا مجھ کو محمد بن عمرو بن عطاء نے خبر دی اس نے کہا۔ دو رکعت کے بعد اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اس طرح اٹھاتے جیسے شروع نماز میں اٹھاتے

۲۹ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَی الصَّنْعَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَیْدَ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ وَاِذَا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے اسی طرح مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے۔

أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَذَالِكَ حِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ۔ (ص ۱۴۱ ج ۱)

۶ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ

ہم کو قتیبہ نے خبر دی اس نے کہا مجھ کو سفیان نے عاصم بن کلیب سے اس نے اپنے باپ سے اس نے کہا کہ:۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا جَلَسَ أَضْجَعَ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَيَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثِنْتَيْنِ الْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامَ وَأَشَارَ۔

حضرت وائل بن حجر رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا دیتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے۔ اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ باندھ لیتے اور اشارہ کرتے۔

(ص ۱۴۸ ج ۱)

۷ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ۔

ہم کو اسماعیل بن مسعود نے خبر دی اس نے کہا ہم کو بشر بن مفضل نے خبر دی اس نے کہا ہم کو عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے بیان کیا اس نے کہا کہ:۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

حضرت وائل بن حجر رض سے روایت ہے کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ یُصَلِّیْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی حَاذَتَا اُذُنَیْہِ ثُمَّ اَخَذَ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَھُمَا مِثْلَ ذٰلِکَ وَوَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا مِثْلَ ذٰلِکَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَہٗ بِذٰلِکَ الْمَنْزِلِ مِنْ یَدَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُسْرٰی وَحَدَّ مِرْفَقَہُ الْاَیْمَنِ عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی وَقَبَضَ ثِنْتَیْنِ وَحَلَّقَ وَرَأَیْتُہٗ یَقُوْلُ ھٰکَذَا وَاَشَارَ بِشْرٌ بِالسَّبَّابَۃِ مِنَ الْیُمْنٰی وَحَلَّقَ الْاِبْھَامَ وَالْوُسْطٰی

کر دیکھوں گا۔ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ تو آپ کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا پھر دونوں ہاتھ اُٹھائے کانوں کے برابر۔ پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا، جب رکوع کا قصد کیا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا (یعنی کانوں کے برابر) اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پہ رکھے جب رکوع سے سر اٹھایا۔ تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا۔ پھر جب سجدہ کیا تو سر کو اسی مقام پہ ہاتھ سے رکھا (یعنی جہاں تک ہاتھ اٹھایا تھا۔ وہیں تک ہاتھ سجدے میں سر سے قریب رہا) پھر بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پہ رکھا۔ اور داہنی کہنی کو داہنی ران سے اٹھا رکھا اور دو انگلیوں کو بند کرلیا اور حلقہ باندھا اس طرح پہ بشر جو راوی ہے اس حدیث کا اس نے کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنایا۔

(ص ۶۴ ج ۱)

سنن ابن ماجہ شریف (۶)

۴۲/۱ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَھِشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ وَاَبُوْ عُمَرَ الضَّرِیْرُ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ

ہمیں علی بن محمد، ہشام بن عمار اور ابو عمر الضریر نے حدیث سنائی۔ انھوں نے کہا ہمیں سفیان بن عیینہ نے زہری سے، انھوں نے سالم سے اور ابن عمر رض

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

(ص ۶۲ ج ۱)

سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر کر دیا۔ اسی طرح جب رکوع کیا۔ اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھایا۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان آپ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

۲/۴۳ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا قَرِيْبًا مِّنْ أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ

(ص ۶۲ ج ۱)

ہم سے حُمید بن مَسعدہ نے بیان کیا انھوں نے یزید بن زُرَیع سے انھوں نے ہشام سے انھوں نے نصر بن عاصم سے انھوں نے مالک بن حُوَیرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے کانوں کے قریب تک۔ اور جب رکوع کرتے تو ایسا ہی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔ اور اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

۳/۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ ابْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ

ہم سے محمد بن بشار ...... نے بیان کیا انھوں نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے عبدالحمید بن جعفر سے۔ ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے انھوں نے کہا میں نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے

قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ قَالَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَّرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَاعْتَدَلَ فَإِذَا قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ۔

(ص ۶۲ ج ۱)

اس وقت سنا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابیوں رض میں بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک ابو قتادہ رض تھے۔ خیر! ابو حمید رض نے کہا میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو۔ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہوتے۔ اور دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔ یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر فرماتے۔ پھر فرماتے اللہ اکبر اور جب رکوع کا قصد کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر کر دیتے۔ پھر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے۔ اور دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیتے۔ جیسے شروع نماز میں کیا تھا۔

۵۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا عَبَّاسُ ابْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَّأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ

ہمیں محمد بن بشار نے حدیث سنائی انہیں ابو عامر نے انہیں فلیح بن سلیمان نے انہیں عباس بن سہل ساعدی نے حدیث سنائی کہ ابو حمید رض اور ابو اُسید ساعدی رض اور سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین جمع ہوتے۔ اور آنحضرت

مُسْلِمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُو حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ حِيْنَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَوٰى حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهٖ

(ص ۶۲ ج ۱)

صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا۔ ابو حمید رض نے کہا میں تم سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں۔ آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ پھر جب رکوع کی تکبیر کہی تو دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر کھڑے ہوئے رکوع سے فارغ ہو کر اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور سیدھے کھڑے ہوئے کہ ہر ایک جوڑ اپنے ٹھکانے پر آگیا۔

۵/۴۶ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ ثَنَا اَبُو اَيُّوبَ الْهَاشِمِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ

ہمیں عباس بن عبد العظیم عنبری نے حدیث سنائی انھیں سلیمان بن داؤد نے انھیں ابو ایوب ہاشمی نے انھیں عبد الرحمٰن بن ابو زناد نے انھیں موسیٰ بن عقبہ نے انھیں عبد اللہ بن فضل نے انھیں عبد الرحمٰن اعرج نے انھیں عبید اللہ بن ابو رافع نے حضرت علی رض سے حدیث سنائی

کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں کے برابر تک اور جب رکوع کرتے تو بھی ایسا ہی کرتے (یعنی ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں تک) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا ہی کرتے۔ اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے۔

ذٰلِكَ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ (ص ۶۲ ج ۱)

تو بھی ایسا ہی کرتے۔

۶/۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَإِذَا رَكَعَ (ص ۶۲ ج ۱)

محمد بن بشار کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالوہاب نے حدیث سنائی انہیں حمید نے اور وہ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور اسی طرح جب رکوع کرتے۔

۷/۴۸ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي فَقَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (ص ۶۲ ج ۱)

بشر بن معاذ ضریر نے ہمیں حدیث سنائی انھوں نے بشر بن مفضل سے انھوں نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت وائل بن حجر رضؓ سے کہ میں نے اپنے دل میں کہا میں دیکھوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے ہیں، تو آپ کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا۔ اور دونوں ہاتھ اٹھائے۔ یہاں تک کہ کانوں کے برابر ہو گئے جب رکوع کیا تو بھی اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔

۷۔ صحیح ابن خزیمہ

٤٩ أَخْبَرَنَا أَبُوْ طَاهِرٍ نَا أَبُوْ بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا بِحَذْوِ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ

(ص ٢٣٢ ج ١)

ہمیں ابوطاہر نے خبر دی انھوں نے ابوبکر سے سنا، انھوں نے محمد بن رافع سے بیان کیا انھوں نے عبدالرزاق سے بیان کیا انھوں نے ابن جریج سے انھوں نے ابن شہاب سے۔ انھوں نے سالم بن عبداللہ سے۔ انھوں نے ابن عمرؓ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے کھڑے ہوتے تو دونوں مونڈھوں کے برابر تک ہاتھ اٹھاتے پھر آپ اللہ اکبر کہتے۔ جب رکوع کا ارادہ کرتے تھے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے۔ پھر جب رکوع سے (سر) اٹھاتے تو اسی طرح کرتے۔ اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت ایسا نہ کرتے۔

٥٠ أَخْبَرَنَا أَبُوْ طَاهِرٍ نَا أَبُوْ بَكْرٍ نَا

خبر دی ہم کو ابوطاہر نے۔ ان کو ابوبکر نے

سَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ نَا سُفْیَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ فَرَاَیْتُھُمْ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِی الْبَرَانِسِ۔ (ص ۲۳۲ ج ۱)

ان کو سعید بن عبد الرحمٰن مخزومی نے ان کو سفیان نے ان کو عاصم بن کلیب نے ان کو ان کے باپ نے ان کو وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رض کے ساتھ نماز پڑھی میں نے انہیں چادروں کے نیچے سے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔

۳ اَخْبَرَنَا اَبُوْطَاھِرٍ نَا اَبُوْبَکْرٍ نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ نَا سُفْیَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّھْرِیَّ یَقُوْلُ، سَمِعْتُ سَالِمًا یُخْبِرُ عَنْ اَبِیْہِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ وَعَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَسَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ وَعُتْبَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْیَحْمَدِیُّ وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَیُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی الصَّدَفِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَلِیُّ بْنُ الْاَزْھَرِ وَغَیْرُھُمْ قَالُوْا نَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی یُحَاذِیَ مَنْکِبَیْہِ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ،

ہمیں ابو طاہر نے خبر دی۔ انہیں ابو بکر نے انہیں عبد الجبار بن علاء عطار نے انہیں سفیان نے انھوں نے کہا میں نے زہری سے سنا انھوں نے کہا میں نے سالم سے سنا وہ اپنے باپ سے خبر دیتے تھے۔ (دوسری سند) اور ہمیں علی بن حجر سعدی، علی بن خشرم، سعید بن عبد الرحمٰن مخزومی، عتبہ بن عبد اللہ یحمدی، حسن بن محمد، یونس بن عبد الاعلیٰ صدفی، محمد بن رافع اور علی بن ازہر وغیرہم نے حدیث سنائی ان سب نے کہا ہمیں سفیان نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر رض) سے بیان کیا کہ:۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر

وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
هٰذَا لَفْظُ ابْنِ رَافِعٍ سَمِعْتُ الْمَخْزُومِيَّ يَقُوْلُ أَيُّ
إِسْنَادٍ أَصَحُّ مِنْ هٰذَا۔ اخبرنا ابو طاهر نا ابو بكر
قال سمعت محمد بن يحيى يحكى عن علي بن عبد الله قال
قال سفيان هذا الاسناد مثل هذه الاسطوانة (ج ۱ ص ۲۹۴)

۴/۵۲ أَخْبَرَنَا أَبُوْطَاهِرٍ نَا أَبُوْبَكْرٍ
نَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ وَ
بَحْرُ بْنُ نَصْرِ نِ الْخَوْلَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا
ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ
(ح) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَ
مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ
ابْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ
عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ
ابْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ، أَخْبَرَنَا
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ
ابْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ
كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ،
وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ إِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهُ

اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے۔ اور سجدوں کے درمیان
رفع یدین نہ کرتے۔ یہ ابن رافع کے لفظ ہیں۔
میں نے مخزومی سے سنا کہتے تھے کہ اس سے بڑھ کر صحیح
کوئی اور سند نہیں ہے۔ سفیان کا بیان ہے کہ یہ سند ستون
کی طرح ہے۔

ہمیں ابو طاہر نے خبر دی۔ انھوں نے کہا ہمیں
ابو بکر نے۔ انہیں ربیع بن سلیمان مرادی اور بحر
بن نصر خولانی نے۔ دونوں نے کہا ہمیں ابن وہب
نے حدیث سنائی۔ اس نے کہا مجھے ابن ابو زناد نے
حدیث سنائی۔ (دوسری سند:۔ اور ہمیں محمد بن یحیٰی
اور محمد بن رافع نے حدیث سنائی۔ دونوں نے کہا۔
ہمیں سلیمان بن داؤد ہاشمی نے حدیث سنائی۔ انھوں
نے کہا ہمیں عبدالرحمٰن بن ابو زناد نے موسیٰ بن
عقبہ سے خبر دی۔ انہیں عبداللہ بن فضل ہاشمی نے
بتایا۔ ہمیں عبدالرحمٰن اعرج نے عبیداللہ بن
ابو رافع سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے بیان فرمایا۔ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بیان فرمایا کہ
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرضی نماز کے لیے کھڑے
ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ مونڈھوں کے
برابر اٹھاتے۔ اور اسی طرح (رفع الیدین) کرتے جب

وَاَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَيَصْنَعُهٗ اِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ۔

(ص ۲۹۵ ج ۱)

قرارت سے فارغ ہوتے اور رکوع کا ارادہ کرتے ۔ اور اسی طرح ہاتھوں کو اٹھاتے جب رکوع سے سر اٹھاتے اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں کو نہ اٹھاتے ۔ اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو دونوں ہاتھ اسی طرح اُٹھاتے اور تکبیر کہتے ۔

۵/۵۲ اَخْبَرَنَا اَبُوْطَاهِرٍ، نَا اَبُوْبَكْرٍ، نَا اَبُوْبِشْرِنِ الْوَاسِطِيُّ، اَنَا خَالِدٌ ـ يَعْنِيْ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ وَهُوَ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ: اَنَّهٗ رَاٰى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ اِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ هٰكَذَا (ص ۲۹۵ ج ۱)

ابوطاہر، ابوبکر، ابوبشر واسطی، خالد بن عبداللہ خالد حذاء، ابوقلابہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مالک بن حویرث رض کو دیکھا، جب نماز کے لیے اللہ اکبر کہتے تو رفع الیدین کرتے ۔ اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے، پھر انھوں نے حدیث بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے ۔

قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: فَقَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ وَالشَّبَبَةَ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهٗ اَنْ يُّصَلُّوْا كَمَا رَاَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ۔

امام ابوبکر رح فرماتے ہیں کہ:- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک بن حویرث رض اور آپ کے دیگر ساتھی نوجوانوں کو حکم فرمایا کہ وہ نماز اسی طرح ادا کیا کریں جس طرح انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ۔

(ق) قَدْ اَعْلَمَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ وَ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَفِيْ هٰذَا مَا دَلَّ عَلٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ اِذَا اَرَادَ الْمُصَلِّي الرُّكُوْعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ (ص۱۱۲ ج ۱)

اور مالک بن حویرث رض نے اطلاع دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، نماز کے لیے اللہ اکبر کہتے وقت اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ اس میں واضح دلالت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نمازی کو جب رکوع کا ارادہ کرے۔ اور رکوع سے سر اٹھائے رفع الیدین کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱۵۹ اَخْبَرَنَا اَبُوْ طَاهِرٍ، نَا اَبُوْ بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِنِ الْقَطَّانُ، نَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ ابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ نَسَبُهُ اِلٰى جَدِّهٖ. عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ اِعْتَدَلَ قَائِمًا (فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيْثِ) وَقَالَ: ثُمَّ قَالَ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" وَرَكَعَ، ثُمَّ اعْتَدَلَ وَلَا يُصَبِّيْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

ابو طاہر، ابو بکر، محمد بن بشار، یحییٰ بن سعید قطان، عبد الحمید بن جعفر، محمد بن عطاء (اور وہ محمد بن عمرو بن عطاء ہیں۔ ان کی نسبت دادا کی طرف ہے) ابو حمید ساعدی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ راوی نے حدیث کا بعض حصہ ذکر کیا۔ اور کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا۔ پھر پیٹھ سیدھی کرتے (اور سر کو پیٹھ کے برابر کرتے) نہ جھکاتے نہ اونچا کرتے۔ اور دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور رفع یدین کی اور سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی اصل جگہ پر واپس آجاتی۔ پھر آپ

وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ هَوٰى إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ (اَللّٰهُ أَكْبَرُ) ثُمَّ تَجَافٰى عَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ وَفَتَحَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ ثَنٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلَيْهَا ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ هَوٰى سَاجِدًا، ثُمَّ قَالَ (اَللّٰهُ أَكْبَرُ) ثُمَّ ثَنٰى رِجْلَهُ وَقَعَدَ وَاعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ ثُمَّ نَهَضَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ صَنَعَ كَذٰلِكَ، حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقَضِي فِيهَا الصَّلَاةُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ (ص ۲۹۷ ج ۱)

سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکے۔ اور اللہ اکبر کہا اپنے بازو بغلوں سے دور رکھتے۔ اور اپنے پاؤں کی انگلیاں کھولیں۔ پھر بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اتنی دیر تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آجاتی۔ پھر دوسرے سجدے کے لیے جھکے۔ پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر اپنے پیر کو بچھا کر بیٹھے۔ یہاں تک ہر ہڈی اپنی اصلی جگہ پر آجاتی۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔ پھر دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے۔ جیسا کہ شروع نماز میں کرتے۔ پھر باقی نماز میں ایسے ہی کرتے۔ یہاں تک آپ اس رکعت پر پہنچتے جس پر نماز پوری ہو لی ہے، نکالتے بایاں پاؤں اپنا اور بیٹھتے بائیں کولھے پر۔ پھر آپ سلام پھیرتے۔

۵۵ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ

ہم کو خبر دی ابوطاہر نے انہیں ابوبکر نے انہیں بندار نے انہیں ابوداؤد نے انہیں فلیح بن سلیمان نے انہیں عباس بن سہل ساعدی نے کہا کہ انصار کے کچھ لوگ جمع ہوئے۔ ان میں سہل

السَّاعِدِيُّ، قَالَ اجْتَمَعَ نَاسٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِيْهِمْ سَهْلُ بْنُ سَعْدِنِ السَّاعِدِيُّ وَأَبُوْحُمَيْدِنِ السَّاعِدِيُّ وَأَبُوْأُسَيْدِنِ السَّاعِدِيُّ فَذَكَرُوْا صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْحُمَيْدٍ: دَعُوْنِيْ أُحَدِّثْكُمْ وَأَنَا أَعْلَمُكُمْ بِهٰذَا قَالُوْا: تَحَدَّثْ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ دَخَلَ الصَّلَاةَ وَكَبَّرَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَالْقَابِضِ عَلَيْهِمَا فَلَمْ يُصَبِّ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْهُ وَنَحّٰى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَاسْتَوٰى قَائِمًا حَتّٰى عَادَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ إِلٰى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ ذَكَرَ بُنْدَارُ بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ وَقَالَ فِيْ آخِرِهٖ، فَقَالَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ هٰكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۲۹۸ ج ۱) (ص ۳۰۸ ج ۱)

۸/۵۶ أَخْبَرَنَا أَبُوْطَاهِرٍ، نَا أَبُوْبَكْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيٰى، يَقُوْلُ مَنْ

بن سعد ساعدی رضؓ، ابو حمید ساعدی رضؓ، اور ابو اُسید ساعدی رضؓ بھی موجود تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا۔ تو ابو حمید رضؓ نے فرمایا۔ مجھے اجازت دیں میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی نماز کے متعلق بتاؤں۔ کیوں کہ میں اس کے متعلق زیادہ جانتا ہوں۔ انھوں نے کہا اچھا! تم ہی بتاؤ۔ آپؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر نماز میں داخل ہوئے اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر اٹھائے۔ پھر رکوع کیا۔ پس دونوں ہاتھ پکڑنے کے انداز میں گھٹنوں پر رکھتے (اور سر کو پیٹھ کے برابر کرتے) نہ جھکاتے نہ اونچا رکھتے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دُور رکھتے۔ پھر اپنا سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنے اصلی مقام پر آ گیا۔ پھر بندار راوی نے حدیث کا بقیہ حصہ ذکر کیا، اور اس کے آخر میں کہا کہ تمام حاضرین مجلس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ایسے

سَمِعَ هٰذَا الْحَدِيْثَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ
يَعْنِيْ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ
الرُّكُوْعِ فَصَلَاتُهُ نَاقِصَةٌ (ص ۲۹۸ ج ۱)

۹/۵۷ وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْمُسْلِمِ
بْنِ مُحَمَّدِنِ السُّلَمِيُّ، نَا أَبُوْ مُحَمَّدٍ
عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَحْمَدَ الْكِنَانِيُّ، قَالَ
أَخْبَرَنَا الْأُسْتَاذُ الْإِمَامُ أَبُوْ عُثْمَانَ
إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّابُوْنِيُّ
قِرَاءَةً عَلَيْهِ، قَالَ، أَخْبَرَنَا أَبُوْ طَاهِرٍ
نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ
ابْنِ خُزَيْمَةَ، نَا أَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ
إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْمِسْمَعِيُّ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرِنِ الْمَدَنِيُّ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ
سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيَّ فِيْ
عَشَرَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالُوْا
مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً وَّلَا أَطْوَلَنَا
لَهُ إِتْيَانًا، قَالَ: بَلٰى قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ

ہی ہوتی تھی۔ امام محمد بن یحییٰ فرماتے ہیں۔ جو شخص اس حدیث
کو سُنے پھر رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت
رفع یدین نہ کرے تو اس کی نماز ناقص ہے۔

ہم کو ابو الحسن، علی بن مسلم بن محمد سلمی نے بیان کیا
اس نے کہا ہم کو ابو محمد عبد العزیز بن احمد الکنانی نے بیان کیا
اس نے کہا ہم کو استاذ امام ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمٰن صابونی
نے بیان کیا اس حال میں کہ اس پر پڑھا جا رہا تھا اس نے کہا ہم کو
ابو طاہر نے انہیں محمد بن فضل بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ان کو ابو بکر
محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ان کو محمد بن رافع نے ان کو عبد الملک
بن صباح مسمعی نے ہم کو عبد الحمید بن جعفر مدنی نے محمد بن عمرو عطاء
نے اس نے کہا میں نے ابو حمید الساعدی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دس صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں کہتے ہوئے
سنا:- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نماز کا تم سے زیادہ علم ہے۔ لوگوں نے کہا
یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہ تو تم ہم سے پہلے آپ
کی صحبت میں آتے۔ اور نہ ہی ہم سے زیادہ
آپ کی پیروی کرتے تھے۔ (ابو حمید رض) نے کہا
کیوں نہیں۔ لوگوں نے کہا اچھا بیان کرو۔ ابو حمید
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز
کے لیے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں
تک اُٹھاتے۔ پھر تکبیر کہتے۔ جب ہر ہڈی اعتدال

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَاعْتَدَلَ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِيْ مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ فَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَلَا يُصَبِّيْ رَأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِيْ مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ فَيُجَافِيْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَقُوْمُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَيَصْنَعُ مِثْلَ مَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ

(ص ۳۳۷ ج ۱)

۵۸ ۔ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ فِيْ خَبَرِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَكَذٰلِكَ فِيْ خَبَرِ أَبِيْ حُمَيْدٍ

سے اپنے اصل مقام پر آ جاتی۔ تو آپ قرأت شروع کرتے۔ پھر رفع الیدین کرتے اور اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرتے۔ پس دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور سر کو پیٹھ کے برابر کرتے (نہ جھکاتے نہ اونچا رکھتے)۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے سیدھے کھڑے ہو کر۔ یہاں تک کہ ہر ہڈی اعتدال سے اپنے مقام پر آ جاتی۔ پھر اللہ اکبر کہتے اور سجدہ کرتے اور دونوں ہاتھ اپنے پہلوؤں سے جدا رکھتے۔ پھر سجدے سے اپنا سر اٹھاتے۔ اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کی انگلیاں کھلی رکھتے۔ پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے۔ اور اسے پہلی رکعت کی طرح ہی ادا کرتے۔ پھر دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے۔ تو ایسے ہی کرتے جیسے شروع نماز میں کیا تھا۔

(یعنی رفع الیدین)

امام ابوبکرؒ فرماتے ہیں کہ:۔ حضرت علیؓ کی مرفوع روایت میں ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے۔ اسی طرح یہ الفاظ ابو حمید ساعدیؓ اور

السَّاعِدِيِّ وَخَبَرِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ۔ (ص ۲۴۴ ج ۱)

عبدالحمید بن جعفر کی روایت میں بھی موجود ہیں۔

۱۱ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا الصَّنْعَانِيُّ، أَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ۔ (ص ۲۴۴ ج ۱)

ہم کو ابوطاہر نے خبر دی انھیں ابوبکر نے انہیں صنعانی نے انھوں نے کہا ہم کو معتمر نے اس نے کہا میں نے عبیداللہ سے سُنا اس نے ابن شہاب سے اس نے سالم سے اس نے ابن عمر سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو ان تمام (مقامات پر) مونڈھوں کے برابر رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

۱۲ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَحِينَ أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ وَجَافَى۔ يَعْنِي

ہم کو ابوطاہر نے خبر دی ان کو ابوبکر نے ان کو بندار نے ان کو محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے ان کو عاصم بن کلیب نے انہیں ان کے باپ نے کہا کہ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ:۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوئے تو اللہ اکبر کہا، اور رفع یدین کی۔ اور جب رکوع کا ارادہ کیا۔ تو (پھر بھی) رفع یدین کی اور جب رکوع سے سر اٹھایا (تب بھی) رفع یدین کی اور ہتھیلیوں کو زمین

فِي السُّجُوْدِ وَفَرَشَ فَخِذَهُ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ۔ يَعْنِي فِي الْجُلُوْسِ فِي التَّشَهُّدِ۔ (ص ۳۴۶ ج ۱)

پر رکھا۔ اور پہلوؤں سے جدا رکھا یعنی سجدے کی حالت میں اور بائیں کولہے پر بیٹھے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا یعنی تشہد میں بیٹھ کر پاؤں کو بچھایا۔

۲۳/۶۱ أَنَا أَبُوْ طَاهِرٍ نَا أَبُوْ بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ كَبَّرَ وَحِيْنَ رَكَعَ وَحِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَقَالَ حِيْنَ سَجَدَ: هٰكَذَا وَجَافٰى يَدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ — وَقَالَ هٰكَذَا۔ وَنَصَبَ وَهْبٌ السَّبَّابَةَ وَعَقَدَ بِالْوُسْطٰى وَأَشَارَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى أَيْضًا بِسَبَّابَتِهِ وَحَلَّقَ بِالْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامِ وَعَقَدَ بِالْوُسْطٰى۔

(ص ۳۴۶ ج ۱)

ہم کو ابوطاہر نے خبر دی ان کو ابوبکر نے ان کو محمد بن یحیٰی نے ان کو وہب بن جریر نے ان کو شعبہ نے ان کو عاصم بن کلیب نے ان کے باپ نے ان کو وائل بن حجر حضرمی نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ اکبر کہتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے۔ اور کہا جب آپ نے سجدہ کیا اور ہاتھوں کو بغلوں سے دور رکھا۔ اور کہا اس طرح اور وہب راوی نے سبابہ انگلی کو کھڑا کیا اور درمیانی انگلی کے ساتھ حلقہ بنایا۔ اور محمد بن یحیٰی نے بھی سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔ اور وسطیٰ اور ابہام کے ساتھ حلقہ بنایا۔

(۸) السنن الکبریٰ

۱/۶۲ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْحُسَيْنِيُّ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْحَافِظُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

ہم سے ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد حسینی نے بیان کیا۔ انھوں نے احمد بن محمد بن حسن حافظ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم نے انھوں نے سفیان سے انھوں نے

ابْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ ثَنَا سُفْيَنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يُحَاذِيْ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔ (ص ۲۳ ج ۲)

زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انھوں نے اپنے باپ ابن عمرؓ سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر اٹھاتے۔ اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے (تب بھی) رفع الیدین کرتے اور سجدوں کے درمیان ایسا نہ کرتے۔

۲/۶۳ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنْبَأَ أَبُو سَعِيدِ بْنُ الْأَعْرَابِيِّ بِمَكَّةَ أَنْبَأَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (ص ۲۴ ج ۲)

ہمیں ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے خبر دی انہیں ابو سعید بن اعرابی نے مکہ مکرمہ میں۔ انہیں حسن بن محمد بن صباح نے۔ انہیں عفان بن مسلم نے انہیں حماد نے انہیں ایوب نے انہیں نافع نے انہیں ابن عمرؓ نے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔

۳/۶۴ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ بِبَغْدَادَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ

ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی۔ انہیں ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہیں ابو الحسن محمد بن سنان قزاز بصری نے بغداد میں۔ انہیں ابو عاصم نے انہیں عبد الحمید بن جعفر نے انہیں محمد عمر بن عمرو بن عطار نے۔ کہا میں نے ابو حمید

عُمَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ أَبُوْ قَتَادَةَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ

(ص ۲۲ ج ۲)

ساعدی رض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں سنا ان میں ابو قتادہ رض یعنی حارث بن ربعی رض بھی تھے۔ ابو حمید رض نے فرمایا کہ :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع الیدین کرتے پھر اللہ اکبر کہتے۔

---

۴۵ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ الْعَدْلُ بِبَغْدَادَ أَنْبَأَ أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الطَّسْتِيّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رِبْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْبَزَّارُ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ ثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسٰى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ الْقُرَشِيِّ

ہمیں ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران عدل نے بغداد میں خبر دی۔ انہیں عبد الصمد بن علی الطستی نے انہیں محمد بن ربح بن سلیمان بزار نے انہیں سلیمان بن داؤد ہاشمی نے انہیں ابن ابی زناد نے انہیں موسیٰ نے جو ابن عقبہ ہیں۔ انہیں عبد اللہ بن فضل قرشی نے انہیں اعرج نے انہیں عبید اللہ بن ابی رافع نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ سُجُوْدِهِ وَإِذَا

انہوں نے فرمایا کہ :۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو مونڈھوں کے برابر رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدوں میں ایسا نہ کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو بھی ایسا ہی

قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

(ص ۲۴ ج ۲)

کرتے (یعنی رفع الیدین کرتے مونڈھوں کے برابر)

۵/۴۶ اَخْبَرَنَا اَبُوْ زَكَرِيَّا بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ الْمُزَكِّيُّ ثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ اَنْبَاَ الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ اَنْبَاَ الشَّافِعِيُّ اَنْبَاَ سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ وَائِلٌ ثُمَّ اَتَيْتُهُمْ فِي الشِّتَاءِ فَرَاَيْتُهُمْ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الْبَرَانِسِ ۔ (ص ۲۴ ج ۲)

ہمیں ابوزکریا بن ابی اسحاق مزکی نے خبر دی۔ انہیں ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہیں ربیع بن سلیمان نے انہیں امام شافعی رح نے انہیں سفیان نے انہیں عاصم بن کلیب نے انھوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے وائل بن حجر رض نے خبر دی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: جب آپ نماز شروع کرتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بھی (ایسا ہی کرتے) وائل رض کہتے ہیں پھر میں سردیوں کے موسم میں آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ (صحابہ رض) چادروں کے نیچے سے ہی رفع یدین کرتے تھے۔

۶/۴۷ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الْوَلِيْدِ الْفَقِيْهُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ (ح وَاَخْبَرَنَا) اَبُو الْحَسَنِ الْمُقْرِئُ اَنْبَاَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ

ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابو ولید فقیہ نے انہیں عبداللہ بن محمد نے انہیں محمد بن مثنی نے انہیں ابن ابی عدی نے انہیں سعید نے۔

دوسری سند: ۔ ہمیں ابو الحسن مقری نے خبر دی انہیں حسن بن محمد بن اسحاق نے انہیں یوسف بن یعقوب نے انہیں محمد بن منہال نے انہیں یزید بن زریع نے انہیں سعید نے انہیں قتادہ

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ كَذٰلِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ كَذٰلِكَ - (ص ۲۵- ج ۲)

نے انہیں نصر بن عاصم لیثی نے انہیں مالک بن حویرث رض نے وہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۶۸ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بِشْرَانَ الْعَدْلُ بِبَغْدَادَ أَنْبَأَ أَبُو عَلِيٍّ إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الصَّفَّارُ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْهَيْثَمِ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنْبَأَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ الْقُرَشِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابِ نِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ (ص ۲۶- ج ۲)

ہمیں علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں خبر دی۔ انہیں ابو علی اسمٰعیل بن محمد صفار نے انہیں عبدالکریم بن ہیثم نے انہیں ابو الیمان نے انہیں شعیب بن ابی حمزہ قرشی نے انہیں محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری نے انھوں نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر بن خطاب رض سے حدیث سنائی۔ انھوں نے کہا کہ:-

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی - اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیا۔ اور رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا۔ اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا تو بھی ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے تھے (یعنی رفع الیدین نہ کرتے) اور نہ جب سجدہ سے سر اٹھاتے۔

۶۹ اَبُوطَاهِرٍ الْفَقِيْهُ مِنْ اَصْلِهٖ اَنْبَاَ اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ (ص ۲۶ ج ۲)

ابوطاہر فقیہ نے اپنی اصل کتاب سے بیان کیا انہیں ابوبکر محمد بن حسین قطان نے بتایا۔ انہیں عبدالرحمٰن بن بشر نے انہیں عبدالرزاق نے انہیں ابن جریج نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم نے انہیں ابن عمرؓ نے انھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کیا کرتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

۷۰ وَاَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَ ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔

(ص ۲۶ ج ۲)

ہمیں محمد بن عبداللہ حافظ نے خبر دی۔ انہیں ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے انہیں ابراہیم بن ابی طالب نے انہیں محمد بن رافع نے انہیں عبدالرزاق نے انہیں ابن جریج نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم بن عبداللہ نے کہ ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ:۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈھوں تک اٹھا کے اللہ اکبر کہتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ایسا نہ کرتے یعنی رفع الیدین سجدوں کے درمیان نہ کرتے۔

۱۱/۱ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ اَخْبَرَنِیْ اَبُوالنَّضْرِ الْفَقِیْهُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَّ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَا ثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی اَنْبَأَ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ یَعْنِی الْحَذَّاءَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ رَاٰی مَالِكَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ اِذَا صَلّٰی كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْكَعَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ یَدَیْهِ وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَفْعَلُ هٰذَا (ص ۲۷ ج ۲)

ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی۔ انہیں ابو نصر فقیہ نے انہیں محمد بن نصر نے اور ابراہیم بن علی نے دونوں نے کہا ہمیں یحییٰ بن یحییٰ نے خبر دی انہیں خالد بن عبد اللہ نے انہیں خالد حذاء نے انہیں ابو قلابہ نے انھوں نے مالک رضی بن حویرث کو دیکھا کہ جب انھوں نے نماز کے لیے تکبیر کہی تو آپ رضی نے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر جب رکوع کا قصد کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تب بھی دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے (اس حدیث میں بھی کَانَ یَفْعَلُ ہو جو ہے) جو ماضی استمراری ہے کہ آپ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے

۱۱/۲ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ اَنْبَأَ اَبُو الْحَسَنِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْعَنَزِیُّ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ ثَنَا زَائِدَةُ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَیْبِ نِ الْجَرْمِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ اَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَیْفَ یُصَلِّیْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ قَامَ وَكَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ وَذَكَرَ الْحَدِیْثَ وَقَالَ فِیْ اٰخِرِهٖ ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِزَمَانٍ فِیْهِ بَرْدٌ فَرَاَیْتُ النَّاسَ

ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابو الحسن احمد بن محمد عنزی نے انہیں عثمان بن سعید نے انہیں عبد اللہ بن رجاء نے انہیں زائدہ نے انہیں عاصم بن کلیب جرمی نے انھوں نے کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو ضرور دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز ادا کرتے ہیں۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا آپ کھڑے ہوتے تکبیر کہی اور رفع یدین کی پھر باقی حدیث ذکر کی اس کے آخر میں ہے کہ پھر میں سخت سردی کے موسم میں

عَلَيْهِمْ جُلَّ الثِّيَابِ تَحَرَّكُ أَيْدِيهِمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فِي الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الْبَرَانِسِ ۔

(ص ۲۸ ج ۲)

آیا۔ اور لوگوں کو دیکھا بہت بڑے کپڑے پہنے ہوئے ۔ (اس کے باوجود) کپڑوں کے اندر ان کے ہاتھ رفع یدین کے لیے حرکت کرتے تھے۔ اور سفیان بن عیینہ نے عاصم سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں پھر سردیوں کے موسم میں ان کے پاس آیا تو میں نے دیکھا وہ چادروں کے نیچے سے رفع یدین کرتے تھے ۔

۱۳/۴۳ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بِشْرَانَ الْعَدْلُ بِبَغْدَادَ أَنْبَأَ أَبُو جَعْفَرٍ الرَّزَّازُ أَنْبَأَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَاكِرٍ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ قَالَ أَبُو عُثْمَانَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ وَرَفَعَهُمَا فَكَبَّرَ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ۔ (ص ۲۸ ج ۲)

ہمیں علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے خبر دی بغداد میں انہیں ابو جعفر رزاز نے انہیں جعفر بن محمد بن شاکر نے انہیں عفان نے انہیں ہمام نے انہیں محمد بن جحادہ نے انہیں عبدالجبار بن وائل اور ان کے مولیٰ نے ان دونوں نے اپنے باپ وائل بن حجر رضؓ سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدیں طور دیکھا کہ آپؐ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی۔ اس کے بعد سیدھا ہاتھ اُلٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپؐ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کر دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہی۔ اس کے بعد رکوع میں گئے۔ اور بحالتِ قیام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ کر رفع یدین کیا۔ اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا ۔

۴۳ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ الْعَدْلُ بِبَغْدَادَ أَنْبَأَ إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْبَزَّازُ قَالَا ثَنَا سَعْدَانُ بْنُ نَصْرٍ الْمُخَرِّمِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (ص ۶۹ ج ۲)

ہمیں ابو الحسین بن بشران العدل نے بغداد میں خبر دی انہیں اسمٰعیل بن محمد صفار اور ابو جعفر محمد بن عمرو رزاز دونوں نے کہا ہمیں سعدان بن نصر مخرمی نے خبر دی انہیں سفیان بن عیینہ نے انہیں زہری نے انہیں سالم نے ان کو ان کے باپ (عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب آپ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کانوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

۴۴ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ أَنْبَأَ الْحَسَنُ بْنُ حَلِيمٍ الْمَرْوَزِيُّ ثَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ ثَنَا عَبْدَانُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ (ح وَأَخْبَرَنَا) أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أَنْبَأَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْدَانَ بِمَرْوَ وَاللَّفْظُ لَهُ أَنْبَأَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ هِلَالٍ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبُنَانِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنْبَأَ يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ قَالَ وَكَانَ يَفْعَلُ

ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی۔ انہیں حسن بن حلیم مروزی نے انہیں ابو موجہ انہیں عبدان نے انہیں عبداللہ نے (دوسری سند) ہمیں ابو عبداللہ نے خبر دی انہیں بکر بن محمد بن حمدان نے مرو جگہ میں اور لفظ ان ہی کے ہیں۔ انہیں ابراہیم بن ہلال نے انہیں علی بن ابراہیم بنانی نے انہیں عبداللہ بن مبارک نے انہیں یونس بن یزید ایلی نے۔ انہیں زہری نے انہیں سالم بن عبداللہ نے انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز میں کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اسی طرح جب رکوع کے لیے اللہ اکبر

ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ

(ص ۶۹ ج ۲)

کہتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے (رفع الیدین) کرتے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے اور سجدوں کے درمیان ایسا نہ کرتے۔

قَالَ وَكَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ فِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالتَّطَوُّعِ وَالْعِيْدَيْنِ وَالْجَنَائِزِ (ص ۶۹ ج ۲)

اور اُس نے کہا کہ عبداللہ بن مُبارک پانچوں نمازوں، نوافل عیدین اور جنازہ میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

۱۵/۴۶ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ أَنْبَأَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بِشْرٍ شُعَيْبُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيْرَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ رَبَّنَا

ہمیں محمد بن عبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے انہیں احمد بن مہدی نے انہیں ابو یمان حکم بن نافع نے انہیں ابو بشر شعیب بن دینار نے انہیں ابو حمزہ نے انہیں محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زُہری نے انہیں سالم بن عبداللہ نے انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیا۔ اور رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا۔ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا رَبَّنَا وَلَكَ .. الْحَمْدُ۔

اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ

(ص ۷۰ ج ۲)

(یعنی رفع یدین نہیں کرتے تھے)

۱۶/۷ اَخْبَرَنَا اَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ اَنْبَاَ اَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ نِ الصَّفَّارُ ثَنَا جُبَيْدُ بْنُ شَرِيْكٍ وَابْنُ مِلْحَانَ قَالَا ثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ

(ص ۷۰ ج ۲)

ہمیں ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے خبر دی انہیں احمد بن عبید صفار نے انہیں عُبَید بن شریک اور احمد بن ملحان نے ان دونوں نے کہا ہمیں یحییٰ بن بکیر نے انہیں لیث نے انہیں عُقیل نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم بن عبداللہ نے انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ہمیشہ اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تب بھی ایسا ہی کرتے۔ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے۔ تو ایسا نہ کرتے یعنی سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے۔

۱۸/۷ اَخْبَرَنَا اَبُو عَمْرٍو نِ الْاَدِيْبُ اَنْبَاَ اَبُوْ بَكْرِ نِ الْاِسْمَاعِيْلِيُّ اَنْبَاَ اَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ السِّمْنَانِيُّ ثَنَا نَصْرُ ابْنُ عَلِيِّ نِ الْجَهْضَمِيُّ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْاَعْلٰى ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى اَنْبَاَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ

ہمیں ابو عمرو ادیب نے خبر دی انہیں ابوبکر اسمٰعیلی نے انہیں ابو حسین عبداللہ بن محمد سمنانی نے انہیں نصر بن علی جہضمی نے انہیں عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے انہیں عبداللہ نے انہیں نافع نے انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع یدین کرتے۔ اور جب رکوع میں جاتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ

رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(ص ۷۰ ج ۲)

اٹھتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تب بھی رفع یدین کرتے۔ اور ابن عمرؓ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۸/۷۹ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا أَيُّوبُ ثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (ص ۷۰ ج ۲)

ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہیں محمد بن اسحاق صغانی نے انہیں عفان نے انہیں حماد بن سلمہ نے انہیں ایوب نے انہیں نافع نے انہیں ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۱۹/۸۰ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْعَلَوِيُّ أَنْبَأَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْحَافِظُ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَزِينٍ السُّلَمِيُّ أَبُو الْعَبَّاسِ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا اسْتَوٰى قَائِمًا مِنْ رُكُوعِهِ حَذْوَ

ہمیں ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے انہیں احمد بن محمد بن حسن حافظ نے انہیں احمد بن یوسف سلمی نے انہیں عمر بن عبداللہ بن رزین سلمی ابوالعباس نے انہیں ابراہیم بن طہمان نے انہیں ایوب بن ابی تمیمہ اور موسیٰ بن عقبہ نے انہیں نافع نے انہوں نے ابن عمرؓ کے متعلق بتایا کہ وہ ہمیشہ جب نماز شروع کرتے اور رکوع کرتے اور رکوع سے سیدھے کھڑے ہو جاتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

مَنْكِبَيْهِ وَيَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (ص ۱۷، ج ۲)

وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

۸۱ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَمْرٍو وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْاَدِيْبُ أَنْبَأَ أَبُوْ بَكْرِ نِ الْإِسْمَاعِيْلِيُّ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبِ نِ الدِّيْنَوَرِيُّ وَأَحْمَدُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ قَالَا ثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ وَقَالَ الدِّيْنَوَرِيُّ إِسْحَاقُ ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدِ نِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ رَأَيْتُ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ هٰكَذَا

(ص ۱۷، ج ۲)

ہمیں ابو عمرو و محمد بن عبد اللہ ادیب نے خبر سنائی انھیں ابو بکر اسماعیلی نے انہیں عبد اللہ بن وہب دینوری اور احمد بن محمد بن عبد الکریم نے دونوں نے کہا ہمیں ابو بشر اسحاق بن شاہین نے اور دینوری نے کہا اسحاق بن ابی عمران واسطی نے انہیں خالد بن عبد اللہ نے انہیں خالد حذاء نے انہیں ابو قلابہ نے انھوں نے کہا میں نے مالک بن حویرث رض کو دیکھا انھوں نے جب نماز پڑھی تو اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کی اور (اسی طرح) جب رکوع کا ارادہ کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کی اور ہمیں حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

۸۲ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُمَرَ ابْنِ بُرْهَانَ وَأَبُو الْحَسَنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ وَأَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ السُّكَّرِيُّ بِبَغْدَادَ قَالُوْا أَنْبَأَ إِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الصَّفَّارُ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ حَارِثِ نِ الْهُجَيْمِيُّ الْبَصْرِيُّ

ہمیں ابو عبد اللہ حسین بن عمر بن برہان اور ابو الحسن بن فضل قطان اور ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار سکری نے بغداد میں انھوں نے کہا ہمیں اسماعیل بن محمد صفار نے ہمیں حسن بن عرفہ نے انہیں خالد بن حارث ہجیمی بصری نے انہیں سعید بن ابی عروبہ نے

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ عَرُوْبَةَ قَالَ أَنْبَأَنَا قَتَادَةُ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ صَلٰوةٍ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ (ص ۱، ج ۲)

انہیں قتادہ نے انہیں نصر بن عاصم نے انہیں مالک بن حویرث رض نے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

۲۲/۸۳ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ بِبَغْدَادَ أَنْبَأَ أَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو نِ الرَّزَّازُ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَاكِرٍ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ ابْنِ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيْهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ قَالَ أَبُوْ عُثْمَانَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ يَعْنِيْ رَفَعَ الْيَدَيْنِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ وَرَفَعَهُمَا فَكَبَّرَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ (ص ۱، ج ۲)

ہمیں ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں خبر دی۔ انہیں ابو جعفر محمد بن عمرو رزاز نے انہیں جعفر بن محمد بن شاکر نے انہیں عفان نے انہیں ہمام نے انہیں محمد بن جحادہ نے انہیں عبد الجبار بن وائل نے انہیں علقمہ بن وائل اور ان کے مولی نے ان دونوں نے اپنے باپ وائل بن حجر رض سے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدیں طور دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا پھر آپ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد میں رکوع میں گئے۔ اور بحالت قیام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ کر رفع یدین کیا۔ اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔

۲۳/۸۴ - أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ أَنْبَأَ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ الضَّبِّيُّ ثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ كَيْفَ يُصَلِّي فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ مِنْ وَجْهِهِ ذٰلِكَ الْمَوْضِعَ فَلَمَّا جَلَسَ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَاحِدَةً وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ (ص ۷۲، ج ۲)

ہمیں ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے خبر دی انہیں احمد بن عبید صفار نے انہیں عثمان بن عمر ضبی نے انہیں مسدد نے انہیں عبدالواحد یعنی ابن زیاد نے انہیں عاصم بن کلیب نے انہیں ان کے باپ نے انہیں وائل بن حجر حضرمی رض نے بتایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں گا آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں تو آپ کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں کے برابر پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا۔ پھر جب رکوع کا قصد کیا تو کندھوں کے برابر رفع یدین کی اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے پھر جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا۔ جب سجدہ کیا تو ہاتھوں کو اسی مقام پر رکھا۔ پھر بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا۔ اور داہنی کہنی کے کنارے کو داہنی ران پر رکھا۔ اور دو انگلیوں کو بند کر لیا (یعنی چھنگلیا کو اور اس کے پاس والی کو یعنی خنصر اور بنصر کو) اور حلقہ باندھا وسطی اور انگوٹھے کا اور کلمے کی سبابہ انگلی سے اشارہ کیا۔

۲۴/۸۵ - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ

ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہیں ابوالحسن محمد بن سنان قزاز بصری نے بغداد میں انہیں ابوعاصم نے انہیں عبدالحمید بن جعفر نے

بَعْدَ ادَتْنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیَّ فِیْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْقَتَادَةَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِیٍّ فَقَالَ اَبُوْحُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیُّ اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا مَاکُنْتَ اَکْثَرَنَا لَهٗ تَبَعًا وَّلَا اَقْدَمَنَا لَهٗ صُحْبَةً قَالَ: بَلٰی: قَالُوْا: فَاعْرِضْ عَلَیْنَا قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَقِرَّ کُلُّ عُضْوٍ مِّنْهُ فِیْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ یَقْرَاُ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَیَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ یَرْکَعُ وَیَضَعُ رَاحَتَیْهِ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ ثُمَّ یَعْتَدِلُ وَلَا یَنْصِبُ رَاْسَهٗ وَلَا یُقْنِعُ ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ فَیَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ حَتّٰی یَعُوْدَ کُلُّ عَظْمٍ مِّنْهُ اِلٰی مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ یَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَکْبَرُ: ثُمَّ یَهْوِیْ اِلَی الْاَرْضِ فَیُجَافِیْ یَدَیْهِ

انہیں محمد بن عمرو بن عطاء نے انھوں نے کہا میں نے ابوحمید ساعدی رضہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ رضہ کی موجودگی میں کہتے سنا ان میں ابوقتادہ حارث بن ربعی رضہ بھی تھے۔ حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ انھوں نے کہا تم ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرتے تھے۔ اور نہ ہی ہم سے پہلے آپؐ کی صحبت میں آئے۔ آپؓ نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ انھوں نے کہا اچھا بیان کرو۔ ابوحمید رضہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے پھر اللہ اکبر کہتے یہاں تک ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر قرار پاتی پھر آپ قراءۃ شروع کرتے پھر تکبیر کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور رکوع کرتے۔ اور دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ اور پیٹھ سیدھی کرتے اور سر کو پیٹھ کے برابر کرتے) نہ جھکاتے نہ اونچا کرتے۔ پھر سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے اصلی مقام پر آ جاتی۔ پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکتے۔ تو دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے جدا

عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ اِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَعُوْدُ ثُمَّ يَرْفَعُ فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ثُمَّ يَثْنِيْ بِرِجْلِهٖ فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا مُعْتَدِلًا حَتّٰى يَرْجِعَ اَوْ يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ مَوْضِعَهٗ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا فَعَلَ اِذَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِيْ بَقِيَّةِ صَلٰوتِهٖ حَتّٰى اِذَا كَانَ فِي السَّجْدَةِ الَّتِيْ فِيْهَا التَّسْلِيْمُ اَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ فَقَالُوْا جَمِيْعًا: صَدَقَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ص ۲۷ ج ۲)

رکھتے، پھر سجدے سے سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اور سجدہ کے وقت انگلیوں کو کھلا رکھتے، پھر دوسرا سجدہ کرتے اور اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے یہاں تک ہر ہڈی اپنے اصلی مقام پر آ جاتی۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع الیدین کرتے جیسے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔ پھر اسی طرح باقی نماز میں کرتے۔ یہاں تک کہ جب اخیر سجدے سے فارغ ہوتے جس کے بعد سلام ہوتا ہے۔ اپنا بایاں پاؤں نکالتے اور اپنے بائیں پہلو پر تورک کی حالت میں بیٹھتے۔ تمام صحابہؓ نے تصدیق کی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

$\frac{۲۵}{۸۶}$ - اَخْبَرَنَاهُ اَبُوْحَازِمٍ نِ الْحَافِظُ اَنْبَاَ اَبُوْاَحْمَدَ الْحَافِظُ اَنْبَاَ اَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ الثَّقَفِيُّ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا ثَنَا اَبُوْعَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَنِيْ فُلَيْحٌ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ اجْتَمَعَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ

ہمیں ابو حازم حافظ نے خبر دی انہیں ابو احمد حافظ نے خبر دی انہیں ابو العباس محمد بن اسحاق ثقفی نے خبر دی۔ انہیں عبداللہ بن سعید اور محمد بن رافع نے دونوں نے کہا ہمیں ابو عامر عبدالملک بن عمرو بن فُلیح نے انہیں عباس بن سہل نے انہوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہؓ، ابو حمیدؓ، ابو اُسیدؓ اور

وَاَبُوْ حُمَيْدٍ وَاَبُوْ اُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ فَذَكَرُوْا صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ: اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَاَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ وَلَمْ يُصَبِّ رَاْسَهٗ وَلَمْ يُقْنِعْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَاسْتَوٰى قَائِمًا حَتّٰى اَخَذَ كُلُّ عَظْمٍ مَوْضِعَهٗ ثُمَّ سَجَدَ وَاَمْكَنَ جَبْهَتَهٗ وَاَنْفَهٗ وَنَحّٰى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَاَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنٰى عَلٰى قِبْلَتِهٖ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَيَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ ۔ (ص ۲ ، ۳ ج ۲)

سہل بن سعدؓ جمع ہوئے۔ انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے تکبیر کہی اور رفع یدین کی پھر جب رکوع کے لیے تکبیر کہی تو بھی رفع یدین کی۔ پھر رکوع کیا۔ پھر پکڑنے کے انداز میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ اور ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھا۔ اور سر کو پیٹھ کے برابر رکھتے) نہ جھکاتے نہ اونچا کرتے۔ پھر (رکوع سے سر اٹھایا) اور رفع الیدین کیا۔ آپ سیدھے کھڑے ہوگئے۔ یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے اصل مقام پر واپس آگئی۔ پھر سجدہ کیا اور پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھا اور ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھا اور ہتھیلیوں کو مونڈھوں کے برابر رکھا۔ یہاں تک کہ سجدے سے فارغ ہوئے پھر آپؐ بیٹھے اور بائیں پاؤں کو پھیلایا اور دائیں کے منہ کو قبلہ کی طرف کیا۔ اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا اور انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

٦٦ - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ

ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار زاہد نے اپنی کتاب سے لکھوایا۔ ابو اسمٰعیل محمد

الزاهد إملاءً من أصل كتابه قال
قال أبو إسماعيل محمد بن إسماعيل
السلمي صليت خلف أبي النعمان
محمد بن الفضل فرفع يديه حين
افتتح الصلوة وحين ركع وحين رفع
رأسه من الركوع فسألته عن ذلك
فقال صليت خلف حماد بن زيد فرفع
يديه حين افتتح الصلوة وحين
ركع وحين رفع رأسه من الركوع
فسألته عن ذلك فقال صليت خلف
أيوب السختياني وكان يرفع يديه
إذا افتتح الصلوة وإذا ركع وإذا رفع
رأسه من الركوع فسألته فقال رأيت
عطاء بن أبي رباح يرفع يديه إذا افتتح
الصلوة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من
الركوع فسألته فقال صليت خلف
عبد الله بن الزبير فكان يرفع يديه
إذا افتتح الصلوة وإذا ركع وإذا رفع
رأسه من الركوع فسألته فقال عبد الله
بن الزبير صليت خلف أبي بكر الصديق
رضي الله عنه فكان يرفع يديه إذا

بن اسمٰعیل سلمی نے کہا میں نے ابی نعمان محمد بن فضل کے پیچھے نماز
پڑھی۔ تو انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت
اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا میں نے ان سے
اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے حماد بن زید کے پیچھے
نماز پڑھی تو انھوں نے نماز شروع کرتے وقت اور رکوع
جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا
میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ تو انھوں نے کہا میں نے
ایوب سختیانی کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ شروع نماز کے
وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین
کیا کرتے تھے میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا، تو انھوں
نے کہا میں نے عطاء بن ابی رباح کو دیکھا وہ نماز شروع کرتے
وقت اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین
کیا کرتے تھے میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ تو انھوں نے کہا
میں نے عبد اللہ بن زبیر کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز شروع
کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے
وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا
تو عبد اللہ بن زبیرؓ نے کہا میں نے ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی
وہ شروع نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر
اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، اور حضرت ابو بکرؓ نے
فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی وہ
شروع نماز میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت

اُفْتُتِحَ الصَّلٰوةَ وَ اِذَا رَكَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ :

رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ (ص ۷۳ ج ۲)

رفع یدین کیا کرتے تھے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس حدیث سے صرف رفع یدین کا ثبوت ہی نہیں ملتا، بلکہ ابوبکر صدیق رضی جیسا جلیل القدر اور حضور کا یارِ غار ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنے والا نقل کر رہا ہے۔ جس سے متنازعہ فیہ رفع یدین کے دوام میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

(تحقیق الراسخ ص ۸۲، سبکی ص ۶)

۲۷ (وَاَخْبَرَنَا) اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ثَنَا الْاِمَامُ اَبُوْبَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ اَيُّوْبَ اَنْبَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْجَعْفَرِنِ الْكَيْلِيْنِيُّ الْحَافِظُ ثَنَا سَلَمَةُ ابْنُ شُعَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ يَقُوْلُ اَخَذَ اَهْلُ مَكَّةَ الصَّلٰوةَ مِنَ ابْنِ جُرَيْجٍ وَاَخَذَ ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ عَطَاءٍ وَاَخَذَ عَطَاءٌ مِنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَخَذَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَزَادَ فِيْهِ وَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جِبْرِيْلَ وَاَخَذَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَكَانَ

ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں امام ابوبکر احمد بن اسحاق بن ایوب نے انہیں محمد بن صالح بن عبداللہ ابوجعفر کیلینی حافظ نے انہیں سلمہ بن شعیب نے انھوں نے کہا میں نے امام عبدالرزاق کو سنا۔ کہتے تھے اہلِ مکہ نے نماز ابن جریج سے سیکھی اور ابن جریج نے عطاء سے اور عطاء نے ابن زبیر رض سے اور ابن زبیر رض نے ابوبکر صدیق رض سے اور ابوبکر صدیق رض نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اور ہمیں حدیث سنائی احمد بن حنبل رض نے انہیں عبدالرزاق نے اور اس میں یہ لفظ زائد ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جبرئیل ع سے لی اور جبرئیل ع نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے، اور امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ:-

ابن جریج رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

ابن جریج یرفع یدیہ۔

۸۸/۸۹ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ ثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ نِ الْحَافِظُ وَأَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي الْأَسَدِيَّانِ بِهَمَدَانَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دِيزِيلَ الْهَمَدَانِيُّ ثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا الْحَكَمُ قَالَ رَأَيْتُ طَاوُسًا كَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ وَعِنْدَ رُكُوعِهِ وَعِنْدَ رَفْعِهِ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَسَأَلْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ إِنَّهُ يُحَدِّثُ بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ قَالَ الْحَدِيثَانِ كِلَاهُمَا مَحْفُوظَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَرَأَى أَبَاهُ فَعَلَهُ وَرَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ص ۷۴ ج ۲)

(بیہقی ص ۷۴)

ہمیں محمد بن عبد اللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابو جعفر احمد بن عبید حافظ اور ابو القاسم عبد الرحمٰن بن حسن قاضی اسدی ہیں دونوں نے ہمدان میں انہیں ابراہیم بن حسین بن دیزیل ہمدانی نے انہیں آدم بن ابو ایاس نے انہیں شعبہ نے انہیں حکم نے انھوں نے کہا میں نے طاؤس کو دیکھا انھوں نے اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کی (اسی طرح) رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت (بھی) رفع یدین کی۔ میں نے طاؤس کے ساتھیوں میں سے ایک سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔

ابو عبد اللہ حافظ کہتے ہیں کہ دونوں حدیثیں محفوظ ہیں (۱) ابن عمرؓ عن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور (۲) ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیونکہ ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کرتے دیکھا اسی طرح اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی دیکھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔

۸۹/۹۰ - أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ وَأَبُوْ سَعِيدِ

ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابی

بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو قَالَا ثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوْبَ ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْفَضْلِ الْھَاشِمِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَیَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِکَ اِذَا قَضٰی قِرَاءَتَہٗ وَاَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَیَصْنَعُہٗ اِذَا فَرَغَ مِنَ الرُّکُوْعِ وَلَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ وَھُوَ قَاعِدٌ وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ کَذٰلِکَ وَکَبَّرَ۔

وَقَدْ رَوَیْنَا ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ص ۴، ج ۲)

عمرو اور انہیں ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہیں بحر بن نصر نے انہیں عبد اللہ بن وہب نے انہیں ابن ابی زناد نے انہیں موسیٰ بن عقبہ نے انہیں عبد اللہ بن فضل ہاشمی نے انہیں عبد الرحمٰن اعرج نے انہیں عبید اللہ بن ابی رافع نے انہیں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ اور اسی طرح جب قراءت سے فارغ ہوتے اور رکوع کا ارادہ کرتے۔ تو اسی طرح رفع یدین کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسے ہی رفع یدین کرتے۔ اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔ اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو بھی رفع یدین کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔

اور یہ حدیث رفع یدین والی ہم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔

۹۱ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِیٍّ الرُّوْذْبَارِیُّ اَنْبَاَ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ دَاسَۃَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ دَاؤُدَ ثَنَا ابْنُ الْمُصَفّٰی الْحِمْصِیُّ ثَنَا بَقِیَّۃُ ثَنَا الزُّبَیْدِیُّ عَنِ

ہمیں ابو علی روزباری نے خبر دی انہیں ابو بکر بن داسہ نے انہیں ابو داؤد نے انہیں ابن مصفی حمصی نے انہیں بقیہ نے انہیں زبیدی

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَهُمَا كَذٰلِكَ فَيَرْكَعُ ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتّٰى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ

نے انہیں زہری نے انہیں سالم نے انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر رکوع کے وقت بھی ہاتھ اُٹھاتے پھر جب رکوع سے پیٹھ اُٹھاتے تو بھی مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے اور رکوع سے قبل ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پوری ہو

۹۲/۲۱ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ أَنْبَأَ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ أَنْبَأَ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيُّ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ فَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ

ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے انہیں احمد بن ابراہیم نے انہیں ابن بکیر نے انہیں لیث نے انہیں ابن ابی حبیب نے انہیں محمد بن عمرو بن حلحلہ نے انہیں محمد بن عمرو بن عطاء نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ چل نکلا۔ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز تم سب سے زیادہ یاد ہے۔ میں نے آپ کو دیکھا جب آپ اللہ اکبر کہتے تو ہاتھ مونڈھوں کے برابر کرتے۔ اور جب رکوع کرتے تو ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے پھر پیٹھ برابر کرتے اور راوی نے پوری حدیث ذکر کی۔

۹۳/۳۳۔۔۔ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ وَوَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَالَ هٰكَذَا بِثَوْبِهِ وَاَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَكَبَّرَ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ وَقَعَتْ رُكْبَتَاهُ عَلَى الْاَرْضِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَا كَفَّاهُ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهٗ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَجَافٰى عَنْ اِبْطَيْهِ قَالَ هَمَّامٌ وَاَكْبَرُ عِلْمِيْ اَنَّهٗ فِيْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ فَاِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلٰى فَخِذَيْهِ

(ص ۸۹ - ج ۲)

عبدالجبار بن وائل بن حجر نے اپنے باپ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوئے تو رفع یدین کی اور اللہ اکبر کہا۔ پھر دونوں ہاتھ کپڑے کے اندر کر لیے پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھ نکالے پھر رفع یدین کی اور اللہ اکبر کہا۔ جب سجدے کا ارادہ کیا تو دو زانو گھٹنے ہتھیلیوں سے پہلے زمین پر رکھے۔ جب سجدہ کیا تو پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا اور ہاتھوں کو بغلوں سے دور رکھا۔ ہمام کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق محمد بن جحادہ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ جب آپ اٹھتے تو گھٹنوں کے بل اٹھتے۔ اور رانوں کا سہارا لیتے۔

۹۴/۳۳۔ اَخْبَرَنَا اَبُو الْفَتْحِ هِلَالُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ جَعْفَرٍ الْحَفَّارُ بِبَغْدَادَ اَنْبَاَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَيَّاشٍ اَنْبَاَ عَلِيُّ بْنُ اِشْكَابَ ثَنَا اَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ خَيْثَمَةَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ

ہمیں ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں خبر دی انہیں ابو عبداللہ حسین بن یحییٰ بن عیاش نے انہیں علی بن اشکاب نے انہیں ابو بدر شجاع بن ولید نے انہیں ابو خیثمہ نے انہیں حسن بن حر نے انہیں عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک نے انہیں محمد بن عمرو بن عطاء نے انہیں مالک نے عیاش یا عباس بن سہل ساعدی سے وہ

أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبَّاسٍ أَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلِ نِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَأَبُو حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُمْ تَذَاكَرُوا الصَّلٰوةَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا كَيْفَ؟ قَالَ اتَّبَعْتُ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالُوا فَأَرِنَا قَالَ فَقَامَ يُصَلِّي وَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَبَدَأَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ نَحْوَ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَيْضًا حَتّٰى أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ غَيْرَ مُقْنِعٍ رَأْسَهُ وَلَا مُصَوِّبِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ فَسَجَدَ فَانْتَصَبَ عَلٰى كَفَّيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ ثُمَّ كَبَّرَ فَجَلَسَ فَتَوَرَّكَ إِحْدٰى قَدَمَيْهِ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرٰى

ایک مجلس میں تھے جن میں ان کا باپ بھی تھا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہے۔ مجلس میں ابو ہریرہ رض، ابو اسید رض اور ابو حُمید ساعدی رض بھی شامل تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا تو ابو حمید رض نے فرمایا میں تم سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں۔ انھوں نے پوچھا کیسے؟ فرمایا یہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کی۔ صحابہ رض نے کہا اچھا بھلا ہمیں بھی دکھاؤ پس ابو حُمید نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور دیگر صحابہ رض آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پس آپ نے نماز شروع کی اللہ اکبر کہا اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کی پھر اللہ اکبر کہا پھر رکوع کے لیے اللہ اکبر کہا پھر بھی رفع الیدین کیا حتیٰ کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا اپنے سر کو نہ تو اونچا کیا اور نہ ہی نیچا کیا پھر سر کو رکوع سے اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد کہا پس اپنے ہاتھوں کو بلند کیا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔ سجدہ کی حالت میں آپ ہتھیلیوں گھٹنوں اور پاؤں کے اگلے حصے پر وزن ڈال کر جھکے رہے پھر آپ نے اللہ اکبر کہا پس آپ بیٹھے اور ایک قدم کو بچھایا اور دوسرے کو کھڑے رکھا۔

ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ يَعْنِي فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ ثُمَّ عَادَ فَرَكَعَ الرَّكْعَةَ الْأُخْرَى كَذٰلِكَ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرٍ ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَسَلَّمَ عَنْ شِمَالِهِ أَيْضًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ (ص ۱۰۱ ج ۲)

پھر آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور کھڑے ہوئے۔ پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔ پھر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور جب کھڑے ہونے کا ارادہ کیا اور اللہ اکبر کہا پھر دوسری دو رکعت بھی پڑھیں پھر دائیں طرف السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرا اسی طرح بائیں طرف بھی السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا۔

۳۴/۹۵ - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ قَالَا أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ أَنْبَأَنَا مُسَدَّدٌ أَنْبَأَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَى بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَأَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ فَسَجَدَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ جَلَسَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَمِرْفَقَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى

ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں علی بن حمشاذ اور ابو سعید احمد بن یعقوب ثقفی نے دونوں نے کہا ہمیں محمد بن ایوب نے خبر دی انہیں مسدد نے انہیں خالد بن عبداللہ نے انہیں عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے انھوں نے وائل بن حجرؓ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اللہ اکبر کہا اور کانوں کے برابر رفع یدین کی اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑا۔ جب رکوع کا ارادہ کیا تو رفع یدین کی جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی رفع یدین کی۔ جب آپ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور ان دونوں کے درمیان سجدہ کیا۔ پھر آپ بیٹھے تو بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھا چھنگلیا اور ساتھ والی انگلی کو

ثُمَّ عَقَدَ الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ ثُمَّ حَلَّقَ الْوُسْطٰى بِالْإِبْهَامِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ (ص ۱۳۱ ج ۲)

بند کیا اور پھر درمیان والی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

۳۵/۹۶ أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرٍو بْنُ الْأَدِيبِ أَنْبَأَ أَبُو بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيُّ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ ابْنِ خَالِدٍ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى (ح وَأَخْبَرَنَا) أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحِيرِيُّ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (ص ۱۳۶ ج ۲)

ہمیں ابو عمرو ادیب نے خبر دی۔ انہیں ابوبکر اسمٰعیلی نے انہیں ابراہیم بن یوسف بن خالد نے انہیں حسین بن معاذ نے انہیں عبد الاعلیٰ نے۔

(دوسری سند ہمیں) ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابو الحسن علی بن عیسٰی بن ابراہیم حیری نے انہیں ابراہیم بن ابی طالب نے انہیں اسماعیل بن بشر بن منصور نے انہیں عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ نے انہیں عبید اللہ نے انہیں نافع نے کہ ابن عمرؓ جب نماز میں داخل ہوتے تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔ جب رکوع کرتے تو بھی) رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو بھی رفع یدین کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو بھی رفع یدین کرتے اور حضرت ابن عمرؓ نے مرفوعاً یہ بتایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

۳۶/۹۷ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ ابْنِ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ بِبَغْدَادَ أَنْبَأَ إِسْمٰعِيلُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ شَاكِرٍ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ

ہمیں ابو الحسن محمد بن حسین بن فضل قطان نے بغداد میں خبر دی انہیں اسماعیل بن محمد صفار نے خبر دی انہیں عبد اللہ بن محمد بن شاکر نے خبر دی انہیں ابو اسامہ نے خبر دی انہیں عبد الحمید بن

ابن جعفر ثنا محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حمید یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوۃ استقبل القبلۃ ثم رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم یقول: اللہ اکبر واذا رکع کبر حین یرکع ویرفع یدیہ ثم عدل صلبہ فلم یصوب ولم یقنعہ ثم رفع رأسہ فقال سمع اللہ لمن حمدہ ثم رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم اعتدل حتی جاء کل عضو الی موضعہ معتدلا ثم یفعل فی الرکعۃ الاخری مثل ذلک حتی اذا قام من الرکعتین کبر ورفع یدیہ کما صنع فی ابتداء الصلوۃ حتی اذا کانت السجدۃ التی تکون خاتمۃ الصلوۃ رفع رأسہ منھا وقعد متورکا۔ (ص ۱۰۲، ج ۲)

جعفر نے خبر دی انہیں محمد بن عمرو بن عطاء نے خبر دی کہ میں نے ابو حمید رض کو سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف منہ کرتے۔ پھر مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور پھر اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع یدین کرتے پھر اپنی پیٹھ برابر کی نہ تو اس کو زیادہ جھکایا نہ ہی بلند رکھا۔ پھر اپنے سر کو رکوع سے اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ پھر مونڈھوں کے برابر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک ہر جوڑ اپنی اصلی جگہ پر آ گیا۔ پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کرتے۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوئے تو اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کی جس طرح شروع نماز میں کیا۔ یہاں تک جب آخری سجدہ ہوا جس کے بعد نماز ختم ہوتی ہے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تورک بیٹھے۔

۳۷/۹۸ ۔ اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا محمد بن سنان القزاز ثنا ابو عاصم عن عبد الحمید بن جعفر قال حدثنی محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حمید

ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہیں محمد بن سنان قزاز نے انہیں ابو عاصم نے انہیں عبد الحمید بن جعفر نے انھوں نے کہا مجھے محمد بن عمرو بن عطاء نے حدیث سنائی کہ میں نے ابو حمید ساعدی رض کو رسول اللہ صلی اللہ

السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ الْحَارِثُ ابْنُ رِبْعِيٍّ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَذَكَرَ فِيهِ رَفْعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ قَالَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا فَعَلَ إِذَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي بَقِيَّةِ الصَّلَاةِ ۔

(ص ۱۲۷ ج ۲)

علیہ وسلم کے دس صحابہ رضی کی موجودگی میں سنا ان میں ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی بھی تھے۔ ابو حمید نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ راوی نے پوری حدیث ذکر کی اور اس میں ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت مونڈھوں کے برابر رفع یدین کی۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوئے تو بھی رفع یدین کی جس طرح نماز شروع کرنے کے وقت کیا تھا۔ پھر اسی طرح آپ نے باقی نماز میں کیا۔

۳۸/۹۹ - أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ أَنْبَأَ أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَصْرِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

ہمیں ابو طاہر فقیہ نے خبر دی انہیں ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے انہیں محمد بن عبد الوہاب نے انہیں سلیمان بن داؤد ہاشمی نے انہیں عبد الرحمٰن بن ابی زناد نے انہیں موسیٰ بن عقبہ نے انہیں عبد اللہ بن فضل ہاشمی نے انہیں عبد الرحمٰن اعرج نے انہیں عبید اللہ بن ابو رافع نے انہیں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابو طالب نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو

الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُهُ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ ۔ (ص ۱۲۷، ج ۱)

اللہ اکبر کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ اور اسی طرح کرتے جب قرأت پوری کرتے اور رکوع کرنے کا ارادہ کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا ہی کرتے نماز میں بیٹھنے کی حالت میں رفع یدین نہ کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اسی طرح رفع یدین کرتے۔

(۹) مسند الحمیدی

(ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی وفات ۲۱۹ھ)

۱/۱۰۰ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَاقِدٍ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ ۔

(ص ۲۷۷ ج ۲)

ہمیں امام حمیدی نے خبر دی انہیں ولید بن مسلم نے انھوں نے کہا میں نے زید بن واقد کو سنا وہ نافع سے حدیث بیان کرتے تھے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب کسی آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے۔ اور وہ رفع یدین نہ کرتا۔ تو آپؓ اسے کنکریاں مارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ رفع یدین کرتا۔

۲/۱۰۱ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

حدیث بیان کی ہمیں حمیدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں عاصم بن کلیب الجرمی نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے سنا کہ انھوں نے کہا

اُفْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَأَيْتُهُ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ أَضْجَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَبَسَطَهَا وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَبَسَطَهَا وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَدَعَا هٰكَذَا وَنَصَبَ الْحُمَيْدِيُّ السَّبَّابَةَ قَالَ وَائِلٌ: ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ ثَمَّ فِي الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الْبَرَانِسِ (ص ۳۹۲ ج ۲)

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو رفع یدین کی اور جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کی اور میں نے دیکھا کہ جب آپ بیٹھے نماز میں تو بائیں قدم کو بچھا لیا اور دائیں کو کھڑا کیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور دو انگلیوں کو بند کیا اور حلقہ بنایا اور دعا پڑھی اسی طرح حمیدی نے اشارہ سے سمجھایا حضرت وائل رض کہتے ہیں کہ میں پھر سردیوں میں آیا تو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کپڑوں کے اندر اٹھاتے تھے۔

۱۰۔ مسند ابی عوانۃ

(ابی عوانۃ یعقوب بن اسحاق مرائینی المتوفی ۳۱۶ ھ)

۱۰۲/۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَيُّوبَ الْمُخَرِّمِيُّ وَسَعْدَانُ بْنُ نَصْرٍ وَشُعَيْبُ بْنُ عَمْرٍو فِي آخَرِينَ قَالُوا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا

ہمیں عبداللہ بن ایوب مخرمی، سعدان بن نصر، اور شعیب بن عمرو نے حدیث سنائی انہیں سفیان بن عیینہ نے انہیں زہری نے انہیں سالم نے انہیں ان کے باپ نے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ جب نماز شروع

وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا كَمَا قَالَ بَعْضُهُمْ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ۔

(ص ۹۰ ج ۲)

کرتے، اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرتے۔ بعض راویوں نے کہا کہ سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرتے اور دونوں کا معنیٰ ایک ہی ہے۔

۲/۱۰۳ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ قَالَ ثَنَا الشَّافِعِيُّ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔

(ص ۹۱ ج ۲)

ہمیں ربیع نے انہیں شافعی رح نے انہیں مالک رح نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم نے اس نے اپنے باپ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور سجدوں میں ایسا نہ کرتے۔

۳/۱۰۴ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ (ص ۹۱ ج ۲)

ہمیں اسحاق بن ابراہیم صنعانی نے خبر دی انہیں عبدالرزاق نے انہیں ابن جریج نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم نے انہیں ابن عمر رض نے آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ہمیشہ مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے پھر آپ اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کیا کرتے تھے جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

۴/۱۰۵ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ ابْنِ سَافِرِيٍّ وَأَحْمَدُ بْنُ أَبُو الْوَلِيدِ الْفَحَّامُ قَالَا ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ أَنبَأَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ وَعُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (ص ۹۲ ج ۲)

ہمیں ابو محمد یحییٰ بن اسحاق بن سافری اور احمد بن ولید فحام نے حدیث سنائی ان دونوں نے کہا ہمیں زکریا بن عدی نے انہیں ابن مبارک نے انہیں یونس، معمر، عبیداللہ بن عمر اور محمد بن ابی حفصہ نے حدیث سنائی انہیں زہری نے انہیں سالم نے انہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رُکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے اور دو سجدوں کے درمیان ایسا نہ کرتے۔

۵/۱۰۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ ابْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا۔ (ص ۹۴ ج ۲)

حدیث بیان کی ہمیں مسلم بن حجاج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن یحییٰ نے خبر دی انہیں خالد بن عبداللہ نے انہیں خالد نے انہیں ابو قلابہ نے کہ انھوں نے مالک بن حویرث کو دیکھا کہ جب انھوں نے نماز پڑھی، اللہ اکبر کہا پھر رفع یدین کی پھر جب رکوع کا ارادہ کیا اور رکوع سے سر اٹھایا۔ تو بھی رفع یدین کی اور (مالک بن حُویرث رضی اللہ عنہ) نے حدیث سُنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔

۶/۱۰۷ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى قَالَ ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيُّ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ

ہمیں بشر بن موسیٰ نے خبر دی انہیں حمیدی نے انہیں معاذ بن ہشام دستوائی نے انہیں ان کے باپ نے انہیں قتادہ نے انہیں نصر بن عاصم لیثی نے انہیں

اللَّيْثِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حِيَالَ أُذُنَيْهِ وَرُبَّمَا قَالَ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ فَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

(ص ۴۹ ج ۲)

مالک بن حویرثؓ نے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں داخل ہوتے تو ہمیشہ کانوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کیا کرتے یعنی کانوں کے برابر رفع یدین کرتے۔

۱۰۸ حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ابْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ وَأَبُو الْوَلِيدِ (ح وَحَدَّثَنَا) أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ هٰذَا لَفْظُ أَبِي قِلَابَةَ۔

(ص ۹۴ ج ۲)

ہمیں ابوقلابہ نے حدیث سنائی۔ انہیں عبدالصمد بن عبدالوارث اور ابوالولید نے (دوسری سند) ہمیں ابوامیہ نے حدیث سنائی انہیں ابوالولید نے ان دونوں کو شعبہ نے انہیں قتادہ نے انہیں نصر بن عاصم نے انہیں مالک بن حویرث نے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع یدین کرتے۔

۱۰۹ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الصَّائِغُ وَعُثْمَانُ بْنُ خُرَّزَاذَ وَالصَّغَانِيُّ قَالُوا ثَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ

ہمیں معاویہ بن صالح اور محمد بن اسمٰعیل صائغ عثمان بن خرزاذ اور صغانی نے خبر دی انھوں نے کہا ہمیں عفان نے انہیں ہمام نے انہیں محمد بن جحادہ نے انہیں عبدالجبار بن وائل نے انہیں علقمہ بن وائل اور ان کے ایک مولیٰ نے ان دونوں نے اپنے باپ

وَمَوْلَىٰ لَهُمْ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ اَبِيْهِ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِى الصَّلَاةِ فَكَبَّرَ وَوَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ اُذُنَيْهِ، ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ، ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَكَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ (ج ۲ ص ۹۰)

وائل بن حجرؓ سے روایت کیا کہ انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوئے تو رفع یدین کی اور تکبیر کہی اور ہمام نے بتایا کہ کانوں کے برابر پھر آپ نے کپڑا لپیٹ لیا۔ پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھوں کو نکالا رفع یدین کی اور اللہ اکبر کہا۔ پھر رکوع کیا جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو (بھی) رفع یدین کی پس جب سجدہ کیا تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

حسین بن مسعود بن الفراء البغوی (المتوفی ۵۱۶ھ)

۱۱۰ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ اَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا اَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوْبِيُّ نَا اَبُوْ عِيْسٰى التِّرْمِذِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّ مُحَمَّدُ
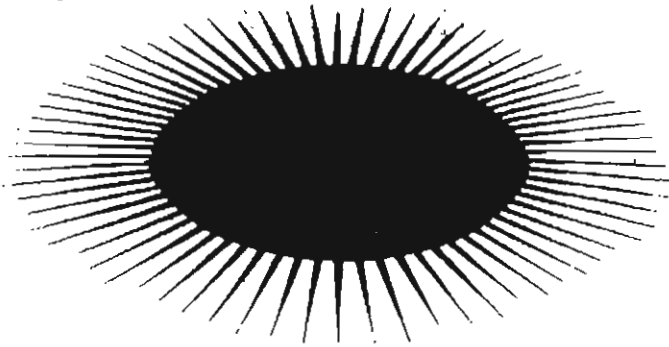
ہمیں ابو عثمان ضبی نے خبر دی انہیں ابو محمد جراحی نے، انہیں ابو عباس محبوبی نے، انہیں ابو عیسٰی ترمذی رہ نے انہیں محمد بن بشار اور محمد

بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، نَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ عَطَاءٍ

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ: أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ يَقُولُ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً وَلَا أَكْثَرَنَا لَهُ إِتْيَانًا! قَالَ بَلَى، قَالُوا: فَاعْرِضْ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ: وَرَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ فَلَمْ يُصَوِّبْ رَأْسَهُ، وَلَمْ يُقْنِعْ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ هَوَى إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا، ثُمَّ قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ جَافَى عَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ

بن مثنی نے ان دونوں کو یحیی بن سعید نے انہیں عبد الحمید بن جعفر نے انہیں محمد بن عمرو بن عطاء نے انھوں نے

ابو حمید ساعدی رض کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ رض کی موجودگی میں کہتے ہوئے سنا ان میں سے ایک ابو قتادہ رض بھی تھے کہ میں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے زیادہ جانتا ہوں انھوں نے کہا! تم صحبت کے لحاظ سے ہم سے مقدم نہیں اور نہ ہی تم ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں تو موجود صحابہ رض نے کہا تم پیش کرو۔ آپ نے کہا: ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر اللہ اکبر کہتے۔ اور رکوع کرتے نہ تو سر کو اونچا کرتے اور نہ جھکاتے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور رفع یدین کرتے۔ پھر سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ ہڈی اپنے اصلی مقام پر آ جاتی۔ پھر سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکتے اور اللہ اکبر کہتے۔ پھر دونوں بازوؤں کو اپنے بغلوں سے دور رکھتے۔ اور دونوں پیروں کی انگلیوں

وَنَتَحَ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ ثَنَّى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلَيْهَا، ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِىْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ هَوٰى سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ثُمَّ ثَنّٰى رِجْلَهٗ وَقَعَدَ وَاعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عُضْوٍ فِىْ مَوْضِعِهٖ، ثُمَّ نَهَضَ ثُمَّ صَنَعَ فِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ صَنَعَ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِىْ تَنْقَضِىْ فِيْهَا صَلَاتُهٗ اَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى شِقِّهٖ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ۔ (ص ۱۲۰، ۱۲۱ ج ۲)

کو کھلا کیا۔ پھر بائیں پیر کو موڑا اور اس پر بیٹھ گئے پھر اعتدال کیا۔ یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنی اصلی جگہ پر آ گیا۔ پھر سجدہ کی طرف جھکے پھر اللہ اکبر کہا پھر اپنے پاؤں کو موڑا اور اس پر بیٹھ گئے اور اعتدال کیا حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر لوٹ آیا۔ پھر آپ اٹھے اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ یہاں تک جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوئے۔ تو کبھی مونڈھوں کے برابر رفع الیدین کی۔ جیسے شروع نماز میں کیا تھا۔ یہاں تک کہ جب آخری رکعت پر پہنچے جس میں نماز پوری ہوتی ہے۔ بایاں پاؤں مؤخر کیا۔ اور تورک بیٹھے پھر سلام پھیرا۔

۲/۱۱۱ اَخْبَرَنَا اَبُو الْحَسَنِ الشِّيْرَزِىُّ اَنَا زَاهِرُ بْنُ اَحْمَدَ، اَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الْهَاشِمِىُّ اَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

ہمیں ابوالحسن شیرزی نے خبر دی انہیں زاہر بن احمد نے، انہیں ابواسحاق ہاشمی نے۔ انہیں ابومصعب نے، انہیں مالک نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم بن عبداللہ نے انہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد

وَكَانَ لَا يَفْعَلُهُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ (ص ۲۰ ج ۳)

۳ ۱۱۲ اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَعْدٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ اَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنِيْ اَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيْسَى بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْجِيْرِيُّ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ بِشْرِ ابْنِ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ اَخْرَجَهُ مُحَمَّدٌ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى۔ (ص ۲۱ ج ۳)

۴ ۱۱۲ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، اَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، اَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ، حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ، نَا بَقِيَّةُ، نَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ

کہا۔ اور سجود میں ایسا نہ کرتے۔

ہمیں ابو سعد احمد بن محمد بن عباس حمیدی نے خبر دی انہیں ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے انہیں ابو الحسن علی بن عیسیٰ بن ابراہیم جیری نے انہیں ابراہیم بن ابی طالب نے انہیں اسماعیل بن بشر بن منصور نے انہیں عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے انہیں عبیداللہ بن عمر نے انہیں نافع نے کہا کہ:

ابن عمرؓ جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے اور ابن عمرؓ نے یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان فرمائی۔ یہ حدیث صحیح ہے اس کو محمد نے عیاش بن ولید سے انہوں نے عبدالاعلیٰ سے بیان فرمایا

ہمیں عمر بن عبدالعزیز نے انہیں قاسم بن جعفر نے انہیں ابو علی لؤلؤی انہیں ابو داؤد نے انہیں محمد بن مصفی نے انہیں بقیہ نے انہیں زبیدی نے انہیں زہری نے انہیں سالم نے انہیں عبداللہ بن عمر نے کہ جب نماز

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهُمَا كَذٰلِكَ، فَرَكَعَ ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُوْدِ وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ (ص ۲۲ ج ۲)

کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ پھر جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے تو بھی رفع یدین کرتے پھر جب پیٹھ رکوع سے اُٹھاتے تو بھی مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ اور رکوع سے پہلے تکبیریں رفع یدین کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کی نماز پوری ہو جاتی۔

۱۱۴ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ أَنَا أَبُوْ عَلِيِّ نِ اللُّؤْلُؤِيُّ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، نَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ. عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّيْ قَالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ہمیں عمر بن عبدالعزیز نے خبر دی انہیں قاسم بن جعفر ہاشمی نے انہیں ابوعلی لؤلؤی نے انہیں ابوداؤد نے انہیں مُسَدَّد نے انہیں بشر بن مُفَضَّل نے انہیں عاصم بن کُلَیب نے انہیں ان کے باپ نے کہ وائل بن حجرؓ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو قصداً دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ آپؓ نے کہا کہ رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذٰلِكَ

صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے قبلہ کی جانب رُخ کیا۔ پس اللہ اکبر کہا اور کانوں کے برابر رفع یدین کیا پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا۔ اسی طرح رفع یدین کیا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھایا اسی طرح رفع یدین کیا۔ پھر جب سجدہ کیا تو اپنے

الْمُنْزَلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَاَيْتُهُ يَقُوْلُ هٰكَذَا، وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْاِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ۔

(ص ۲۶، ۲۷ ج ۳)

سر کو اسی جگہ پر سامنے رکھا۔ پس جب بیٹھے تو بائیں پاؤں کو بچھایا۔ اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور داہنے ہاتھ کی کہنی داہنی ران سے جدا رکھی۔ اور دو انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک حلقہ بنا لیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور میں نے ان کو اس طرح کہتے دیکھا، اور بشر نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنایا اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔

$\frac{6}{115}$ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ، نَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّتَاءِ فَرَاَيْتُ اَصْحَابَهُ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ ثِيَابِهِمْ فِي الصَّلَاةِ (ص ۲۸ ج ۳)

ہمیں محمد بن سلیمان انباری نے خبر دی انہیں وکیع نے انہیں شریک نے انہیں عاصم بن کلیب نے انہیں علقمہ بن وائل بن حجر نے وائل بن حجر رض سے روایت کی کہ: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سردیوں میں آیا۔ تو میں نے آپ کے صحابہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں کپڑوں کے اندر سے رفع یدین کرتے تھے۔

$\frac{7}{116}$ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، اَنَا الْقَاسِمُ ابْنُ جَعْفَرٍ اَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ نِ اللُّؤْلُؤِيُّ، نَا اَبُوْ دَاوٗدَ، نَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ۔

(ص ۲۹ ج ۳)

ہمیں عمر بن عبدالعزیز نے خبر دی انہیں قاسم بن جعفر نے انہیں ابو علی لؤلؤی نے انہیں ابو داؤد نے انہیں حفص بن عمر نے انہیں شعبہ نے انہیں قتادہ نے انہیں نصر بن عاصم نے انہیں مالک بن حویرث نے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے، اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۱۲۔ مصنف عبدالرزاق

۱/۱۱۷ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ (ص ۶۷ ج ۲)

ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی انہیں ابن جریج نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم بن عبداللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ پھر اللہ اکبر کہتے۔ اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔

۲/۱۱۸ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَهُمَا فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ رَفَعَهُمَا وَإِذَا قَامَ مِنْ مَثْنٰى رَفَعَهُمَا، وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ قَالَ: ثُمَّ يُخْبِرُهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: سَمِعْتُ نَافِعًا

عبدالرزاق نے عبداللہ بن عمر سے بیان کیا۔ انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے سالم سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے۔ پھر ان کو خبر دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے نافع کو سنا وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح حدیث بیان کرتے

يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ أُذُنَيْهِ۔ (ص ۶۸ ج ۲)

بقیہ۔ مگر اس میں یہ الفاظ ہیں کہ کانوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۳/۱۱۹ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ أُذُنَيْهِ۔ (ص ۶۸ ج ۲)

عبدالرزاق نے معمر سے خبر دی انھوں نے قتادہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۴/۱۲۰ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حَمْزَةَ مَوْلٰى بَنِيْ أَسَدٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ۔ (ص ۶۹ ج ۲)

عبدالرزاق نے ہشیم سے خبر دی انھوں نے کہا مجھے ابوحمزہ مولیٰ بنی اسد نے خبر دی انھوں نے کہا میں نے ابن عباس رض کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۵/۱۲۱ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: رَأَيْتُ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ۔ (ص ۶۹ ج ۲)

عبدالرزاق نے داؤد بن ابراہیم سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا میں نے وہب بن منبہ کو دیکھا۔ جب نماز کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

---

۱۲۲ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ وَعَبْدَ اللهِ، وَعَبْدَ اللهِ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

(ص ۶۹ ج ۲)

عبدالرزاق نے ابنِ جُریج سے بیان کیا انھوں نے کہا مجھے حسن بن مسلم نے خبر دی انھوں نے کہا میں نے طاؤس کو سُنا ان سے نماز میں رفع یدین کے متعلق پوچھا گیا۔ انھوں نے کہا میں نے عبداللہ، اور عبداللہ اور عبداللہ کو دیکھا نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ یعنی عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو۔

---

۱۲۳ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ: وَفِي التَّطَوُّعِ مِنَ الْيَدَيْنِ مِثْلُ مَا فِي الْمَكْتُوْبَةِ قَالَ نَعَمْ فِي كُلِّ صَلَاةٍ۔

(ص ۷۰ ج ۲)

عبدالرزاق نے ابن جُریج سے بیان کیا کہ میں نے عطاء سے کہا کہ جس طرح فرائض میں رفع یدین کی جاتی ہے۔ کیا اسی طرح نوافل میں بھی کرنی چاہیے؟ آپ نے کہا ہاں ہر نماز میں کرنی چاہیے۔

۱/۱۲۴ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ أَوْ فِي السُّجُودِ (ص ۲۲۹ ج۱)

ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی انہیں مالک نے انہیں زہری نے انہیں سالم نے انہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ جب رکوع کرتے اللہ اکبر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح رفع یدین کرتے اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے یا سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔

۲/۱۲۵ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ أُذُنَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (ص ۲۲۹ ج۱)

ہمیں ابو الولید طیالسی نے خبر دی انہیں شعبہ نے انہیں قتادہ نے انہیں نصر بن عاصم نے انہیں مالک بن حویرث نے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ اکبر کہتے تو کانوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اسی طرح جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۳/۱۲۶ أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، حَدَّثَنِي أَبُو الْبَخْتَرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْيَحْصُبِيِّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُضْرِمِيٍّ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہمیں سہل بن حماد نے خبر دی انہیں شعبہ نے انہیں عمرو بن مرہ نے انہیں ابو البختری نے انہیں عبد الرحمن یحصبی نے انہیں وائل حضرمیؓ نے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب جھکتے اور رکوع

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ إِذَا خَفَضَ وَإِذَا رَفَعَ، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ، وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ. قَالَ: قُلْتُ حَتَّى يَبْدُوَ وَضَحُ وَجْهِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ (ص ۲۲۹ ج ۱)

۴/۱۲۷ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: لِمَ؟ فَمَا كُنْتَ أَكْثَرَنَا لَهُ تَبَعَةً، وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً، قَالَ بَلَى قَالُوا: فَاعْرِضْ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، وَلَا يُصَوِّبُ رَأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَظَنَّ أَبُو عَاصِمٍ أَنَّهُ قَالَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا،

سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے اور دائیں بائیں سلام پھیرتے راوی نے کہا میں نے کہا: یہاں تک کہ چہرے کی چمک نظر آ جاتی انھوں نے کہا ہاں۔

ہمیں ابو عاصم نے خبر دی انہیں عبد الحمید بن جعفر نے انہیں محمد بن عمرو بن عطاء نے انھوں نے کہا میں نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کی موجودگی میں کہتے سنا ان میں سے ایک ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے زیادہ جانتا ہوں انھوں نے کہا کیسے؟ نہ تو تم ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے تھے اور نہ صحبت کے لحاظ سے مقدم تھے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ انھوں نے کہا اچھا تو پیش کرو۔ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب

نماز کے لیے --- کھڑے ہوتے۔ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ جاتی ---

---

--- رکوع میں آپ پیٹھ کو برابر کرتے

ثُمَّ يَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَعُودُ فَيَسْجُدُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ، وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا مُعْتَدِلًا، حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقُومُ فَيَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا فَعَلَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ، حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ أَوِ الْقَعْدَةُ الَّتِي يَكُونُ فِيهَا التَّسْلِيمُ، أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَجَلَسَ مُتَوَرِّكًا عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ، قَالَ: قَالُوا: صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۲۲۵ ج ۱)

۱۲۸/۵ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: قُلْتُ

نہ تو سر کو زیادہ جھکاتے اور نہ ہی زیادہ بلند کرتے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر مونڈھوں کے برابر رفع الیدین کرتے۔ ابو عاصم کا خیال ہے کہ انھوں نے کہا یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے اصلی مقام پر آ جاتی۔ پھر اللہ اکبر کہتے پھر زمین کی طرف جھکتے۔ ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پھر سجدہ کرتے پھر اپنا سر اٹھاتے پھر بایاں پاؤں موڑتے اور اس پر بیٹھ جاتے اور پاؤں کی انگلیاں سجدہ کے وقت کھلی رکھتے پھر دوبارہ سجدہ کرتے اور سجدہ کرنے کے بعد سر اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اور بایاں پاؤں موڑتے اور سیدھے اس پر بیٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے اصلی مقام پر آ جاتی پھر کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔ پس جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو بھی رفع یدین کرتے جس طرح نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔ پھر اسی طرح باقی نماز میں کرتے۔ پھر جب قعدے میں ہوتے جس میں سلام ہے بایاں پاؤں مؤخر کرتے اور بائیں جانب تورک بیٹھ جاتے سب صحابہؓ نے کہا تم نے سچ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

ہمیں معاویہ بن عمرو نے خبر دی انہیں زائدہ بن قدامہ نے خبر دی انہیں عاصم بن کلیب نے انہیں ان کے باپ نے خبر دی کہ وائل بن حجرؓ نے کہا۔ میں رسول اللہ

لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي؟ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَقَامَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى، قَالَ: ثُمَّ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ قَبَضَ ثِنْتَيْنِ، فَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ، فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ، فَرَأَيْتُ عَلَى النَّاسِ جُلَّ الثِّيَابِ يُحَرِّكُونَ أَيْدِيَهُمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ۔

(ص ۲۲۵ ج ۱)

صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرف دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا۔ پس آپ کھڑے ہوئے۔ تو آپ نے اللہ اکبر کہا۔ اور کانوں کے برابر رفع یدین کی اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو پہلے کی طرح رفع یدین کی۔ پس ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا۔ پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کی۔ پھر سجدہ کیا اور دونوں ہتھیلیوں کو کانوں کے برابر کیا۔ پھر بیٹھ گئے پس بایاں پاؤں پھیلایا۔ اور بائیں ہتھیلی کو اپنے ران پر اور بائیں گھٹنے پر رکھا۔ اور دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھا۔ پھر دو انگلیوں کو بند کیا اور حلقہ بنایا پھر انگلی کو اٹھایا۔ میں نے اسے حرکت دیتے ہوئے دیکھا۔ پھر میں سردی کے موسم میں آیا۔ اور لوگوں پر بھاری کپڑے دیکھے اور کپڑوں کے نیچے سے ہی ان کے ہاتھوں کو رفع یدین کے لیے حرکت کرتے ہوئے دیکھا۔

۱۴۔ سُنَن دار قُطنی

۱/۱۲۹ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ ثَنَا

ہمیں ابوبکر نیشاپوری نے حدیث سنائی انہیں

بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ح حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، نَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ فَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ (ص ۲۸۷ ج ۱)

بحر بن نصر نے انہیں ابن وہب نے انہیں ابن ابی زناد نے خبر دی (دوسری سند) ہمیں ابو بکر نے حدیث سنائی انہیں احمد بن منصور نے انہیں سلیمان بن داود ہاشمی نے انہیں ابن ابی زناد نے انہیں موسیٰ بن عقبہ نے انہیں عبداللہ بن فضل نے انہیں عبدالرحمٰن اعرج نے انہیں عُبَیداللہ بن ابو رافع نے انہیں حضرت علیؓ نے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ اور جب قرأت پوری کرتے اور رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے۔ بیٹھنے کی حالت میں رفع الیدین نہ کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع یدین کرتے۔

۳/۱۳۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ وَالْحَسَنُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

ہمیں ابو بکر نیساپوری نے خبر دی انہیں عبداللہ بن محمد بن زیاد نے انہیں عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم اور حسن بن یحییٰ نے دونوں نے کہا ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی انہیں ابن جُرَیج نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم بن عبداللہ نے انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے

رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ۔ (ص ۲۸۸ ج ۱)

ہوئے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ پھر اللہ اکبر کہتے۔ اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو اسی طرح کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے۔ اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔

۳ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْمَحَامِلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْبَاهِلِيُّ قَالَا: نَا أَبُوْ عُتْبَةَ أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَجِ، ثَنَا بَقِيَّةُ، ثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى إِذَا كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ كَبَّرَ ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَهُمَا كَذٰلِكَ ثُمَّ يَرْكَعُ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُوْدِ وَيَرْفَعُهُمَا فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ، حَتّٰى يَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ (ص ۲۸۸ ج ۱)

ہمیں حسین بن اسماعیل محاملی اور محمد بن سلیمان باہلی نے حدیث سنائی دونوں نے کہا ہمیں ابو عتبہ احمد بن فرج نے انہیں بقیہ نے انہیں زُبیدی نے انہیں زُہری نے انہیں سالم نے انہیں ان کے باپ نے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو بھی رفع یدین کرتے پھر رکوع کرتے۔ اور جب پیٹھ کو رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر اٹھاتے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر سجدہ کرتے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔ اور رکوع سے قبل ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے یہاں تک کہ آپ کی نماز پوری ہو جاتی۔

۴ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ، ثَنَا عِيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْغَافِقِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُوْسٰى، ثَنَا

ہمیں ابو بکر نیساپوری نے خبر دی انہیں عیسی بن ابراہیم غافقی نے، انہیں ابو موسی نے انہیں

عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلَاةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ، ثُمَّ یُکَبِّرُ، وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ حِیْنَ یُکَبِّرُ لِلرُّکُوْعِ، وَیَفْعَلُ ذٰلِكَ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ وَیَقُوْلُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ (ص ۲۸۸ ج ۱)

عبداللہ بن وہب نے، انہیں یونس نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم بن عبداللہ نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ پھر تکبیر کہتے۔ اور اسی طرح کرتے جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے۔ اور اسی طرح کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو اس وقت رفع یدین نہ کرتے۔

۵/۱۳۴ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ نِ النَّیْسَابُوْرِیُّ، ثَنَا اَبُوْ یُوْسُفَ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا حَجَّاجٌ نَا لَیْثٌ، حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُزَیْزٍ نَا سَلَامَةُ، عَنْ عُقَیْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا، یَرْفَعُ ثُمَّ یُکَبِّرُ (ص ۲۸۸ ج ۱)

ہمیں ابوبکر نیساپوری نے خبر دی انہیں یوسف بن سعید نے انہیں حجاج نے انہیں لیث نے انہیں عقیل نے (دوسری سند) ہمیں ابوبکر نے خبر دی انہیں محمد بن عزیز نے انہیں سلامہ نے انہیں عقیل نے انہیں ابن شہاب نے انہیں سالم نے انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اسی طرح آپ رفع یدین کرتے پھر اللہ اکبر کہتے۔

۶/۱۳۴ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، قَالَ: نَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا ابْنُ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهٖ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلَاةِ

ہمیں ابوبکر نے خبر دی انہیں محمد بن یحییٰ اور محمد بن اسحاق نے دونوں نے کہا ہمیں یعقوب بن ابراہیم انہیں ابن اخی ابن شہاب (ابن شہاب کے بھتیجے نے) انہوں نے اپنے چچا (ابن شہاب) سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز

رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى إِذَا كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ كَبَّرَ نَحْوَهُ ۔ (ص ۲۸۹ ج ۱)

کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے (پہلی حدیث کی طرح)

۷/۱۳۵ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ (ص ۲۸۹ ج ۱)

ہم کو ابوبکر نے خبر دی اس کو محمد بن یحیٰی اور احمد بن یوسف نے ان نے کہا ہم کو عبدالرزاق نے معمر سے خبر دی اس نے زہری سے اس نے سالم سے اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر یا اس سے ذرا قریب بلند کرتے پھر پہلی حدیث کی طرح ذکر کیا۔

۸/۱۳۶ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ نَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ وَأَبُو الْيَمَانِ قَالَا: نَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا، إِذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ نَحْوَهُ ۔

(ص ۲۸۹ ج ۲)

ہمیں ابوبکر نے خبر دی انہیں محمد بن اسحاق نے انہیں علی بن عیاش اور ابو الیمان نے دونوں نے کہا ہمیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے کہ جب نماز میں تکبیر شروع کرتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے مذکورہ حدیث کی طرح۔

۹/۱۳۷ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَمِّي ثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى إِذَا

ہمیں احمد بن محمد بن ابی بکر واسطی نے خبر دی انہیں عبیداللہ بن سعد نے انہیں اُن کے چچا نے انہیں ابن اخی زہری (زہری کے بھتیجے نے) ان کو ان کے چچا (ابن شہاب زہری نے) انہیں سالم نے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے

كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ كَبَّرَ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَبَّرَ وَهُمَا كَذَلِكَ، ثُمَّ يَرْكَعُ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَسْجُدُ فَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ السُّجُودِ، وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَتَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى يَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ

(ص ۲۸۹ ج ۱)

پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو (بھی) مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ پھر رکوع کرتے پھر جب رکوع سے پیٹھ اُٹھاتے تو بھی مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر سجدہ کرتے سجدہ میں رفع یدین نہ کرتے۔ اور رکوع سے پہلے ہر رکعت اور ہر تکبیر میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی نماز پوری ہو جاتی۔

۱۲۸/۱۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ، ثَنَا عِيسَى ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ، ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ حَتَّى يَرْفَعَ (ص ۲۸۹ ج ۱)

ہمیں ابو بکر نیسا پوری نے خبر دی انہیں عیسیٰ بن ابو عمران نے انہیں ولید بن مسلم نے انہیں زید بن واقد نے انہیں نافع نے انھوں نے کہا کہ ابن عمر رض جب کسی آدمی کو دیکھتے کہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مارا کرتے تھے۔

۱۲۹/۱۱ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ

ہمیں حسین بن اسماعیل نے خبر دی انہیں علی بن شعیب نے انہیں سفیان بن عیینہ نے انہیں عاصم بن کلیب نے انہیں ان کے باپ نے انہیں وائل بن حجر رض نے انھوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو مونڈھوں کے برابر

حَتّٰی حَاذَتَا مَنْکِبَیْهِ، وَحِیْنَ اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَا یَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَوَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِهِ الْاَیْمَنِ وَیَدَهُ الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِهِ الْاَیْسَرِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَدَعَا هٰکَذَا وَاَشَارَ سُفْیَانُ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ قَالَ رَأَیْتُهُمْ یَعْنِیْ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُهُمْ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِیْ بَرَانِسِهِمْ فِی الشِّتَاءِ (ص ۲۹۱ ج ۱)

رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (بھی رفع یدین کیا کرتے تھے) اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور (انگلیوں کا) حلقہ بناتے اور اس طرح دعا کی اور سفیان نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔ وائل بن حجر رض کہتے ہیں پھر میں نے ان کو دیکھا۔ یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ چادروں کے نیچے سے سردیوں میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۱۴۰/۱۲ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ نَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی، ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلٰی اُذُنَیْهِ وَاِذَا رَکَعَ، وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَفَعَ یَدَیْهِ (ص ۲۹۲ ج ۱)

ہمیں حسین بن اسماعیل نے خبر دی انہیں یوسف بن موسٰی نے انہیں جریر نے انہیں عاصم بن کلیب نے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے وائل بن حجر رض سے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۱۴۱/۱۳ حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَشِّرٍ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ رُمَیْسٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَا: نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ ثَنَا شُعْبَةُ یَعْنِیْ عَنْ قَتَادَةَ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ نَا اَبُوْ کَامِلٍ

ہمیں ابن مبشر نے خبر دی انہیں احمد بن سنان نے (دوسری سند) ہمیں محمد بن جعفر نے خبر دی انہیں محمد بن حسان نے دونوں نے کہا ہمیں عبدالرحمٰن مہدی نے خبر دی انہیں شعبہ نے انہیں قتادہ نے (تیسری سند) اور ہمیں عبداللہ بن عبد العزیز نے

ثنا ابو عوانۃ، عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه اذا استفتح الصلاة، واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع، قال ابن مبشر: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا استفتح الصلاة رفع يديه واذا اراد ان يركع واذا رفع رأسه من الركوع وقال ابو عوانۃ: كان يرفع يديه اذا كبر، واذا ركع، واذا رفع رأسه من الركوع فقال سمع الله لمن حمده، ورفع يديه حذو منكبيه ۔ (ص ۲۹۲ ج ۱)

۱۴۲ حدثنا علی بن احمد ثنا عبد الله ابن شيرويه، ثنا اسحاق بن راهويه نا النضر بن شميل نا حماد بن سلمة عن الازرق بن قيس، عن حطان بن عبد الله، عن ابی موسى الاشعری قال: هل اريكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فكبر ورفع يديه ثم كبر ورفع يديه للركوع، ثم قال سمع الله لمن حمده، ثم رفع

انہیں ابو کامل نے انہیں ابو عوانہ نے انہیں قتادہ نے انہیں نصر بن عاصم نے انہیں مالک بن حویرث نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔ ابن مبشر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور ابو عوانہ نے کہا کہ جب اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

ہمیں علی بن احمد نے خبر دی انہیں عبداللہ بن شیرویہ نے خبر دی انہیں اسحاق بن راہویہ نے خبر دی انہیں نضر بن شمیل نے انہیں حماد بن سلمہ نے انہیں ازرق بن قیس نے انہیں حطان بن عبداللہ نے انہیں ابو موسیٰ اشعری رض نے انھوں نے کہا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں؟ پس اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کی پھر اللہ اکبر کہا۔ اور رکوع کے لیے رفع یدین کی پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر رفع یدین کی پھر فرمایا

يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا فَاصْنَعُوا وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (ص ۲۹۲ ج

تم بھی اسی طرح کیا کرو۔ اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے۔

15/142 حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُشْكَانَ الْمَرْوَزِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَحْمُودٍ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ زَمْعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: لَمْ يَثْبُتْ عِنْدِي حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدِي حَدِيثُ مَنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ، قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ ذَكَرَهُ عُبَيْدُ اللهِ الْعُمَرِيُّ وَمَالِكٌ وَ مَعْمَرٌ وَسُفْيَانُ، وَيُونُسُ وَمُحَمَّدُ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ص ۲۹۳ ج ۱)

ہمیں ابو سعید محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن مشکان مروزی نے خبر دی۔ انہیں عبداللہ بن محمود نے انہیں عبدالکریم بن عبداللہ نے انہیں وہب بن زمعہ نے انہیں سفیان بن عبدالملک نے انہیں عبداللہ بن مبارکؒ نے انھوں نے کہا کہ میرے نزدیک عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ حدیث ثابت ہی نہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پہلی دفعہ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ پھر نہیں کرتے تھے"۔ بلکہ میرے نزدیک رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کی حدیث ثابت ہے۔ ابن مبارکؒ نے کہا اس کو عبیداللہ عمری، مالک، معمر، یونس اور محمد بن ابو حفصہ نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔

16/142 حَدَّثَنَا ابْنُ صَاعِدٍ ثَنَا لُوَيْنُ مُحَمَّدُ ابْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا صَالِحُ بْنُ عُمَرَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمیں ابن صاعد نے انہیں لوین محمد بن سلیمان نے انہیں صالح بن عمر واسطی نے انہیں عاصم بن کلیب نے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے وائل بن حجرؓ سے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ

لِأَنْظُرَ كَيْفَ يُصَلِّي، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَى أُذُنَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى جَعَلَهُمَا بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى جَعَلَهُمَا بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ مِنْ رَأْسِهِ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ (ص ۲۹۵ ج ۱)

علیہ وسلم کے پاس آیا تاکہ دیکھوں کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا۔ پس اللہ اکبر کہا اور کانوں کے برابر رفع یدین کی پھر رکوع کیا تو پھر بھی کانوں کے برابر رفع یدین کی، پھر جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی اسی جگہ تک رفع یدین کی پھر جب سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو اسی جگہ پر رکھا۔

۱۷/۱۴۵ حَدَّثَنَا ابْنُ صَاعِدٍ ثَنَا لُوَيْنٌ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ السُّجُودَ۔ (ص ۲۹۵ ج ۱)

ہمیں ابن صاعد نے حدیث بیان کی کہتے ہیں ہمیں لوین نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمیں ابوالاحوص نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی حدیث کی ہی طرح مگر اس میں سجدہ کا ذکر نہیں (یعنی فلما سجد وضع الخ) الفاظ اس حدیث میں نہیں

۱۸/۱۴۶ حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَبُو عُتْبَةَ عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (ص ۲۹۵، ۲۹۶ ج ۱)

ہمیں ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے خبر دی انہیں عثمان بن ابوشیبہ نے انہیں اسماعیل بن عیاش نے انہیں ابوعتبہ نے انہیں صالح بن کیسان نے انہیں اعرج نے انہیں ابوہریرہ رضؓ نے (دوسری سند) اور ابوعتبہ نے صالح بن کیسان نے انہیں نافع نے انہیں ابن عمر رضؓ نے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھایا کرتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

اَلْمُنْتَقٰی لِابْنِ الْجَارُوْدِ ۱۵ (وفات ۳۰۷ھ)

۱/۱۴۴ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِئِ وَهَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ وَيُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى، قَالُوْا ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ - (ص ۶۹)

ہمیں ابن مقری، ہارون بن اسحاق اور یوسف بن موسیٰ نے حدیث سنائی انہیں سفیان نے انہیں زہری نے انہیں سالم نے ان کو ان کے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) نے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

۲/۱۴۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيْسَ - عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَرَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ أُذُنَيْهِ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ، فَسَجَدَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلٰى مِثْلِ مِقْدَارِهِمَا حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ (ص ۷۹)

ہمیں علی بن خشرم نے خبر دی، انہیں عبداللہ یعنی ابن ادریس نے، انہوں نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے وائل بن حجرؓ سے۔ انھوں نے کہا میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا۔ انہوں نے کہا جب آپ نے نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کی میں نے آپ کے انگوٹھوں کو کانوں کے برابر دیکھا اور پوری حدیث ذکر کی۔ انہوں نے کہا، پس آپ نے سجدہ کیا، پس اپنے سر کو ہاتھوں کے درمیان رکھا۔ اس کی مثل جب نماز شروع کی۔

۴۹ ۱۴۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی، قَالَ ثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ثَنِیْ ابْنُ اَخِیْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی اِذَا كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ كَبَّرَ ثُمَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْكَعَ رَفَعَهُمَا حَتّٰی یَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ كَبَّرَ وَهُمَا كَذٰلِكَ فَرَكَعَ، ثُمَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْفَعَ صُلْبَهٗ رَفَعَهُمَا حَتّٰی یَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، ثُمَّ یَسْجُدُ فَلَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی السُّجُوْدِ وَرَفَعَهُمَا فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَّتَكْبِیْرَةٍ كَبَّرَهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ حَتّٰی تَنْقَضِیَ صَلٰوتُهٗ (ص ۶۹)

ہمیں محمد بن یحییٰ نے خبر دی، انہیں یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے انہیں ابن شہاب کے بھائی کے لڑکے نے، انہیں ان کے چچا نے انہوں نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب ہاتھ مونڈھوں کے برابر ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور رکوع کرتے پھر جب پیٹھ اٹھانے کا ارادہ کرتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے۔ پھر جب سجدہ کرتے تو سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔ رکوع سے پہلے ہر رکعت اور تکبیر پر رفع یدین کرتے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی نماز پوری ہو جاتی۔

۵۰ ۱۵۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ اَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَیْدٍ السَّاعِدِیَّ

ہمیں محمد بن یحییٰ نے خبر دی انہیں ابو عاصم نے انہیں عبدالحمید بن جعفر نے انہیں محمد بن عمرو بن عطاء نے انہوں نے کہا، میں نے ابو حمید ساعدی کو دس صحابہؓ کی موجودگی میں سنا۔ ان میں سے ایک

فِی عَشَرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَحَدُهُمْ اَبُوْقَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُکُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِمَ فَوَاللّٰهِ مَا کُنْتَ اَکْثَرَنَا لَهٗ تَبَعًا وَّلَا اَبْعَدَ اَوْ قَالَ اَطْوَلَ لَهٗ مِنَّا صُحْبَةً قَالَ بَلٰی، قَالُوْا فَاعْرِضْ، قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ کَبَّرَ حَتّٰی یَقِرَّ کُلُّ عَظْمٍ فِیْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ یَقْرَأُ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَیَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ حَتّٰی یَرْجِعَ کُلُّ عَظْمٍ اِلٰی مُنْفَصِلِهٖ ثُمَّ یَرْکَعُ وَیَضَعُ رَاحَتَیْهِ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ ثُمَّ یَعْتَدِلُ وَلَا یُصَوِّبُ وَلَا یُقْنِعُ ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ فَیَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ مُعْتَدِلًا قَالَ اَبُوْعَاصِمٍ اَظُنُّهٗ قَالَ حَتّٰی یَرْجِعَ کُلُّ عَظْمٍ اِلٰی مَوْضِعِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ: ثُمَّ

ابوقتادہؓ تھے۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے زیادہ جانتا ہوں انہوں نے کہا کیسے تم اللہ کی قسم ہم سے زیادہ رسول اللہ کی پیروی کرنے والے نہ تھے اور نہ ہی ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ آپؓ نے کہا کیوں نہیں؟ انہوںؓ نے کہا تو پھر پیش کرو۔ آپؓ نے فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مونڈھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے پھر اللہ اکبر کہتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی اصلی جگہ پر آجاتی۔ پھر آپؐ قرارت کرتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی اصلی جگہ پر آجاتی۔ پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر پیٹھ برابر کرتے۔ نہ تو اسے زیادہ جھکاتے اور نہ بلند رکھتے۔ پھر اپنا سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ ابو عاصم کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اسنے کہا ہے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے اصلی مقام پر آجاتی۔ پھر اللہ اکبر کہتے، پھر زمین کی طرف

يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ مُجَافِيًا يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَكَانَ يَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَعُودُ فَيَسْجُدُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا مُعْتَدِلًا حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذَالِكَ حَتّٰى إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا فَعَلَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ صَنَعَ فِي بَقِيَّةِ صَلٰوتِهِ مِثْلَ ذَالِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الْقَعْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَجَلَسَ مُتَوَرِّكًا عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ قَالُوا صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ۔ (ص ۷۵)

جھکتے، اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے، پھر سجدہ کرتے، پھر اپنا سر اٹھاتے، پھر بایاں پاؤں موڑتے اور اس پر بیٹھتے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں کھولتے سجدے کے وقت پھر لوٹتے پس سجدہ کرتے، پھر اپنا سر اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اور بایاں پاؤں موڑتے اور سیدھے بیٹھ جاتے، یہانتک کہ ہر ہڈی اپنے اصلی مقام پر آجاتی۔ پھر دوسری رکعت میں ایسا ہی کرتے۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے جس طرح شروع نماز میں کرتے۔ پھر باقی نماز میں اسی طرح کرتے، یہانتک کہ جب سلام والا قعدہ ہوتا تو بایاں پاؤں موڑتے اور بائیں طرف پر تورک بیٹھتے۔ انہوں نے کہا، تو نے سچ کہا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي اَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ، فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِاُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَبَضَ ثِنْتَيْنِ مِنْ اَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهُ فَرَاَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْا ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي زَمَنٍ فِيْهِ بَرْدٌ فَرَاَيْتُ النَّاسَ وَعَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تَحَرَّكُ اَيْدِيْهِمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ (ص ۸۱)

ہمیں اسحاق بن منصور نے خبر دی، انھیں عبدالرحمٰن یعنی ابن مہدی نے، انہیں زائدہ بن قدامہ نے، انہیں عاصم بن کلیب نے، انہوں نے کہا، مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا، میں نے آپ کی طرف دیکھا، آپ کھڑے ہوتے پس اللہ اکبر کہا اور کانوں کے برابر رفع یدین کی، پھر دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی اور پہنچے پر رکھا پھر رکوع کیا اور رفع یدین کی اور ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھا۔ پھر آپ بیٹھے بایاں پاؤں بچھایا اور بائیں ہتھیلی کو ران اور بائیں گھٹنے پر رکھا اور دائیں کہنی کے سرے کو دائیں ران پر پھر دو انگلیاں بند کیں اور حلقہ بنایا پھر شہادت کی انگلی کو اٹھایا اور میں نے دیکھا کہ اس کو حرکت دیتے تھے۔ پھر میں اس کے بعد سردیوں کے موسم میں آپ کے پاس آیا تو لوگوں کو دیکھا ان پر بڑے بڑے کپڑے تھے اور ان کے ہاتھ رفع یدین کے لیے کپڑوں کے نیچے سے ہی حرکت کرتے تھے۔

۱۶- جزء رفع یدین امام بخاری رحمہ اللہ

۱/۱۵ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ أَبِيْ يُوْنُسَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (ص ۱۲)

ہمیں اسماعیل بن ابو یونس نے خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں مجھے عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے، انہوں نے عبیداللہ بن ابو رافع سے، انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تکبیر کہتے وقت، اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعت سے (تیسری کے لیے) اُٹھتے وقت اپنے کندھوں کے برابر تک اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے۔

۲/۱۵۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ ذٰلِكَ بَيْنَ

ہمیں علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں، ہمیں سفیان نے، وہ کہتے ہیں زہری نے سالم بن عبداللہ سے۔ سالم بن عبداللہ نے اپنے باپؓ سے روایت کی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ جب تکبیر کہتے رفع یدین کرتے،

السَّجْدَتَيْنِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَكَانَ أَعْلَمَ أَهْلِ زَمَانِهِ: رَفْعُ الْيَدَيْنِ حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِمَا رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ (ص ۱۷)

جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ رفع یدین کرتے اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے۔ علی بن عبداللہ جو اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم ہیں انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابن شہاب زہری کی اس حدیث کی بنا، پر جس کو سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ رفع یدین کرنا تمام مسلمانوں پر حق اور ضروری ہے۔

۳/۱۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ شَهِدْتُ أَبَا حُمَيْدٍ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمْ أَبُوْ قَتَادَةَ ابْنُ الرِّبْعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا كَيْفَ؟ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً وَّلَا أَكْثَرَنَا لَهُ اتِّبَاعًا، قَالَ بَلٰى رَأَيْتُهُ، قَالُوْا فَاذْكُرْ قَالَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں، ہمیں یحیٰی بن سعید نے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالحمید بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں محمد بن عمرو سے روایت ہے کہ وہ ابو حمیدؓ کے پاس آیا۔ جب کہ وہ دس صحابہؓ کی جماعت میں تشریف فرما تھے، ان میں سے ایک ابو قتادہؓ تھے۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا، وہ کس طرح؟ اللہ تعالیٰ کی قسم نہ ہم سے پہلے تم کو صحابی بننے کا شرف حاصل ہے اور نہ ہی تم نے ہم سے زیادہ (عرصہ) پیروی کی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے آپؐ کی نماز کو پوری توجہ سے دیکھا ہے، انہوں نے کہا کہ بتاؤ پھر انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعت سے (تیسری کے لیے)

اٹھتے تو بدستور رفع الیدین کرتے۔

۵۵ قَالَ الْبُخَارِيُّ سَأَلْتُ أَبَا عَاصِمٍ عَنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ فَعَرَفَهُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْهُ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ فِي عَشَرَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ قَالَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، فَقَالُوْا كُلُّهُمْ صَدَقْتَ

(ص ۱۸، ۱۹)

امام بخاری نے بیان کیا کہ میں نے عبدالحمید بن جعفر کی حدیث کے متعلق ابو عاصم سے پوچھا تو انہوں نے جان پہچان لیا۔ بخاری نے کہا کہ مجھ کو عبداللہ بن محمد نے اس (ابو عاصم) سے حدیث سنائی۔ ابو عاصم نے عبدالحمید بن جعفر سے اس نے کہا کہ محمد بن عمرو بن عطار نے حدیث سنائی۔ اس نے کہا کہ میں ابو حمیدؓ کے پاس آیا اور وہ دس صحابہؓ کی جماعت میں تشریف فرما تھے۔ ان میں ابو قتادہ بن ربعیؓ بھی تھے۔ ابو حمیدؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ پس اس نے پہلی حدیث کی مثل حدیث بیان کی۔ سن کر سب صحابہؓ نے کہا صَدَقْتَ آپؐ نے سچ کہا ہے۔

۵ ۱۵۶ حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى

عباس بن سہل سے روایت ہے کہ ابو حمیدؓ، ابو اسیدؓ، سہل بن سعدؓ، محمد بن مسلمہؓ یہ (ایک جگہ) جمع ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا۔ ابو حمیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ وہ کھڑے ہوئے۔ تکبیر کہی، رفع یدین کی، پھر اس وقت رفع الیدین کی جب رکوع کے لیے تکبیر کہی پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں

رُکْبَتَیْہِ ۔ (ص ۱۹)

۱۵۷ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ یَعِیْشَ ثَنَا یُوْنُسُ ابْنُ بُکَیْرٍ اَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ سَہْلِ بْنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ کُنْتُ بِالسُّوْقِ مَعَ اَبِیْ قَتَادَۃَ وَاَبِیْ اُسَیْدٍ وَّ اَبِیْ حُمَیْدٍ کُلُّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِاَحَدِھِمْ صَلِّ فَکَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ کَبَّرَ وَرَفَعَ فَقَالُوْا اَصَبْتَ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پر رکھے ۔

عباس ساعدی سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں ابو قتادہؓ، ابو اسیدؓ، ابو حمیدؓ کے ساتھ تھا، جب کہ وہ بازار میں تھے۔ ان میں سے ہر ایک، یہ کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے اپنے میں سے ایک کو کہا کہ نماز پڑھ (کر دکھائیے) پس اُس نے تکبیر کہی پھر قراءت کی۔ پھر تکبیر کہی، اور رفع یدین کی اور رکوع کیا۔ پس سب نے شہادت دی کہ حقیقت میں تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھی ہے۔

(ص ۱۹)

۱۵۸ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ ھِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ وَسُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ نَصْرِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ (ص ۲۰)

ہمیں ابو الولید ہشام بن عبد الملک اور سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی۔ دونوں نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے حدیث بیان کی، انہوں نے نصر بن عاصم سے روایت کی ہے کہ مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۱۵۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَوْشَبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ ثَنَا

ہمیں محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبد الوہاب نے

حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ۔

(ص ۲۰)

حدیث بیان کی ہے، وُہ کہتے ہیں ہمیں حمید نے روایت کیا ہے کہ انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

۹/۶۰ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ اَلْفَضْلُ بْنُ دُكَیْنٍ اَنْبَاَنَا قَیْسُ بْنُ سُلَیْمٍ الْعَنْبَرِیُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ حِیْنَ اَرَادَ اَنْ یَّرْكَعَ وَبَعْدَ الرُّكُوْعِ۔ (ص ۲۱)

ہمیں ابونعیم فضل بن دکین نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہمیں قیس بن سلیم عنبری نے خبر دی، وُہ کہتے ہیں میں نے علقمہ بن وائل بن حجر سے سنا ہے، علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے تکبیر کہی، نماز شروع کی اور رفع الیدین کی۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا رفع الیدین کی اور رکوع کے بعد رفع الیدین کی۔

۱/۶۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ وَكَانَ لَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی السُّجُوْدِ۔

(ص ۲۳)

ہمیں عبد اللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی وُہ کہتے ہیں ہمیں مالک نے ابن شہاب زہری سے خبر دی، انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے۔ سالم بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کندھوں کے برابر تک رفع یدین کیا کرتے۔ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے بدستور رفع الیدین کیا کرتے اور سجدوں میں نہ کرتے۔

۱۱/۶۲ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ اَنْبَانَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ بْنَ وَاقِدٍ یُّحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کَانَ اِذَا رَاٰی رَجُلًا لَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَمَاہُ بِالْحَصٰی۔ (ص ۲۴)

ہمیں حمیدی نے حدیث بیان کی، وُہ کہتے ہیں ہمیں ولید بن مسلم نے خبر دی ہے، وُہ کہتے ہیں میں نے زید بن واقد کو نافع سے حدیث بیان کرتے سنا ہے۔ نافع سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ ابن عمرؓ جب کسی کو رفع یدین نہ کرتا دیکھتے تو اس کو کنکریاں مارتے۔

۱۲/۶۳ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ثَنَا شَرِیْكٌ عَنْ لَیْثٍ عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَیْرِ وَاَبَا سَعِیْدٍ وَّجَابِرًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَہُمْ اِذَا افْتَتَحُوا الصَّلٰوۃَ وَاِذَا رَکَعُوْا۔ (ص ۲۷)

ہمیں مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی۔ انہیں شریک نے لیث سے، انہوں نے عطاء سے روایت کی، اس نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ، ابوسعیدؓ، اور جابرؓ کو دیکھا ہے، وُہ رفع یدین کرتے تھے۔ جب نماز شروع کرتے اور جب رُکوع کرتے۔

۱۳/۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ ثَنَا اَبُوْ شِہَابٍ بْنُ عَبْدِ رَبِّہٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ (ص ۲۷)

ہمیں محمد بن صلت نے حدیث بیان کی۔ انہیں ابوشہاب بن عبد ربہ نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے عبدالرحمن اعرج سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جب تکبیر کہتے، رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ (رفع یدین کرتے)

۱۴/۶۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِیَادٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ الْاَحْوَلِ،

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، انہیں عبدالواحد بن زیاد نے انہوں نے عاصم احول سے روایت

قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ كُلَّمَا رَكَعَ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔ (ص ۲۷)

کی ہے، انہوں نے بیان کیا، میں نے انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے جب نماز شروع کرتے تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے، رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔

۱۵/۱۶۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَيْثُ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔ (ص ۲۷)

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی ہے انہیں ہشیم نے ابو جمرہ سے۔ ابو جمرہ سے روایت ہے اُس نے بیان کیا کہ میں نے ابنِ عباسؓ کو دیکھا ہے کہ وُہ رفع یدین کرتے جب تکبیر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے۔

۱۶/۱۶۷ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ۔ (ص ۲۸)

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی۔ انہیں یزید بن ابراہیم نے قیس بن سعید سے۔ انہوں نے عطاء سے، عطاء نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہؓ کے پیچھے نماز پڑھی، پس وُہ رفع الیدین کرتے جب تکبیر کہتے اور جب (رکوع سے) اُٹھتے۔

۱۷/۱۶۸ ثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ۔

ہمیں حصین نے عمرو بن مُرّہ سے حدیث بیان کی ہے، انہوں نے کہا کہ میں حضرموت (شہر) کی مسجد میں داخل ہوا۔ پس اس وقت علقمہ بن وائل اپنے باپؓ کی طرف سے حدیث بیان کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ص ۲۸)

۱۸/۱۶۹ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا۔

(ص ۲۸)

رکوع میں جانے سے پہلے رفع الیدین کرتے تھے۔

ہمیں خطاب بن اسماعیل نے عبدربہ بن سلیمان بن عمیر سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ام درداءؓ کو دیکھا ہے کہ وہ نماز میں اپنے کندھوں کے برابر تک رفع الیدین کرتی تھیں۔

۱۹/۱۷۰ حَدَّثَنَا مُقَاتِلٌ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا حِينَ تَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَحِينَ تَرْكَعُ فَإِذَا قَالَتْ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَتْ يَدَيْهَا وَقَالَتْ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (ص ۲۸)

ہمیں مقاتل نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہمیں عبداللہ بن مبارک نے وہ کہتے ہیں ہمیں اسماعیل نے وہ کہتے ہیں مجھے عبدربہ نے حدیث بیان کی ہے۔ عبدربہ بن سلیمان بن عمیر نے بیان کیا کہ میں نے ام الدرداءؓ کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے کندھوں کے برابر رفع یدین کرتی تھیں۔ جب نماز شروع کرتیں اور جب رکوع کرتیں۔ پس جب سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتیں تو رفع یدین کرتیں اور کہتیں رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

۲۰/۱۷۱ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ كُلَيْبٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ فَقُلْتُ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمیں اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن فضیل نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے محارب بن دثار سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا ہے کہ وہ رکوع کے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ میں نے اُس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ

إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ ـ

(ص ۲۹)

صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے، تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے ـ

۲۱/۱۴۲ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ ـ

(ص ۲۹)

ہمیں مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ہے، وُہ کہتے ہیں، ہمیں شعبہ نے، وُہ کہتے ہیں، ہمیں عاصم بن کلیب نے اور انہوں نے اپنے باپ سے ـ انہوں نے وائل بن حجر حضرمی سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ـ پس جب تکبیر کہتے، رفع یدین کرتے ـ پس جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے ـ

۲۲/۱۴۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ نِ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ قَالَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ كُنْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تَحَرَّكُ أَيْدِيهِمْ مِنْ تَحْتِ

ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی ہے وُہ کہتے ہیں ہمیں عبداللہ نے خبر دی ہے وُہ کہتے ہیں ہمیں زائدہ بن قدامہ نے، وُہ کہتے ہیں، ہمیں عاصم بن کلیب نے وائل بن حجرؓ سے روایت کی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو دیکھا آپؐ نے تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا ـ جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا بدستور رفع الیدین کی ـ پھر اپنے سر کو اٹھایا اور رفع الیدین کیا ـ پھر میں نے سردی کے موسم میں دیکھا کہ صحابہؓ موٹے کپڑے اوڑھے ہوئے ہیں ـ ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے ـ

الثِّیَابِ (ص ۳۲)

۲۳/۱۲۴ - حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حِیْنَ کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ حِیْنَ یَسْجُدُ وَلَا حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔ (ص ۴۰)

ہمیں ابوالیمان نے حدیث بیان کی ہے، وُہ کہتے ہیں، ہمیں ابنِ شہاب زہری سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب نماز میں تکبیر کا افتتاح کرتے تو رفع یدین کرتے حتیٰ کہ ان کو اپنے کندھوں کے برابر کرتے جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے بدستور رفع الیدین کرتے۔ جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے، رفع الیدین کرتے اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے سجدہ کرتے وقت اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرتے۔

۲۴/۱۲۶ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ یَعْنِی ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی تَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَیَفْعَلُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَیَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَلَا یَرْفَعُ حِیْنَ یَرْفَعُ

ہمیں عبداللہ بن صالح نے حدیث بیان کی ہے، وُہ کہتے ہیں مجھے لیث نے، وُہ کہتے ہیں مجھے یونس نے ابن شہاب زہری سے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے جب وُہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک لے جاتے۔ پھر تکبیر کہتے اور ایسا ہی اس وقت کرتے جب اپنے سر کو رکوع سے اٹھاتے

رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ (ص ۴۵)

اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ۔ جب اپنے سر کو سجدوں سے اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔

۲۵/۱۷۷ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ ثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ۔ (ص ۴۵)

ہمیں ابوالنعمان نے حدیث بیان کی ہے وُہ کہتے ہیں ہمیں عبدالواحد بن زیاد نے، وُہ کہتے ہیں، ہمیں محارب بن دثار نے بیان کیا کہ میں نے ابنِ عمر کو دیکھا ہے جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب اپنے سر کو رکوع سے اٹھاتے (تو رفع یدین کرتے)

۲۶/۱۷۸ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۴۵)

ہمیں عباس بن ولید نے حدیث بیان کی ہے وُہ کہتے ہیں ہمیں عبدالاعلیٰ نے، وُہ کہتے ہیں، ہمیں عبیداللہ نے نافع سے۔ نافع نے ابنِ عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ابنِ عمرؓ نے تکبیر کی اور رفع یدین کیا اور جب رکوع کرتے رفع الیدین کرتے، اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے رفع یدین کرتے اور ابنِ عمرؓ اس عمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے۔

۲۷/۱۷۹ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مَعْمَرٌ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا حِيْنَ قَامَ اِلَى

ہمیں ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی ہے، وُہ کہتے ہیں، ہمیں معمر نے، وُہ کہتے ہیں ہمیں ابراہیم بن طہمان نے ابو زبیر سے۔ ابوالزبیر نے بتایا کہ میں نے ابنِ عمرؓ کو دیکھا ہے۔ جب

الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِاُذُنَیْہِ وَحِیْنَ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فَاسْتَوٰی قَائِمًا فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ۔ (ص ۴۶)

نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھ اپنے کانوں کے برابر تک اٹھاتے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے، سیدھے کھڑے ہو جاتے تو بدستور رفع یدین کرتے۔

۲۸/۱۸۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اِذَا اسْتَقْبَلَ الصَّلٰوۃَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ۔ (ص ۴۶)

ہمیں عبداللہ بن صالح نے حدیث بیان کی وُہ کہتے ہیں ہمیں لیث نے۔ وُہ کہتے ہیں، مجھے نافع نے حدیث بیان کی ہے۔ نافع نے بتایا، کہ عبداللہؓ جب نماز کی طرف متوجہ ہوتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو سجدوں (دو رکعت) سے (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے رفع یدین کرتے۔

۲۹/۱۸۱ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔ (ص ۴۶)

ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ہے، وُہ کہتے ہیں ہمیں حماد بن سلمہ نے ایوب سے روایت بیان کی ہے۔ ایوب نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے رفع یدین کرتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو (بھی) رفع یدین کرتے۔

۳۰/۱۸۲ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ

ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ہے، وُہ کہتے ہیں ہمیں حماد بن سلمہ نے ایوب سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ ۔ (ص ۴۷)

روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتے ۔

۱۸۳/۲۱ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ اَنَا قَتَادَۃُ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلٰی فُرُوْعِ اُذُنَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فَعَلَ مِثْلَہٗ ۔

(ص ۴۷)

ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، وُہ کہتے ہیں ہمیں حماد بن سلمہ نے، وُہ کہتے ہیں ہمیں قتادہ نے نصر بن عاصم سے روایت بیان کی ہے نصر بن عاصم نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے اوپر کے حصے تک اٹھاتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو بدستور اس طرح (رفع یدین) کرتے ۔

۱۸۴/۲۲ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ اَنَا خَالِدٌ اَنَّ اَبَا قِلَابَۃَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَکَانَ اِذَا سَجَدَ بَدَأَ بِرُکْبَتَیْہِ وَکَانَ اِذَا قَامَ اَرَمَّ عَلٰی یَدَیْہِ قَالَ وَکَانَ یَطْمَئِنُّ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی ثُمَّ یَقُوْمُ وَذَکَرَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔

(ص ۴۷)

ہمیں محمود نے حدیث بیان کی ہے وُہ کہتے ہیں ہمیں خالد نے خبر دی ہے کہ ابو قلابہ رفع الیدین کرتے، جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنے رکھتے ۔ جب کھڑے ہوتے تو ہاتھوں پر ٹیک لگاتے اور پہلی رکعت میں اطمینان پکڑتے پھر کھڑے ہوتے اور حدیث انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے ذکر کی ہے (جلسہ استراحت بھی کرتے)

۱۸۵/۲۳ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ، اَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ طَھْمَانَ

ہمیں عبد اللہ بن محمد نے خبر دی ہے، وُہ کہتے ہیں ہمیں ابو عامر نے خبر دی ہے، وُہ کہتے

عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ طَاؤُسٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ اُذُنَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَاسْتَوٰی قَائِمًا فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ۔

(ص ۴۸)

ہیں ہمیں ابراہیم بن طہمان نے ابوالزبیر سے روایت کی ہے، انہوں نے طاؤس سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تو رفع یدین کرتے۔

۳۴/۱۸۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَافِیَۃُ اَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ وَحِیْنَ یَرْکَعُ۔

(ص ۴۸)

ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی ہے انہیں عافیہ نے، انہیں اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں مجھے صالح بن کیسان نے اعرج سے۔ اعرج نے ابوہریرہؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کندھوں تک رفع الیدین کرتے، جب نماز شروع کرتے، تکبیر کہتے اور جب رکوع کو جاتے (رفع الیدین کرتے)

۳۵/۱۸۷ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔

ہمیں اسماعیل نے نافع سے حدیث بیان کی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کرتے)

۳۶/۱۸۸ حَدَّثَنَا مُقَاتِلٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنْبَأَنَا شَرِیْکٌ عَنْ لَیْثٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ

ہمیں مقاتل نے عبداللہ سے حدیث سنائی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں شریک نے لیث سے،

رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَأَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ حِينَ يَفْتَتِحُونَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعُوا رُؤُسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ۔ (ص ۴۹)

لیث نے عطاء سے، اُس سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ، ابوسعید خدریؓ، ابن عباسؓ، ابن الزبیرؓ کو دیکھا ہے کہ وُہ رفع یدین کرتے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب اپنا سر رکوع سے اُٹھاتے۔

۳۷/۱۸۹ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا رَكَعَ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔ (ص ۴۹، ۵۰)

ہمیں موسیٰ بن اسمٰعیل نے حدیث سنائی وُہ کہتے ہیں ہمیں عبدالواحد بن زیاد نے حدیث بیان کی، وُہ کہتے ہیں ہمیں عاصم نے بیان کیا کہ میں نے انسؓ بن مالک کو دیکھا ہے کہ وُہ جب نماز شروع کرتے تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔ پھر جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے، (تو بھی) رفع یدین کرتے۔

۳۸/۱۹۰ حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ ثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ نَصْرَ بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ۔

ہمیں خلیفہ بن خیاط نے حدیث بیان کی ہے وُہ کہتے ہیں ہمیں یزید بن زریع نے، وُہ کہتے ہیں، ہمیں سعید نے قتادہ سے کہ نصر بن عاصم نے انہیں مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے، جب آپ رکوع گئے اور جب آپ نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا یہاں تک کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے فروع (لو) تک اٹھایا۔

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ۔ (ص ۵۲)

ہمیں اسماعیل بن ابواویس نے حدیث بیان کی، وُہ کہتے ہیں ہمیں امام مالک نے نافع سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نماز شروع کرتے رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے (رفع الیدین کرتے)

۳۹/۱۹۱ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ۔ (ص ۵۳)

ہمیں عیاش نے حدیث بیان کی، وُہ کہتے ہیں ہمیں عبدالاعلیٰ نے، وُہ کہتے ہیں ہمیں حمید نے انس سے روایت کی ہے کہ وُہ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

۴۰/۱۹۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرِنِ الْمُقَدَّمِيُّ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهِ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَفْعَلُهُ۔ (ص ۵۵)

ہمیں محمد بن ابوبکر مقدمی نے حدیث بیان کی وُہ کہتے ہیں ہمیں معتمر نے عبیداللہ بن عمر سے، انہوں نے ابن شہاب زہری سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے۔ سالم بن عبداللہ نے اپنے باپؓ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔ جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ اور جب دو رکعت (پڑھکر) اٹھتے۔ ان تمام جگہوں میں رفع یدین کرتے اور عبداللہؓ بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۴۱/۱۹۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ

ہمیں قتیبہ نے حدیث بیان کی، وُہ کہتے ہیں ہمیں ہشیم نے ابن شہاب زہری سے، انہوں نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا اسْتَفْتَحَ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ۔

سالم سے۔ سالم نے اپنے باپؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے رفع یدین کرتے۔ اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے (رفع یدین کرتے)

۴۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِيَ اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ۔

(ص ۵۵)

ہمیں عبداللہ بن صالح نے حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں مجھے لیث نے عقیل سے، انہوں نے ابن شہاب زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ ان کو اپنے کندھوں کے برابر تک کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے۔

۴۳/۱۹۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا۔ (ص ۵۶)

ہمیں محمد بن عبداللہ بن حوشب نے حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبداللہ نے نافع سے روایت کی ہے کہ ابن عمرؓ رفع یدین کرتے جب نماز میں داخل ہوتے۔ اور جب رکوع کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور جب دو رکعت (پڑھ کر) اٹھتے تو بدستور رفع یدین کرتے۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ

۱/۱۹۶ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعَ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

(ص ۲۳۴ ج ۱)

ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے حدیث سنائی، انہیں سفیان بن عیینہ نے زہری سے، انہوں نے سالم سے اس نے اپنے باپؓ سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپؐ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کرتے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔

۲/۱۹۷۔ حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا رَكَعَ وَرَفَعَ۔

(ص ۲۳۴ ج ۱)

ہمیں ابن ادریس نے عاصم بن کلیب سے حدیث سنائی، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے وائل بن حجرؓ سے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

۳/۱۹۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ۔

(ص ۲۳۴ ج ۱)

ہمیں ابن نمیر نے ابن ابی عروبہ سے حدیث سنائی، انہوں نے نصر بن عاصم سے بیان فرمایا انہوں نے مالک بن حویرثؓ سے انہوں نے کہا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کی لو کے برابر رفع یدین کرتے۔

۴/۱۹۹۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

ہمیں ہشیم نے زہری سے حدیث سنائی

سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَلَا يُجَاوِزُ بِهِمَا اُذُنَيْهِ ۔ (ص ۲۳۴ ج ۱)

انہوں نے سالم سے بیان کیا، انہوں نے ابن عمرؓ سے بیان فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو (کانوں کی لو کے برابر) رفع یدین کیا کرتے تھے لیکن ہاتھوں کو کانوں سے اُوپر نہ لے جاتے۔

۵/۲۰۰ ۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔ (ص ۲۳۵ ج ۱)

ہمیں ہشیم نے حدیث سنائی، اس نے کہا، ہمیں یحییٰ بن سعید نے سلیمان بن یسار سے حدیث سنائی، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا، جیسا کہ حدیث ابن عمرؓ میں گزرا ہے۔

۶/۲۰۱ ۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا لَيْثٌ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ وَابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَحْوًا مِّنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ ۔ (ص ۲۳۵ ج ۱)

ہمیں ہشام نے حدیث سنائی، اُس نے کہا ہمیں لیث نے خبر دی ہے، اس نے عطاء سے بیان فرمایا، انہوں نے کہا، میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کو اسی طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا، جیسا کہ زہری کی حدیث میں مذکور ہے۔

۷/۲۰۲ ۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ۔ (ص ۲۳۵ ج ۱)

ہمیں ہشیم نے حدیث سنائی، اس نے کہا، ہمیں ابو جمرہ نے خبر دی، اس نے کہا، میں نے ابن عباسؓ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے۔

۸/۲۰۳ ۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا

ہمیں ہشیم نے حدیث سنائی، اس نے کہا،

عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ جَعْفَرِنِ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءِنِ الْقُرَشِیِّ قَالَ رَأَیْتُ اَبَا حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیَّ مَعَ عَشَرَةِ رَهْطٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِ قَالَ فَرَأَیْتُهُ اِذَا کَبَّرَ عِنْدَ فَاتِحَةِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ وَاِذَا رَکَعَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَ یَدَیْهِ ثُمَّ یَمْکُثُ قَائِمًا حَتّٰی یَقَعَ کُلُّ عَظْمٍ فِیْ مَوْضِعِهِ ثُمَّ یَهْبِطُ سَاجِدًا وَّیُکَبِّرُ۔

(ص ۲۳۵ ج ۱)

ہمیں عبد الحمید بن جعفر انصاری نے محمد بن عمرو بن عطاء قرشی سے خبر دی، اس نے کہا، میں نے ابو حمید ساعدیؓ کو دس صحابہؓ کی جماعت میں دیکھا، انہوں نے کہا کیا میں تم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں، صحابہؓ نے کہا کیوں نہیں ضرور بتاؤ، حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپؐ نے نماز شروع کرنے کے لیے اللہ اکبر کہا اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کی۔ پھر آپؐ سیدھے کھڑے رہے یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنے اصلی مقام پر آ گیا پھر آپؐ اللہ اکبر کہتے اور سجدے کے لیے جھکتے۔

۹/۲۰۴ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ۔

(ص ۲۳۵ ج ۱)

ہمیں معاذ بن معاذ نے حمید سے حدیث سنائی، انہوں نے حضرت انسؓ سے بیان فرمایا کہ وہ جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۱۰/۲۰۵ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ہمیں معاذ بن معاذ نے ابن ابی عروبہ سے حدیث سنائی، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے حسن سے، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

فِی سَلوتِہِمْ کَاَنَّ اَیْدِیَہُمُ الْمَرَاوِحُ اِذَا رَکَعُوْا وَاِذَا رَفَعُوْا رُءُوْسَہُمْ۔ (ص ۲۳۵، ج ۱)

وسلم کے صحابہ جب رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے اور ان کے ہاتھ ایسے معلوم ہوتے جیسے پنکھے ہیں۔

۲۰۶/۱۱ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّۃَ عَنْ خَالِدٍ اَنَّ اَبَا قِلَابَۃَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ص ۲۲۵ ج ۱)

ہمیں ابن علیہ نے خالد سے حدیث سنائی کہ ابو قلابہ جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۱۸۔ مسند امام احمدؒ

۲۰۷/۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ وَاِذَا رَکَعَ رَفَعَہُمَا وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرَّکْعَۃِ رَفَعَہُمَا وَلَا یَفْعَلُ فِی السُّجُوْدِ۔ (مسند احمد ج ۹ ص ۱۵۶ حدیث ۶۱۲۴ مطبوعہ مصر بتحقیق احمد محمد شاکر)

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں عبدالرزاق نے، ہمیں معمر نے، انہوں نے زہری سے روایت کیا، انہوں نے سالم سے، انہوں نے ابن عمر سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو کندھوں کے برابر یا ان کے قریب رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو (اسی طرح) رفع یدین کرتے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔

۲۰۸/۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِیْ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عَمِّہٖ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں یعقوب نے، ہمیں ابن شہاب کے بھائی کے بیٹے نے، اس نے اپنے چچا سے، مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر سنائی کہ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین

الصَّلٰوةِ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی إِذَا كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ كَبَّرَ ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ یَّرْكَعَ رَفَعَهُمَا حَتّٰی یَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ كَبَّرَ وَهُمَا كَذٰلِكَ رَكَعَ ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ یَّرْفَعَ صُلْبَهٗ رَفَعَهُمَا حَتّٰی یَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ یَسْجُدُ وَلَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی السُّجُوْدِ یَرْفَعُهُمَا فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَّتَكْبِیْرَةٍ كَبَّرَهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ حَتّٰی تَنْقَضِیَ صَلٰوتُهٗ۔

کرتے اور تکبیر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے، پھر جب اُٹھ کر اپنی کمر کو سیدھا کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر سجدہ کرتے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے اور رکوع سے پہلے ہر رکعت میں رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے، یہاں تک کہ آپ کی نماز ختم ہو جاتی۔

(مسند احمد ج ۹ ص ۳۴ حدیث ۶۱۷۵)

$\frac{3}{209}$ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ إِذَا دَخَلَ إِلَی الصَّلٰوةِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی السُّجُوْدِ۔

(مسند احمد ج ۷ ص ۱۳۰ حدیث ۵۰۸۱)

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے، ہمیں معمر نے زہری سے، انہیں سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے، انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب نماز میں داخل ہوتے، اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے، اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔

$\frac{4}{210}$ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ

ہمیں عبداللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے ہمیں سفیان نے زہری سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب

يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

(مسند احمد مع کنز العمال ج ۱، ص ۸)

آپ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ سفیان کہتے ہیں کہ ایک روایت میں انہوں نے کہا اذا رفع راسہ (ماضی کے صیغہ سے) لیکن اکثر مرتبہ (مضارع کے صیغہ سے) بیان کرتے بعد ما یرفع راسہ اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔

۵/۲۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔

ہمیں عبداللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں یحییٰ بن مالک نے خبر دی، مجھے زہری نے سالم سے، انہوں نے اپنے باپ سے اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ساتھ ہی ربنا لک الحمد بھی کہتے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔

۶/۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنِيْ جَابِرٌ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ

ہمیں عبداللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے ہمیں عبداللہ بن ولید نے، ہمیں سفیان نے مجھے جابر نے سالم سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا کہ

فَعَلَ ذٰلِكَ مِثْلَ حَدِيْثِ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ فِيْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ۔

انہوں نے اسی طرح کیا جیسے کہ یحییٰ بن سعید کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر ہے۔

(مسند احمد ج ۷ ص ۱۳۷۔ نمبر حدیث ۵۰۹۸)

۷/۲۱۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ۔

ہمیں عبداللہ نے خبر سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں عفان نے، ہمیں حماد بن سلمہ نے ایوب سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔

(مسند احمد ج ۷ ص ۱۲۷ حدیث ۵۰۶۲)

۸/۲۱۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ كُلَيْبٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا رَكَعَ وَكُلَّمَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ۔

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں محمد بن فضیل نے عاصم سے انہوں نے ابن کلیب سے، انہوں نے محارب بن دثار سے، اس نے کہا میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ جب رکوع کرتے یا رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے، میں نے پوچھا، یہ کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر اٹھتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے۔

(مسند احمد ج ۹ ص ۱۴۷ حدیث نمبر ۶۳۲۸)

۹/۲۱۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں محمد بن جعفر نے، ہمیں شعبہ نے

عَنِ الْحَکَمِ قَالَ رَأَیْتُ طَاؤُسًا حِیْنَ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ وَحِیْنَ یَرْکَعُ وَحِیْنَ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَحَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ اَنَّہٗ یُحَدِّثُہٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد ج ۷، ص۱۱۴ حدیث ۵۰۳۳)

حکم سے اس نے کہا میں نے طاؤس کو دیکھا وہ جب نماز شروع کرتے اور رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور بیان کرتے کہ ابن عمرؓ کے شاگردوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ جَابِرٍ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یُحَدِّثُ اَنَّہٗ رَاٰی اَبَاہُ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا کَبَّرَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فَسَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ فَزَعَمَ اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُہٗ۔

(مسند احمد ج ۷، ص ۱۲۱ حدیث ۵۰۵۶)

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں محمد بن جعفر نے، ہمیں شعبہ نے جابر سے، اس نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ کو حدیث سناتے ہوئے سنا کہ اس نے اپنے باپ کو دیکھا، جب وہ شروع میں تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے۔ سالم کہتے ہیں میں نے باپ سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَۃَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں یحییٰ بن سعید نے شعبہ سے، ہمیں قتادہ نے نصر بن عاصم سے انہوں نے مالک بن حویرث سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے، اس نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع

وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ إِلَى أُذُنَيْهِ - (مسند احمد مع كنز العمال ج۵ ص ۱۰)

کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں تک رفع یدین کرتے۔

۱۲/۲۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَأَبُو عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذَالِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ -

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں عبدالصمد اور ابو عامر نے دونوں نے کہا، ہمیں ہشام نے قتادہ سے حدیث بیان کی، انہوں نے نصر بن عاصم سے، انہوں نے مالک بن حویرث سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ اکبر کہتے تو کانوں کے قریب تک رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح (رفع یدین) کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے۔

۱۳/۲۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى حَاذَتَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ - (مسند احمد مع كنز العمال جلد ۵ صفحہ ۵۳)

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں اسماعیل نے سعید بن ابی عروبہ سے حدیث سنائی، انہوں نے قتادہ سے بیان کیا، انہوں نے نصر بن عاصم سے، انہوں نے مالک بن حویرث سے، اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کی لو تک رفع یدین کرتے۔

۱۴/۲۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَكَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔

(مسند احمد مع کنز العمال ص۳۱۷ ج۴)

میرے باپ نے، ہمیں عفان نے، اس نے کہا، ہمیں ہمام نے حدیث سنائی، ہمیں محمد بن جحادہ نے، مجھے عبد الجبار بن وائل نے علقمہ بن وائل نے اور ان کے مولیٰ نے، ان دونوں نے اس کے باپ وائل بن حجر سے حدیث بیان کی کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو تکبیر کہی، ہمام راوی کہتا ہے کہ کانوں تک رفع یدین کی۔ پھر (سردی کی وجہ سے) کپڑا لپیٹا۔ پھر دایاں ہاتھ بائیں پر باندھا پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے نکالا اور رفع یدین کی اور تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ پھر جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو رفع یدین کیا۔ اور پھر جب سجدہ کیا تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

۱۵/۲۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ كَبَّرَ يَعْنِي اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

ہمیں عبد اللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں عبد الرزاق نے حدیث سنائی، ہمیں سفیان نے عاصم بن کلیب سے حدیث سنائی، انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا، انہوں نے وائل بن حجر سے، اس نے کہا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ نے شروع نماز میں تکبیر کہی تو رفع یدین کی، پھر

وَسَجَدَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتَيْهِ الْيُسْرٰى فَوَضَعَ ذِرَاعَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ أَشَارَ بِسَبَّابَتِهِ وَوَضَعَ الْإِبْهَامَ عَلَى الْوُسْطٰى وَقَبَضَ سَائِرَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَتْ يَدَاهُ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ۔

سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو رفع یدین کی اور سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر (زمین پر) رکھے پھر بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا اور دایاں بازو دائیں ران پر رکھا اور سبابہ انگلی سے اشارہ کیا اور اپنا انگوٹھا درمیانی انگلی پر رکھا اور باقی انگلیوں کو بند رکھا اور سجدہ میں ہاتھ کانوں کے برابر رکھے۔

۱۶/۲۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّتَاءِ قَالَ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ۔ (مسند احمد مع کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۶)

ہمیں عبداللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں شریک نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے علقمہ بن وائل بن حجر سے، انہوں نے اپنے باپ سے اس نے کہا، جب میں سردیوں میں آیا تو دیکھا تمام صحابی کپڑوں میں رفع یدین کرتے تھے۔

۱۷/۲۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ

ہمیں عبداللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے ہمیں یونس بن محمد نے حدیث سنائی، ہمیں عبدالواحد نے خبر دی، ہمیں عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے، انہوں نے وائل بن حجر حضرمی سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے کہا کہ میں ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھوں گا۔

حَتّٰی کَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ قَالَ ثُمَّ اَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ قَالَ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ مِنْ وَجْهِهِ بِذٰلِكَ الْمَوْضِعِ فَلَمَّا قَعَدَ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثِيْنَ وَحَلَّقَ وَاحِدَةً وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ۔ (مسند احمد مع کنز العمال، ج ۴ ص ۳۱۶)

(میں نے آپ کی نماز دیکھی) آپ نے قبلہ رُو ہو کر تکبیر کہی، پھر کندھوں تک رفع یدین کی۔ پھر بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ سے پکڑا۔ پھر جب رکوع کیا تو کندھوں تک رفع یدین کی اور رکوع میں اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے، پھر رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کی کندھوں تک، پھر جب سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر اسی مقام پر رکھا یعنی کندھوں کے برابر پھر جب بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنہ پر رکھا، اور دائیں کہنی کے کنارے کو دائیں ران پر رکھا اور تیس کی گرہ لگائی اور ایک انگلی سے حلقہ بنا کر ایک انگلی سے اشارہ کیا۔

۱۸۱/۲۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِىِّ اَخْبَرَنِىْ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّىْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا اُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ

ہمیں عبد اللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں عبد الصمد نے حدیث سنائی، ہمیں زائدہ نے، ہمیں عاصم بن کلیب نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے وائل بن حجر حضرمی سے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ میں آپ کی نماز ضرور دیکھوں گا کہ کیسے پڑھتے ہیں، میں نے دیکھا کہ جب آپ کھڑے ہوتے تو تکبیر کے ساتھ کانوں تک رفع یدین کرتے پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کہنی اور بازو پر رکھتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اسی طرح رفع یدین کر کے ہاتھ دونوں

ثُمَّ قَالَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحَذَاءِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهٖ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَبَضَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ

گھٹنوں پر رکھے، پھر رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کی، پھر سجدہ کیا تو زمین پر دونوں ہتھیلیاں کانوں کے برابر رکھیں، پھر بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھے اور بایاں ہاتھ بائیں ران اور گھٹنے پر رکھا اور دائیں کہنی دائیں ران پر رکھی، پھر مٹھی بند کرکے دو انگلیوں کا حلقہ بنا کر انگلی اٹھائی۔ میں نے دیکھا آپ انگلی کو حرکت دے رہے تھے۔ اس کے بعد دوبارہ سردی کے موسم میں آیا تو لوگ کپڑوں میں رفع یدین کر رہے تھے۔

فَرَاَيْتُهٗ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْا بِهَا ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ زَمَانٍ فِيْهِ بَرْدٌ فَرَاَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمُ الثِّيَابُ تَحَرَّكُ اَيْدِيْهِمْ تَحْتَ الثِّيَابِ مِنَ الْبَرْدِ۔

(مسند احمد مع کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۸)

۲۲۵۔ [19] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ اَخْبَرَنَا اَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لِيْ مِنْ وَجْهِهٖ مَالَا اُحِبُّ اَنْ لِّيْ بِهٖ مِنْ وَجْهِ رَجُلٍ مِّنْ بَادِيَةِ الْعَرَبِ صَلَّيْتُ خَلْفَهٗ وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا كَبَّرَ وَرَفَعَ وَوَضَعَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَ

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں یزید نے حدیث سنائی، ہمیں اشعث بن سوار نے خبر دی، انہوں نے عبدالجبار بن وائل سے بیان کیا، انہوں نے اپنے باپ سے، اس نے کہا کہ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مجھے سب سے زیادہ بات محبوب تھی کہ میں کسی اور کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ کر دیکھوں اور جب آپ نے تکبیر کہی اور رکوع سے سر اٹھایا تو

بِشِمَالِهِ۔

(مسند احمد مع کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۷)

رفع یدین کی اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے اور دائیں بائیں سلام پھیرتے۔

۲۰/۲۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ حِينَ أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ سَجَدَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَفَخِذِهِ فِي صِفَةِ عَاصِمٍ ثُمَّ وَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثَلَاثًا وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا وَأَشَارَ زُهَيْرٌ بِالسَّبَّابَةِ الْأُولَى وَ

ہمیں عبداللہ نے حدیث سنائی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں اسود بن عامر نے حدیث سنائی ——— ہمیں زہیر بن معاویہ نے عاصم بن کلیب سے حدیث سنائی، کہ اس کے باپ نے خبر دی کہ وائل بن حجر نے کہا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھوں گا۔ پس آپ کھڑے ہوئے اور کانوں کے برابر رفع یدین کی۔ پھر آپ نے بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ سے پکڑا، پھر آپ نے جب رکوع کا ارادہ کیا تو کانوں کے برابر رفع یدین کی۔ پھر اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کی، پھر آپ نے سجدہ کیا، پس ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھا۔ پھر آپ بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا۔ عاصم کہتا ہے کہ دائیں کہنی دائیں ران پر رکھی اور تین انگلیاں بند کر کے اسی طرح انگلی سے اشارہ کیا اور زہیر راوی نے اشارہ کر کے دکھایا، اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنایا

قَبَضَ إِصْبَعَيْنِ وَحَلَقَ الْإِبْهَامَ عَلَى السَّبَّابَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ زُهَيْرٌ قَالَ عَاصِمٌ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ أَنَّ وَائِلًا قَالَ أَتَيْتُ مَرَّةً أُخْرَى وَعَلَى النَّاسِ ثِيَابٌ فِيهَا الْبَرَانِسُ وَفِيهَا الْأَكْسِيَةُ فَرَأَيْتُهُمْ يَقُولُونَ هٰكَذَا تَحْتَ الثِّيَابِ ۔ (مسند احمد مع کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۸)

زہیر کی روایت میں ہے کہ عبدالجبار نے اپنے بعض گھر والوں سے بیان کیا کہ وائل دوسری مرتبہ آیا تو لوگوں نے کپڑے، برانڈیاں اور چادریں اوڑھی ہوئی تھیں اور وُہ ان کے نیچے سے رفع یدین کرتے تھے۔

۲۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ قَاسِمٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَخَوَّى فِي رُكُوعِهِ وَخَوَّى فِي سُجُودِهِ فَلَمَّا قَعَدَ يَتَشَهَّدُ وَضَعَ فَخِذَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَحَلَقَ بِالْوُسْطَى ۔

ہمیں عبداللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں ہاشم بن قاسم نے خبر دی، ہمیں شعبہ نے عاصم بن کلیب سے خبر دی، اس نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو وائل حضرمی سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کی، پھر جب رکوع کیا تو بھی رفع یدین کی، پس جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی رفع یدین کی، رکوع اور سجدہ میں ہاتھوں کو جسم سے الگ رکھا، جب تشہد میں بیٹھے تو اپنی دائیں ران کو بائیں کے اوپر رکھا اور انگلی سے اشارہ کیا۔

(مسند احمد مع کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۹)

۲۲۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ

ہمیں عبداللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے ہمیں یحییٰ بن سعید نے عبدالحمید بن جعفر سے حدیث سنائی، اس نے کہا، مجھے محمد بن عطاء نے ابی حمید

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ سَمِعْتُہٗ وَھُوَ فِیْ عَشَرَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَدُ ھُمْ اَبُوْقَتَادَۃَ اَبْنُ رِبْعِیٍّ یَقُوْلُ اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مَا کُنْتَ اَقْدَمَنَا صُحْبَۃً وَّلَا اَکْثَرَنَا تَبَاعَۃً قَالَ بَلٰی قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اِعْتَدَلَ قَائِمًا وَّرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی حَاذٰی بِھِمَا مَنْکِبَیْہِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ رَکَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ فَلَمْ یُصَبِّ رَأْسَہٗ وَلَمْ یُقْنِعْہُ وَوَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ثُمَّ رَفَعَ وَاعْتَدَلَ حَتّٰی رَجَعَ کُلُّ عَظْمٍ فِیْ مَوْضِعِہٖ ثُمَّ ھَوٰی سَاجِدًا وَّقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ ثَنٰی رِجْلَہٗ وَقَعَدَ عَلَیْھَا حَتّٰی یَرْجِعَ کُلُّ عُضْوٍ اِلٰی مَوْضِعِہٖ ثُمَّ نَھَضَ فَصَنَعَ فِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا مَنْکِبَیْہِ کَمَا

ساعدی سے حدیث سنائی۔ اس نے کہا میں نے اسے دس صحابہ کی موجودگی میں کہتے ہوئے سنا، جن میں ابو قتادہ بن ربعی بھی تھے۔ کہا، کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا، تو تو ہم سے پہلے مسلمان ہوا ہے نہ ہی ہم سے زیادہ آپ کی رفاقت کی ہے اس نے کہا یہ تو ٹھیک ہے تو انہوں نے کہا، اچھا پھر پیش کرو، آپ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ اس نے کہا کہ جب آپ ٹھیک کھڑے ہو جاتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے، پھر جب رکوع کرتے تو بھی کندھوں تک رفع یدین کرتے اور رکوع میں نہ سر کو اونچا رکھتے نہ نیچا۔ اور ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہٗ کہہ کر کھڑے ہو جاتے اور رفع الیدین کرتے۔ پھر سجدہ میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ جسم کا ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آجاتا۔ پھر اٹھتے اور اسی طرح دوسری رکعت میں بھی کرتے۔ پھر دو رکعتوں سے جب اٹھتے تکبیر کہہ کر کندھوں تک رفع یدین کرتے جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا اسی طرح ساری نماز میں کرتے حتیٰ کہ وہ رکعت آجاتی جس میں نماز ختم ہوتی ہے تو پھر بایاں پاؤں آگے نکال کر اپنے سرین پر بیٹھ

صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ صَنَعَ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِيْ تَنْقَضِيْ فِيْهَا الصَّلٰوةُ اَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى شِقِّهٖ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ۔

(مسند احمد مع کنز العمال ج ۵ ص ۴۲۳)

جاتے، پھر سلام پھیرتے۔

۲۳/۲۲۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاؤُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِيْ بْنَ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ فُضَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ قِلَادَةَ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهُ وَاَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ

ہمیں عبد اللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے، ہمیں سلیمان بن داؤد نے حدیث سنائی، ہمیں عبد الرحمٰن یعنی ابن ابی زناد نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے عبد اللہ بن فضل بن عبد الرحمٰن بن قلادہ بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب ہاشمی سے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمٰن اعرج سے بیان کیا، انہوں نے عبید اللہ بن ابی رافع سے بیان کیا، انہوں نے علی بن ابی طالب سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور اسی طرح جب قراءت ختم کر کے رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے سر کو اٹھاتے تو (بھی رفع یدین) کرتے۔ بیٹھنے کی حالت میں رفع یدین نہ کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع یدین کرتے

مِنْ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ قَاعِدٌ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ۔

اور اللہ اکبر کہتے۔

۱۹۔ صحیح ابن حبانؒ

۱/۲۳۰۔ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ۔

(صحیح ابن حبان ص ۲۵۳ ج ۳)

ہمیں حسن بن سفیان نے خبر دی۔ ہمیں حبان بن موسیٰ نے، ہمیں عبداللہ بن مبارک نے مالک سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے وقت اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدہ میں ایسے نہ کرتے (یعنی رفع یدین نہ کرتے)۔

۲/۲۳۱۔ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى

ہمیں حسن بن سفیان نے خبر دی، اس نے کہا ہمیں محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ابو ربیع زہرانی نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں سفیان نے زہری سے حدیث سنائی، انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے، اس نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع

يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

(ابن حبان ص ۲۵۵ ج ۳)

کرتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے، پھر جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔

۳/۲۴۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو خَلِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔

(صحیح ابن حبان ص ۲۵۵ ج ۳)

ہمیں ابو خلیفہ نے خبر دی، اس نے کہا ہمیں سلیمان بن حرب نے خبر دی، ہمیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی، انہوں نے نصر بن عاصم سے بیان کیا، انہوں نے مالک بن حویرث سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع یدین کرتے۔

۴/۲۴۳۔ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ كُلَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ ابْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ أَخْبَرَهُ قَالَ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ حِينَ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا

ہمیں فضل بن حباب نے خبر دی، اس نے کہا، ہمیں ابو الولید طیالسی نے خبر دی، ہمیں زائدہ بن قدامہ نے خبر دی، ہمیں عاصم بن کلیب نے خبر دی، اس نے کہا، مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ وائل بن حجر حضرمی نے اسے خبر دی، اس نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا کہ کس طرح پڑھاتے ہیں۔ پھر دیکھا کہ جب کھڑے ہوئے تو رفع یدین کی

أُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ ثُمَّ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ فَخِذَهُ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثِيْنَ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْا بِهَا ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي زَمَانٍ فِيْهِ بَرْدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تَتَحَرَّكُ أَيْدِيْهِمْ تَحْتَ الثِّيَابِ۔

(صحیح ابن حبان ص ۲۵۲ ج ۳)

کانوں تک۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت اور پہنچے اور کلائی پر رکھ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو پہلے کی طرح رفع الیدین کیا، پھر رکوع کیا، پس اپنے ہاتھوں کو رکھا پھر سر کو اٹھایا پھر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پہلی طرح ہی، پھر سجدہ کیا۔ پس اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا پھر بیٹھے پس بائیں پاؤں کو بچھایا اور اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا ———— اور انگلیوں سے تیس کی گرہ باندھی اور انگلیوں کا حلقہ بنا کر انگلی سے اشارہ کیا اور اسے حرکت دی۔ اس کے بعد جب میں دوبارہ آیا تو سردی کا موسم تھا۔ لوگوں نے موٹے کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ لوگ کپڑوں کے نیچے سے ہی رفع یدین کرتے تھے۔

۲۳۴- أَخْبَرَنَا أَبُوْ يَعْلٰى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الشَّامِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلٰوةَ أَبِيْ فَحَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ

ہمیں ابو یعلیٰ نے خبر دی، ہمیں ابراہیم بن حجاج شامی نے خبر دی، ہمیں عبدالوارث نے خبر دی، ہمیں محمد بن جحادہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالجبار بن وائل نے خبر دی کہ میں ابھی بچہ تھا اپنے باپ کی نماز کے مسائل نہ سمجھ سکتا تھا لیکن مجھے میرے بھائی علقمہ بن وائل نے بیان کیا کہ مجھے میرے باپ وائل بن حجر نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ کے

حُجْر قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّفِّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي ثَوْبِهِ فَأَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ وَرَفَعَهُمَا وَكَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ وَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ - قَالَ ابْنُ جُحَادَةَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ فَقَالَ هِيَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ - (صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۲۵۴ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ)

ساتھ نماز پڑھی، جب آپ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور کپڑا لپیٹ لیتے اور دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے، پھر جب رکوع کرتے تو ہاتھوں کو نکال کر رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔ پھر جب تکبیر کہہ کر سجدہ کرتے تو اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھتے۔

ابن جحادہ کہتے ہیں میں نے حسن بن ابی الحسن سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اسی طرح تھی لیکن جو کرتے ہیں کرتے ہیں اور جس نے چھوڑا وہ سنت سے محروم رہا۔

۲۳۵ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَرَاوِيُّ بِسَارِيَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْعَلَاسِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُهُ فِيْ عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہمیں ابراہیم بن علی ہراوی نے ساریہ میں خبر دی، ہمیں عمرو بن علی علاسی نے خبر دی، ہمیں یحییٰ بن سعید قطان نے عبدالحمید بن جعفر سے حدیث سنائی، مجھے محمّد بن عمرو بن عطاء نے ابی حمید سے خبر دی، اس نے کہا، میں نے اسے دس صحابہؓ کی موجودگی میں کہتے ہوئے سنا، ان میں سے ایک ابو قتادہ بھی تھے، اس نے کہا، کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مَا كُنْتَ أَقْدَمَ مِنَّا لَهُ صُحْبَةً وَّلَا أَكْثَرَنَا بَيْعَةً قَالَ بَلٰى قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَإِذَا رَكَعَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ رَكَعَ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فِيْ صُلْبِهٖ وَلَمْ يُصَبِّ رَأْسَهٗ وَلَمْ يُقْنِعْهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ رَكَعَ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فِيْ صُلْبِهٖ ثُمَّ اعْتَدَلَ ثُمَّ سَجَدَ وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثَنّٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلَيْهَا وَاعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ ثُمَّ قَامَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِيْ تَنْقَضِيْ فِيْهَا أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى رِجْلِهٖ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ۔

زیادہ جانتا ہوں، انہوں نے کہا، نہ تو تم صحبت کے لحاظ سے مقدم ہو اور نہ ہی بیعت کے لحاظ سے آپؓ نے کہا، کیوں نہیں، انہوں نے کہا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پیش کرو، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف منہ کرتے اور کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور رکوع کے وقت رفع یدین کرتے۔ پھر پیٹھ کو برابر کرتے اور نہ سر کو بلند رکھتے اور نہ ہی زیادہ جھکاتے۔ پھر آپ نے اپنا سر رکوع سے اُٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہٗ کہا اور رفع یدین کی۔ پھر پشت سیدھی کی، پھر سجدہ کیا اور پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف کیا، پھر سجدہ سے سر کو اٹھایا اور اللہ اکبر کہا، پس بایاں پاؤں موڑا اور اس پر بیٹھ گئے اور سیدھے ہو گئے، یہاں تک ہر جوڑ اپنی جگہ پر آگیا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوئے تو اللہ اکبر کہا پھر کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ جب آخری رکعت ہوئی جس میں نماز ختم ہوتی ہے۔ بایاں پاؤں موخر کیا اور پاؤں پر

(ابن حبان، جلد ۳ ص ۲۵۶) | تورک بیٹھے پھر سلام پھیرا۔

۲۰۔ مسند ابو داؤد طیالسی

۱۳۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاؤُدَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ ابْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَاَحْفَظَنَّ صَلٰوتَهٗ فَافْتَتَحَ الصَّلٰوةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ اُذُنَيْهِ وَاَخَذَ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ كَمَا رَفَعَهُمَا حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ حِيْنَ رَكَعَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَمَا رَفَعَهُمَا حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ سَجَدَ فَافْتَرَشَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى فَقَعَدَ عَلَيْهَا قَالَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ يَدْعُوْا هٰكَذَا يَعْنِيْ بِالسَّبَّابَةِ يُشِيْرُ۔

ہمیں ابو داؤد نے خبر دی، ہمیں سلام بن سلیم نے، ہمیں عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے خبر دی، انہوں نے وائل حضرمی سے بیان کیا، اس نے کہا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے کہا، میں ضرور آپ کی نماز کو یاد کروں گا۔ پس آپ نے نماز شروع کی، پس اللہ اکبر کہا اور کانوں تک رفع یدین کی اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا پھر رکوع کا ارادہ کیا تو پھر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھایا تو پھر بھی رفع یدین کی اسی طرح جیسے پہلی دفعہ کیا تھا، پھر سجدہ کیا، پھر بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس کے اوپر بیٹھے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور انگلی سے دعا کرتے، یعنی اس کو حرکت دیتے۔

(ابو داؤد طیالسی ص ۱۳۷، الجزء الرابع مطبوعہ حیدر آباد دکن)

۲۳۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاؤُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا ارْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ۔(مسند ابوداؤد طیالسی ص ۱۰۶، الجزء السادس، مطبوعہ حیدر آباد دکن)

ہمیں ابوداؤد نے خبر دی، اس نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے حدیث سنائی، انہوں نے نصر بن عاصم سے بیان کیا، انہوں نے مالک بن حویرث سے، اس نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۲۱۔ مسند شافعی رح

۲۳۴۔ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

ہمیں سفیان نے زہری سے خبر دی، انہوں نے سالم سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اس نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کیا کرتے تھے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔

۲۲۔ موطا امام محمد رح

۲۳۵۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

ہمیں مالک نے خبر دی، ہمیں زہری نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث سنائی۔ سالم نے کہا، عبداللہ

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد کہتے۔

(مؤطا امام محمد ص ۸۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض راویانِ احادیثِ رفع یدین کے اسماء گرامی مع حوالہ کتب

نمبر شمار	اسماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	حوالہ جات
۱	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	(سنن کبریٰ ص ۳، ج ۲)
۲	حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ	(جزء سبکی ص ۱۲)
۳	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	(جزء سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری پ ۳ ص ۴،،)
۴	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	(السنن الکبریٰ ص ۳، ج ۲)
۵	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین ص ۱۲ نیز تسہیل القاری پ ۳ ص ۴،،)
۶	حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ	(محلی ابن حزم ص ۹۸ ج ۴)
۷	حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا	(جزء رفع یدین بخاری ص ۲۸)
۸	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری ص ۴،، پ ۳)
۹	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری ص ۴،، پ ۳)
۱۰	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری ص ۴،، پ ۳)
۱۱	حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری ص ۴،، پ ۳)
۱۲	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری ص ۴،، پ ۳)
۱۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ	(ابوداؤد ص ۱۱۵، ۱۱۶، ج ۱)
۱۴	حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری)
۱۵	حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص	(السنن الکبریٰ ص ۴، ج ۲)

نمبر	نام صحابی	حوالہ	نمبر	نام صحابی	حوالہ
۱۶	حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	(ابن ماجہ ص ۶۲ ج ۱)	۲۸	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین امام بخاری ص ۲۶)
۱۷	حضرت عدی بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲)	۲۹	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	(تسہیل القاری ص ۴)
۱۸	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری ص ۴، پ ۳)	۳۰	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۲ نیز تسہیل القاری ص ۴، پ ۳)
۱۹	حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ	(مسند احمد مع کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۸)	۳۱	حضرت حسین رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲)
۲۰	حضرت سعید رضی اللہ عنہ	(جزء رفع الیدین سبکی ص ۲ نیز تسہیل القاری پ ۳ ص ۴)	۳۲	حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ	(تسہیل القاری ص ۴)
۲۱	حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ	(ص ۲۹۸ ج ۱ صحیح ابن خزیمہ)	۳۳	حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۶۹
۲۲	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	سنن دار قطنی ج ۱ ص ۱۰۹ طبع دہلی	۳۴	حضرت عبد اللہ بن جابر البیاضی رضی اللہ عنہ	بیہقی ج ۲ ص ۷۵
۲۳	حضرت عمیر لیثی رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۲ نیز تسہیل القاری پ ۳ ص ۴)	۳۵	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین سبکی ص ۹، ۱۰)
۲۴	حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین امام بخاری ص ۱۸)	۳۶	حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	(سنن کبریٰ ص ۷۳، ج ۲)
۲۵	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	(جزء سبکی ص ۱۲ نیز تسہیل القاری ص ۴، پ ۳)	۳۷	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	(ابن ماجہ ص ۶۲ ج ۱)
۲۶	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	(بخاری ج ۱ ص ۱۰۲) تسہیل القاری ص ۴، پ ۳	۳۸	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ	(جزء رفع یدین ص ۴۹)
۲۷	حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ	(السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲)	۳۹	ایک اعرابی رضی اللہ عنہ	(امام سبکی ص ۱۳)
			۴۰	حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ	(ابن ماجہ ص ۶۲ ج ۱)
			۴۱	حضرت انس رضی اللہ عنہ	(ابن ابی شیبہ ص ۲۳۵ ج ۱)
			۴۲	حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ	(بخاری ج ۱ ص ۱۰۲)
			۴۳	ابو امامۃ الباہلی	موضوعات کبیر علامہ ص ۲
			۴۴	عمران بن حسین	

۴۴ صحابہ کرام سے منقول رفع الیدین مذکورہ بالا کے حوالہ جات کو مراجعت کرنے پر صحیح پایا۔

ریاض الٰہی، رفیق مجلس علمی سلفیہ
دار الدعوۃ السلفیہ
شیش محل روڈ لاہور

ریاض الٰہی

۲۸/۹/۱۴۰۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ
عداوۃ کانہ ولی حمیم
پ ۲۴ سورۃ حم السجدۃ آیت ۳۴
برائی کا بہترین طریقے سے دفع کر دیا کرو اس وقت جو تیرا دشمن تھا وہ ایک دم
ایسا ہو جائیگا جیسا کہ وہ تیرا قریبی دوست ہے
اس میں
(حصہ پنجم)
عدم رفع الیدین
کے
۳۸
دلائل اور اُن کے جواب
احسن طریقے سے تحریر کیے گئے ہیں
جمع و ترتیب
عبدالرشید انصاری ○ سرفراز کالونی ○ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم (سورۃ حم السجدہ)

(ترجمہ)

تم برائی کو بہترین طریقے سے دُور کر دیا کرو اس وقت جو تیرا دشمن تھا وہ ایک دم سے ایسا ہو جائے گا جیسا کہ وہ تیرا دوست ہے قریبی

حصہ پنجم

اس میں عدم رفع الیدین کے اڑتیس ۳۸ دلائل جو مخالفین کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات احسن طریقے سے تحریر کیے گئے ہیں

سو گو۔ آؤ ہم ایک ایسی بات پر اتفاق کریں جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے وہ یہ کہ ہم سب مل کر اپنے نبی کی سنت کو مضبوطی سے تھام لیں۔

ارشادِ ربانی

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللہ انہ ہو السمیع العلیم (سورۃ الانفال)

(ترجمہ)

اور اگر صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر بیشک وہ سُنتا جانتا ہے

جمع و ترتیب
عبدالرشید انصاری
سرفراز کالونی
جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ

حصۂ پنجم

مقدمہ

الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کا ہے کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o" (پ ۲۷، سورۃ الرحمٰن)

ترجمہ: "بڑے رحم والے (خدا) نے قرآن اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا۔ اسی نے حضرتِ انسان کو پیدا کیا، اس کو بات کرنا، بولنا سکھایا!"

دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ o" (پ ۲۱: ع ۱۴ سورۃ السجدۃ ۹)

"پھر اس کو ٹھیک کیا، پُتلا بنایا درست کیا اور اس میں اپنی طرف سے جان پھونکی اور تم کو (سننے) کے لیے کان دیے اور (دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں اور (سمجھنے کے لیے) دل دیے اور تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔"

یعنی خدا کی نعمتیں تمہارے پاس بے شمار ہیں، تم کو ٹھیک ٹھاک اور خوبصورت بنایا تمہارے اندر رُوح ڈالی، کانوں کو سننے اور آنکھوں کو دیکھنے کی طاقت دی، پھر ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا o" (پ ۲۹، سورۃ الدھر)

ترجمہ: "ہم ہی نے اُسے راستہ دکھایا، اب یا وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا، یعنی عقل اور سمجھ بھی دی اور اس کی طرف پیغمبر بھی بھیجے جنھوں نے اس پر شکر گزاری اور ناشکری کے راستے واضح

کردیے اور دونوں پر چلنے کے انجام سے خبردار کیا۔

سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ" (پ ۱۲ سورہ هود ۱۱۲)

ترجمہ: "جیسا حکم ہوا ہے اس دین پر قائم رہ اور تیرے ساتھ جن لوگوں نے توبہ کی ہے، وہ بھی اس پر چلتے رہیں اور حد سے مت بڑھو، بے شک وہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔"

یعنی اللہ کے حکم اور شریعت پر قائم رہیں استقامت ایک نہایت ہی جامع لفظ ہے جو شریعت کے پورے انجام کی پابندی سے عبارت ہے۔ شریعت کی اطاعت کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیں مقرر کردی ہیں اپنے آپ کو انہیں کے اندر رکھو، ان سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرو۔

یہ بھی ارشاد ہے:

"وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ" (البقرة: پ ۲: الآية ۱۹۰)

"زیادتی مت کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" یعنی ہر طرح کے ظلم و زیادتی سے منع فرمادیا ہے۔

دینِ اسلام پر چلنے کی پابندی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ" (پ ۱۱ یونس ۱۰۵)

"اور یہ کہ سب دینوں سے الگ ہو کر اسی دین (اسلام) پر اپنا منہ سیدھا رکھ اور ہرگز مشرکوں میں سے مت ہو۔ یعنی "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم دین پر ثابت قدم رہو کسی حال میں بھی توحید

سے لغزش نہ کرو۔ حنیف وُہ ہے جو اللہ کی طرف متوجہ ہو تمام ماسوا سے منہ پھیر کر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔" (البقرۃ، آیت ۸۳)

" اور لوگوں سے نرمی کے ساتھ بات کرو" اس میں ہر وُہ چیز داخل ہے جس پر شرعی لحاظ سے حُسن ہونے کا اطلاق ہو سکتا ہو اور یہ لفظ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی شامل ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو اگر تم کچھ اور نہ کر سکو تو کم سے کم اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آجاؤ۔ (صحیح مسلم ترمذی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ " (پ ۲۱ لقمان آیت ۱۸)

"لوگوں سے اپنا منہ پھیر کر بات نہ کر یعنی غرور اور تکبر نہ کر" بلکہ تواضع و انکساری کے ساتھ ہر ایک کی بات سُن جب تو اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو کشادہ پیشانی سے اس کی طرف متوجہ ہو جا اور تکبر یہ ہے کہ حق بات سے منہ پھیرے اور لوگوں کو حقیر جانے "اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ"، (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۳ باب الغضب والکبر)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۔ (پ ۱۴، النحل، آیت ۱۲۵)

" اور اُن کے ساتھ بحث کر اس طور سے جو پسندیدہ ہو یعنی نہایت ہی نرمی اور محبت سے۔ اخلاق تہذیب کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے نہ کہ جھڑک کر۔

اور ارشاد ہوتا ہے:

"اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ"

(پ ۲۴ حم السجدۃ، آیت ۳۴)

"تم برائی کو بہترین طریقے سے دُور کر دیا کرو (ایسا کرے گا تو تو دیکھ لے گا) جو تیرا دشمن تھا۔ وُہ ایک دم سے ایسا ہو جائے گا جیسا کہ وُہ تیرا دوست ہے قریبی"

ایک داعی الی اللہ کا یہ مسلک ہونا چاہیے کہ برائی کا جواب برائی سے نہ دے، بلکہ جہاں تک گنجائش ہو برائی کے مقابلے میں بھلائی سے پیش آئے اور اگر اس سے کوئی سخت بات کرے یا بُرا معاملہ کرے تو اس کے مقابلے میں وُہ طرزِ اختیار کرنا چاہیے جو اس سے بہتر ہو۔ بہرحال دعوت الی اللہ کے منصب پر فائز ہونے والوں کو بہت زیادہ صبر و استقلال، حُسنِ خلق کی ضرورت ہے۔

حدیث صحیح میں ہے کہ جب ظالم کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے نہ روکا جائے امر بالمعروف، نہی عن المنکر ترک کر بیٹھے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا عام عذاب بھیجے جو کسی کو نہ چھوڑے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۶) ہاں مصلحین اصلاح کرتے ہیں اور لوگ اپنی حالت درست کر لیں تو خدا ظالم نہیں کہ خواہ مخواہ ہلاک کرے اور عذاب بھیجے۔

ترمذی شریف صفحہ ۲۲ جلد دوم میں ہے کہ ابوالاحوص کے باپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی ہماری مہمان نوازی، خیر خبر نہ لے تو ہم بھی اس کے بدلہ میں ایسا ہی کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، بلکہ بُرائی کا بدلہ نیکی سے دو، دوسری روایت میں ہے کہ اپنے نفسوں کو دباؤ، صبر اور درگزر کرو۔

مسلمانوں کی خیر خواہی کرنی چاہیے!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وُہ کون سے ہیں؟ فرمایا کہ جب تو کسی مسلمان سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کہے ۲۔ جب تجھے کوئی دعوت دے یعنی اپنی مدد کو بلائے یا کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کر۔ ۳۔ جب تجھ سے کوئی نصیحت یا خیر خواہی چاہے تو اس کو نصیحت کر۔ ۴۔ جب کوئی چھینکے اور پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دے یعنی یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے۔ ۵۔ جب کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔ ۶۔ جب کوئی مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ (مسلم مشکوٰۃ ج ۱ کتاب الجنائز)

۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو نصیحت کرنی اور اس کی خیر خواہی کرنی چاہیئے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:

وَعَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ ۔ (بلوغ المرام مترجم ص ۳۱۲)

"حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دین خیر خواہی کا نام ہے، عرض کیا گیا یا رسولؐ اللہ کس کی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے واسطے، اللہ کی کتاب کے حق میں، اللہ کے رسولؐ کے حق میں، مسلمانوں کے حاکم کے لیے اور مسلمانوں کے لیے"۔ (مسلم شریف، بلوغ المرام، کتاب الجامع ص ۳۱۳)

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اس پر سچے دل سے ایمان لایا جائے اور اس کے حکم کے مطابق ہر کام انجام دیئے جائیں۔ کتاب کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب مانتے ہوئے اس کے مندرجات پر خلوصِ نیت سے عمل کریں۔ اللہ کے رسولؐ کی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں اللہ کا رسول مانے اور ان کی اطاعت کرے۔ مسلمان حاکم کی خیر خواہی یہ ہے کہ اگر وہ اللہ اور رسولؐ کے حکم کے مطابق کام کرے تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ اسی طرح دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان میں موجود نقائص کی اصلاح کی جائے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دے اور جو وہ دین کے بارے میں نہ جانتے ہوں انہیں سکھا دے اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کے عمل کو جاری رکھے۔

واعظ کو اپنے وعظ پر ضرور عمل کرنا چاہیے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

مَا اسْتَطَعْتُ ط وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ٥ (پ ۱۲ ھود ۸۸)

ترجمہ: اور میں نہیں چاہتا کہ تم کو ایک کام سے منع کروں، پھر خود اس کو کرنے لگوں، میں تو چاہتا ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے تم کو سنوار دوں اور نہیں توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے، اُوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور طرف اسی کے رجوع کرتا ہوں"۔

یعنی میں جس چیز سے تم کو منع کرتا ہوں، خود وہ کام چھپ کر نہ کیا کروں گا۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور اس امت کے سلف صالحین کا بھی یہی شیوہ رہا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ" (الانفال ایت ۴۶ پ ۹)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانو اور آپس میں (ناحق) اختلاف کے لیے جھگڑا نہ کرو اگر کرو گے تو بودے بن جاؤ گے، تمہاری ہوا جاتی رہے گی۔ ہوا اُکھڑ جائے گی"۔

یعنی آپس کی ناچاقی، بدسلوکی، اختلافات، حسد و کینہ، بغض و عداوت، مونڈنے والی چیز ہے۔ یعنی ان کی وجہ سے نیکیاں اسی طرح مٹ جاتی ہیں جس طرح استرا بالوں کو دُور کر دیتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو تفرقہ ختم کر کے ایک عقیدہ، ایک مذہب ہو کر ایک دوسرے کے ہمدرد ہو کر رہنا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" (آل عمران، ایت ۱۰۳، پ ۴)

ترجمہ: "اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ بازی نہ کرو"۔

یعنی اس کے دین یا عہد یا جماعت یا قرآن کو تھامے رہو۔ پھوٹ نہ کرو، یعنی کتاب اللہ ہی حبل اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوا۔

(صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۲۸۰)

اس آیت میں مسلمانوں کو جماعتی زندگی کا حکم اور تفریق کی ممانعت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ" (پ ۲۶، سورۃ محمد الیت ۳۳)

"اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور پیغمبر علیہ السلام کا حکم مانو (اور ان کا خلاف کر کے) اپنے نیک اعمال ملیامیٹ نہ کرو"

معلوم ہوا کہ بسا اوقات معصیت سے نیک عمل ضائع ہو جاتے ہیں اور نیکی اسی صورت میں نفع دے سکتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاکؐ کا فرمانبردار رہے۔

دراصل تمہارا حامی و ناصر تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی پر بھروسہ رکھو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَ هُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ" (پ ۴، ال عمران، الیت ۱۵۰)

"بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے اور اسی کی مدد سب سے بہتر ہے"

جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حق کو غالب رکھوں گا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ" (پ ۱۱ یونس الیت ۸۲)

"اللہ تعالیٰ حق بات کو حق کر دکھائے گا گو نافرمان لوگ برا مانا کریں!"

یعنی حق بات کی تحقیق ہر انسان کو اپنی طاقت کے مطابق کرنی چاہیئے تاکہ آدمی گمراہ ہو کر نہ مرے بلکہ حق کی تلاش میں کوشش کرتا رہے۔

غلط بیانی کی تحقیق ضروری ہے:

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝" (پ ۲۶، الحجرات ۶)

ترجمہ: "اے مسلمانو! (جلدی مت کیا کرو) اگر کوئی فاسق شخص کوئی خبر لے آئے تو اس کی تحقیق کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم بے جانے بوجھے (تحقیق کیے بغیر) کسی قوم پر چڑھ دوڑو۔ (جب اصل حال معلوم ہو تو اپنے کیے پر پچھتاؤ"

اس لیے کسی کام میں جلدی نہ کرو، بلکہ پیغمبر علیہ السلام کی طرف رجوع کرو اور جو ارشاد وہاں سے پاؤ اس پر عمل کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتا ہے اس میں اُن کا بھلا ہے۔ **عمل صالح** وُہ ہے کہ جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو اور سنت طاہرہ کے موافق ہو اور اس میں ریا کاری، یا کسی قسم کی ذاتی یا قومی مصلحت کو دخل نہ ہو ورنہ وُہ عمل مردود پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝" (پ ۱۶، الکہف، آیت ۱۰۴)

ترجمہ: "یہ وُہ لوگ ہیں جن کی (ساری) کوشش دنیا کی زندگانی میں دنیا میں اکارت ہوئی اور وُہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں۔ آخرت میں ہم ہی کو بہشت ملے گی۔ ہم حق پر ہیں۔"

معلوم ہوتا ہے جو آدمی عمل کرے اس کی پڑتال کرنی اس پر ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا عمل کسی کام نہ آوے اور پھر وُہ پچھتاوے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت سیکھ لینا ایک سو رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوتا ہے اور مسئلہ سیکھ لینا ہزار رکعت نوافل سے افضل ہے (ابن ماجہ ص ۲۰ ج ۱)

انبیاء کرام علیہم السلام کلامِ الٰہی لوگوں تک پہنچاتے رہے!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَمِنْهُمْ

مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط (پ ۲۴، المؤمن آیت ۷۸)

یعنی "ہم نے تم سے پہلے اپنے رسول بھیجے تھے جن میں سے بعض کا بیان ہم نے اس قرآن میں کر دیا اور بعض کو بیان نہیں کیا۔ یعنی بعض کا تفصیلی حال بیان کیا اور بعض کا نہیں کیا۔

بہر حال سب پر ایمان لانا ضروری ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

" لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ " (پ ۳۔ البقرۃ آیت ۲۸۵)

ترجمہ:

یعنی ایسا نہیں ہے کہ ہم بعض انبیاء کرام کو مانتے ہوں اور بعض کا انکار کرتے ہوں بلکہ ہم تمام انبیاء کرام کو مانتے ہیں۔

مسند احمد میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و پیغمبر ہوتے ہیں۔

آخری رسول کے متعلق جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا " (آیت ۴۰ الاحزاب، پ ۲۲)

" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، البتہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔"

اس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہتی دنیا تک اللہ کے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو گا اور پھر احادیث صحیحہ میں خاتم النبیین ہونے کی تشریح کر دی گئی ہے جس کے بعد کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت پر چلیں گے وہ نئے نبی نہیں بلکہ آپ سے پہلے کے نبی ہیں۔

احکام الٰہی کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝" (پ ۱۴۔ الحجر ایت ۹)

"بے شک قرآن مجید کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

قرآن کے علاوہ دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود اس طرح محفوظ ہو کہ اس کے کسی ایک حرف میں بھی رد و بدل نہ ہوا ہو اور دنیا بھر میں قرآن کے جتنے نسخے موجود ہیں ان میں ادنی سا بھی اختلاف نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے، یہ ہے قدرت کی طرف سے حفاظت جو کسی اور کتاب کو نصیب نہیں ہوئی۔

علم دین کے حاصل کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً ؕ فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى الدِّيۡنِ وَلِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ ۝" (پ ۱۱، التوبة ۱۲۲)

"پس کیوں نہ نکلے ہر فرقے سے ان میں ایک جماعت تاکہ دین سمجھیں اور تاکہ ڈرا دیں قوم اپنی کو جب پھر جاویں طرف ان کی شاید کہ وہ بچیں۔"

مشکوٰۃ ص ۳۲ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيۡرًا يُّفَقِّهۡهُ فِى الدِّيۡنِ۔"

"اللہ تعالیٰ جس کسی کے ساتھ بہتری چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔"

ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر قبیلے میں سے کچھ لوگ نکلتے، علم حاصل کرتے اور واپس آکر اپنے قبیلے کے لوگوں کو بھی دین کے احکام سے خبردار کرتے تاکہ وہ بری باتوں سے پرہیز کرتے۔

آیت کے الفاظ میں ان ہر دو مفہوم کا یکساں احتمال ہے اور اس کی رو سے جہاد اور طلب علم دونوں کے لیے نکلنا مسلمانوں کے لیے فرض کفایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

یعنی اس کی ذمہ داری بحیثیت مجموعی سب پر عائد ہوتی ہے اور ان میں سے بعض افراد کا اسے انجام دینا ضروری ہے ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

بغیر علم کے گفتگو مت کرو!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا" (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۳۶)

"اور جو بات تو نہیں جانتا اس کے پیچھے نہ پڑ۔ اس لیے کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔"

یعنی بے تحقیق کسی بات کی اندھا دھند پیروی نہ کر، اس میں جھوٹی گواہی، غلط تہمت، سنی سنائی باتوں پر کسی کی برائی کرنا سب شامل ہے۔

نیز اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کی دلیل ہوتے ہوئے کسی کی شخصی رائے اور قیاس پر عمل کرنا ممنوع ہے۔

علم کو چھپانے والے کی سزا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ" (پ ۲، البقرۃ، آیت ۱۵۹)

"جو ہم نے اپنی قدرت کی کھلی نشانیاں اور ہدایت کی باتیں اتاریں اب اس کے بعد جو لوگ ان کو چھپاتے ہیں ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں یعنی ایسا کرنے والا ملعون ہے۔"

البینات سے مراد واضح دلائل اور الھدی سے احکام شریعت مراد ہیں، جس نے غرض دنیا کے واسطے حق چھپایا وہ سب اس میں داخل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس سے علم کا سوال کیا گیا اور اس نے باوجود علم ہونے کے چھپایا تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴)

ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں آیا ہے کہ اگر دو آیات کتاب اللہ میں نہ ہوتیں تو میں کسی سے بھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا، ایک تو یہی آیت اور دوسری " وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ الخ۔ (پ ۴، ال عمران ۱۸۷)

معلوم ہے کہ حدیث بھی منزل من اللہ ہے اور اس کا چھپانے والا منکر جو بغیر توبہ مرا وہ ملعون ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے " بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً " یعنی میری طرف سے بات دوسروں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔" ہمیں اللہ اور رسولؐ کا حکم مان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث دوسروں تک پہنچانا چاہیے تاکہ دوسروں پر دین کی حجت قائم ہو سکے۔ (مشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" هَلْ بَلَّغْتُ ؟ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ " (مشکوٰۃ)

اللہ کے بندو! مجھے جواب دو۔ کیا میں نے اللہ کے حکموں کی تبلیغ کر دی، سب نے جواب دیا کہ ہاں! یا رسول اللہ! بے شک آپ نے ہم کو پہنچا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو حاضر ہو اس پر فرض ہے کہ جو حاضر نہیں ہیں ان کو میری یہ حدیثیں پہنچا دیں۔"

مُبلّغ کے لیے حضورؐ کی دعا

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ (ترمذی) | خدا تعالیٰ اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جس نے مجھ سے کچھ سنا پھر اسے جوں کا (توں پہنچایا)

عِلم کو ظاہر نہ کرنیوالے کے لیے وعید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

" وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ " الآیۃ ۱۴۰ پ ۱ سورۃ البقرۃ

"یعنی اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا کہ خدا کی گواہی جو اس کے پاس ہو چھپائے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے پاس علم (کتاب وسنت کا) ہو پھر اسے اس کے بیان کرنے کا حق پہنچتا ہے اگر بیان نہیں کرتا تو اس کا اس آیت پر عمل نہیں ہے اور اپنے علم کو ظاہر نہ کرنے کی بنا پر بہت بڑی وعید بھی بتادی ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا" (پ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۴۹)

"کہہ دیجئے، کیا تمہارے پاس کچھ علم ہے پس نکالو تم اس کو ہمارے واسطے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اعلان کیجئے اگر تمہارے پاس کوئی علم ہے تو اسے ظاہر کرو تاکہ حق بات کا پتہ چل جائے۔

ان دو آیات کی تائید مندرجہ ذیل احادیث شریفہ سے بھی ہوتی ہے:

۱۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهٖ" رواہ الدارمی (مشکوٰۃ، کتاب العلم ص ۳۷)

ترجمہ: کہ "حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کے نزدیک قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بدتر شخص وہ عالم ہے جس کے علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے"۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس عالم نے بھی علم کو ظاہر نہیں کیا، قیامت کے دن سب سے بدتر ہوگا۔

۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (رواہ احمد والدارمی، مشکوٰۃ ص ۳۸)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ اس علم کی مثال جس سے نفع نہ اٹھایا جائے اس خزانہ کی مانند ہے جس میں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم نے بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی خرچ نہ کیا، خزانہ اس کے پاس تھا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا، اگر خرچ کرتا تو لوگوں کو نفع ہوتا، لوگ فائدہ اٹھاتے تو اس کو بھی ثواب ملتا۔ ثواب سے یوں محروم رہا۔ سب خزانہ اپنے پاس ہی رکھا اس نے بھی اپنے علم کو ظاہر نہیں کیا۔

۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ۔" (مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، خدا تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دے۔ جبرائیل نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اس کے باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ کے لیے بھی تیری نافرمانی نہیں کی، خدا تعالیٰ نے فرمایا، اس پر اور سارے باشندوں پر شہر کو الٹ دے، اس لیے کہ اس شخص کا چہرہ ایک لمحے کے لیے بھی میری خوشنودی کے لیے متغیر نہیں ہوا۔" (بیہقی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ عبادت کرتا تھا جس نے ایک لمحہ کے لیے بھی نافرمانی نہیں کی اس بندہ نے بھی علم کو ظاہر نہیں کیا اور اگر کرتا تو اس کی جان ہلاک نہ ہوتی، خاموشی اختیار کی۔ یہ بندہ بھی ان کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔

خلاصۂ کلام

مسلمان مسلمان کا شیشہ ہے اگر ایک مسلمان سے غلطی ہو جائے تو دوسرا مسلمان یاد کرا دے
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔"

(پ ۲۹، سورۃ الملک: آیت ۱۰)

"کہیں گے کاش کہ ہم سنتے ہوتے یا سمجھتے ہوتے تو ہم آگ والوں میں نہ ہوتے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ بات کو سُنے یا سمجھے جس کی بات حق ہو، وُہ قبول کر لے۔ اگر قبول نہ کرے گا پھر پچھتائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔" (پ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۱۸)

"وُہ لوگ جو بات سنتے ہیں پھر وُہ اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں، یہی وُہ لوگ ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور یہی لوگ عقل والے ہیں۔"

یعنی وُہ قرآن وحدیث کو دل لگا کر سنتے ہیں اور پھر عمل کے لیے اس حکم کو اختیار کرتے ہیں جو افضل ہوتا ہے، یعنی رخصت کی بجائے عزیمت کی راہ پر کاربند ہوتے ہیں۔ جنھوں نے اپنی عقلوں کو صحیح استعمال کیا، کیونکہ وہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو فکر کرتے ہیں اور اصل حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں۔

نوٹ: جواب جو ہم نے دیا ہے وُہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر دیا ہے۔ ہم ترتیب وار اُن کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات کرنے، لکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

آمین یا ربّ العالمین

تارکین رفع یدین کے دلائل اور ان کے جوابات

پہلی دلیل:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ، اُسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ (صحیح مسلم ص ۱۸۱ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۵۰ ج ۱ نسائی ص ۱۷۶ طحاوی ص ۱۵۸ ج ۱، مسند احمد ص ۹۳ ج ۵ وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ جَلِيلٌ۔"

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (نماز پڑھنے کی حالت میں) تشریف لاتے اور ہم (نماز کے اندر رفع یدین کر رہے تھے) تو بڑی ناراضگی سے فرمایا کہ میں تم کو نماز میں شریر گھوڑوں کی دُموں کی طرح رفع یدین کرتے کیوں دیکھتا ہوں، نماز میں ساکن اور مطمئن رہو۔

مصنف کی پہلی دلیل کا جواب

مصنف کی پیش کردہ حدیث کا جواب خود صحیح مسلم میں موجود ہے، چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ فُرَاتٍ يَعْنِي الْقَزَّازَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ. إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا يُومِئُ

بِيَدِهِ (صحیح مسلم ص ۱۸۱ ج ۱)

ترجمہ: مجھے قاسم بن زکریا نے حدیث سنائی، انہیں عبید اللہ بن موسیٰ نے، انہوں نے اسرائیل سے، انہوں نے فرات یعنی قزاز سے، انہوں نے عبید اللہ سے، انہوں نے کہا کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ختم نماز پر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے؟ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں تم میں سے جب کوئی نماز ختم کرے تو اپنے بھائی کی جانب منہ کر کے صرف زبان سے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ اَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْقِبْطِيَّةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ تُوْمُوْنَ بِاَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اِنَّمَا يَكْفِىْ اَحَدَكُمْ اَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى اَخِيْهِ مَنْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ۔ (مسلم ص ۱۸۱ ج ۱)

ترجمہ: ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے حدیث سنائی انہیں وکیع نے، انہوں نے مسعر سے بیان کیا (دوسری سند) ہمیں ابو کریب نے حدیث سنائی، انہوں نے کہا ہمیں ابن ابی زائدہ نے انہیں

مسعر نے انہیں عبید اللہ بن قبطیہ نے انہوں نے کہا کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ :
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب ہم لوگ نماز پڑھتے تو نماز کے ختم پر دائیں بائیں
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ ملاحظہ
فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں
تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر
"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ" کہا کرو۔

۳۔ یہی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث مسند امام احمد رحمہ اللہ (ص ۴۲ ج ۴) میں اس طرح ہے :

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللہِ بْنِ الْقِبْطِیَّۃِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَۃَ قَالَ کُنَّا نَقُوْلُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمْنَا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یُشِیْرُ اَحَدُنَا بِیَدِہٖ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ الَّذِیْنَ یُوْمُوْنَ بِاَیْدِیْہِمْ فِی الصَّلٰوۃِ کَاَنَّہَا اَذْنَابُ الْخَیْلِ الشُّمُسِ، اَلَا یَکْفِیْ اَحَدَکُمْ اَنْ یَّضَعَ یَدَہٗ عَلٰی فَخِذِہٖ ثُمَّ یُسَلِّمُ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ (ص ۴۳ ج ۴)

ترجمہ : ہمیں عبد اللہ نے حدیث سنائی، انہیں ان کے باپ نے انہیں محمد بن عبید نے انہیں مسعر نے انہیں عبید اللہ بن قبطیہ نے انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ :

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے وقت (اختتام پر) السلام علیکم کہتے ہوئے دائیں بائیں ہاتھ سے اشارہ کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا:

ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح اپنے ہاتھ ہلاتے ہیں، کیا تمہیں یہی کافی نہیں ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں بائیں سلام پھیر لیا کرو۔

یہ تینوں حدیثیں صحیح مسلم اور مسند امام احمد میں موجود ہیں اور الفاظ (اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ) بھی تینوں میں وارد ہیں جو اتحادِ واقعہ کی بیّن دلیل ہے۔

۴۔ پھر امام نووی اور دیگر محدثین نے ان احادیث پر اس طرح ابواب قائم کیے ہیں

نام کتاب	باب	باب کا ترجمہ	صفحہ مع جلد
۱۔ صحیح مسلم مع شرح نووی	بَابُ الْاَمْرِ بِالسُّكُوْنِ فِي الصَّلٰوةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْاِشَارَةِ بِالْيَدِ وَرَفْعِهَا عِنْدَ السَّلَامِ۔	نماز میں بے جا حرکت، اور سلام کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت	ص ۱۸۱ ج ۱
۲۔ ابوداؤد	بَابٌ فِي السَّلَامِ	سلام کے متعلق باب	
۳۔ کتاب الام للشافعی	بَابُ السَّلَامِ فِي الصَّلٰوةِ	نماز میں سلام کہنے کا باب	
۴۔ مسند احمد	بَابُ حَذْفِ السَّلَامِ وَكَرَاهَةِ الْاِشَارَةِ بِالْيَدِ مَعَهٗ۔	سلام کو حذف کرنا اور اس کے ساتھ اشارہ کرنا منع ہے	ص ۴۲ ج ۳
۵۔ کنز العمال	مَنْعُ الْاِشَارَةِ بِالْيَدِ وَقْتَ السَّلَامِ	سلام کے وقت ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرنا منع ہے	ص ۱۰۴ ج ۴
۶۔ ملتقی الاخبار	بَابُ الْخُرُوْجِ مِنَ الصَّلٰوةِ بِالسَّلَامِ	نماز سے السلام علیکم کہہ کر نکلنا	ص ۶۷
۷۔ بیہقی	بَابُ كَرَاهَةِ الْاِيْمَاءِ بِالْيَدِ	سلام کے وقت ہاتھ کے ساتھ اشارہ	

نام کتاب	باب	باب کا ترجمہ	صفحہ مع جلد
	عِنْدَ التَّسْلِيمِ	کرنا مکروہ ہے	ص ۸۱ ج ۲
۸۔ نسائی	بَابُ السَّلَامِ بِالْيَدَيْنِ	دونوں ہاتھوں کے ساتھ سلام کہنے کا باب	ص ۱۵۶ ج ۱
۹۔ نسائی	بَابُ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السَّلَامِ	سلام کے وقت ہاتھوں کی جگہ	ص ۱۵۵ ج ۱

الغرض محدثین نے حضرت جابرؓ کی حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ اس میں سلام پھیرنے کے وقت ہاتھوں سے اشارہ کرنا منع ہے اور مختلف الفاظ میں ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے۔

لہٰذا تمام احادیث کا حاصل مطلب یہ ہوگا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تو ہم نے سلام کے وقت ہاتھ اٹھائے۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ تم منہ زور گھوڑوں کی دموں کی طرح سلام کے وقت ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو۔ نماز میں آرام کرو اور اپنے دائیں اور بائیں زبان سے سلام کہنا کافی ہے۔ ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

نیز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ) اور دوسری میں لَا يُوْمِئُ بِيَدِهٖ جن کا مطلب ایک ہی ہے۔ آپ نے صحابہؓ کو اس وقت فرمایا۔ جب وہ سلام کے وقت، دائیں بائیں ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ واقعہ تشہد کا ہے نہ کہ عند الرکوع رفع یدین کرنے کا۔

چنانچہ حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں:

"وَلَا دَلِيْلَ فِيْهِ عَلٰى مَنْعِ الرَّفْعِ عَلَى الْهَيْئَةِ الْمَخْصُوْصَةِ فِي الْمَوْضِعِ الْمَخْصُوْصِ وَهُوَ الرُّكُوْعُ وَالرَّفْعُ مِنْهُ لِأَنَّهٗ مُخْتَصَرٌ مِّنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ" (تلخیص ص ۲۲۱ ج ۱)

ترجمہ: یعنی حضرت جابرؓ کی پہلی حدیث سے رکوع کے وقت رفع یدین کے منع پر دلیل لانا درست

نہیں، کیونکہ پہلی حدیث دوسری طویل حدیث کی مختصر ہے۔ نیز حافظ ابن حجرؒ امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں:

"مَنِ احْتَجَّ بِحَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَلٰى مَنْعِ الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَلَيْسَ لَهٗ حَظٌّ مِّنَ الْعِلْمِ" (تلخیص الحبیر ص ۲۲۱ ج ۱)

ترجمہ: کہ حضرت جابر بن سمرہؓ کی حدیث سے عندالرکوع رفع یدین کے منع پر دلیل پکڑنے والا جاہل و بے علم ہے۔"

امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

"فَاَمَّا احْتِجَاجُ بَعْضِ مَنْ لَّا يَعْلَمُ بِحَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ..... فَاِنَّمَا كَانَ هٰذَا فِى التَّشَهُّدِ لَا فِى الْقِيَامِ، كَانَ يُسَلِّمُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَفْعِ الْاَيْدِىْ فِى التَّشَهُّدِ وَلَا يَحْتَجُّ بِهٰذَا مَنْ لَّهٗ حَظٌّ مِّنَ الْعِلْمِ" (جزء رفع الیدین مترجم ص ۳۶، ۳۷)

ترجمہ: کہ بعض لوگ جو علم سے ناواقف ہیں وہ جابرؓ کی حدیث سے رفع یدین کے منع پر دلیل لاتے ہیں اس حدیث میں ہاتھ اٹھانے کا جو ذکر ہے وہ تشہد کی حالت میں ہے قیام کی حالت میں نہیں ہے۔ بعض صحابہؓ بعض پر (ہاتھ کے اشارہ سے) سلام کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کی حالت میں ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کرنے سے روک دیا۔ جس شخص کو تھوڑا بہت علم کا حصہ ملا ہے وہ اس حدیث سے عدم رفع الیدین پر استدلال نہیں کرتا۔

علامہ سندھی حنفی فرماتے ہیں:

"(رَافِعُوْا اَيْدِيَنَا) اَىْ بِالسَّلَامِ وَلِذَا عَقَّبَهٗ بِالرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ وَالْمَقْصُوْدُ النَّهْىُ مِنَ الْاِشَارَةِ بِالْيَدِ عِنْدَ السَّلَامِ وَلَا دَلَالَةَ فِيْهِ عَلَى النَّهْىِ عَنِ الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ وَلِذٰلِكَ قَالَ النَّوَوِىُّ الْاِسْتِدْلَالُ بِهٖ عَلَى النَّهْىِ عَنِ الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ جَهْلٌ قَبِيْحٌ، (اِلٰى اَنْ قَالَ) قَدْ صَحَّ وَثَبَتَ الرَّفْعُ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ ثُبُوْتًا

لَا مَرَدَّ لَهُ فَيَجِبُ حَمْلُ هٰذَا اللَّفْظِ عَلٰى خُصُوْصِ الْمَوْرِدِ تَوْفِيْقًا وَّدَفْعًا لِلتَّعَارُضِ (حاشیہ نسائی ص ۱۷۶)

ترجمہ: کہ جابر بن سمرہؓ کی حدیث میں جو (رَافِعُوْا اَيْدِيْنَا) ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سلام کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جیسا کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اس میں سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کی ممانعت ہے نہ کہ عندالرکوع رفع یدین کرنے کی۔

اسی واسطے امام نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کے نہ کرنے پر استدلال کرنے والا جہالت قبیحہ کا مرتکب ہے اور بات یہ ہے کہ عندالرکوع رفع یدین کرنا صحیح و ثابت ہے جس کا رد نہیں ہوسکتا۔ پس نہی خاص اپنے مورد خاص پر محمول ہوگی تاکہ دونوں میں توفیق و موافقت ہو اور تعارض، رفع ہو جائے۔

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں:

"اِنَّمَا اُمِرُوْا بِالسُّكُوْنِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الْاِشَارَةِ بِالتَّسْلِيْمِ دُوْنَ الرَّفْعِ الثَّابِتِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ (تلخیص الحبیر ص ۲۲۱ ج ۱)

کہ (اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ) کا مطلب یہ ہے کہ صحابہؓ کو سلام کے وقت ہاتھوں سے اشارہ کرنے سے منع کیا گیا کہ عندالرکوع رفع یدین کرنے سے کیونکہ وہ تو بے شمار دلائل سے ثابت ہے

مصنف کی دوسری دلیل اور اس کا جواب

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلَّذِيْنَ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ"

(تفسیر ابن عباسؓ ص ۳۲۳)

ترجمہ: "کامیاب ہو گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔ حضرت

ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں، یعنی جو نمازوں کے اندر رفع یدین نہیں کرتے۔"

دوسری دلیل کا پہلا جواب

آیت کا شانِ نزول:

۱۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

"حاکم نے حسبِ شرطِ شیخین حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے میں اپنی نظر کو اوپر آسمان کی طرف اٹھا لیتے تھے۔

اس پر آیاتِ مندرجہ ذیل کا نزول ہوا:

"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝" (پ۱۸ المؤمنون ۱،۲)

ترجمہ "بے شک ان مومنوں نے (آخرت میں) فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔"

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر نیچے جھکا لیا۔

ابنِ مَرْدُوْیَہ کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان میں ادھر اُدھر نظر گھما لیا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام بغوی نے حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ نماز کے اندر آسمان کی طرف اپنی نظر اٹھا لیا کرتے تھے۔ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو سجدہ گاہ پر نظر جمانے لگے۔

ابنِ ابی حاتم نے ابنِ سیرین کی مُرسَل روایت نقل کی ہے کہ صحابہؓ، نماز کے اندر آسمان کی طرف نظریں اٹھا لیتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر مظہری مترجم ص ۱۶۱ ج ۸)

الغرض آیت کے شانِ نزول سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس آیت کو عدمِ رفع یدین سے

کوئی تعلق نہیں۔

دوسری دلیل کا دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ ہے کہ چونکہ یہ قول بخاری اور مسلم کی صریح روایت کے خلاف ہے چنانچہ شرح وقایہ جلد نمبر(۱) صفحہ نمبر(۶) میں ہے، صحیح حدیث کے کئی درجے ہیں، پہلا درجہ یہ ہے کہ اتفاق کیا اس پر بخاری مسلم نے یعنی دونوں کی کتابوں میں وہ حدیث موجود ہو۔ پس حدیث رفع یدین، بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

" حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ اَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُوْدِ " (بخاری ج ۱ ص ۱۰۲، مسلم ج ۱ ص ۱۶۸)

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو دونوں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حنفی مذہب کے اصول کے مطابق حدیث رفع یدین چونکہ دونوں کتابوں میں موجود ہے اس لیے قولِ ابن عباسؓ کی کوئی وقعت نہ رہی۔

مصنف کی دوسری دلیل کا تیسرا جواب

نیز خود ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رفع یدین کی حدیث مروی ہے اس لیے ان کے اس قول کو ان کی روایت کردہ حدیث کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ آپؓ کی حدیث یہ ہے:

۲۔ "أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاسْتَوٰى قَائِمًا فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔" (جزء رفع یدین امام بخاری مترجم ص۴۸)

ترجمہ: "بروایت طاؤس، ابن عباسؓ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تو رفع یدین کرتے۔

مصنف کی دوسری دلیل کا چوتھا جواب

۱۔ حضرت ابن عباسؓ کی اس تفسیر میں تصریح نہیں ہے۔ اگر تصریح ہے تو ثابت کریں۔

۲۔ جب نمازی اپنی نماز شروع کرتا ہے تو اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کرتا ہے

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر میں مطلق رفع الیدین کرنے کی نفی ہے نہ کہ رکوع کو جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی ہے بلکہ تحریمہ میں رفع الیدین نہ کرنے کو بھی شامل ہے اور آپ اس کے قائل وفاعل ہیں۔

۴۔ اور جب نفی مطلق ہے تو آپ اسے قبل الرکوع اور بعد الرکوع رفع الیدین کرنے پر کیوں محمول کرتے ہیں۔ افتتاح میں رفع الیدین کرنے پر کیوں محمول نہیں کرتے تاکہ یہ تفسیر آپ کے خلاف بھی ہو۔ آخر آپ بھی تو رفع الیدین کرتے ہیں خواہ افتتاح میں سہی۔ "إِذَا جَاءَ الْإِحْتِمَالُ، بَطَلَ الْإِسْتِدْلَالُ"

"جب اس کے کئی احتمالات ہو سکتے ہیں تو آپ کا اس سے استدلال غلط ہوا۔

مصنّف کی تیسری دلیل اور اس کا جواب

۳۔ "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ"،

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو جب تم نماز پڑھو"

اس آیت سے بھی بعض لوگوں نے نماز کے اندر رفع یدین کے منع پر دلیل لی ہے۔

(تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۶) سلہ

جواب

یہ خود ساختہ آیت ہے۔ قرآن مجید کی ۶۶۶۶ آیات میں سے کوئی آیت نہیں ہے۔ یہ محض مصنّف صاحب کا خدا کے ذمے افترا و بہتان ہے۔ جس کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے:

"وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ" (سورۂ انعام پ ۷، آیت ۲۱)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو جھوٹ باندھے اللہ پر، یا جھٹلاوے اس کی آیتیں، بے شک نہیں نجات حاصل کر سکیں گے ظالم"

نیز مصنّف کی اس دلیل کا بھی جواب وہی ہو سکتا ہے جو دُوسری دلیل کا چوتھا جواب ہے۔

مصنّف کی چوتھی دلیل اور اس کا جواب!

۴۔ "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ"،

ترجمہ: "میرے ذکر کے لیے نماز قائم کر"

زیرِ بحث مسئلہ رفع یدین اور جلسۂ استراحت کے لیے شریعت مقدسہ میں کوئی ذکر مقرر نہیں ہے

(نوٹ) مصنف نے پہلے رسالے میں واقعی غلطی کی تھی بعد میں الفاظ کو درست کر لیا ہے پہلا اڈیشن جس میں غلطی ہے وہ میرے پاس ہے۔

اس لیے یہ نماز سے غیر متعلق افعال ہوئے۔ (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۶)

جواب !

اس کا جواب یہ ہے کہ ساری نماز ہی ذکر ہے۔ اللہ اکبر سے لے کر سلام تک جیسا کہ ابن کثیر میں ہے کہ "ایک معنی لِذِكْرِی کے یہ ہیں کہ جب تجھے یاد آئے تو اس کو ادا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب ایک تمہارا نماز سے سو جائے یا اس سے غافل ہو جائے تو جب نماز یاد آوے پڑھ لے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِی"

باقی جلسۂ استراحت کا ذکر کتب احادیث میں وارد ہے، جیسے نسائی شریف (ج ۱ ص ۱۳۶) میں آتا ہے:

"اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَیْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَاِذَا كَانَ فِیْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ یَنْهَضْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ جَالِسًا"

ترجمہ:

حضرت مالک بن حویرث فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جب آپ کی نماز کی طاق رکعت (۱، ۳) ہوتی تو آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے، یہاں تک کہ آپ مکمل تشہد کی طرح بیٹھ جاتے۔"

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں:

"اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ یَاْتِیْنَا فَیَقُوْلُ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فَيُصَلِّي فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الثَّانِيَةِ فِي أَوَّلِ الرَّكْعَةِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ قَامَ فَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ۔"

(نسائی، ج ۱، ص ۱۳۶)

ترجمہ:

"حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت مالک بن حویرثؓ تشریف لایا کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق نہ بتاؤں؟ تو وہ (مالکؓ) فرض نماز کے اوقات کے علاوہ وقت (میں نفل نماز) پڑھتے۔ تو جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے، (جلسۂ استراحت کرتے) پھر کھڑے ہوتے اور زمین پر ٹیک لگا لیتے۔"

تیسری سند دیکھیں:

"حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا۔

ترجمہ: "حضرت مالک بن حویرثؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپؐ اپنی طاق نماز (رکعت) میں ہوتے تو آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ آپؐ سیدھے بیٹھ جاتے۔" (یہ تینوں اسانید ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ ص ۱۲۲ کی ہیں)

اب جامع ترمذی شریف (ص ۶۱) ملاحظہ فرمائیں، آپ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس طرح باب باندھا ہے "بَابُ كَيْفَ النُّهُوضُ مِنَ السُّجُودِ"،

اب سند ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا هُشَيْمٌ عَنِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَكَانَ إِذَا كَانَ

فِی وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ لَمْ یَنْھَضْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ جَالِسًا۔ قَالَ اَبُوْعِیْسٰی حَدِیْثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِؓ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔"

ترجمہ: پہلے گزر چکا ہے، اس حدیث کے متعلق امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قارئین کرام! ہم نے کتب احادیث (بخاری شریف، ابوداؤد شریف، جامع ترمذی شریف، سنن نسائی شریف) سے ثابت کر دیا ہے کہ جلسۂ استراحت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ مگر کسی شخص کو یہ احادیث نظر نہ آئیں تو اس میں ہمارا قصور کیا ہے؟ یہ حدیث شریف تو ایک معمولی پڑھے لکھے ہوئے آدمی کو مشکوٰۃ شریف ص ۷۵ پر نظر آجاتی ہے۔

مصنف کی پانچویں اور ساتویں دلیل اور اس کا جواب!

۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ حِیْنَ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ۔" (رواہ الطبرانی۔ زیلعی ص ۳۹۰ ج ۱، تحقیق رفع یدین ص ۷۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا نہ رفع یدین کرو مگر سات جگہ۔ ۱۔ جب نماز شروع کرو، باقی جگہ حج میں۔"

۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ" الحدیث (ابن ابی شیبۃ بحوالہ زیلعی ص ۳۹۱ ج ۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات جگہ رفع یدین کی جائے نماز کے شروع کرتے وقت اور باقی چھ جگہ حج میں۔

جواب

علی بن مسہرؒ اور امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ ابن ابی لیلیٰ نے حکم سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت کی ہے۔ شعبہ نے وضاحت کی ہے کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں ان چار میں مذکورہ بالا حدیث نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے وُہ محفوظ نہیں ہے۔ اس لیے کہ نافع کے اصحاب نے نافع کی مخالفت کی ہے اور حکم کی جو حدیث مقسم سے مروی ہے وُہ مرسل ہے۔ اور محدثین کے نزدیک مرسل حدیث قابلِ حجت نہیں ہوتی۔

مزید یہ کہ طاؤس، ابوجمرہ، عطاء، ان سب نے ابن عباسؓ کو دیکھا ہے وُہ رکوع کے وقت اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے۔ رفع الیدین کرتے تھے۔ ابن ابی لیلیٰ کی حدیث اگر صحیح ہو کہ وُہ سات جگہوں میں رفع الیدین کرتے تھے (مگر) وکیع کی حدیث میں یہ تو نہیں کہا ہے کہ ان سات جگہوں کے سوا کسی دوسری جگہ رفع الیدین نہ کی جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان جگہوں میں بھی ہاتھ اٹھائے جائیں۔ ان کے علاوہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین کی جائے تاکہ سب احادیث پر عمل ہو جائے اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا ہے، عیدین فطر اور اضحی کی تکبیرات میں رفع الیدین کی جائے اور اس کے قول کے مطابق چودہ تکبیریں ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ کی حدیث میں ان کا کوئی ذکر نہیں۔

بعض کوفیوں نے کہا ہے کہ جنازہ کی تکبیرات میں رفع الیدین کی جائے اور وُہ چار تکبیریں ہیں۔ اور یہ سب کی سب ابن ابی لیلیٰ کی حدیث میں بیان کردہ جگہوں کے علاوہ ہیں۔

مزید بہت سی اسانید ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سات جگہوں کے علاوہ دوسرے مقامات پر رفع الیدین کا بیان ہے۔ (جزء رفع الیدین مترجم ص ۵۷، ۵۸، ۵۹)

نیز امام زیلعیؒ جن کے حوالہ سے مصنف نے حدیث نقل کی ہے، ان روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عن یزید بھذا اللفظ ...... ابن ابی لیلٰی لم یکن بالحافظ قال شعبۃ لم یسمع الحکم من مقسم الا اربعۃ احادیث لیس ھذا منھا فھو مرسل و غیر محفوظ (زیلعی ص ۲۰۵ ج ۱)

نیز اس کی سند میں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ راوی ہے جو کہ نہایت کمزور قسم کا راوی ہے، چنانچہ ان کے بارے میں عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں، "کذاب!" ابن خراش کہتے ہیں،

"کان یضع الحدیث!" یعنی (جھوٹی حدیث بنایا کرتا تھا) امام برقانی فرماتے ہیں،

"لم ازل اسمعھم یذکرون انہ مقدوح فیہ" (میزان ص ۱۰۱ ج ۲)

لوگ ہمیشہ اس پر جرح کیا کرتے تھے۔

نیز اس سند میں ابن ابی لیلیٰ بھی ہیں۔ یحیٰی بن سعید اسے ضعیف کہتے تھے (تہذیب)

امام احمد فرماتے ہیں کان سیئ الحفظ مضطرب الحدیث (تہذیب) نیز فرمایا ابن ابی لیلٰی ضعیف امام شعبہ فرماتے ہیں مارایت احدا اسوء حفظا من ابن ابی لیلی۔ ابن ابی لیلیٰ سے بڑھ کر بُرے حافظے والا میں نے نہیں دیکھا (تہذیب) ابن حبان فرماتے ہیں، کان فاحش الخطأ ردی الحفظ فکثرت المناکیر فی روایتہ (تہذیب) فاحش غلطی اور حافظہ ردی ہونے کی وجہ سے اس کی روایت میں منکر باتیں بکثرت ہیں۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں، کان ردی الحفظ کثیر الوھم (تہذیب) کثیر الوہم اور ردی حافظہ والا تھا۔

لھذا ابن ابی لیلیٰ بھی جرح سے محفوظ نہیں ہے۔ لہذا یہ حدیث بھی قابلِ حجت نہ ہوئی۔

چھٹی دلیل اور اس کا جواب

۶۔ وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وارفع الایدی اذا قمت للصلوۃ" رواہ الطبرانی (زیلعی ص ۳۹۰ ج ۱)

ترجمہ، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو رفع یدین اس وقت کر جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو"

جواب

یہ روایت مندرجہ ذیل سند کے ساتھ آئی ہے:

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ....."

یہ سند وہی ہے جس پر حدیث نمبر پانچ اور سات کے ضمن میں مفصل جرح گزر چکی ہے۔ لہذا یہ عدم رفع یدین کے لیے حجت نہیں۔

مصنف کی آٹھویں دلیل اور اس کا جواب

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خود بھی اس کے موافق فتوٰی دیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ زیلعی ص ۳۹۱ ج ۱ (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۷)

جواب

یہ امام زیلعیؒ پر بہت بڑی تہمت ہے۔ ان کی کتاب میں یہ فتوٰی کہیں بھی مذکور نہیں ہے۔ نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے رفع یدین کرنے کی تو اتنی روایات آئی ہیں کہ کسی دوسرے سے نہیں آئیں بلکہ وہ تو رفع یدین کے اس قدر پابند تھے کہ نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو (تلخیص الحبیر ص ۲۲۰ ج ۱)

مصنف کی نویں دلیل اور اس کا جواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی اس کے موافق فتوے دیتے تھے۔ زیلعی ص ۳۹۱ ج ۱ (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۷)

جواب

یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پر محض الزام ہے۔ امام زیلعیؒ فرماتے ہیں:

رَوٰی جَمَاعَۃٌ مِّنَ التَّابِعِیْنَ بِالْاَسَانِیْدِ الصَّحِیْحَۃِ الْمَأْثُوْرَۃِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّھُمَا کَانَا یَرْفَعَانِ اَیْدِیَھُمَا عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَبَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ وَقَدْ اَسْنَدَاہُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (نصب الرأیۃ ص ۳۹۱ ج ۱)

یعنی تابعینؒ کی کثیر تعداد نے صحیح اسناد کے ساتھ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، کہ یہ دونوں حضرات رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے اور دونوں حضرات نے اپنے عمل کی نسبت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ دونوں فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

مصنف کی دسویں دلیل اور اس کا جواب

۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَا یَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فَلَا یَرْفَعُ وَلَا بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ (مسند حمیدی ص ۲۲۷ ج ۲ صحیح ابوعوانۃ ص ۹۰ ج ۲) مسئلہ تحقیق رفع یدین ص ۸)

جواب

اس روایت پر امام ابوعوانہ نے اس طرح باب قائم کیا ہے:

بَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ قَبْلَ التَّکْبِیْرِ بِحِذَاءِ مَنْکِبَیْہِ وَلِلرُّکُوْعِ وَلِرَفْعِ رَأْسِہٖ مِنَ الرُّکُوْعِ وَاَنَّہٗ لَا یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ۔

ترجمہ یعنی یہ بیان ہے نماز کے آغاز میں پھر رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے کندھوں تک رفع الیدین کرنے کے بارے میں اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے مابین رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

۱۔ باب کے بعد امام ابو عوانہ نے سب سے پہلے یہی روایت درج کی ہے اس لیے یہ رفع یدین کرنے کی دلیل ہوگی نہ کہ عدم رفع یدین کی۔

۲۔ روایت کو سمجھنے کے لیے اس کے الفاظ پر غور فرمائیں کہ یَرْفَعُہُمَا کا تعلق کس سے ہے۔ ماقبل کی جزا ہے یا اس کا تعلق بعد کے جملہ کے ساتھ ہے۔ دراصل امام ابو عوانہ نے جیسے رفع الیدین کی کیفیت کے بارے میں راویوں کا اختلاف بیان کیا ہے کہ بعض نے حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا کہا ہے اور بعض نے حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ کہا ہے۔ اسی طرح اگلے الفاظ میں بھی یہی مقصود ہے کہ بعض نے لَا یَرْفَعُہُمَا اور بعض نے وَلَا یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ کہا ہے اور اس کی، امام صاحب کے الفاظ وَالْمَعْنٰی وَاحِدٌ (معنی و مقصد ایک ہی ہے) سے بھی تائید ہوتی ہے۔ یعنی لَا یَرْفَعُہُمَا کہا جائے یا لَا یَرْفَعُ معنوی اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

اگر لَا یَرْفَعُہُمَا ماقبل کی جزا ہے تو پھر اس کے بعد وَقَالَ بَعْضُہُمْ وَلَا یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ وَالْمَعْنٰی وَاحِدٌ میں بعض کا ذکر کر کے کس جملے سے تعرض واختلاف کا اشارہ ہے اور کون سے دو لفظ ہیں کہ فرمایا جا رہا ہے کہ معنی ایک ہی ہے۔ اگر یہاں دو لفظ نہیں تو معنی واحد کہنے کا کیا مطلب؟

۳۔ نیز امام ابو عوانہ نے اس کے بعد مسلسل سات احادیث ذکر فرمائی ہیں جن میں رفع الیدین رکوع جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے کرنے کا ذکر ہے۔

مصنّف کی گیارھویں دلیل اور اُس کا جواب

۱۱۔ وَعَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا

افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ“ (بیہقی فی الخلافیات زیلعی ص ۴۰۴ ج ۱) تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے۔ پھر ساری نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے“

جواب

۱۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

”وَھُوَ مَقْلُوْبٌ مَوْضُوْعٌ“ (تلخیص ص ۲۲۲ ج ۱) یہ روایت موضوع (بناوٹی) ہے۔

۲۔ علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

”قَالَ الْبَیْہَقِیُّ قَالَ الْحَاکِمُ: ھٰذَا بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّذْکَرَ اِلَّا عَلٰی سَبِیْلِ الْقَدْحِ“ (نصب الرایۃ ص ۲۱۰ ج ۱ فی المطبع العلمی)

یعنی امام بیہقیؒ نے امام حاکمؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو باطل اور موضوع قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جرح کے بغیر اس کا ذکر کرنا جائز نہیں۔

۳۔ مولانا عبدالحی حنفی نے بھی اس کو مردود تسلیم کیا ہے (التعلیق الممجد ص ۹۳)

الغرض امام حاکمؒ، امام بیہقیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کے قول کے مطابق یہ روایت باطل، موضوع اور مقلوب ہے۔

مصنف کی بارہویں دلیل اور اس کا جواب

۱۲۔ عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ، سَنَدُہٗ صَحِیْحٌ“ (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ ج ۱ طحاوی)

ترجمہ: ”حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پس آپ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اس کے بعد نماز میں کسی

جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔ اس کی سند صحیح ہے۔

جواب

۱۔ اس روایت کی سند یوں ہے:

"حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ ابْنُ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ الخ

ا۔ اس سند میں ابوبکر بن عیاش ہے جس کے متعلق محدثین نے جرح کی ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں ہے صدوق ثبت فی القرأۃ لکنه فی الحدیث یغلط و یھم (ص ۴۹۹ ج ۴) قرارت میں سچا اور معتبر ہے لیکن حدیث بیان کرتے ہوئے غلطی کر جاتا تھا نیز وہمی شخص تھا۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر نے اسے ضعیف کہا ہے (میزان ص ۴۹۹ ج ۴) ابونعیم فرماتے ہیں: لم یکن فی شیوخنا احد اکثر غلطا منه (میزان ص ۵۰۰ ج ۴) ہمارے اساتذہ میں اس سے زیادہ غلطیاں کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ ابن مدینی فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن سعید کو فرماتے ہوئے سنا لوکان ابوبکر بن عیاش عندی ما سألته عن شیء (میزان ص ۵۰۰ ج ۴) اگر میرے پاس ابوبکر بن عیاش ہوتا تو میں اس سے کچھ نہ پوچھتا۔

یحییٰ بن سعید کے نزدیک ان کا تذکرہ ہوتا تو نفرت وحقارت سے انکی پیشانی پر بل پڑ جاتے (میزان الاعتدال ص ۲۵۸ ج ۱)

ب۔ حصین بن عبدالرحمٰن کے متعلق امام حاکم فرماتے ہیں: ثِقَةٌ۔ سَاءَ حِفْظُهُ فِی الْاٰخِرِ۔ "کہ ثقہ راوی تھے مگر آخری عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔"

اور امام نسائی فرماتے ہیں: تَغَیَّرَ حِفْظُهُ "کہ ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔"

الغرض جس سند کے رواۃ کی یہ حالت ہو وہ قابل حجت کیسے ہو سکتی ہے؟

۲۔ نیز امام بخاری نے جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اہل علم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ ابن عمرؓ سے محفوظ نہیں کر سکے۔ الا یہ کہ وہ بھول گئے ہیں۔ جیسا کہ انسان نماز میں ایک کے بعد دوسری شے کو بھول جاتا ہے۔ جیسا کہ بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بھولتے تھے۔ چنانچہ دو رکعت

میں سلام پھیر دیتے اور تین میں سلام پھیر دیتے۔ تم دیکھتے نہیں کہ ابن عمرؓ رفع الیدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے تو وہ ایسے کام کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں جس کے کرنے کا وہ دوسروں کو حکم دیتے ہوں۔ مزید یہ کہ انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔

امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے، حدیث ابی بکر کی جو حصین سے مروی ہے وہ وہم ہے اس کا کوئی اصل نہیں۔ (جزء رفع الیدین ص ۲۵)

مُصنّف کی تیرھویں دلیل اور اس کا جواب!

۱۳۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيْرَةِ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ۔ (موطا امام محمدؒ ص ۹) تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۹)

ترجمہ: "عبدالعزیز بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو نماز کے شروع میں کانوں کے برابر رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ کسی جگہ پر بھی انہوں نے رفع یدین نہیں کی۔"

جواب

اس حدیث کی سند اس طرح ہے:

"قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الخ

محمد بن ابان بن صالح کوفہ کا رہنے والا ہے۔ امام ابو داود اور ابن معین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

میزان ص ۴۵۳ ج ۳)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "لَيْسَ بِالْقَوِيِّ" (میزان ص ۴۵۳ ج ۳) یہ راوی (محمد بن ابان) قوی حافظہ والا نہ تھا۔ لہٰذا یہ حدیث بھی، صحیح روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اس سے استدلال کرنا غلط ہے۔

مصنّف کی چودھویں دلیل اور اس کا جواب

۱۴۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ۔

(ترمذی ص ۳۵ ج ۱)

ترجمہ: حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھائی اور پہلی مرتبہ کے بعد کسی جگہ رفع یدین نہ کی۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا یہی مسلک ہے۔ حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے

(ترمذی ص ۳۵ ج ۱، تحقیق رفع یدین ص ۱۵)

جواب

۱۔ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ ثَبَتَ حَدِيْثُ مَنْ يَّرْفَعُ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ۔ (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۰ ج ۱) یہ حدیث کتاب کے صفحہ ۳۵ پر بھی آچکی ہے

امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں لَمْ يَثْبُتْ عِنْدِیْ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

ترجمہ: یعنی میرے نزدیک ابن مسعودؓ کی حدیث ثابت ہی نہیں۔ (بیہقی ص ۷۹ ج ۱)

۲۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں:

"هٰذَا حَدِيْثٌ مُخْتَصَرٌ مِّنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ وَّلَيْسَ هُوَ بِصَحِيْحٍ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ" (ابوداؤد مصری ص ۱۹۹ ج ۱)

"یہ ایک لمبی حدیث سے مختصر ہے اور ان الفاظ سے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔"

۴۔ وَقَالَ اَحْمَدُ وَشَيْخُهٗ يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ هُوَ ضَعِيْفٌ (تلخیص الحبیر ص ۲۲۲ ج ۱)

"امام احمد اور ان کے استاد یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔"

۵۔ امام بخاریؒ بھی اس کا ضعف نقل کر کے اس کی تائید کرتے ہیں۔ (تلخیص ص ۲۲۲ ج ۱)

۶- ابن ابی حاتم فرماتے ہیں:

" هٰذَا حَدِيْثٌ خَطَأٌ " (تلخیص ص ۲۲۲ ج ۱) یعنی یہ حدیث غلط ہے۔

۷- امام ابن حبان فرماتے ہیں:

" کوفیوں کے پاس اس سے بہتر ترک رفع الیدین میں اور کوئی روایت نہیں مگر حقیقتاً یہ بہت ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایسی خرابیاں ہیں جو اس کو باطل کر دیتی ہیں۔ (تلخیص ص ۲۲۲ ج ۱)

مصنف کی پندرھویں دلیل اور اس کا جواب

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يُعِدْ وَفِيْ نُسْخَةٍ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ

(نسائی شریف ص ۱۵۸ ج ۱)، تحقیق رفع یدین ص ۱۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا، کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا طریقہ نہ بتاؤں؟ پس آپ کھڑے ہوئے تو صرف پہلی دفعہ شروع نماز میں رفع یدین کی، اس کے بعد پوری نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کی۔

جواب

اس حدیث کا مفصل جواب حدیث نمبر ۱۴ میں گزر چکا ہے۔

مُصنّف کی سولھویں دلیل اور اُس کا جواب

۱۶- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ (مسند امام اعظم

تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۱)

جواب

دلیل نمبر ۱۴ کے جواب میں گزر چکا ہے۔

مصنّف کی سترہویں دلیل اور اس کا جواب

۱۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَہُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ۔

(اخرجہ البیہقی، تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، تو یہ حضرات شروع نماز کے بعد کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

جواب

اس حدیث کی سند اس طرح ہے:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ۔ الخ۔

۱۔ علی بن عمرؒ، فرماتے ہیں:

"محمد بن جابر اس روایت میں منفرد ہے اور ضعیف ہے۔" (بیہقی ص ۸۰)

۲۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

"مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ، لَا شَیْءَ وَلَا یُحَدِّثُ عَنْہُ اِلَّا مَنْ ھُوَ شَرٌّ مِّنْہُ (نیل الاوطار ص۱۸۳ ج ۱)

لیعنی محمد بن جابر حدیث کے معاملہ میں کچھ بھی نہیں اس سے بدتر لوگ اس سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ (تلخیص الجبیر ص ۲۲۲)

۲۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع بتایا ہے (نیل الاوطار ص ۱۸۱ ج ۱)

۳۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں (لَيْسَ بِالْقَوِيّ) (نصب الرایہ ص ۳۹۷ ج ۱)
"کہ محمد بن جابر ثقہ راوی نہیں وہ ضعیف راوی ہے۔"

۴۔ ابن معین فرماتے ہیں، "ضَعِيفٌ" (نصب الرایہ ص ۳۹۷ ج ۱)

الغرض یہ حدیث غیر صحیح ہونے کی وجہ سے عدم رفع یدین کی دلیل نہیں بن سکتی۔

مصنّف کی اٹھارہویں دلیل اور اس کا جواب

۱۸۔ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ۔ (طحاوی ص ۱۳۳ ج ۱۔ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۱)

ترجمہ: "حضرت اسود سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ راشد کو دیکھا وہ اپنے ہاتھوں کو صرف پہلی تکبیر کے وقت اٹھاتے تھے۔ پھر نہیں اٹھاتے تھے۔

جواب

اس کی سند اس طرح ہے:

"حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا حِمَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحُرِّ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ۔

۱۔ اس سند میں حمانی راوی مجہول ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۲۸۳ ج ۱)

۲۔

۲۔ نیز اس ضعیف اثر کے برخلاف حضرت عمرؓ سے رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں!

"عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَيْسَانَ الْمَدَنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ فَقَالَ أَقْبِلُوْا عَلَيَّ بِوُجُوْهِكُمْ أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ كَذٰلِكَ حِيْنَ رَفَعَ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِنَا۔ قَالَ الشَّيْخُ: رِجَالُ إِسْنَادِهٖ مَعْرُوْفُوْنَ۔

(تخریج الہدایہ ص ۲۱۶)

ترجمہ: "عبداللہ بن قاسم فرماتے ہیں، لوگ مسجدِ نبوی میں نماز (نفل وغیرہ) پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمرؓ تشریف لائے اور فرمایا میری طرف توجہ کرو! میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود پڑھایا کرتے تھے اور جس طرح پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے پھر آپ قبلہ رُو کھڑے ہو گئے اور تکبیر تحریمہ اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت اپنے کندھوں تک ہاتھ اٹھائے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سب صحابہؓ نے کہا، بے شک اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھایا کرتے تھے۔

"امام تقی الدین ابن دقیق العید فرماتے ہیں، اس سند کے سب راوی مشہور و معروف ہیں"

(تخریج زیلعی ص ۲۱۶، درایہ ابن حجرؒ ص ۸۶)

الغرض حضرت عمرؓ کے قول و فعل سے ثابت ہو گیا کہ رفع یدین ان کے نزدیک درست سنّتِ نبوی ہے۔

مصنف کی انیسویں دلیل اور اُس کا جواب

۱۹- عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَرَاَيْتُ الشَّعْبِيَّ وَاِبْرَاهِيْمَ وَاَبَا اِسْحٰقَ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا حِيْنَ يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ"

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲۰) تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۱)

"حضرت اسود روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ پہلی تکبیر کے بعد کبھی رفع یدین نہ کرتے تھے اور (رئیس المحدثین) امام شعبی رئیس الفقہاء ابراہیم نخعی اور امام ابواسحاق بھی پہلی تکبیر کے بعد کہیں رفع یدین نہ کرتے تھے۔

جواب

امام حاکم فرماتے ہیں:

اِنَّ هٰذِهٖ رِوَايَةٌ شَاذَّةٌ لَا يَقُوْمُ بِهَا حُجَّةٌ، وَلَا تُعَارَضُ بِهَا الْاَخْبَارُ الصَّحِيْحَةُ عَنْ طَاؤُسِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ۔ (نصب الرایۃ ص ۴۰۵)

ترجمہ: یہ روایت صحیح روایات کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ دلیل نہیں بن سکتی اور یہ صحیح احادیث جو طاؤس بن کیسان عن ابن عمرؓ (کہ حضرت عمرؓ رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت

رفع یدین کیا کرتے تھے) مروی ہے اس کا معارضہ نہیں کر سکتی اور یہ اثر غیر محفوظ ہے اللہ جو سفیان ثوری نے زبیر بن عدی سے بیان کیا ہے وہ غیر محفوظ ہے اس میں لا یعود اور لا یرفعہما کا لفظ نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے وکذا رواہ الثوری وھو المحفوظ۔ درایہ

مصنّف کی بیسویں دلیل اور اُس کا جواب!

۲۰۔ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى الَّتِيْ يَفْتَتِحُ بِهِ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ۔" (دارقطنی فی العلل بحوالہ حاشیہ درایہ ص ۱۳۲، ج ۱، مسئلہ تحقیق رفع یدین ص ۱۲)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی پہلی تکبیر کے بعد ساری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔"

جواب

امام دارقطنی نے اپنی اس کتاب العلل میں وہی احادیث درج کی ہیں جو ضعیف اور کمزور ہیں اور ساتھ ہی اس میں وجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے، یہ دارقطنی کے علاوہ الگ کتاب ہے۔

۱۔ تو اس حدیث کی سند میں ابو بکر نہشلی ہے، اس کے متعلق عثمان دارمی لکھتے ہیں کہ:

" لَيْسَ اَبُوْ بَكْرِنِ النَّهْشَلِيْ مِمَّنْ يُحْتَجُّ بِرِوَايَتِهٖ اَوْ تَثْبُتُ بِهٖ سُنَّةٌ۔ لَمْ يَأْتِ بِهٖ غَيْرُهٗ۔

ترجمہ: یعنی ابو بکر کی روایت قابل حجت نہیں اور نہ ہی اس اکیلے سے سنت ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کی حدیث کو کوئی اور محدث نہیں لائے۔"

۲۔ اس سند میں دوسرا راوی عاصم بن کلیب ہے اور اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"آدمی نیک تھا، لیکن فرقہ مرجیہ سے تعلق رکھنے والا کوفی تھا۔"

۳۔ علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں:

"جس روایت کا دارومدار عاصم پر ہی ہو وہ روایت قابلِ حجت نہیں ہوتی"

(میزان الاعتدال ص ۵ ج ۳)

مصنف کی پیش کردہ روایت کی سند میں عاصم بھی موجود ہے جو منفرد ہے۔ ہاں جب اُس کی تائید دوسرے راوی کردیں تو درست ہے۔

۴۔ نیز مصنف کی پیش کردہ حدیث حضرت علیؓ کی صحیح روایت کے مخالف ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح نہیں۔ صحیح روایت یہ ہے:

" اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ الْحَافِظُ وَ اَبُوْ سَعِیْدِ بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو قَالَ ثَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوْبَ ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ اِبْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْفَضْلِ الْھَاشِمِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَیَصْنَعُہٗ اِذَا فَرَغَ مِنَ الرُّکُوْعِ وَلَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ وَھُوَ قَاعِدٌ وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ کَذٰلِکَ وَکَبَّرَ"

(السنن الکبری ص ۷۴ ج ۲) ابوداؤد ص ۱۹۸ ج ۱، مسند احمد ص ۱۶۵ ج ۳، ابن ماجہ ص ۶۴ دارقطنی ص ۱۰۷، ترمذی ص ۳۶ نیل الاوطار ص)

ترجمہ: حضرت علیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ جب آپ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور مونڈھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور اسی طرح جب قرات سے فارغ ہوتے اور رکوع کا ارادہ کرتے تو اسی طرح رفع یدین کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسے ہی رفع یدین کرتے اور بیٹھنے کی حالت میں رفع یدین نہ کرتے اور جب

دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تو بھی رفع یدین کرتے۔

الغرض حضرت علیؓ سے رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ ان سے منع کی کوئی دلیل نہیں۔

مصنف کی ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ حدیث اور اس کا جواب

۲۱۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ (طحاوی ص ۱۳۲ ج ۱) تحقیق رفع یدین ص ۱۲

۲۲۔ وَعَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَعُودُ

(ابن ابی شیبۃ ص ۱۲۱ ج ۱) تحقیق مسئلہ رفع یدین ج ۱۲

ترجمہ: "انہی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کہیں رفع یدین نہ کرتے تھے"

۲۳۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى الَّتِي يَفْتَتِحُ بِهَا الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ" (موطا امام محمدؒ ص ۹۴ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۳)

جواب

ان تین روایتوں میں بیسویں روایت کی طرح ابو بکر نہشلی اور عاصم بن کلیب مذکور ہیں۔ لہٰذا یہ ضعیف اقوال و آثار حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث کے مقابلہ میں غیر صحیح ہیں جیسے بیسویں حدیث میں مذکور ہو چکا ہے۔

مؤطا امام محمد کی سند ملاحظہ فرمائیں:

"قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّهْشَلِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ۔ الخ

مصنف اگر مؤطا سامنے رکھ کر لکھتے تو عبارت میں غلطی نہ کرتے۔ لوگوں کی لکھی ہوئی عبارتیں نوٹ

کر دیتے ہیں۔

مُصنّف کی چوبیسویں دلیل اور اُس کا جواب!

۲۴۔ عَنْ اَبِی اِسْحٰق قَالَ کَانَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰہِ وَاَصْحَابُ عَلِیٍّ لَا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَہُمْ اِلَّا فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ ۔" (ابن ابی شیبہ ص ۱۲۱ ج ۱ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۳)

ترجمہ: محدث ابواسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے (سینکڑوں) ساتھی اور حضرت علیؓ کے (ہزاروں) ساتھی وُہ سب پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔"

جواب

۱۔ اس روایت کی سند میں ابواسحاق کوفی ہے جس کے بارے میں حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں، لَیْسَ بِثِقَۃٍ "کہ یہ ثقہ اور قابلِ اعتماد راوی نہیں"

پس یہ اثر صحیح نہیں ہے۔

۲۔ نیز حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث جو بلیسویں نمبر میں گزری ہے اس کے بھی مخالف ہے۔ لہذا یہ اثر قابلِ اعتماد نہیں۔

مُصنّف کی پچیسویں دلیل اور اس کا جواب!

۲۵۔ عَنْ اَبِی بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ فَقِیْہًا قَطُّ یَفْعَلُہٗ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ غَیْرِ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی ۔" (طحاوی شریف ص ۱۳۴ ج ۱ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۳)

ترجمہ: محدث ابوبکر بن عیاش (پیدائش سنہ وفات ۱۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے (خیر القرون میں) کسی بھی دین میں سمجھ رکھنے والے کو کہیں بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔"

مصنّف کی پچیسویں دلیل کا پہلا جواب!

ابوبکر بن عیاش اصحاب الحدیث کا سخت ترین مخالف تھا۔ چنانچہ نعیم بن حماد فرماتے ہیں،

کَانَ اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ یَبْزُقُ فِیْ وُجُوْہِ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ" کہ ابوبکر بن عیاش محدثین کرام کے چہروں پر تھوکا کرتا تھا۔" (میزان الاعتدال ص ۵۰۲ ج ۴)

نیز محمد بن نمیر نے اسے ضعیف راوی کہا ہے (میزان الاعتدال ص ۴۹۹ ج ۴)

ابونعیم فرماتے ہیں؛

" لَمْ یَکُنْ فِیْ شُیُوْخِنَا اَکْثَرُ غَلَطًا مِّنْہُ " (میزان ص ۵۰۰ ج ۴)

لہٰذا یہ اثر قابلِ قبول اور عدمِ رفع یدین کی دلیل نہیں ہوسکتا ترجمہ ہمارے شیوخ میں کوئی اس سے بڑھ کر غلطی نہیں کیا کرتے تھے۔

مصنّف کی پچیسویں دلیل کا دُوسرا جواب!

چونکہ ابوبکر بن عیاش کوفے کا رہنے والا تھا اگر یہ کوفے سے باہر جاتا تو کبھی بھی یہ دعوٰی نہ کرتا چنانچہ امام بیہقیؒ، امام بخاریؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ؛

رفع یدین (جس سے مروی ہے) اہلِ مکہ، اہلِ حجاز، اہلِ عراق، اہلِ شام، اہلِ بصرہ اور یمن والوں سے منقول ہے کہ وُہ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ ان میں سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، مجاہد، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب، عمر بن عبدالعزیز، نعمان بن ابی عیاش، حسن، ابن سیرین، طاؤس، مکحول، عبداللہ بن دینار، نافع، عبیداللہ بن عمر، حسن بن مسلم، قیس بن سعد اور ان کے علاوہ دیگر لوگ، (نیز) ابو قلابہ، ابو زبیر، مالک بن انس، اوزاعی، لیث بن سعد، ابن عیینہ، شافعیؒ، یحیٰی بن سعید قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن مبارک، یحیٰی بن یحیٰی، احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن ابراہیم حنظلی اور ان کے علاوہ دیگر شہروں کے لوگ۔

(سنن کبرٰی، بیہقی، ص ۷۵، ج ۲)

الغرض مصنف کا یہ دعویٰ باطل ہوا کہ صحابہؓ، تابعینؒ اور دیگر ائمہ میں سے کوئی بھی رفع یدین کا قائل نہیں

مصنف کی چھبیسویں دلیل اور اس کا جواب

۲۶۔ "عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتّٰى يَنْصَرِفَ" (المدونۃ الکبریٰ ص ۶۹ ج ۱، ابن ابی شیبۃ ص ۲۱ ج ۱، ابو داؤد ص ۷۶ ج ۱ مسئلہ تحقیق رفع یدین ص ۱۴)

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

جواب

۱۔ امام ابو داؤد اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ" (ابو داؤد ص ۷۶ ج ۱)

مصنف کی ستائیسویں دلیل اور اس کا جواب

۲۷: "عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔ (طحاوی ص ۱۳۲ ج ۱، ابو داؤد ص ۷۶ ج ۱، دارقطنی ص ۱۱۰ ج ۱ عبد الرزاق)

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع

کرنے کے لیے پہلی تکبیر کہتے تو اپنے کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھاتے، پھر ساری نماز میں دوبارہ ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔" (مسئلہ تحقیق رفع یدین ص ۱۴)

جواب

یہ روایت قابلِ استدلال نہیں ہے کیونکہ اس روایت کے ناقلین ہی اس کو ناقابلِ استدلال کہہ رہے ہیں اور لَا یَعُوْدُ کے لفظ کو صحیح نہیں مانتے۔ چنانچہ امام ابوداؤد فرماتے ہیں:

"رَوٰی هٰذَا الْحَدِیْثَ هُشَیْمٌ وَّخَالِدٌ وَّابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ یَزِیْدَ، لَمْ یَذْكُرُوْا "ثُمَّ لَا یَعُوْدُ" (ابوداؤد ص۱۱۶ ج ۱)

یعنی اس حدیث کو ہشیم، خالد اور ابن ادریس، یزید سے نقل کرتے ہیں لیکن ان کی روایات میں لَا یَعُوْدُ کا لفظ نہیں۔

امام حمیدی فرماتے ہیں:

"اِنَّمَا رَوٰی هٰذِهِ الزِّیَادَةَ یَزِیْدُ وَیَزِیْدُ یَزِیْدُ۔ (تلخیص الحبیر ص۲۲۱ ج ۱)

یعنی یزید کے سوا لَا یَعُوْدُ کے لفظ کو کسی راوی نے ذکر نہیں کیا اور وہ زیادتی کر جایا کرتا تھا"

عثمان دارمی، امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کرتے ہیں:

"لَا یَصِحُّ (تلخیص ص ۲۲۱ ج ۱) یعنی لَا یَعُوْدُ کا لفظ صحیح نہیں بلکہ بالکل غلط ہے۔

یحییٰ بن محمد بن یحییٰ کہتے ہیں:

"سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، یَقُوْلُ: هٰذَا حَدِیْثٌ وَاهٍ، قَدْ كَانَ یَزِیْدُ یُحَدِّثُ بِهٖ بُرْهَةً مِّنْ دَهْرِهٖ لَا یَقُوْلُ فِیْهِ "ثُمَّ لَا یَعُوْدُ" فَلَمَّا لَقَّنُوْهُ تَلَقَّنَ، فَكَانَ یَذْكُرُهُ"

ترجمہ: میں نے احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"یہ حدیث کمزور ہے، یزید کچھ مدت تک اس کو لَا یَعُوْدُ کے لفظ کے بغیر سناتا رہا،

(لیکن جب یزید بعد میں کوفہ آیا) تو لوگوں کے کہنے کہانے سے لَا یَعُوْدُ کہنا شروع کر دیا۔" (تلخیص ص ۲۲۱ ج ۱)

علی بن عاصم فرماتے ہیں کہ:

نَقَدِمْتُ الْكُوْفَةَ فَلَقِيْتُ يَزِيْدَ بْنَ اَبِيْ زِيَادٍ فَحَدَّثَنِيْ وَلَيْسَ فِيْهِ "ثُمَّ لَا يَعُوْدُ" قَالَ لَا اَحْفَظُ۔ (تلخیص ص ۲۲۲ ج ۱)

یہ روایت میں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنی جس میں "ثُمَّ لَا يَعُوْدُ" نہ تھا۔ بعد میں کوفہ گیا تو معلوم ہوا کہ یزید ابھی زندہ ہیں، اس سے جا کر روایت کی تو انہوں نے "لَا يَعُوْدُ" نہ کہا۔ میں نے کہا کہ محمد بن ابی لیلیٰ نے آپ سے یہ روایت کی ہے، وہ اس میں لَا يَعُوْدُ کہتے ہیں۔ تو فرمانے لگے، مجھے یاد نہیں۔ پھر میں نے اسی بات کو دہرایا، فرمایا مجھے یاد نہیں۔ یعنی حافظہ اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ کچھ یاد نہ رہتا۔

امام بزار فرماتے ہیں کہ:

"لَا يَصِحُّ قَوْلُهٗ فِي الْحَدِيْثِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔" (تلخیص ص ۲۲۱ ج ۱)

یعنی "ثُمَّ لَا يَعُوْدُ" کا لفظ حدیث میں صحیح نہیں ہے۔

مصنف کی اٹھائیسویں دلیل اور اس کا جواب!

۲۸۔ قاضی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جو اس حدیث کے مرکزی راوی ہیں وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ص ۲۳۰ ج ۱، مسئلہ تحقیق رفع یدین ص ۱۴)

جواب

قاضی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے متعلق چھبیسویں حدیث کے ذیل میں گزر چکا ہے کہ اس کی حدیث قابل حجت نہیں۔ جب اس کی روایت کردہ حدیث کی ہی کوئی حیثیت نہیں تو اس کے ذاتی عمل کی وجہ سے صحیح احادیث پر کیا اثر پڑ سکتی ہے۔

مصنف کی انتیسویں، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳ دلیل اور اُن کا جواب

۲۹۔ حضرت عمرو بن مُرّہ نے مسجدِ اعظم کوفہ میں حضرت وائل بن حجرؓ کی رفع یدین والی روایت بیان کی تو حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"مَا اَدْرِیْ لَعَلَّہٗ لَمْ یَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ اِلَّا ذَالِکَ الْیَوْمَ فَحَفِظَ ھٰذَا مِنْہُ وَلَمْ یَحْفَظْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاَصْحَابُہٗ۔ مَا سَمِعْتُہٗ مِنْ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اِنَّمَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوۃِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ" (موطا امام محمد ص ۹۴) تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۵)

ترجمہ: "میں نہیں جانتا کہ شاید حضرت وائل بن حجرؓ نے صرف ایک اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور اس لئے رفع یدین کو یاد رکھا، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہؓ جو ہمیشہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے تھے) ان میں سے کسی ایک نے بھی اس مسئلہ کو یاد نہ رکھا۔ میں نے ان میں سے کسی ایک شخص سے بھی رفع یدین کا مسئلہ سنا تک نہیں، وُہ تو صرف پہلی ہی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔"

۳۰۔ دوسری روایت میں ہے:

"فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِاِبْرَاھِیْمَ نَغَضِبَ: قَالَ رَاٰہُ ھُوَ وَلَمْ یَرَہٗ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَلَا اَصْحَابُہٗ" (طحاوی ص ۱۳۲ ج ۱ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۵)

ترجمہ: "یعنی جب میں نے رفع یدین کی روایت بیان کی تو علامہ ابراہیم نخعی سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ حضرت وائلؓ جو صرف ایک آدھ دن کے لیے حضورؐ کے پاس آئے انھوں نے تو رفع یدین دیکھی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ (جو ساری عمر حضورؐ کے ساتھ رہے انھوں نے آپ کو رفع یدین کرتے نہ دیکھا۔

۳۱۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جب حضرت وائل بن حجرؓ کی رفع یدین والی روایت حضرت ابراہیم نخعی

کے سامنے بیان فرمائی تو آپ نے فرمایا:

" فَاِنَّ وَائِلًا رَاٰهُ مَرَّةً يَّفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَدْ رَاٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ " (طحاوی ص ۲۱۶ ج ۱) مسئلہ تحقیق رفع یدین ص ۱۶)

ترجمہ: "حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ یہ کرتے دیکھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پچاس مرتبہ دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

۳۲۔ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ فِيْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، اَعْرَابِيٌّ، لَمْ يُصَلِّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً قَبْلَهَا قَطُّ اَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَصْحَابِهٖ حَفِظَ، وَلَمْ يَحْفَظُوْا يَعْنِيْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ "

تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۶ (مسند امام اعظم ص ۱۱۹)

ترجمہ: "امام حماد فرماتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ایک دیہاتی بزرگ تھے، انہوں نے ایک آدھ دفعہ کے علاوہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ کیا وہ (حاضر باش) صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ (خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم) سے زیادہ بڑے عالم تھے کہ انہوں نے تو رفع یدین کو یاد رکھا اور ان کے اکابر نے یاد نہ رکھا۔

۳۳۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ:

" فَقَالَ هُوَ اَعْرَابِيٌّ لَا يَعْرِفُ الْاِسْلَامَ، لَمْ يُصَلِّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا صَلٰوةً وَّاحِدَةً وَقَدْ حَدَّثَنِيْ مَنْ لَّا اُحْصِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ فَقَطْ وَحَكَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَالِمٌ بِشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ وَحُدُوْدِهٖ مُتَفَقِّدٌ لِاَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُلَازِمٌ لَهُ فِيْ اِقَامَتِهٖ وَاَسْفَارِهٖ وَقَدْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا يُحْصٰى " (مسند امام اعظم ص ۱۱۹، ۱۲۰)

[1] تحقیق مسئلہ رفع الیدین میں یہ عبارت اس طرح ہے لیکن شرح معانی الآثار میں یہ لفظ ایسے ہے "اِنْ كَانَ وَائِلٌ"

ترجمہ: فرمایا، آپ ایک دیہاتی تھے جو اسلام سے پورے واقف نہ تھے۔ آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ایک ہی نماز پڑھی۔ مجھے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بے شمار لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپؓ نے صرف نماز کے ابتداء میں ہی رفع یدین کی تھی خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی عمل بیان کیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ شریعتِ اسلامیہ اور حدودِ اسلام کے بہت بڑے عالم تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح کے احوال کی ٹوہ میں لگے رہتے تھے، سفر ہوتا یا حضر وہ آپ کے ساتھ ہی ہوتے تھے اور انہوں نے آپ کے ساتھ بے شمار دفعہ نماز پڑھی تھی۔

جواب

مولانا عبدالحی (حنفی) اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کے متعلق بہت سی بحثیں ہیں

۱۔ امام بیہقیؒ نے کتاب المعرفہ میں امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا بہتر یہ ہے کہ حضرت وائلؓ کی حدیث کو قبول کیا جائے کیونکہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی حدیث کو کم درجے والے آدمی (یعنی ابراہیم نخعی) کے قول سے کس طرح رد کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ امام بخاریؒ رفع یدین کے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کا یہ صرف اپنا خیال ہے جس کی بناء پر حضرت وائلؓ کی حدیث رد نہیں ہو سکتی کیونکہ وائلؓ نے خبر دی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح دیگر صحابہؓ نے بھی دیکھا۔ جیسا کہ حضرت زائدہ فرماتے ہیں: "نا عَاصِمُ نا اَبِیْ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَیَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی الرُّکُوْعِ وَفِی الرَّفْعِ مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اَتَیْتُهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَرَأَیْتُ النَّاسَ فِیْ زَمَانِ بَرْدٍ عَلَیْهِمْ جُلُّ الثِّیَابِ تَتَحَرَّكُ اَیْدِیْهِمْ مِنْ تَحْتِ الثِّیَابِ"

یعنی حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت، رفع یدین کرتے دیکھا۔ پھر میں سردیوں کے موسم میں آیا تو لوگوں کو بھاری کپڑوں کے نیچے سے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔"

۳۔ امام زیلعی، فقیہ ابو بکر بن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ جو علت، ابراہیم نخعی نے ذکر کی ہے، وہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے برابر نہیں کیونکہ رفع یدین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے ثابت ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا رفع یدین بھول جانا کوئی عجیب بات نہیں جیسے وہ مُعَوِّذَتَیْن کے متعلق بھول گئے۔ اسی طرح رکوع میں تطبیق، عرفہ میں نماز جمع کرنے کی کیفیت، امام کے پیچھے دو آدمیوں کے کھڑا ہونے کا طریقہ، جب یہ سب چیزیں ان کو بھول سکتی ہیں تو رفع یدین کیوں نہیں بھول سکتے۔

۴۔ رفع یدین کے صرف حضرت وائل رضی اللہ عنہ ہی راوی نہیں ہیں بلکہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ (التعلیق الممجد علی موطا امام محمد رحمہ اللہ ص ۹۳)

الغرض مذکورہ وجوہات کی بناء پر ابراہیم نخعی کے اقوال باطل و مردود ہیں۔

مصنف کی ۴۳ ویں دلیل اور اس کا جواب

۴۳۔ "عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ"

(مؤطا امام محمد ص ۵۵) تحقیق مسئلہ رفع یدین ص۱۵

جواب

اس کی سند اس طرح ہے:

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ الخ

اس سند میں حصین بن عبد الرحمٰن راوی ہے جس کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"تَغَيَّرَ حِفْظُهُ فِي الْاٰخِرِ" (تقریب ص ۱۸۲) کہ آخری عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

لہٰذا یہ روایت قابلِ احتجاج نہیں ہے۔

مصنف کی دلیل ۳۵ اور اُس کا جواب

۳۵۔ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ قَالَ لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى ۔ (موطا امام محمد ص ۹۲ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص۱۵)

"حماد سے روایت ہے کہ حضرت امام ابراہیم نخعی فرماتے تھے، نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ بھی رفع یدین نہ کر۔

جواب

مؤطا امام محمد ص ۹۲ میں اس کی سند اس طرح ہے:

"قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ۔"

اس سند میں ایک راوی محمد بن ابان ہیں، ان کے متعلق امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

امام ابوداؤد اور ابنِ معین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں "لَيْسَ بِالْقَوِيِّ"، کہ قوی اور ثقہ راوی نہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ فرقہ مرجیہ سے تعلق رکھتا تھا۔

لسان المیزان میں حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ:

"امام نسائیؒ نے فرمایا کہ محمد بن ابان کوئی ثقہ نہیں ہے۔"

ابنِ حبان فرماتے ہیں ضعیف ہے۔

امام ابنِ ابی حاتم فرماتے ہیں، میں نے اپنے باپ سے اُن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"قوی نہیں ہے، اس کی حدیث قابلِ احتجاج نہیں۔"

امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

"لوگوں نے اس کے حفظ کے متعلق تنقید کی ہے اور یہ راوی قابلِ اعتماد نہیں۔"

(التعلیق الممجد علیٰ مؤطا امام محمد ص ۹۷ حاشیہ نمبر ۵)

مصنف کی دلیل ۳۶ اور اُس کا جواب

۳۶- عَنْ عَبَّادِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْ شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ۔ رواه البيهقي (زيلعي ص ۴۰۴ ج ۱) مسئله تحقيق رفع يدين ص ۱۸)

ترجمہ: حضرت عباد بن زبیرؒ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

جواب

علامہ زیلعیؒ حنفی فرماتے ہیں:

"قَالَ الشَّيْخُ فِي الْإِمَامِ وَعَبَّادٌ هٰذَا تَابِعِيٌّ فَهُوَ مُرْسَلٌ۔"

یعنی شیخ نے اپنی کتاب "امام" میں فرمایا کہ عباد تابعی (چونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا) ہے۔ اس لیے یہ حدیث مرسل ہے۔" (نصب الرایہ ص ۴۰۴ ج ۱)

حافظ ابن حجرؒ درایہ میں فرماتے ہیں:

"وَعَبَّادٌ كَأَنَّهُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، نُسِبَ إِلٰى جَدِّهٖ وَهٰذَا مُرْسَلٌ وَفِيْ إِسْنَادِهٖ أَيْضًا مَنْ يُنْظَرُ فِيْهِ۔" (ص ۱۵۲)

یعنی "عباد گویا عبداللہ بن زبیرؓ کا بیٹا ہے اور دادے کی طرف نسبت ہے اور یہ حدیث مرسل ہے۔ نیز اس سند میں دیگر راوی بھی قابلِ غور ہیں۔

الغرض یہ حدیث مرسل ہونے کی وجہ سے قابلِ حجت نہیں کیونکہ حُكْمُ الْمُرْسَلِ التَّوَقُّفُ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ (مقدمہ مشکوٰۃ لعبد الحق ص ۴) یعنی جمہور علماء کے نزدیک مرسل حدیث کا حکم یہ ہے کہ توقف کیا جائے۔

مصنّف کی دلیل ۲۷ اور اُس کا جواب!

۲۷- عَنْ اَبِیْ جَعْفَرِنِ الْقَارِیْ وَنُعَیْمِ نِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَیُکَبِّرُ فِیْ کُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ اَشْبَهُکُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِی التَّمْهِیْدِ" (بحوالہ نیل الفرقدین ص ۱۲۳)

ترجمہ: ابوجعفر قاری اور نعیم المجمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے اور ہر رفع وخفض میں صرف اللہ اکبر کہتے تھے اور فرماتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھتا ہوں"۔ (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۱۸)

جواب

یہ اثر ناقابلِ حجت ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ کی صحیح روایت سے رفع یدین ثابت ہوتی ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

۱- "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ ثَنَا اَبُوْشِهَابٍ نِ ابْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ

(جزء رفع یدین مترجم ص ۲۷)

ترجمہ: ہمیں محمد بن صلت نے حدیث بیان فرمائی۔ انہیں ابوشہاب ابن عبدربہ نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے کہا عبدالرحمن اعرج سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جب تکبیر کہتے رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی رفع یدین کرتے"۔

۲- امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سترہ صحابہؓ سے روایت ہے کہ بے شک وُہ رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، وُہ یہ ہیں:

ابو قتادہ انصاریؓ، ابوسعید ساعدیؓ، محمد بن مسلمہ بدریؓ، سہل بن سعد ساعدیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، انس بن مالکؓ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوہریرہؓ دوسی، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، عبداللہ بن زبیر بن العوام القرشیؓ، وائل بن حجر الحضرمیؓ، مالک بن حویرثؓ، ابوموسیٰ الاشعریؓ، ابو حمید الساعدی الانصاریؓ، عمر بن خطابؓ، علی بن ابی طالبؓ، ام درداءؓ۔ (جزء رفع یدین مترجم ص ۱۳)

امام بخاریؒ نے ان سترہ اسماء صحابہؓ میں حضرت ابوہریرہؓ کو بھی رفع الیدین کرنے کے قائلین و فاعلین میں شمار کیا ہے

۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثنا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ۔ (جزء رفع یدین ص ۲۸)

ترجمہ: ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، انہیں یزید بن ابراہیم نے قیس بن سعد سے، انہیں عطاء نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کے پیچھے نماز پڑھی، پس وُہ رفع الیدین کرتے جب تکبیر کہتے اور جب (رکوع سے سر اٹھاتے)۔

۴- اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اٹھتے بیٹھتے وقت الفاظ اللہ اکبر کے کہتے تھے کوئی دوسرے الفاظ نہ کہتے تھے۔ اس میں رفع یدین کی تردید نہیں ہے لہٰذا قابلِ احتجاج نہ ہوئی۔

مُصنّف کی دلیل ۳۸ اور اُس کا جواب!

۳۸- عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ

(موطا امام مالکؒ ص ۳۰، مسئلہ تحقیق رفع یدین ص ۱۹)

"امام زین العابدینؒ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نماز میں رکوع جاتے اور اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے (رفع یدین نہ کرتے تھے) اور آپ ایسی ہی نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ خدا تعالیٰ سے جا ملے۔

جواب

(مرسل وہ حدیث ہوتی ہے جس میں صحابی کا واسطہ چھوٹا ہوا ہو اور تابعیؒ (صحابیؓ کے نام کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بیان کریں)

۱۔ چونکہ یہ مرسل حدیث ہے اور مرسل کے متعلق محدثین کا فیصلہ یہ ہے کہ توقف کیا جائے کیونکہ زین العابدینؒ نے رسول اللہ صلعم کو نہیں دیکھا جیسا کہ پہلی دلیل کے جواب میں گزر چکا ہے۔

۲۔ امام زین العابدینؒ علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہیں، وہ بھی تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

مصنف کی پیش کردہ روایت میں عدمِ رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے مصنف نے ترجمہ میں "رفع یدین نہ کرتے تھے" کو قوسین میں ذکر کیا ہے۔

۳۔ نیز اس میں شروع نماز کے وقت بھی رفع یدین کا ذکر نہیں۔ جس کے مصنف بھی قائل ہیں۔

الغرض حضرت زین العابدین سے صحیح سند سے یہی ثابت ہے کہ وہ رفع یدین کے قائل تھے نہ کہ مخالف۔

۴۔ امام زین العابدینؒ تو یہ فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت صرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہی کہتے تھے نہ کہ دوسرے الفاظ جس طرح کہ احناف کہتے ہیں کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی بجائے اَللّٰہُ اَعْظَمُ، اَللّٰہُ اَجَلُّ، اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ۔ اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ وغیرہ کوئی بھی کلمہ کہہ سکتا ہے جس میں خدا تعالیٰ کی بڑائی ہو حتیٰ کہ فارسی زبان میں "خدائے بزرگ تراست"، کہنا بھی درست ہے تو امام زین العابدینؒ اسی کی تردید فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آں حضورؐ تو صرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہی کہتے تھے نہ کہ دوسرے الفاظ۔

۵۔ اس حدیث میں جس طرح رفع یدین کا ذکر نہیں ہے نہ افتتاحِ نماز میں نہ دوسرے مقام پر۔ اسی طرح اس میں یہ بھی ذکر نہیں کہ قیام اور رکوع میں کیا پڑھنا ہے، قومہ میں کیا پڑھنا ہے، سجدوں میں، سجدوں سے اُٹھ کر، تشہد میں کیا پڑھنا ہے، سلام کا بھی ذکر نہیں۔ اگر اس حدیث پر مکمل طور پر ہو بہو اسی طرح ہی نماز پڑھی جائے تو ہماری تو درکنار آپ کی بھی نماز نہیں ہو گی۔ نیز اس حدیث پر عمل سے رکوع سے اُٹھتے وقت بھی اللہ اکبر ہی کہنا پڑے گا جس کے نہ آپ قائل و فاعل ہیں اور نہ ہی کوئی اور۔

۶۔ احناف جب وتر نماز میں دعائے قنوت پڑھنے لگتے ہیں تو رفع یدین کرتے ہیں۔ اگر صرف افتتاحِ نماز میں ہی

رفع یدین کرنا مشروع اور ثابت ہے تو پھر نمازِ وتر میں کیوں رفع یدین کرتے ہیں کیونکہ اس کا تو کوئی بھی ثبوت نہیں

۷۔ عیدین کی زوائد تکبیروں میں احناف بھی رفع یدین کے قائل ہیں حالانکہ وُہ تکبیر تحریمہ کے بعد ہوتی ہیں۔

۸۔ احادیث کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کچھ لوگ لفظ اللہ اکبر کہنا چھوڑ گئے تھے۔

غیر مقلدین کے مسلک اور عمل کا نمبروار جائزہ اور اُس کا جواب!

غیر مقلدین کے مسلک کا پہلا حصّہ یہ ہے کہ نماز میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس بارے میں وُہ چار روایات بیان کرتے ہیں:

۱۔ روایتِ ابن عمرؓ بخاری ص ۱۰۲ ج ا لیکن اس کی سند میں عبید اللہ شیعہ راوی ہے اور ابو داؤدؒ نے اس حدیث کے متعلق فرمایا " لَیْسَ بِمَرْفُوْعٍ " یعنی یہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی نہیں نیز اسی سند میں سجدہ کے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے (جزء بخاری) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں ہمیشگی کا کوئی لفظ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عمرؓ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص۲)

مصنف کے اعتراضات کا خلاصہ

(ا) روایتِ ابن عمرؓ بحوالہ بخاری میں عبید اللہ شیعہ ہے۔ (ب) امام ابو داؤدؒ نے حدیث ابن عمرؓ کے متعلق فرمایا کہ یہ حدیثِ رسُول ہی نہیں۔ (ج) اس سند میں سجدہ کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔ (د) اس میں ہمیشگی کا کوئی ذکر نہیں (ہ) ابن عمرؓ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

مصنف کے اعتراضات کا جواب

صحیح بخاری کی حدیث ابنِ عمرؓ:

ذیل میں مصنف کے اعتراضات کے جواب سے پہلے حدیث ابن عمرؓ ملاحظہ فرمائیں:

" حَدَّثَنَا عَیَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ

رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ۔"

(صحیح بخاری شریف ص ۱۰۲ ج ۱ باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین)

ترجمہ: حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب نماز میں داخل ہوتے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے پھر بھی رفع یدین کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے پھر بھی رفع یدین کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو بھی رفع یدین کرتے۔ اور ابن عمرؓ نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ تو حدیث رسولؐ (مرفوع) ہوئی نہ کہ موقوف وغیرہ۔

(عبیداللہ شیعہ نہیں بلکہ ثقہ راوی ہے)

۱۔ تمام علماء فن اور محدثین کرام، عبیداللہ کو ثقہ راوی بتاتے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجرؒ تقریب التہذیب میں عبیداللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْعُمَرِيُّ الْمَدَنِيُّ، اَبُوْعُثْمَانَ، ثِقَةٌ ثَبْتٌ، قَدَّمَهُ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَلٰى مَالِكٍ فِيْ نَافِعٍ وَقَدَّمَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ فِي الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَلَى الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْهَا مِنَ الْخَامِسَةِ۔" (ص ۲۲۵ ج ۱)

ترجمہ: عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطابؓ، عمری، مدنی، ابوعثمان ثقہ ہیں۔ احمد بن صالح نے نافع کی سند میں عبیداللہ کو مالکؒ پر مقدم کیا ہے اور حضرت عائشہؓ کی حدیث کی سند جو زہری، عروہ عن عائشہؓ ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے اس میں زہری پر عبیداللہ کو مقدم کیا ہے، پانچویں طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ علامہ خزرجی فرماتے ہیں: "اَحَدُ الْفُقَهَاءِ السَّبْعَةِ وَالْعُلَمَاءِ الْاَثْبَاتِ قَالَ

النَّسَائِیُّ ثِقَۃٌ، ثَبْتٌ وَقَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ، عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَۃَ الذَّھَبُ الْمُشَبَّکُ بِالدُّرِّ وَقَالَ اَحْمَدُ ھُوَ اَثْبَتُ مِنْ مَالِکٍ فِیْ نَافِعٍ (خلاصہ ص ۲۵۲)

ترجمہ: ، عبیداللہ، فقہاء سبعہ اور ثقہ علماء سے ہیں۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں، ثقہ ہیں۔ ابن معین فرماتے ہیں۔ عبیداللہ عن القاسم عن عائشہ۔ یہ سند سونے کے موتیوں کی لڑی ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ عبیداللہ مالک سے زیادہ اثبت ہیں۔

۳۔ خَاتِمَۃُ الْحُفَّاظ حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں:

- اَبُوْعُثْمَانَ اَحَدُ الْفُقَہَاءِ السَّبْعَۃِ ..... (ص ۳۸)

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ ذَکَرْتُ لِیَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ قَوْلَ ابْنِ مَھْدِیٍّ اِنَّ مَالِکًا اَثْبَتُ فِیْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ" فَغَضِبَ وَقَالَ قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ عَنْ اَحْمَدَ عُبَیْدُ اللّٰہِ اَثْبَتُھُمْ وَاَحْفَظُھُمْ وَاَکْثَرُھُمْ رِوَایَۃً" وَقَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِیُّ قُلْتُ لِابْنِ مَعِیْنٍ، "مَالِکٌ اَحَبُّ اِلَیْکَ عَنْ نَافِعٍ اَوْ عُبَیْدُ اللّٰہِ"؛ قَالَ، کِلَاھُمَا، وَلَمْ یُفَضِّلْ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ الطَّیَالِسِیِّ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ مَعِیْنٍ یَقُوْلُ عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَۃَ: اَلذَّھَبُ الْمُشَبَّکُ بِالدُّرِّ، فَقُلْتُ ھُوَ اَحَبُّ اِلَیْکَ اَوِ الزُّھْرِیُّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ؛ قَالَ ھُوَ اِلَیَّ اَحَبُّ وَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ " عُبَیْدُ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ مَالِکٍ فِیْ حَدِیْثِ نَافِعٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَحْمَدَ عَنِ ابْنِ مَعِیْنٍ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الثِّقَاتِ" وَقَالَ النَّسَائِیُّ ثِقَۃٌ، ثَبْتٌ وَقَالَ اَبُوْزُرْعَۃَ وَاَبُوْحَاتِمٍ ثِقَۃٌ"

وَقَالَ ابْنُ مَنْجُوْیَہِ، کَانَ مِنْ سَادَاتِ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَاَشْرَافِ قُرَیْشٍ فَضْلًا وَعِلْمًا وَعِبَادَۃً وَشَرَفًا وَحِفْظًا وَاِتْقَانًا... وَکَانَ ثِقَۃً، کَثِیْرَ الْحَدِیْثِ، حُجَّۃً"، وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ" ثِقَۃٌ، ثَبْتٌ، مَاْمُوْنٌ،

لَيْسَ اَحَدٌ اَثْبَتَ فِيْ حَدِيْثِ نَافِعٍ مِنْهُ"..... وَقَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ ابْنِ عُمَرَ" وَقَالَ" ثِقَةٌ، حَافِظٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۳۹، ۴۰ جلد ۷)

ترجمہ: (ابو عثمان (یعنی عبید اللہ) فقہاء سبعہ میں سے ہیں۔

عمرو بن علی فرماتے ہیں:

"میں نے یحییٰ بن سعید کے پاس ابن مہدی کا یہ قول ذکر کیا کہ امام مالک' نافع بن عبد اللہ والی سند میں عبید اللہ سے زیادہ اثبت ہیں تو آپ بہت غضب ناک ہوئے (کیونکہ آپ عبید اللہ کو امام مالک سے زیادہ اثبت جانتے تھے)۔

امام ابو حاتمؒ امام احمدؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ:

عبید اللہ زیادہ کثرت سے احادیث بیان کرنے والے۔ زیادہ یاد رکھنے والے اور اثبت ہیں۔

عثمان دارمی کہتے ہیں:

"میں نے ابن معین سے پوچھا کہ نافع سے روایت کرنے والے دو راوی مالک اور عبید اللہ میں سے کون آپ کا پسندیدہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا دونوں برابر ہیں اور انہوں نے کسی کو دوسرے پر فوقیت نہ دی"۔

جعفر طیالسی کہتے ہیں:

"میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ عبید اللہ کی سند سونے کے موتیوں کی لڑی ہے" میں نے پوچھا، کیا حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث کی سند میں زہری آپ کا پسندیدہ ہے یا عبید اللہ تو آپ نے فرمایا، عبید اللہ۔

احمد بن صالح فرماتے ہیں،

"نافع والی سند میں امام مالکؒ سے عبید اللہ زیادہ پسندیدہ ہیں"۔

عبد اللہ بن احمد، ابن معین سے بیان فرماتے ہیں کہ:

"عبید اللہ بن عمر ثقہ راویوں میں سے ہیں اور امام نسائی فرماتے ہیں پکے اور ثقہ ہیں۔

ابوزرعہ اور حاتم فرماتے ہیں، "ثقہ ہیں"

ابن سنجو یہ فرماتے ہیں،

"عبیداللہ اہل مدینہ کے سرداروں میں سے ہیں۔ فضیلت، علم عبادت، بزرگی، اور حفظ و اتقان میں، قریش کے شرفاء میں سے تھے۔ کثیر الحدیث، ثقہ اور قابلِ حجت تھے۔ احمد بن صالح فرماتے ہیں ثقہ اور مامون ہیں نافع کی حدیث کے زیادہ یاد رکھنے والے۔

ابنِ معین فرماتے ہیں، ابنِ عمرؓ سے آپ کا سماع ثابت نہیں۔ آپ کے حافظ اور ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

الغرض مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ عبیداللہؒ ثقہ راوی ہیں۔ ان کی روایت کردہ حدیث قابلِ حجت ہے بلکہ امام مالکؒ سے بھی زیادہ اثبت ہیں لہٰذا مصنّف کا ان پر شیعہ ہونے کا الزام بے بنیاد اور محض افتراء ہے۔

نیز یہ ثابت ہوا کہ صحیح بخاری کی ابن عمرؓ والی حدیث جس کو مصنّف نے عبیداللہ کی وجہ سے رد کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ بالکل صحیح اور اثباتِ رفع یدین کی بہترین دلیل ہے۔

(ب) ابنِ عمرؓ کی روایت، حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے!

مصنّف نے حدیث ابن عمرؓ پر طعن کے ضمن میں یہ امام ابوداؤدؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیثِ رسولؐ نہیں۔ لیکن امام ابوداؤدؒ کے اس قول کی صحیح بخاری کی حدیث پر زد نہیں پڑتی۔

۱۔ حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں:

"معتمر اور عبدالوہاب نے عبیداللہ عن نافع سے یہ روایت موقوف بیان کی ہے۔ جیسے کہ امام دارقطنی نے کہا۔ لیکن ان دونوں (یعنی معتمر اور عبدالوہاب) نے عُبَیْدُاللّٰہ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سے یہ روایت مرفوع بیان کی ہے جیسے امام بخاری کی کتاب جزء رفع یدین میں ہے۔" (فتح الباری ص ۲۲۲ ج ۲)

۲- یہی حدیث ابن عمرؓ جزء رفع یدین میں مرفوع نقل کی گئی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱) "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرِ نِ الْمُقَدَّمِيُّ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَفْعَلُهُ" (جزء رفع یدین مترجم ص ۵۵)

ترجمہ: "سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔ جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، اور جب دو رکعت (پڑھ کر) اٹھتے ان تمام جگہوں میں رفع الیدین کرتے اور عبداللہ بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

الغرض مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ صحیح بخاری کی ابن عمرؓ والی روایت حدیث رسولؐ ہے۔

ج: حدیث ابن عمرؓ میں سجدہ کا ذکر

مصنف نے حدیث ابن عمرؓ کی حدیث میں جزء رفع یدین کے حوالہ سے سجدہ کے وقت رفع یدین کا بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں حدیث اور امام بخاریؒ کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں:

"وَزَادَ وَكِيعٌ عَنِ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ" (جزء رفع یدین مترجم ۵۶)

ترجمہ: "وکیع نے العمری سے اور انہوں نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے، اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ آپ رفع یدین کرتے تھے، جب

رکوع کرتے اور سجدہ کرتے۔

امام بخاریؒ کا فیصلہ!

امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ محفوظ وہی روایت ہے جو عبید اللہ، ایوب، مالک، ابن جریج، لیثؒ، بے شمار اہلِ حجاز، اہلِ عراق نے نافع سے انہوں نے ابنِ عمرؓ سے رفع یدین کے بارہ میں بیان کی ہے کہ وُہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (جزء رفع یدین مترجم ص ۵۶)

الغرض مصنف نے جو جزء رفع یدین کے حوالہ سے ابنِ عمرؓ کی سجدہ میں رفع یدین والی حدیث ذکر کی ہے وُہ محفوظ نہیں بلکہ صحیح روایت وہی ہے جو صحیح بخاری میں بغیر سجدہ کے ذکر کے موجود ہے۔

جس کا امام بخاریؒ نے خود اپنے فیصلہ میں تذکرہ فرمایا، چنانچہ وُہ حدیث یہ ہے:

"حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ" (صحیح بخاری ص ۱۰۲ ج ۱)

ترجمہ: "حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب نماز میں داخل ہوتے اللہ اکبر کہتے اور رفع یدین کرتے، اور جب رکوع کرتے پھر بھی رفع یدین کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے پھر بھی رفع یدین کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو بھی رفع یدین کرتے۔ اور ابنِ عمرؓ نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔"

د: ہمیشگی کا ذکر نہیں!

حضرت عبداللہ بن عمرؓ مشہور صحابی، قدیم الاسلام، متبعِ سنت اور عالم بڑے درجے والے ہیں، جو كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ سے حدیث نقل کرتے ہیں جس سے دوام واستمرار ثابت ہوتا ہے۔

۸: عبداللہ بن عمرؓ رفع یدین کیا کرتے تھے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ رفع یدین کیا کرتے تھے، ذیل میں دلائل ملاحظہ فرمائیں:

۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا" (جزء رفع یدین امام بخاریؒ ص ۵۶)

ترجمہ: "ہمیں محمد بن عبداللہ بن حوشب نے حدیث بیان کی، وُہ کہتے ہیں ہمیں عبدالوہاب نے وُہ کہتے ہیں ہمیں عبداللہ نے نافع سے روایت بیان کی ہے کہ ابن عمرؓ رفع یدین کرتے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور جب دو رکعت (پڑھ کر) اٹھتے تو بدستور رفع یدین کیا کرتے تھے"۔

۲- رفع یدین نہ کرنے والے کو عبداللہ بن عمرؓ سزا دیا کرتے تھے۔

"حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ أَنْبَأَنَا أَبُو الْوَلِيدِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَاقِدٍ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ إِذَا رَاٰى رَجُلًا لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَمَاهُ بِالْحَصٰى"

(جزء رفع یدین مترجم ص)

ترجمہ: "ہمیں حمیدی نے حدیث بیان کی، وُہ کہتے ہیں ہمیں ابوالولید بن مسلم نے، وُہ کہتے ہیں، میں نے زید بن واقد کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا نافع سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ ابن عمرؓ جب کسی کو رفع یدین نہ کرتا دیکھتے تو اس کو کنکریاں مارتے۔

الغرض عبداللہ بن عمرؓ خود بھی رفع یدین کیا کرتے تھے اور نہ کرنے والوں کو سزا دیا کرتے تھے۔ لہٰذا مصنف کا یہ کہنا کہ "ابن عمرؓ، رفع یدین نہیں کرتے تھے خود بخود باطل ہو گیا۔

ابوحمید ساعدیؓ کی روایت

۲۔ ابوحمید ساعدیؓ کی صحیح روایت جو صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱ پر ہے اس میں رکوع اور تیسری رکعت کی رفع یدین کا ذکر نہیں۔ ابوداؤد کی سند میں عبدالحمید بن جعفر بدعتی تقدیر کا منکر اور ضعیف راوی ہے اس نے رفع یدین کا اضافہ کیا ہے۔ غیر مقلد بخاری کی حدیث چھوڑ کر اس جھوٹی روایت پر لٹو ہیں، اس میں بھی صرف ایک دفعہ رفع یدین کا ذکر ہے اور بس۔ (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۲۷)

مصنّف کی تنقید کا خلاصہ اور اس کا جواب

ا: ابوحمید ساعدیؓ کی روایت میں رکوع اور تیسری رکعت میں رفع یدین کا ذکر نہیں۔

ب: ابوداؤد کی سند میں عبدالحمید بن جعفر بدعتی، تقدیر کا منکر اور ضعیف راوی ہے۔

ج: رفع یدین کا اضافہ عبدالحمید نے کیا۔

جواب

ا: بخاری شریف کی اس حدیث میں اگرچہ رکوع اور تیسری رکعت کے لیے رفع یدین کا ذکر نہیں، لیکن اس کو عدمِ رفع یدین پر دلیل لانا سراسر ناانصافی ہے کیونکہ اس میں نماز کے تمام ارکان وسنن کا بھی ذکر نہیں۔

چنانچہ رکوع کی تسبیحات، ایک رکعت میں سجدوں کی تعداد۔ اور ان کی تسبیحات۔ التحیات، سلام وغیرہ کا ذکر موجود نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سرے سے یہ چیزیں نماز میں شامل ہی نہیں، بلکہ جیسے دیگر احادیث کو دیکھ کر اُن سے یہ چیزیں لی جاتی ہیں۔ اسی طرح رفع یدین کا ذکر جب دیگر روایتوں میں ملتا ہے، لے لیا جائے گا۔ اگرچہ اس روایت میں اس کا ذکر نہیں۔

(ب) جواب اس کا یہ ہے کہ خود امام ابوداؤد نے اس کے بعد دوسری سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ بذل المجهود میں ہے:

"قَدْ اَخْرَجَ الْمُؤَلِّفُ بَعْدَ حَدِيْثَيْنِ سَنَدًا اٰخَرَ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَنَا

عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ نَا أَبُو بَدْرٍ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ أَبُو خَيْثَمَةَ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَحَدِ بَنِي مَالِكٍ عَنْ عَبَّاسٍ أَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ

الغرض بقول مصنف عبدالحمید کے کمزور ہونے کے باوجود دوسری سند سے اس کی توثیق ہوگئی۔

۲۔ علامہ زیلعی فرماتے ہیں: ان عبد الحميد بن جعفر ممن تكلم فيه ولكن وثقه اكثر العلماء واحتج به مسلم في صحيحه وليس تضعيف من ضعفه مما يوجب رد حديثه (نصب الرایہ ص ۳۴۴ ج ۱) ترجمہ: عبدالحمید بن جعفر متکلم فیہ ہے لیکن اکثر علماء نے اس کی توثیق کی ہے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے احتجاج کیا ہے اور اس کا ضعف اس قسم کا نہیں ہے جو اس کی حدیث کے رد کا موجب ہو۔

۳۔ طحاوی نے باوجود (حنفی) ہونے کے عبدالحمید بن جعفر سے احتجاج کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو شرح معانی الآثار (باب بلوغ الصبی بدون الاحتلام) ص ۱۲۵ ج ۲

۔ رفع یدین کا اضافہ عبدالحمید نے نہیں کیا بلکہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے لوگ رفع یدین کرنے والے موجود تھے۔

ابوہریرہؓ کی حدیث

ابوہریرہؓ کی صحیح حدیث بخاری ص ۱۱۰ پر ہے جس میں رفع یدین کا ذکر تک نہیں لیکن ابوداؤد کی سند میں رفع یدین کا ذکر ہے لیکن راوی ابن جریج ہے جس نے ۹۰ عورتوں سے متعہ کیا۔

دوسرا راوی یحییٰ بن ایوب ہے جو ضعیف ہے، نیز اس میں سجدہ کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے۔ (تحقیق مسئلہ رفع یدین)

جواب

بخاری کی اس حدیث میں اگرچہ رفع یدین کا ذکر موجود نہیں ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے اس کا ثبوت مل جاتا ہے۔

علامہ زیلعی، حضرت ابوہریرہؓ والی روایت کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هٰذِهِ الرِّوَايَةُ عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ الشَّيْخُ فِي الْإِمَامِ هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ رِجَالُ الصَّحِيحِ

امام فرماتے ہیں، اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔

سجدہ کی رفع یدین نہیں بلکہ وہ رکوع سے اٹھنے کے وقت کی رفع یدین ہے

حضرت علی کی غیر محوّلہ حدیث

ان کی صحیح روایت میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ خود حضرت علیؓ اور اس کے ہزاروں ساتھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔ البتہ ایک ضعیف روایت جس کا راوی ابن ابی الزناد ہے، اس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص۲۷

جواب

حضرت علیؓ اور آپؓ کے تمام اصحاب رفع یدین کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جزء رفع یدین ص۱۲ میں ہے،

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تکبیر کہتے وقت اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعت سے۔ تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت اپنے کندھوں کے برابر تک اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

دُوسری اور چوتھی رکعت میں رفع یدین ثابت نہیں

مصنف صاحب لکھتے ہیں:

دوسرا حصہ دعویٰ کا یہ ہے کہ دُوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں آپ نے کبھی رفع یدین نہیں کی۔ اس بارے میں غیر مقلدین کے پاس ایک بھی صریح حدیث نہیں ہے۔ میں نے کئی بار مناظروں میں مطالبہ کیا، انعامی چیلنج بھی دیا۔ لیکن آج تک کوئی مائی کا لال غیر مقلد ایسی صریح حدیث پیش نہیں کر سکا۔

فائدہ: حضرت عبید اللہ بن عمر ابن ماجہ ص ۶۲ — عبداللہ بن عباسؓ (ابن ماجہ ص ۶۲)
عبداللہ بن عمرؓ فتح الباری ص ۱۷۵ ج ۲ — حضرت ابوہریرہؓ (تلخیص الجبیر)
عبداللہ بن زبیرؓ ابوداؤد ص ۱۰۷ ج ۱ — حضرت جابرؓ مجمع الزوائد ص ۱۸۲ ج ۱

ان چھ روایات کی سندوں کا حال بھی رکوع والی روایات جیسا ہی ہے۔

ان چھ حدیثوں میں ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے اور ماضی استمراری بھی ہے۔ ان روایات سے صاف معلوم ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین کی۔ لیکن غیر مقلدین ان احادیث پر عمل نہیں کرتے۔ آخر وجہ فرق بتائیں۔ ماضی استمراری بھی ہے۔ متاخر اسلام صحابی، حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بھی ہے۔

ہاں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ روایات متروک العمل ہیں، نہ ان کے راویوں نے ان پر عمل کیا نہ خلفائے راشدینؓ نے نہ خیر القرون میں ان پر عمل ہوا۔ البتہ غیر مقلدین کے اصول پر ان چھ حدیثوں سے دوسری اور چوتھی رکعت کے ابتداء میں رفع یدین سنت ثابت ہوتی ہے اور ایک ہی حدیث سے صراحتً ان دو جگہوں میں نہی یا نفی ثابت نہیں تو غیر مقلدین احادیث کے منکر اور اس سنت کے تارک ہوئے جواب سوچ کر دیں محض عورتوں کی طرح طعنے بازی نہ ہو۔ (تحقیق مسئلہ رفع یدین)

دوسری اور چوتھی رکعت میں رفع یدین ثابت نہیں

مذکورہ عبارت میں مصنف نے اپنے خود ساختہ اصولوں سے اہل حدیث کو مطعون کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ دوسری اور چوتھی رکعت میں احادیث موجود ہونے کے باوجود رفع یدین نہیں کرتے۔

جواب ۱

مصنف کی پیش کردہ تمام احادیث، ضعیف اور ناقابلِ عمل ہیں۔ ذیل میں احادیث اور ان پر تنقید ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْغَسَّانِيُّ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عُمَيْرِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ" (ابن ماجة ص ۲۸۰ ج ۱ حدیث ۸۶۱)

ترجمہ: "ہمیں ہشام بن عمار نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہمیں رفدہ بن قضاعہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں اوزاعی نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے۔ انہوں نے اپنے باپ دادا سے عمیر بن حبیب سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے فرض نماز میں"۔

علامہ سندھی (حنفی) کا جواب

علامہ سندھی لکھتے ہیں کہ:

"فِي الزَّوَائِدِ: هٰذَا إِسْنَادٌ فِيْهِ رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَ عَبْدُ اللّٰهِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيْهِ، حَكَاهُ الْعَلَائِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ۔ (سنن ابن ماجه تحقيق محمد فواد عبد الباقي ص۲۸۰ ج۱)

ترجمہ: "زوائد میں ہے کہ اس حدیث کی سند میں رفدہ بن قضاعہ ضعیف راوی ہے۔ (نیز) عبداللہ نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔

الغرض مصنف کی پیش کردہ روایت ضعیف ہے اور پیش کرنے کے قابل بھی نہیں۔

مُصنّف کی دوسری مُحوّلہ حدیث اور اُس کی حقیقت

۲۔ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ رِيَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ"۔ (ابن ماجة حديث ۸٦۵ ج۱)

ترجمہ: "ہمیں حدیث بیان کی ایوب بن محمد ہاشمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں عمر بن رباح نے عبداللہ بن طاؤس سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے ہر تکبیر پر"۔

اس حدیث کی سند میں عمر بن رباح متفقہ طور پر ضعیف ہے۔ چنانچہ علامہ سندھی (حنفی) فرماتے ہیں:

"فِی الزَّوَائِدِ اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ لِاِتِّفَاقِہِمْ عَلٰی ضُعْفِ عُمَرَ بْنِ رِبَاحٍ۔

ترجمہ: عمر بن رباح متفقہ طور پر ضعیف ہے۔ (ابن ماجہ تحقیق محمد فواد ص ۲۸۱ ج۱)

مصنف کی تیسری محولہ حدیث اور اس کی حقیقت

"یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ کُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ (ص ۲۲۳ ج ۲ فتح الباری)

ترجمہ: "یعنی ابن عمرؓ جھکتے وقت اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"فَیُحْمَلُ الْخَفْضُ عَلَی الرُّکُوْعِ وَالرَّفْعُ عَلَی الْاِعْتِدَالِ وَاِلَّا فَحَمْلُہٗ عَلٰی ظَاہِرِہٖ یَقْتَضِیْ اسْتِحْبَابَہٗ فِی السُّجُوْدِ اَیْضًا وَھُوَ خِلَافُ مَا عَلَیْہِ الْجُمْہُوْرُ وَقَدْ نَفَاہُ ابْنُ عُمَرَ" (فتح الباری ص ۲۲۳ ج ۲)

ترجمہ: "خفض سے مراد رکوع کے لیے جھکنا اور رفع سے (رکوع سے) اٹھنا مراد ہے۔ اگر یہ مطلب نہ لیا جائے تو ظاہری مفہوم سے سجدہ میں بھی رفع یدین مستحب معلوم ہوتی ہے جو جمہور علماء کے مسلک کے خلاف ہے۔ نیز حضرت ابن عمرؓ کی (صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے) جس میں انہوں نے اس کی نفی کی ہے۔

۲۔ نیز حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے صحیح سند کے ساتھ حدیث اس طرح ہے:

"حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنَا سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلٰوۃِ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَجْعَلَہُمَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ فَعَلَ مِثْلَہٗ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَعَلَ مِثْلَہٗ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ حِیْنَ یَسْجُدُ وَلَا حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ" (بخاری شریف، ص ۱۰۲ ج ۱)

ترجمہ: ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے وہ کہتے ہیں ہمیں شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں سالم بن عبداللہ نے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہا تو کندھوں کے برابر رفع یدین کی، اسی طرح جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا تو اسی طرح کیا اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا اور سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین نہ کرتے۔

الغرض ابن عمرؓ کا بے سند اثر کا وہی مطلب ہے جو حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سجدہ کی حالت میں رفع یدین کی صریح طور پر نفی وارد ہے۔

مصنف کی چوتھی محولہ حدیث اور اس کی حقیقت

۴۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَیَقُوْلُ اَنَا اَشْبَهُکُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (تلخیص ص۲۱۹ ج۱)

ترجمہ: "ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ جھکتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے تم سب سے بڑھ کر مشابہ نماز پڑھتا ہوں۔"

۱۔ اس کا جواب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث (نمبر۲) کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

۲۔ امام شوکانیؒ اس حدیث اور دیگر احادیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وَهٰذِهِ الْاَحَادِیْثُ لَا تَنْتَهِضُ لِلْاِحْتِجَاجِ بِهَا عَلَی الرَّفْعِ فِیْ غَیْرِ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ فَالْوَاجِبُ الْبَقَاءُ عَلَی النَّفْیِ الثَّابِتِ فِی الصَّحِیْحِ حَتّٰی یَقُوْمَ دَلِیْلٌ صَحِیْحٌ یَقْتَضِیْ تَخْصِیْصَهٗ کَمَا قَامَ فِی الرَّفْعِ عِنْدَ الْقِیَامِ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاَوْسَطِ۔" (نیل الاوطار ص۱۸۲ ج۲)

ترجمہ: یہ احادیث نماز میں ثابت شدہ مقامات کے علاوہ رفع یدین کی دلیل نہیں بن سکتیں۔ پس لازم و ضروری یہی ہے کہ صحیح احادیث میں ثابت شدہ نفی پر ہی عمل کیا جائے۔ جب تک کسی صحیح دلیل سے کسی اور جگہ کی تخصیص نہ ہو جائے۔ جیسا کہ تشہد اوسط سے اٹھ کر رفع یدین کرنے کی تخصیص ہوئی ہے۔

مصنف کی پانچویں محولہ حدیث اور اس کی حقیقت

۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ عَنْ مَيْمُونٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَصَلَّى بِهِمْ يُشِيرُ بِكَفَّيْهِ حِينَ يَقُومُ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ وَحِينَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُومُ فَيُشِيرُ بِيَدَيْهِ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى صَلٰوةً لَمْ أَرَ أَحَدًا يُصَلِّيهَا فَوَصَفْتُ لَهُ هٰذِهِ الْإِشَارَةَ فَقَالَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْتَدِ بِصَلٰوةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ" (ابوداؤد ص ۱ ج ۱)

ترجمہ: " میمون مکی سے روایت ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن الزبیرؓ کو دیکھا اور نماز پڑھائی انہیں اور اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے (رفع یدین کیا) کھڑے ہوتے وقت اور رکوع کے وقت اور سجدہ کے وقت اور پھر کھڑے ہوتے وقت۔ کھڑے ہوئے اور اشارہ کیا ہاتھوں سے۔ تو وہ گئے عبداللہ بن عباسؓ کے پاس اور ان سے کہا کہ میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ کسی کو اس طرح پڑھتے نہیں دیکھا اور میں نے بیان کیا ہاتھوں سے اشارہ کرنے کا۔ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا۔ اگر تو چاہتا ہے آپؐ کی نماز دیکھنا تو پیروی کر عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز کی۔

۱۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

" اُسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ لٰكِنَّ الْاِسْتِدْلَالَ بِهِ غَيْرُ

تام لِاَنَّهٗ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ حِيْنَ يَسْجُدُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ كَمَا فِي الرِّوَايَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَاِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ عَلٰى اَنَّ الْحَدِيْثَ ضَعِيْفٌ، لَا يَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ۔"

(عون المعبود شرح ابو داؤد ص ۲۶۹ ج ۱)

ترجمہ: "سجدوں کی رفع یدین کے لیے اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ لیکن اس حدیث سے استدلال غیر ممکن ہے کیونکہ "حِيْنَ يَسْجُدُ" کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب رکوع سے سجدہ میں جانے کے لیے سر اٹھایا تو بھی رفع یدین کی، جس طرح اس سے پہلی روایت میں گزرا ہے اور (یہ مشہور قاعدہ ہے کہ) جب ایک چیز میں دو یا کئی احتمال ہوں تو اس سے استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ حدیث ضعیف اور ناقابلِ حجت بھی ہے۔"

۲۔ پھر تھوڑا سا آگے چل کر لکھتے ہیں:

"قَالَ الْمُنْذِرِيُّ فِيْ اِسْنَادِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيْعَةَ وَفِيْهِ مَقَالٌ۔ اِنْتَهٰى قُلْتُ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْخَزْرَجِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ قَالَ اَحْمَدُ، اِحْتَرَقَتْ كُتُبُهٗ وَهُوَ صَحِيْحُ الْكِتَابِ۔ وَمَنْ كَتَبَ عَنْهُ قَدِيْمًا فَسِمَاعُهٗ صَحِيْحٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَقَالَ مُسْلِمٌ، تَرَكَهٗ وَكِيْعٌ وَيَحْيَى بْنُ الْقَطَّانِ وَابْنُ مَهْدِيٍّ: وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّقْرِيْبِ، عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيْعَةَ بِفَتْحِ اللَّامِ وَكَسْرِ الْهَاءِ، ابْنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ، اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمِصْرِيُّ، الْقَاضِيْ، صَدُوْقٌ، مِنَ السَّابِعَةِ، خَلَطَ بَعْدَ احْتِرَاقِ كُتُبِهٖ۔"

(عون المعبود ص ۲۶۹ ج ۱)

ترجمہ: امام منذری فرماتے ہیں:

"اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہے اور اس کے متعلق اماموں کی جرح ہے۔"

علامہ خزرجی "خلاصہ" میں فرماتے ہیں کہ:

"امام احمدؒ نے فرمایا، اس کی کتابیں جل گئی تھیں اور جس نے کتابیں جلنے سے پہلے نقل کیا اس کا سماع صحیح ہے۔"

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

"لَيْسَ بِالْقَوِيِّ" کہ "یہ قوی راوی نہیں ہے۔"

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ:

"وکیع، یحییٰ بن قطان اور ابن مہدی نے ان سے حدیث لینا چھوڑ دی تھی۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، سچا اور ساتویں طبقہ کا ہے۔ لیکن کتابیں جل جانے کے بعد گڑبڑ پیدا ہو گئی۔

الغرض حدیث ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

مصنف کی چھٹی محولہ حدیث اور اس کی حقیقت

۶۔ عَنِ الزَّيَّالِ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَ الشَّجَرَةِ؟ قَالَ كُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ، قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلٰوةِ۔"

(مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲)

ترجمہ: زیال بن حرملہ کہتے ہیں، میں نے جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا، بیعت رضوان کے دن صحابہؓ کی تعداد کتنی تھی؟ فرمایا، چودہ سو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

جواب

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

"قُلْتُ وَهُوَ فِي الصَّحِيحِ خَلَا رَفْعِ الْيَدَيْنِ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِيهِ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، وَاخْتُلِفَ فِيهِ."

ترجمہ: یہ حدیث صحیح بخاری میں رفع یدین کے ذکر کے بغیر آئی ہے، امام احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے لیکن اس میں حجاج بن ارطاۃ مختلف فیہ راوی ہے۔"

الغرض یہ حدیث بھی ناقابل استدلال ہے کیونکہ صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔ نیز اس میں ایک راوی (حجاج بن ارطاۃ) ضعیف ہے۔

رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین

مصنف لکھتے ہیں:

دعویٰ کا تیسرا حصہ یہ ہے کہ رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت حضور ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے اور سجدوں کے وقت کبھی رفع یدین نہ کی۔ اس حصہ کے لیے غیر مقلد مالک بن الحویرثؓ، وائل بن حجرؓ کی روایات پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دونوں صحابہؓ آخری عمر میں اسلام لائے۔ انہوں نے حضورؐ کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضورؐ آخری عمر تک رفع یدین کرتے رہے مگر اس بارے میں وہ کئی باتیں چھپاتے ہیں۔

۱۔ مالک بن الحویرثؓ کی ایک سند میں ابو قلابہ ہے جو ناصبی مذہب کا تھا۔ نیز نسائی نے اس سے سجدہ کی رفع یدین کی روایت کی ہے تو اب غیر مقلدین کا آدھی حدیث کو ماننا اور آدھی کو چھوڑنا أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے۔

۲۔ وائل بن حجرؓ کی روایت بھی دو طریق سے ہے۔ ایک طریق میں سجدہ کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ابوداؤد ص ۳، ج ۱) جس کو غیر مقلد چھپاتے ہیں۔ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اس طرح آدھی حدیث کو مانا آدھی سے روگردانی کی۔

دوسرے طریق میں خود حضرت وائلؓ نے وضاحت فرمادی ہے کہ جب میں دوسری دفعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضورؐ اور صحابہؓ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ بعد کی کسی رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا، (ابوداؤد ص ۳۰۷ ج ۱) اور کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہ فرمایا۔ گویا تمام صحابہؓ آخر عہدِ نبویؐ میں رفع یدین کے تارک تھے، لیکن غیر مقلد عوام کے سامنے یہ بات بالکل بیان نہیں کرتے۔

مصنف کے دلائل کا خلاصہ اور اُن کا جواب!

۱۔ مالک بن حویرثؓ اور وائل بن حجرؓ کی روایات پیش کرتے ہیں۔

۲۔ (ا) مالک بن حویرثؓ کی سند میں ابوقلابہ، ناصبی ہے۔

(ب) خالد کا حافظہ صحیح نہ تھا۔

۳۔ (ا) نصر بن عاصم، خارجی ہے۔

(ب) نسائی کی روایت میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے۔

۴۔ وائل بن حجرؓ کی حدیث میں سجدہ کا ذکر ہے۔

۵۔ وائلؓ نے کہا حضور صرف پہلی دفعہ رفع یدین کرتے تھے۔

جواب

۱۔ رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا دیگر صحابہؓ سے ثبوت!

مصنف نے صرف دو صحابہؓ کی روایات کا ذکر کیا ہے، حالانکہ ان کے علاوہ دیگر صحابہؓ سے صحیح سند کے ساتھ ان دو مقامات پر رفع یدین کا ذکر ملتا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں؛

۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَّالِکٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ رَفَعَہُمَا کَذٰلِکَ اَیْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ لَا

يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ“ (بخاری شریف ص ۱۰۲ ج ۱)

ترجمہ: ”عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے اور سجود میں رفع یدین نہ کرتے۔

۲۔ حَدَّثَنَا مُقَاتِلٌ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا حِيْنَ تَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَحِيْنَ تَرْكَعُ فَاِذَا قَالَتْ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَتْ يَدَيْهَا وَقَالَتْ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ (جزء رفع یدین مترجم ص ۲۸)

ترجمہ: سلیمان بن عمیر نے بیان کیا کہ میں نے ام الدرداءؓ کو دیکھا ہے کہ وہ نماز میں اپنے کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتی تھیں۔ جب نماز شروع کرتیں اور جب رکوع کرتیں پھر جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتیں رفع الیدین کرتیں اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتیں۔

۳۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ لِلصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ“

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تکبیر کہتے وقت اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعت سے (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے وقت اپنے کندھوں کے برابر تک اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

۴۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

”سترہ صحابہؓ سے روایت ہے کہ بے شک وہ رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے وقت

رفع الیدین کرتے تھے۔" (جزء رفع یدین ص ۱۳)

۱۔ ابو قلابہ ثقہ راوی ہے

۱۔ علامہ خزرجی فرماتے ہیں:

"عبداللہ بن زید بن عمرو بن عامر جرمی، ابو قلابہ، بصری، ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ شام میں رہتے تھے۔"

ایوب فرماتے ہیں:

"اَبُوْ قِلَابَةَ مِنَ الْفُقَهَاءِ ذَوِی الْاَلْبَابِ"

یعنی ابو قلابہ، صاحبِ عقل فقہاء میں سے تھا۔

ابن سعد فرماتے ہیں:

"ثِقَةٌ، كَثِيْرُ الْحَدِيْثِ"

"ثقہ اور بکثرت روایت کرنے والے تھے۔" (خلاصہ ص ۱۹۸)

۲۔ حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں:

"اَحَدُ الْاَعْلَامِ" (بہت بڑا علامہ تھا)

"ذَكَرَهُ ابْنُ سَعْدٍ فِی الطَّبَقَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقَالَ كَانَ ثِقَةً، كَثِيْرَ الْحَدِيْثِ"

ترجمہ: ابنِ سعد نے اسے اہلِ بصرہ کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔"

ابن سیرین فرماتے ہیں:

"ذٰلِكَ اَخِیْ حَقًّا" یعنی یہ میرا سچ مچ بھائی ہے۔

ایوب فرماتے ہیں:

"كَانَ وَاللهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مَا أَدْرَكْتُ بِهٰذَا الْمِصْرِ رَجُلًا كَانَ أَعْلَمَ بِالْقَضَاءِ مِنْ أَبِي قِلَابَةَ"

ترجمہ: "اللہ کی قسم عقلمند فقہاء میں سے تھا۔ اس شہر میں مجھے ابو قلابہ سے بڑھ کر قضاء کے مسائل جاننے والا نہیں ملا۔"

علامہ عجلی فرماتے ہیں؛

"بَصَرِيٌّ، تَابِعِيٌّ، ثِقَةٌ" بصرے کا رہنے والا، تابعی اور ثقہ تھا۔"

ابنِ خراش فرماتے ہیں؛

"ثِقَةٌ" ثقہ تھا۔ (تہذیب التہذیب ص ۲۲۵، ۲۲۶)

خالد ثقہ ہے

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں؛

"خَالِدُ بْنُ مِهْرَانَ الْحَذَّاءُ أَبُو الْمَنَازِلِ، الْبَصْرِيُّ، أَحَدُ الْأَثْبَاتِ، وَثَّقَهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَعِينٍ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ سَعْدٍ" (مقدمۃ فتح الباری ص ۴۰۰)

"خالد بن مہران قابل اعتماد راویوں میں سے ہے۔ اسے احمد، ابن معین، نسائی اور ابنِ سعد نے ثقہ کہا ہے۔"

علامہ خزرجی فرماتے ہیں؛

"ثِقَةٌ" "خالد ثقہ تھا۔" (خلاصہ ص ۱۰۳)

نصر بن عاصم پر تنقید کا جواب

۱۔ حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں؛

"نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ اللَّيْثِيُّ، الْبَصْرِيُّ، ثِقَةٌ، رُمِيَ بِرَأْيِ الْخَوَارِجِ وَصَحَّ

رُجُوْعُهٗ عَنْهُ مِنَ الثَّالِثَةِ " (تقریب التہذیب ص ۲۹۹ ج ۲)

ترجمہ: نصر بن عاصم، لیثی، بصری، ثقہ ہیں۔ خوارج کی رائے رکھتے تھے لیکن اس سے تائب ہو گئے تھے تیسرے طبقہ کے ہیں۔

۲۔ نیز تہذیب التہذیب میں نقل کرتے ہیں: (ص ۴۲۷ ج ۱۰)

" قَالَ الْمَرْزُبَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِ الشُّعَرَاءِ كَانَ عَلٰی رَأْیِ الْخَوَارِجِ ثُمَّ تَرَكَهُمْ وَاَنْشَدَ لَهٗ " ؎

فَارَقْتُ نَجْدَةَ وَالَّذِیْنَ تَزَرَّقُوْا   وَابْنَ الزُّبَیْرِ وَشِیْعَةَ الْكَذَّابِ

ترجمہ: " مرزبانی معجم الشعراء میں لکھتے ہیں کہ نصر بن عاصم خوارج کی رائے رکھتے تھے۔ پھر ان کو چھوڑ دیا۔ مرزبانی نے ان کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے، میں نے نجدہ حروری اور ابن زبیر اور شیعہ جھوٹے مسلک کو چھوڑ دیا۔

الغرض نصر بن عاصم نے خارجیت سے توبہ کر لی تھی لہٰذا ان کی روایت قابل حجت ہے۔

نسائی کی روایت میں سجدہ کا ذکر اور اسکا جواب

○ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ اَنَّهٗ رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْهِ فِیْ صَلٰوتِهٖ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْهِ (نسائی ص ۱۲۹ ج ۱)

ترجمہ: مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرمؐ کو رکوع کے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت، سجدہ کرتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت کانوں کے برابر رفع یدین کرتے دیکھا۔"

جواب

اس روایت میں "إِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ" کی زیادتی درست نہیں۔ یہ اضافہ غلط ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں:

"قُلْتُ فِيْ إِسْنَادِهٖ قَتَادَةُ وَهُوَ مُدَلِّسٌ وَلَمْ يُذْكَرْ سِمَاعُهٗ مِنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ فِيْ زِيَادَةِ قَوْلِهٖ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ قَدْ تَفَرَّدَ بِهٰذِهِ الزِّيَادَةِ نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ وَتَفَرَّدَ بِهَا عَنْهُ قَتَادَةُ وَأَصْحَابُ قَتَادَةَ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهَا فَبَعْضُهُمْ يَذْكُرُوْنَهَا وَبَعْضُهُمْ لَا۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَهَا قَدْ يَذْكُرُوْنَهَا وَقَدْ لَا يَذْكُرُوْنَهَا وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَبُوْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ وَلَمْ يَذْكُرْ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ حَدِيْثَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ مِنْ طَرِيْقِ أَبِيْ قِلَابَةَ دُوْنَ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ وَرَوٰى مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ حَدِيْثَهٗ مِنْ طَرِيْقِ أَبِيْ قِلَابَةَ أَوَّلًا ثُمَّ رَوٰى مِنْ طَرِيْقِ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ مِّنْ وَجْهَيْنِ لٰكِنْ لَيْسَ فِيْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذِكْرُ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ۔ فَفِيْ صِحَّةِ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ نَظَرٌ"

(ابکار المنن ص ۲۰۶)

ترجمہ: "میں کہتا ہوں اس حدیث کی سند میں قتادہ مدلّس ہے۔ اس نے نصر بن عاصم سے وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ کے لفظ نہیں سنے۔ (دوسری بات) یہ ہے کہ اس زیادتی کو صرف نصر بن عاصم ہی مالک بن حویرثؓ سے بیان کرتے ہیں اور ان سے صرف قتادہ ہی اور اصحاب قتادہ میں اختلاف ہے۔ بعض اس زیادتی کا ذکر کرتے ہیں، وہ بھی کبھی چھوڑ دیتے ہیں۔

اس حدیث کو مالک بن حویرثؓ سے ابو قلابہ جرمی نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس زیادتی کا ذکر نہیں کیا اور امام بخاریؒ نے مالک بن حویرثؓ کی حدیث ابو قلابہ کی سند سے نقل کی ہے اور امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں ابو قلابہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ پہلے نصر بن عاصم کی سند سے دو سندوں کے ساتھ لیکن ان دونوں میں اس زیادتی کا ذکر نہیں ہے۔ پس (واذا سجد الخ) کی زیادتی محلِّ نظر ہے۔"

وائل بن حجرؓ کی حدیث میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر اور اس کا جواب

۱۔ خود امام ابوداؤدؒ نے اس کے بعد والی روایت میں یہ تصریح کر دی ہے کہ اس روایت میں سجدوں میں رفع یدین کے ذکر پر راویوں کا اتفاق نہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"رَوٰی هٰذَا الْحَدِيْثَ هَمَّامٌ عَنِ ابْنِ جُحَادَةَ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ مَعَ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُوْدِ" (ابوداؤد ص ج ۱)

یعنی "اس حدیث کو ہمام نے ابن جحادہ سے روایت کیا ہے لیکن سجدوں کی رفع یدین کا ذکر نہیں کیا"

العذب المنہل میں ہے:

"وَغَرَضُ الْمُصَنِّفِ بِهٰذَا بَيَانُ اَنَّهٗ قَدِ اخْتُلِفَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ فِيْ رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ فَرَوَاهُ عَنْهُ عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ بِذِكْرِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُوْدِ وَرَوَاهُ عَنْهُ هَمَّامٌ بِدُوْنِهٖ وَهُوَ الصَّوَابُ"

(ص ۱۲۵ ج ۵)

مصنف ان الفاظ سے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ محمد بن جحادہ کے شاگردوں میں اختلاف ہے۔ اس سے عبدالوارث بن سعید سجدوں میں رفع یدین کا ذکر کرتا ہے اور ہمام ان الفاظ کا تذکرہ نہیں کرتا، اور یہی بات زیادہ درست ہے کہ یہ الفاظ حدیث میں نہیں ہیں۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"عَلٰی اَنَّ زِیَادَۃَ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی السُّجُوْدِ غَیْرُ مُتَّفَقٍ عَلَیْھَا مِنْ رِوَایَۃِ ابْنِ جُحَادَۃَ" (العذب المنہل ص ۱۲۵ ج ۵)

یعنی اس روایت میں رفع یدین فی السجود کی زیادتی پر راویوں کا اتفاق نہیں، ابن جحادہ کی حدیث میں"۔

نیز حضرت علیؓ کی صریح حدیث کے خلاف ہے۔

"عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَیَصْنَعُ مِثْلَ ھٰذَا اِذَا قَضٰی قِرَاءَتَہٗ فَاَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّکُوْعِ وَلَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ وَھُوَ جَالِسٌ (نسائی، ترمذی، دارقطنی)

ترجمہ: "یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور جب قراءت پوری کر کے رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور نماز میں بیٹھنے کی حالت میں رفع یدین نہ کرتے۔

الغرض حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کا ذکر درست نہیں ہے۔

وائلؓ نے کہا، حضورؐ صرف پہلی دفعہ رفع یدین کرتے تھے۔

جواب

۱۔ وائل کی اس روایت سے نماز میں افتتاح کے علاوہ رفع یدین کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ دیگر روایات میں دوسرے مقامات پر بھی رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا عَاصِمٌ ثَنَا اَبِیْ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فِی الرُّکُوْعِ وَفِی الرَّفْعِ مِنْہُ قَالَ ثُمَّ اَتَیْتُھُمْ

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ فَرَأَيْتُ النَّاسَ فِيْ زَمَانِ بَرْدٍ عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تَحَرَّكُ أَيْدِيْهِمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ " (نصب الرایة ص ۴۰۲ ج ۱)

ترجمہ: " ہمیں حدیث بیان کی عاصم نے، انہیں اُن کے باپ نے کہ حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا۔ وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں ان کے پاس سردیوں میں آیا تو انہیں بھاری کپڑوں کے نیچے سے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا

حنفی مقلد کا استدلال

فائدہ: مصنف کہتا ہے کہ عبید بن عمیرؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، مالک بن حویرثؓ، انس بن مالکؓ۔ یہ آٹھ صحابہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور سجدہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور صرف ایک روایت میں ہے کہ نہ کرتے تھے، یہ روایت ابن عمرؓ کی ہے اور بوجہ تعارض ساقط ہے۔

باقی صحابہؓ کی روایات پر غیر مقلد عمل نہیں کرتے۔ یہاں ماضی استمراری بھی ہے اور حضرت وائلؓ اور مالک ابن الحویرثؓ جیسے متاخر اسلام راوی بھی ہیں۔ پھر نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ غیر مقلد رکوع و سجود کی روایات میں کیوں فرق کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ چھ احادیث سے ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر ماضی استمراری کے صیغہ سے ثابت ہے۔ گویا چار رکعتوں میں ۳۶ بار مگر غیر مقلد ان احادیث پر عمل نہیں کرتے۔ ایک صحابی ابن عمرؓ سے سجدہ کی رفع یدین متعارض آئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کرو اور ایک ہے نہ کرو، اس لیے وُہ ساقط الاعتبار ہوگئی۔

باقی سات صحابہؓ سے سجدہ کی رفع یدین آئی ہے۔ ماضی استمراری بھی ہے اور وائلؓ، مالک بن حویرثؓ، ابوہریرہؓ جیسے متاخر الاسلام صحابہؓ سے مروی بھی گویا چار رکعت میں ۲۸ مرتبہ رفع یدین سنت ہے، مگر غیر مقلد ان روایات پر عمل نہیں کرتے۔

(تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۲۹، ۳۰)

سجدوں کی رفع یدین کا مسئلہ اور مصنف کی پیش کردہ روایات کا جواب!

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری مرحوم لکھتے ہیں:

"لَيْسَ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ صَرِيْحٌ بَلْ ثَبَتَتْ بِالْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ الصَّرِيْحَةِ نَفْيُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُوْدِ فَمِنْهَا مَا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ اَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. وَلِلْبُخَارِيِّ وَلَا يَفْعَلُ ذَالِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ. وَلِمُسْلِمٍ، وَلَا يَفْعَلُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ. وَلَهُ اَيْضًا وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَذَا فِي مُنْتَقَى الْاَخْبَارِ وَمِنْهَا مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ ذٰلِكَ اِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهُ وَاَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلٰوتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ. اَلْحَدِيْثَ: قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ. وَمِنْهَا مَا رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ اُرِيْكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوْعِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا فَاصْنَعُوْا وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: قَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ." (ابکار المنن ۲۰۴، ۲۰۵)

ترجمہ: "سجدہ کی حالت میں رفع یدین کے لیے کوئی بھی صحیح اور صریح حدیث نہیں ہے!"
چنانچہ صحیحین کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اسیطرح رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو پھر بھی رفع یدین کرتے۔ صحیح بخاری کے لفظ یہ بھی ہیں۔ جب سجدہ کرتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔ اور صحیح مسلم کے لفظ ہیں اور رفع یدین نہ کرتے۔ جب سجود سے سر اٹھاتے۔ نیز یہ لفظ بھی ہیں اور وہ سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے"۔

نیز حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور اسی طرح جب قرات پوری کر کے رکوع کا ارادہ کرتے تو پھر بھی ایسے ہی کرتے اور ایسے ہی رکوع سے سر اٹھاتے وقت کرتے اور بیٹھنے کی حالت میں رفع یدین نہ کرتے، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں، یہ حدیث صحیح ہے۔ نیز دارقطنی میں ہے کہ، ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا تمہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھاؤں؛ پس آپ نے اللہ اکبر کہا اور رفع یدین کی، پھر اللہ اکبر کہا اور رکوع کے لیے رفع یدین کی، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا اور رفع یدین کی پھر فرمایا تم بھی ایسے ہی کرو۔ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے۔ حافظ ابن حجرؒ تلخیص میں فرماتے ہیں اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ (ابکار المنن ص ۲۵۵)

مصنف کی پیش کردہ روایات کا جواب

مصنف نے سجدہ کی رفع یدین کے لیے آٹھ احادیث پیش کی ہیں۔ ان میں سے عبید بن عمیرؓ ابن عباسؓ ابن عمرؓ، ابوہریرہؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، مالک بن حویرثؓ، وائل بن حجرؓ کی روایات کے متعلق پچھلے صفحات میں تنقید گزر چکی ہے، باقی رہی حضرت انسؓ کی حدیث وہ بھی ملاحظہ فرمائیں؛

"عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔" (رواہ ابو یعلی)

تنقید

۱۔ اس کی سند صحیح نہیں کیونکہ اس میں حمید الطویل مدلس ہے۔ وُہ حضرت انس سے "عَنْ" کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ "طبقات المدلسین" میں فرماتے ہیں،

"حمید الطویل حضرت انسؓ کا مشہور ساتھی اور کثیر التدلیس ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اس کی اکثر احادیث بواسطہ ثابت اور قتادہ ہیں اور امام نسائی نے اسے مدلس کہا ہے"۔ (ابکار المنن ص ۲۰۶)

۲۔ حمید کے شاگرد حفاظ اسے حضرت انسؓ سے موقوف بیان کرتے ہیں اور صرف عبدالوہاب ثقفی ہی مرفوع بیان کرتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت انسؓ کا قول ہے۔ مرفوع حدیث نہیں۔ (ابکار المنن ص ۲۰۶)

الغرض سجدوں کی حالت میں رفع یدین، حضور اکرمؐ اور صحابہ کرام سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ اس لیے مصنف کا اہل حدیث پر طعن کرنا کہ وُہ احادیث کے باوجود اس سنت کے تارک ہیں، درست نہیں بلکہ اہل حدیث کا مسلک یہ ہے کہ:

"اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ۔" (امام شافعی رح)

"جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مسلک ہے!"

خلاصہ

وجوہِ ترجیح:

۱۔ رفع یدین (مواضعِ ثلاثہ) کی روایات مختلف اور متضاد نہیں ہیں، کیونکہ رفع یدین کے حق میں روایات صحیحہ، مرفوعہ اور متواترہ ہیں۔ اس کے مقابلہ میں جو روایات اور آثار پیش کیے جاتے ہیں وہ ضعیف ہیں اور یہ کہ رفع یدین قرآن سے اس معنی سے مطابقت اور مناسبت رکھتی ہے کہ اس میں تعظیم کی

جھلک پائی جاتی ہے (جیسا کہ ہم نے ذکر کیا) اور تعظیم ہی مطلوبہ چیز ہے، اگر یہ بُرا عمل ہوتا تو ابتداءِ نماز میں (جو حنفی بھی کرتے ہیں) نہ ہوتا۔

۲- رفع یدین جو دونوں سجدوں کے درمیان ہے وُہ (بالاتفاق) متروک ہے۔ اس بات کا قرینہ ہے کہ (صرف سجدوں کے وقت) رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے۔ لہٰذا باقی تین جگہ رفع یدین کے عمل کو متفق علیہ کہنا بہتر و اَولیٰ ہے۔

۳- نماز میں حرکات سے سکون کی طرف انتقال واقع ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں مثلاً نماز میں چلنا، پھرنا، بات چیت کرنا، سلام کا جواب دینا وغیرہ۔ پھر آپؐ نے منع کر دیا لیکن رفع یدین کو منسوخ نہ کرنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ عمل آپؐ کا محبوب عمل ہے۔ نہ آپ نے ہی اسے منسوخ کیا اور نہ آج تک کوئی دنیا کی طاقت (باوجود زور لگانے کے) اسے منسوخ کر سکی۔

۴- قولی اور فعلی روایاتِ صحیحہ میں کسی قسم کا تعارض نہیں۔ آپؐ کے قول و فعل کو متضاد کہنا قبیح الزام ہے۔

۵- اب اس سنتِ متواترہ کو شہید کرنے پر بعض متعصب لوگ تلے بیٹھے ہیں، اس لیے اس پر عمل کرنا مزید ضروری ہو گیا ہے تاکہ سو شہید کا ثواب حاصل ہو۔

۶- ترکِ رفع یدین کے راوی صرف کوفی اور غیر اہلحدیث ہیں جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانا ناپسند کرتے تھے اس لیے بات زیادہ وزنی ان کی ہے جو اہل حدیث تھے اور دن رات قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ کہتے تھے۔

۷- جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو تو مثبت کو ترجیح دی جائے گی۔

۸- رفع یدین کے حق میں رُوَاۃ اہلِ حدیث ہیں اس لیے ان کی روایات کو ترجیح دی جائے گی۔

۹- رفع یدین کرنے کی روایات پر خلفائے راشدینؓ کا عمل ہے اس لیے وُہ راجح ہیں۔

۱۰- رفع یدین کرنے کی روایات پر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ و تبع تابعینؒ کا متواتر عمل ہے، اس لیے ترجیح کے قابل ہیں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

بندہ نے مختلف موضوعات پر ۱۸ کتابیں جمع و ترتیب کی ہیں

۱۔ الرسائل فی تحقیق المسائل (۵۵۴ صفحات) ۲۔ نجات المسلمین (۲۷۲) ۳۔ ہلاکت سے بچنے کا راستہ (۱۰۵) ۴۔ جرابوں پر مسح جائز نہیں (۶۸) ۵۔ اپیل (۷۲) ۶۔ حساب زندگی (۹۲) ۷۔ سونے کے زیورات پہننے کا حکم (۱۰۴) ۸۔ البرہان (۹۶) ۹۔ جاء الحق (۱۱۲) ۱۰۔ مسائل مقروض (۶۰) ۱۱۔ مسلمانو! صلح کرا دو (۲۴) ۱۲۔ عیسائی مبلغین سے تحریر گفتگو (۲۴) ۱۳۔ ۲ لاکھ روپے چیلنج کا تحریری جواب (۹۳) ۱۴۔ حافظ محمد گوندلوی اور مکتبہ الاعتصام والے دونوں اشتہار درست ہیں (۳۶) ۱۵۔ احقاق الحق (۱۱۵) ۱۶۔ قوم کی بیٹی کی کہانی (۸۰) ۱۷۔ ایک درد مند کا پیغام ورثائے اسلام کے نام (۶۴) ۱۸۔ حقوق العباد کی یاددہانی بندہ مسکین کی زبانی (۸۸)

ارشاد ربانی ہے۔ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (پ ۲۹ سورۃ المعارج)

"اور جن کے مالوں میں حصہ ہے مانگنے والوں کا اور سوال سے بچنے والوں کا بھی۔"

بندہ نے ۱۹۸۰ء سے لے کر اب تک ۵ ڈگریاں عدالت سے حاصل کر لی ہیں۔

مال داروں پر اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ (پ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۷۲)

"اور اگر مدد چاہے تم سے بیچ دین کے، پس اوپر تمہارے ہے مدد کرنا۔"

اللہ کے دین کے ساتھ تعاون ہے۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ پ ۲۶ پ ۱۴ "اگر تم مدد کرو گے خدا کے دین کی تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔"

جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔"

ایصال ثواب کے لئے عطیہ ـــ دیا ہے برائے جناب غلام قادر صاحب (مرحوم) و والدین گرامی قدر! محمد مقصود و برادران ایلجن سرجیکل کمپنی ۱۸۔ آسیا لکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الایضاح فی جواب نور الصباح

نوٹ

اس کتاب میں "نور الصباح" کتاب کے مصنف کا تعاقب ہے جو کہ چھ اعتراضات کی صورت میں ہے۔ "نور الصباح" کا مصنف انکے جوابات نہیں دے سکا، حالانکہ بندۂ عاجز نے تین صد روپے فی اعتراض حل کرنے میں دینے کا کہا تھا اور وہ ادا بھی کر دیئے ہیں جو کہ کل اٹھارہ صد روپے بنتے ہیں مگر تفصیل آپ ملاحظہ فرمالیں وہ مصنف نے حل کیے ہیں یا نہیں؟ آپ خود اس کا نتیجہ دیکھ لیں۔

"تاکہ جو مرے وہ دلیل دیکھ کر مرے اور جو زندہ رہے
وہ بھی دلیل دیکھ کر زندہ رہے۔" (پ ۱۰، انفال، آیت ۴۲)

اور مصنف صاحب کو چاہیے کہ بے جا الزام تراشی سے باز آجائیں۔ کیونکہ! اللہ تعالےٰ فرمان ہے:

"پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے یقیناً اس شخص نے
ایک بہت بڑا بہتان اور صاف گناہ اپنے آپ پر اٹھایا۔"
(پ ۵، سورۃ نساء، آیت ۱۱۲)

نوٹ: اطلاع عام ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ ہمارے ان چھ اشکال کو حل کر دے تو ہم انکو ہر اشکال کے حل پر مبلغ تین ہزار روپے یعنی کل اٹھارہ ہزار روپے ادا کریں گے۔ مجھے بذریعہ ڈاک اطلاع دے دیں تاکہ بندہ بھی اسکا بندوبست کر لے۔

جمع و ترتیب: عبد الرشید انصاری، سرفراز کالونی، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے یقیناً اس شخص نے ایک بہت بڑا بہتان اور صاف گناہ اپنے آپ پر اٹھایا (پ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۲)

نور الصباح کے مصنف پر چھ اشکال جو کہ انہوں نے حل نہیں کیئے

بندہ نے یہ ذمہ داری ادا کرنے کے لئے ہر اشکال پر 300 روپے دیا۔ کل رقم 1800 روپے ادا کردیا

اب نتیجہ آپ پڑھ لیں

اور اس لئے جو مرے وہ دلیل دیکھ کر مرے اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل دیکھ کر زندہ رہے (القرآن)

جمع و ترتیب: عابد رشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر کو سوالات کی روانگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم مولانا ابو الزاہد محمد سرفراز صاحب صفدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سائل عرض کرتا ہے کہ آپ نے نور الصباح کا پیش لفظ لکھا۔ اور لوگوں کو گزارش بھی کی ہے کہ ایک دفعہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔

سائل نے جب مطالعہ کیا تو پڑھنے کے بعد کچھ اشکال پیدا ہوئے جن کو حل کروانا ہمارا دینی فریضہ ہے اور مدارس دینیہ کے قیام کی غرض بھی یہی ہے۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب ڈیروی نے کتاب تالیف کی کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام لوگوں کو بتائیں تاکہ لوگ اس پر عمل کریں اور جو آدمی عمل کرے اس کا تالیف کرنے والے کو ثواب ملے۔ آپ نے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ (انھوں نے محنتِ شاقہ اور عرق ریزی سے یہ قیمتی جواہر پارے یکجا کر کے ہر شائق علم کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔) اللہ تعالیٰ یہ کتاب اس کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور آخرت میں ان کو سمیت ہمارے سرخرو کرے۔ (آمین ثم آمین)۔ نور الصباح ص۱۵

یہ بات قابلِ غور ہے کہ جو اشکال پیدا ہوئے ہیں وہ دُور کرنا آپ کا دینی فریضہ ہے۔ اس لیے کہ آپ نے ادارہ نشر و اشاعت اور مدرسہ نصرۃ العلوم قائم کیا ہوا ہے۔

ارشاد ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ سوال کرو اہلِ ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔

(پ ۱۴، سورۃ النحل: ۴۳)

اشکالات یہ ہیں

اشکال نمبر۱: مقدمۃ الکتاب میں لکھا ہے "افسوس ہے کہ غیر مقلدین حضرات کا ہمیشہ زیادہ زور ہی فروعی مسائل کے بارے میں رہتا ہے۔" ص۱۸

قرآن وسنت سے ثابت کریں کہ اس مسئلہ کو فروعی کس نے کہا ہے؟ وضاحت کریں؟

مولانا محمد سرفراز خان صاحب کی خدمت میں سوالات کی پیشگی

باسمہٖ سبحانہٗ

منجانب ابی الزاہد

الی محترم المقام جناب انصاری صاحب دام مجدہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ مزاجِ گرامی ! آپ کی ارسال کردہ رجسٹری ادارہ نے وصول کر لی تھی۔ جب راقم اثیم مدرسہ میں حاضر ہوا تو انھوں نے راقم اثیم کو دی۔ چونکہ مدرسہ میں اسباق شروع ہو چکے ہیں اس لیے سب مکتوب پڑھنے کا موقع نہیں مل سکا۔ صرف خط ارسال کرنے کی وجہ پر ہی سرسری نگاہ پڑی ہے۔

محترم ! حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب قریب کے زمانہ میں مجھے نہیں ملے وہ ڈیرہ اسمٰعیلخان میں رہتے ہیں اور سُنا ہے کہ کندیاں میں پڑھاتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ارسال کردہ سوالات کے جوابات اور اسی طرح دوسرے علماء کرام کے قائم کردہ سوالات کے جوابات انھوں نے تحریر کر دیئے ہیں۔ صرف کتابت وطباعت باقی ہے۔

مولانا چونکہ وسیع المطالعہ اور مدرس عالم ہیں اس لیے علمی سوال کا جواب انشاء اللہ العزیز ضرور دیں گے۔ اور محض الجھاؤ دین کی کسی خدمت کا نام نہیں ہے۔

آپ کو کم حوصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اُنکے جواب کا انتظار فرمائیں۔

پھر ان کے جواب پر گرفت کا حق محفوظ رکھیں۔

علمی میدان بڑا وسیع ہے اور حوصلہ بڑی چیز ہے۔

نیک دُعاؤں میں نہ بھولیں۔ راقمِ اثیم بھی دُعا جو ہونے کے ساتھ دُعا گو بھی ہے۔ حاضرینِ مجلس سے سلام مسنون عرض کریں۔

والسلام

احقر ابوالزاہد محمد سرفراز گکھڑ

۲۲ شوال ۱۴۰۴ھ ، ۲۱ جولائی ۱۹۸۴ء

سائل کی طرف سے مولانا محمد سرفراز صاحب کی خدمت میں جواب

سائل عرض کرتا ہے کہ جو تعلیم آپ نے مجھے دی ہے۔ سائل اس نصیحت کا شکر گزار ہے۔

قابلِ غور بات یہ ہے

کہ "نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح" جو کتاب شائع ہوئی ہے اس میں جن لوگوں نے مدد دی ہے سوالات کا جواب دینا ان پر بھی فرض ہے۔ مثلاً:

۱۔ مؤلف یعنی مولانا محمد حبیب اللہ ڈیروی۔
۲۔ پیش لفظ لکھنے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے یعنی حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز صاحب۔
۳۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔

ان تینوں کی مدد سے کتاب مارکیٹ میں فروخت ہو رہی ہے۔ مثلاً گوجرانوالہ، لاہور، ساہیوال اور کراچی وغیرہ۔

حافظ محمد حبیب اللہ صاحب ڈیروی کی مندرجہ ذیل تحریر ہے۔

محترم انصاری صاحب آپ نے رجسٹری کے ص۱۹ میں لکھا ہے۔ اشکالات یہ ہیں:

۱۔ مقدمۃ الکتاب میں لکھا ہے، افسوس ہے غیر مقلدین حضرات کا ہمیشہ زیادہ زور ہی فروعی مسائل کے بارے میں رہتا ہے۔ (نور الصباح ص۱۸)

قرآن و سنّت سے ثابت کریں کہ اس مسئلہ کو فروعی کس نے کہا ہے؟ وضاحت کریں کس نے کہا ہے؟ (آھ)

الجواب: آپ کا یہ کہنا کہ "قرآن و سنّت سے ثابت کریں کہ اس مسئلہ کو فروعی کس نے کہا ہے؟" عجیب ہے۔ اگر قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت ہوتا اور ہوتا بھی صراحۃً تو پھر یہ مسئلہ اُصولی ہوتا نہ کہ فروعی۔ محترم اصولی مسئلہ وہ ہوتا ہے جو دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہو، جس کے منکر کو کافر کہا جائے اور فروعی اس کے خلاف ہے۔

محترم! جس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ و تابعین کرامؒ وائمہ اربعہؒ میں اختلاف ہو وہ فروعی ہوتا ہے اُصولی

نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کو ہم پر اعتماد نہیں آتا اور آپ کا اصرار ہے کہ صراحتاً ان حضرات کا ذکر کیا جائے جنھوں نے رفع الیدین کے مسئلہ کو فروعی کہا ہے تو جناب لیجئے آپ کا مطالبہ پورا کیا جاتا ہے۔

۱۲۹۸ھ میں علمار احناف و علمار اہلِ حدیث کا دہلی کی عدالت میں معاہدہ ہوا تھا۔ علمار اہلحدیث میں سے جناب سیّد محمد نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم شیخ الکل فی الکل بھی دستخط کرنے والوں اور معاہدہ کرنے والوں میں شامل تھے۔ معاہدہ کے بعض الفاظ یوں ہیں: حالانکہ یہ اختلاف سلف صالح سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرامؓ اور مجتہدین عظام میں فروعی مسائل میں اختلاف رہا ہے۔

عبدالرشید انصاری کی طرف سے جواب

محترم! حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب کو ہم نے تین صد روپے اس لیے دیئے تھے کہ وہ ہمیں کتاب و سنّت سے ثابت کر کے پیش فرمائیں کہ مسئلہ رفع الیدین فروعی مسئلہ ہے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ البتہ بعض اقوالِ علمار لکھ بھیجے۔ اگر فروعی سے مراد اختلافی مسئلہ ہے تو پھر اختلافی مسائل میں مسلمانوں کو کتاب و سنّت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے جس کے شواہد درج ذیل ہیں:

اختلافی مسائل کا قرآنی حل

اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اسکے فیصلے کی صورت قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۝ (پ ۵ سورۃ النسآء: ۵۹)

اگر تمھارا کسی چیز میں جھگڑا ہو جائے تو تم اس کو اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹا دو۔ اگر تمھارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے۔ یہ بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

یہی صورت ہے کہ کتاب و سنّت کو حاکم مان لیا جائے جو اس میں ہو وہ قبول کیا جائے۔ جیسے اور آیتِ قرآنی میں ہے۔ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ط یعنی جس کسی چیز میں تمھارا اختلاف پڑے اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے۔ پس کتاب و سنت جو حکم دے اور جس مسئلہ پر صحت کی شہادت دے وہی حق ہے باقی سب باطل ہے۔ قرآن فرماتا ہے: فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج (پ ۱۱، رکوع ۹، سورۃ یونس: ۳۲) یعنی حق

کے بعد جو ہے ضلالت و گمراہی ہے۔ اسی لیے یہاں بھی اس حکم کے ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یعنی اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو جس مسئلہ کا تمہیں علم نہ ہو جس مسئلہ میں اختلاف ہو جس امر میں جُدا جُدا رائیں ہوں ان سب کا فیصلہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرو جو ان دونوں میں ہو مان لیا کرو۔ پس ثابت ہوا کہ جو شخص اختلافی مسائل کا تصفیہ کتاب وسنّت کی طرف نہ لے جائے وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ جھگڑوں میں اور اختلافات میں کتاب اللہ وسنّت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف فیصلہ لانا اور ان کی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے اور یہی نیک انجام خوش آئندہ ہے اور یہی اچھے بدلے دلانے والا کام ہے۔ بہت اچھی جزا اسی کا پھل ہے۔ (ابن کثیر پ۵ نساء ۵۵ صہ ۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی موجودگی میں کسی دوسرے کے حکم پر عمل کرنے کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی گمراہی ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (الاحزاب : ۳۶)

کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (نساء : ۶۵)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب کی قسم! لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے (تمام) باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو بھی فیصلہ تم کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔

دین کے معاملے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرنا فرض ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ○ (سورۃ الانفال : ۲۰)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور بات سُن لینے کے بعد اس سے منہ نہ موڑو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ (سورۃ النور: ۵۶)

نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رسولؐ کی اطاعت کرو امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ○ (سورۃ النساء : ۸۰)

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی اور جس نے رسولؐ کی اطاعت سے منہ پھیرا (اسکا وبال اسی پر ہوگا) ہم نے آپؐ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۔ (سورۃ النساء : ۶۴)

ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے وہ اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اسکی اطاعت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ (سورۃ آل عمران : ۱۳۲)

اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا

اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کرو (اور اطاعت سے منہ موڑ کر) اپنے اعمال ضائع

اَعۡمَالَكُمۡ ۝ (سورہ محمد : ۳۳)	نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝ (سورۃ الحشر: ۷)	جو کچھ رسولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کامیابی کی ضمانت ہے۔

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَخۡشَ اللّٰهَ وَيَتَّقۡهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝ (سورۃ النور : ۵۲)	جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کریں۔ اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں۔ وہی کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ (سورۃ النور : ۵۱)	ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسولؐ ان کے معاملات کا فیصلہ کرے تو وہ کہہ دیں ہم نے بات سُن لی اور اطاعت اختیار کی ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ۝ (سورۃ الاحزاب : ۷۱)	جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ۝ (سورۃ النساء : ۱۳)	جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق کیے گئے اعمال کا بھرپور اجر و ثواب ملے گا

وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (سورۃ الحجرات ، ۱۴)

اگر تم لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال کے اجر و ثواب میں اللہ کوئی کمی نہیں کرے گا (اطاعت کرو تو) اللہ یقیناً بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

گناہوں کی مغفرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ساتھ مشروط ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (سورۃ آل عمران : ۳۱)

اے نبی ان سے کہہ دو اگر تم (حقیقت میں) اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے لوگ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ (سورۃ النساء: ۶۹)

جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے، وہ (قیامت کے دن) ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، وصدیقین، شہداء اور صالحین۔ ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی ہے۔

اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والے اپنے انجام کے خود ذمہ دار ہوں گے

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور نافرمانی کرنے سے باز آجاؤ لیکن اگر تم نے حکم نہ مانا تو جان لو

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ (سورۃ المائدہ : ۹۲)

کہ ہمارے رسول پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے علاوہ کوئی ذمہ داری نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ (سورۃ التغابن : ۱۲)

اللہ اور رسولؐ کی بات مانو لیکن اگر نہ مانو تو یاد رکھو، ہمارے رسولؐ پر صاف صاف حق بات پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ (سورۃ النور : ۵۴)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اگر نہیں کرتے تو خوب سمجھ لو کہ رسولؐ پر جس (فرض یعنی رسالت) کا بوجھ ڈالا گیا وہ صرف اسی کا ذمہ دار ہے اور تم پر جس (فرض یعنی اطاعت) کا بار ڈالا گیا ہے اس کے ذمہ دار تم ہو اگر رسولؐ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ ورنہ رسولؐ کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ صاف صاف حکم پہنچا دے۔

اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم عملاً نہ ماننے والے مومن نہیں

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اطاعت قبول کی ہے پھر (اقرار کرنے کے بعد) ان میں سے ایک گروہ (اطاعت سے) منہ پھیر لیتا ہے ایسے لوگ ہرگز مومن نہیں (کیونکہ) جب انکو اللہ اور رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسولؐ انکے باہمی

بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ (سورۃ النور : ۴۷، ۴۸)

معاملات کا فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق کترا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا (سورۃ النساء : ۶۱)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول ؐ کی طرف تو ان منافقوں کو تم دیکھتے ہو کہ تمھاری طرف آنے سے رک جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (سورۃ آل عمران : ۳۲)

اے نبی ؐ کہہ دیجئے اللہ اور رسول ؐ کی اطاعت کرو اور اگر لوگ اللہ اور رسول ؐ کی اطاعت سے منہ موڑیں، (تو انھیں معلوم ہونا چاہیئے) اللہ یقیناً کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (سورۃ الانفال : ۴۶)

(اے ایمان والو) اللہ اور اسکے رسول ؐ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تمھارے اندر کمزوری پیدا ہو جائیگی اور تمھاری ہوا اکھڑ جائیگی صبر سے کام لو، اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اللہ اور رسول ؐ کی نافرمانی کی سزا جہنم اور رسواکن عذاب ہے

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ (سورۃ النساء : ۱۴)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول ؐ کی نافرمانی کرے گا اور اسکی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسواکن عذاب ہوگا۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ○ (سورۃ الجن: ۲۳)

جو بھی اللہ اور اسکے رسول ؐ کی بات نہ مانے گا اسکے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ (سورۃ الفتح: ۱۷)

جو شخص اللہ اور اسکے رسول ؐ کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی اور جو شخص اللہ اور رسول ؐ کی اطاعت سے منہ پھیرے گا وہ اسے دردناک عذاب دے گا۔

اللہ اور رسول ؐ کے احکامات سے روگردانی کرنا دردناک عذاب کا باعث ہے

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (سورۃ النور: ۶۳)

مسلمانو! رسول ؐ کے بلانے کو اپنے درمیان ایک دوسرے کو بلانے کی طرح نہ سمجھ بیٹھو۔ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لیتے ہوئے چپکے سے کھسک جاتے ہیں رسول ؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف: ۱۵۸)

لوگو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی اُمّی (محمدؐ) پر بھی ایمان لاؤ کہ وہ خود بھی اللہ اور اسکی کتابوں پر ایمان رکھتا ہے اور اسی رسول ؐ ہی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یاب ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ (سورۃ النساء: ۴۲)

جن لوگوں نے کفر کیا اور رسول ؐ کی نافرمانی کی قیامت کے دن آرزو کریں گے کہ کاش زمین میں سما جائیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ (سورۃ الاحزاب : ۲۱)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے لیے اچھا نمونہ ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ ط (سورۃ النساء : ۱۰۵)	ہم نے اے پیغمبر ! تم پر سچی کتاب نازل کی تاکہ خدا کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوْحٰى إِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورۃ الاعراف : ۲۰۳)	تو کہہ میں پیروی کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس آتا ہے ۔ یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی جانب سے دانش (بصیرت) اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ۔

سُنّت کی فضیلت

سنت کی اتباع کرنے والوں کو خوشخبری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری اُمّت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے انکار کیا ۔" عرض کیا گیا "انکار کس نے کیا ؟" آپؐ نے فرمایا "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا " (اور وہ جنت میں نہیں جائے گا) اسے بخاریؒ نے روایت کیا ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے میرے بیٹے ! اگر تو اس حال میں صبح اور شام کر سکے کہ تیرے دل میں کسی کے خلاف کینہ نہ ہو تو ایسا ضرور کرنا " پھر فرمایا "اے میرے بیٹے ! یہی میرا طریقہ ہے اور جس نے میرے طریقہ سے محبت کی اس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا ۔" اسے ترمذیؒ نے روایت کیا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی "
(بہ روایت احمدؒ ، بخاریؒ ، مسلمؒ ، نسائیؒ اور ابن ماجہؒ)

وضاحت : امیر کی اطاعت کتاب و سنّت کے احکامات کے ساتھ مشروط ہے۔

کتاب و سُنّت پر عمل کرنے والے تمام گمراہیوں سے محفوظ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس سرزمین میں کبھی اسکی بندگی کی جائے گی۔ لہٰذا اب وہ اسی بات پر مطمئن ہے کہ (شرک کے علاوہ) وہ اعمال جنھیں تم معمولی سمجھتے ہو۔ ان میں اسکی پیروی کی جائے۔ لہٰذا (شیطان سے ہر وقت) خبردار رہو اور سنو میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں جسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے، تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت "۔ اسے حاکم نے روایت کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب دوسری میری سنت " (حاکم)

اختلافات کے وقت آپؐ کی سُنّت پر مضبوطی سے جمے رہنا ہی نجات کا باعث ہوگا

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ہماری طرف توجہ فرمائی اور ہمیں بڑا مؤثر وعظ فرمایا جس سے لوگوں کے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اٹھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا "یا رسول اللہ ! آج آپؐ نے اس طرح وعظ فرمایا ہے جیسے یہ آپؐ کا آخری وعظ ہو، ہمیں کچھ وصیّت بھی فرما دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، اپنے امیر کی بات سننے اور اسکی اطاعت کرنے کی وصیّت کرتا ہوں، خواہ تمہارا امیر

حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو؟ (اور یاد رکھو!) جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ اُمّت میں بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے۔ ایسے حالات میں میری سنت پر عمل کرنے کو لازم بنا لینا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کو تھامے رکھنا اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنا نیز دین میں پیدا کی گئی نئی نئی (بدعتوں) باتوں سے بچنا کیونکہ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے" اسے احمدؒ و ابوداؤدؒ نے روایت کیا۔

سُنّتِ رسولؐ کو زندہ کرنے والے کے لیے اجر

حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے میرے (باپ سے میرے) دادا نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ثواب ملے گا جتنا اس سُنّت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا۔ جبکہ لوگوں کے اپنے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی بدعت جاری کی اور پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا تو بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس بدعت پر عمل کریں گے جبکہ بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں کی سزا سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی" (یعنی وہ بھی پوری پوری سزا پائیں گے۔) ابن ماجہ

سُنّتِ رسولؐ دوسروں تک پہنچانے والوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں

حضرت عبدالرحمٰنؒ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا؟ "اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سُنی اور اسے (جوں کا توں) آگے پہنچا دیا (کیونکہ) اکثر پہنچائے جانے والے۔ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں" (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے "اللہ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سُنی اور اس کو اسی طرح دوسروں تک پہنچایا جس طرح سُنی تھی کیونکہ بہت سے پہنچائے جانے والے سُننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں" (ترمذی)

ایک اور حدیث مبارک جو بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔	جو شخص میری سُنّت سے رُوگردانی کرتا ہے وہ میری امّت سے خارج ہے۔

فرمایا: "اپنے اعمال کی قبولیت کا دار و مدار صرف سیّدِ کونین کی سنت پر ہے اور سنّت سے رُوگردانی کرنے والا امّت سے خارج ہے۔"

لَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ اَوْ کَفَرْتُمْ۔ (مسلم)	اگر تم نے اپنے پیغمبر کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ یا کافر ہو جاؤ گے۔

اس میں صرف قرآن حکیم اور حدیثِ مصطفیٰ دونوں چیزوں کو مضبوطی سے تھام لینے کا حکم ہے۔

نماز پڑھو

فعل : جیسے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز وغیرہ کا طریقہ سکھایا کرتے تھے اور پھر فرماتے تھے :

صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔	اس طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے: بَابُ مَا جَآءَ لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ باب ہے اس بیان میں کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی بات نہیں مانی جائیگی۔

اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مرد پر سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے

اَلْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِہَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِنْ اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ عَلَیْہِ وَلَا طَاعَۃَ۔ (ترمذی ص۲۰۰ العرف الشذی)

خواہ وہ پسند کرے یا ناپسند کرے جب تک اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے ۔پس اگر اس کو اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر اس پر سننا اور ماننا واجب نہیں ۔

حافظ ابن حجر فتح الباری جلد ثانی باب الجمعۃ فی المدن والقری ص ۳۱۶ میں لکھتے ہیں

فَلَمَّا اخْتَلَفَ الصَّحَابَۃُ وَجَبَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْمَرْفُوْعِ ۔

پس جب صحابہ کا اختلاف ہو تو مرفوع حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہو جاتا ہے ۔

ہم نے سُنّت کی فضیلت بیان کی ہے مگر کہیں بھی قرآن وسُنّت میں اصولِ وفروع کی تقسیم ہمیں معلوم نہیں ہوسکی ۔مولانا حبیب اللہ ڈیروی اور مولانا سرفراز صاحب صفدر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اصُول فروع کی یہ تقسیم قرآن وسنّت سے ثابت کریں صرف علمار کے اقوال سے کام نہیں چل سکتا ۔

ہم نے محترم حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب کو تین سو روپیہ دیا تھا کہ قرآن وسُنّت سے ثابت کریں کہ رفع الیدین کے مسئلہ کو فروعی کس نے کہا؟ آپ نے ثابت نہیں کیا ۔

اشکال ۲

نور الصباح صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ:
امام مالک کا مذہب ترک رفع الیدین ہے۔ تو پھر مالکیہ کیسے ترک رفع الیدین پر عمل نہ کریں۔
راقم اس اعتراض کا جواب یہ دیتا ہے کہ موطا امام مالک میں خود امام صاحب نے رفع الیدین کی تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ کیا امام مالک کی ذاتی کتاب کی تحقیق درست ہے یا آپ کی؟

(۷) موطا امام مالک رح

۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ

مجھے یحییٰ نے حدیث سنائی انھوں نے مالک سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے سالم بن عبداللہ سے انھوں نے عبداللہ بن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر دونوں مونڈھوں کے اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور کہتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے

ناشر نے پہلے مطبع (۱۹۸۴ء) میں موطا امام مالک سے تین احادیث جمع و ترتیب کر کے شائع کی تھیں۔ ان احادیث میں دو دفعہ رفع الیدین کرنا مذکور ہے۔ اب صرف ایک حدیث نقل کی ہے۔

ناشر نے پیش آمدہ اشکال کی تحقیق کے لیے مصنف نور الصباح مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کو ۳۰۰/- روپے حق خدمت ادا کر کے اللہ کی رضا کے لیے گفتگو کی۔
چنانچہ وہ تحقیق ثانیہ دوسرے ایڈیشن (۱۹۸۵ء) میں شائع کر دی۔
اس لیے ترمیم و اصلاح کی ضرورت پڑی چنانچہ تیسرے ایڈیشن میں نتیجہ آپ کے سامنے ہے: ملاحظہ فرمالیں۔

فائدہ: یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں اِذَا رَكَعَ کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ لیکن ابن وہب اور ابن قاسم اور ابن مہدی اور محمد بن الحسن اور عبداللہ بن یوسف اور ابن نافع وغیرہم نے اپنے اپنے مؤطا میں امام مالک سے "وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا"

ذکر کیا ہے (یعنی جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھاتے۔

چنانچہ۔ حافظ ابن عبدالبر نے ان تمام راویوں کا ذکر کیا ہے جو اِذَا رَکَعَ کا لفظ ذکر کرتے ہیں۔ ذیل میں ان کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ ابن وہب (۲) ابن قاسم (۳) یحیٰی بن سعید القطان (۴) ابن ابی اویس (۵) عبدالرحمان بن مہدی (۶) جویریۃ بن اسماء (۷) ابراہیم بن طہمان (۸) عبداللہ بن مبارک (۹) بشیر بن عمر (۱۰) عثمان بن عمر (۱۱) عبداللہ بن یوسف التنیسی (۱۲) خالد بن مخلد (۱۳) مکی بن ابراہیم (۱۴) محمد بن الحسن الشیبانی (۱۵) خارجہ بن مصعب (۱۶) عبدالملک بن زیاد النصیبی (۱۷) عبداللہ بن نافع الصائغ (۱۸) ابوقرۃ موسیٰ بن طارق (۱۹) مطرف بن عبداللہ (۲۰) قتیبہ بن سعید یہ تمام راوی رکوع کی طرف جاتے وقت رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں۔ اور انھوں نے اس حدیث میں یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔

ترجمہ: جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے۔

امام دارقطنیؒ نے امام مالکؒ سے ان میں سے اکثر کی سندیں ذکر کی ہیں جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اور یہی درست ہے۔ (التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ص ۲۱۰، ۲۱۱ ج ۹)

زرقانی شرح موطا میں ہے:

وَرَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ وَابْنُ الْقَاسِمِ وَابْنُ مَهْدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ وَابْنُ نَافِعٍ وَجَمَاعَةٌ غَيْرُهُمْ فِي الْمُوَطَّا بِإِثْبَاتِهِ فَقَالُوا وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ

ابن وہب، ابن قاسم، ابن مہدی، محمد بن حسن عبداللہ بن یوسف، ابن نافع اور ان کے علاوہ دیگر جماعت نے موطا میں إِذَا رَكَعَ کا لفظ روایت کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو آپ

اَیْضًا۔ (زرقانی ج ۱، ص ۱۵۷) | طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

مترجم گوید کہ در روایۃ یحییٰ بن یحییٰ لفظ اِذَا رَکَعَ ساقط است و اکثر رواۃ موطا ذکر کردہ اند و ہمیں است مذہب مالک و اکثر اہل علم (مصفیٰ ص ۱۰۲)

ترجمہ: مترجم کہتا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں اِذَا رَکَعَ کا لفظ ساقط ہو گیا لیکن موطا کے اکثر راوی اسے ذکر کرتے ہیں۔ اور یہی مسلک امام مالکؒ اور اکثر اہل علم کا ہے۔

اس کی مزید شہادت موطا امام محمدرحؒ سے ملتی ہے۔ چنانچہ امام محمدرحؒ فرماتے ہیں۔

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔ (موطا امام محمد ص ۸۹)

ہمیں مالکؒ نے خبر دی۔ ہمیں زہری نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث سنائی۔ سالم نے کہا، عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے۔ پھر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔ کہتے۔

باقی رہا تیسری رکعت کی طرف اُٹھتے وقت رفع الیدین کرنا۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ جس طرح قرآن کی آیات ایک دوسری کی تفسیر ہوتی ہیں اسی طرح احادیث بھی ایک دوسری کی مفسر ہیں۔ جب تک کسی حدیث کے ترک پر قوی دلیل نہ ہو۔ تیسری رکعت کے لیے رفع الیدین کا ثبوت صحیح بخاری سے ملاحظہ فرمائیں۔

حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ

حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ج ۱ ص ۱۰۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تب بھی رفع الیدین کرتے۔ اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تب بھی رفع الیدین کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا (یعنی یہ حدیث مرفوع ہے۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے)

مزید رفع یدین کا ثبوت نسائی شریف میں ملاحظہ فرمائیں

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ حِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ۔ (ص ۱۳۹ ج ۱)

ہم کو محمد بن عبدالاعلیٰ الصنعانی نے خبر دی اور کہا خبر دی ہم کو المعتمر نے کہا سنا میں نے عبیداللہ اور انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمر سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے اسی طرح مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ

ہمیں عبداللہ نے خبر دی، مجھے میرے باپ نے ہمیں یحییٰ بن سعید نے عبدالحمید بن

ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
عَطَاءٍ عَنْ اَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ
سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمْ اَبُوْقَتَادَةَ
ابْنُ رِبْعِيٍّ يَقُوْلُ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مَا كُنْتَ
اَقْدَمَنَا صُحْبَةً وَلَا اَكْثَرَنَا تِبَاعَةً
قَالَ بَلٰى قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ اِذَا قَامَ
اِلَى الصَّلٰوةِ اِعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ
يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذٰى بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ
فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى
يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ
اَكْبَرُ فَرَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ فَلَمْ يُصَوِّبْ
رَأْسَهٗ وَلَمْ يُقْنِعْهُ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى
رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ
رَفَعَ وَاعْتَدَلَ حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهٖ
ثُمَّ هَوٰى سَاجِدًا وَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ ثَنٰى
رِجْلَهٗ وَقَعَدَ عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ
عُضْوٍ اِلٰى مَوْضِعِهٖ ثُمَّ نَهَضَ فَصَنَعَ فِي
الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا
قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ

بن جعفر سے حدیث سنائی۔ اس نے کہا، مجھے
محمد بن عطاء نے ابی حمید ساعدی سے حدیث سنائی
اس نے کہا میں نے اسے دس صحابہ کی موجودگی
میں کہتے ہوئے سنا۔ جن میں ابوقتادہ بن ربعی تھے
کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
کو اچھی طرح جانتا ہوں انھوں نے کہا، نہ تو تو
ہم سے پہلے مسلمان ہوا ہے نہ ہی ہم سے زیادہ
آپ کی رفاقت کی ہے اس نے کہا یہ تو ٹھیک
ہے تو انہوں نے کہا اچھا پھر پیش کرو۔ آپ
کی نماز کیسی ہوتی تھی۔ اس نے کہا
کہ جب آپ ٹھیک کھڑے ہو جاتے تو
کندھوں تک رفع یدین کرتے۔ پھر جب
رکوع کرتے تو بھی کندھوں تک رفع یدین
کرتے اور رکوع میں نہ سر کو اونچا رکھتے اور
نہ نیچا۔ اور ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر
سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے ہو جاتے۔ تو
رفع الیدین کرتے پھر سجدہ میں جاتے تو اللہ اکبر
کہتے پھر اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ
جاتے حتی کہ جسم کا ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آ
جاتا۔ پھر اٹھتے اور اسی طرح دوسری رکعت
میں بھی کرتے۔ پھر دو رکعتوں سے جب اُٹھتے

حَتّٰی يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ صَنَعَ كَذٰلِكَ حَتّٰی إِذَا كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِيْ تَنْقَضِيْ فِيْهَا الصَّلٰوةُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰی وَقَعَدَ عَلٰی شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ (مسند احمد مع کنز العمال ج ۲ ص ۲۳۳)

تکبیر کہہ کر کندھوں تک رفع یدین کرتے جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا۔ اسی طرح ساری نماز میں کرتے حتیٰ کہ وہ رکعت آ جاتی جس میں نماز ختم ہوتی ہے تو پھر بایاں پاؤں آگے نکال کر اپنے سرین پر بیٹھ جاتے پھر سلام پھیرتے۔

عون الباری صفحہ ۲۱۳ میں المعانی البدیعہ فی معرفۃ اختلاف اہل الشریعۃ سے منقول ہے۔

وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَنَسٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَاللَّيْثِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَمَالِكٍ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ فِيْ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ۔

اکابر صحابہ عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن زبیرؓ، ابو سعید خدریؓ، انسؓ بن مالک وغیرہ اور اکابر ائمہ امام مالکؒ امام شافعیؒ، امام احمدؒ امام اسحاقؒ، امام لیثؒ امام اوزاعیؒ وغیرہ کے نزدیک شروع نماز میں و نیز رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَرَوٰی أَبُوْ مُصْعَبٍ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا أَحْرَمَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ عَلٰی حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ (الاستذکار ص ۱۲۳ ج ۲)

یعنی ابو مصعبؒ اور ابن وہبؒ کا بیان ہے کہ امام مالکؒ حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے مطابق تکبیر تحریمہ کے وقت رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

امام ترمذی رح فرماتے ہیں:

وَبِهٖ یَقُوْلُ مَالِكٌ وَ مَعْمَرٌ وَ الْاَوْزَاعِیُّ وَابْنُ عُیَیْنَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَ اِسْحٰقُ۔ (ترمذی تحقیق احمد شاکر۔ مطبوعہ بیروت ج ۲ ص ۳۷)

امام مالکؒ، معمرؒ، اوزاعی رحؒ، ابن عیینہ رحؒ، عبداللہ ابن مبارکؒ، امام شافعی رح، احمدؒ اور اسحاق کا یہی مسلک ہے۔

ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی رح لکھتے ہیں:

وَقَالَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَ اِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَهُمَا کَذٰلِكَ اَیْضًا وَ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ فَیَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ هٰذَا کُلِّهٖ حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ وَقَالُوْا لَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی السُّجُوْدِ وَرَوَوْهُ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔ (ص ۹۶ ج ۱۔ کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینۃ)

اور اہل مدینہ نے کہا ہے کہ جب نماز شروع کرے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہے اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد کہے۔ ان تمام جگہوں میں کندھوں کے برابر رفع یدین کرے۔ اور انھوں نے کہا ہے سجود میں رفع یدین نہ کرے اور انھوں نے ابن عمر رضؓ سے روایت کی ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ ثَبَتَ حَدِیْثُ مَنْ یَرْفَعُ وَ ذَکَرَ حَدِیْثَ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ وَ لَمْ یَثْبُتْ

عبداللہ بن مبارک رح نے کہا کہ حدیث من یرفع ثابت ہے اور حدیث زہری کا ذکر کیا ہے جو سالم عن ابیہ سے ہے اور ابن مسعود کی حدیث ثابت نہیں

حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۰ ج ۱) یہ حدیث کتاب کے صفحہ ۳۵۷ پر ملاحظہ ہو۔	کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی مرتبہ ہی (یعنی عند الافتتاح) رفع یدین کیا ہے۔

الغرض ان حوالہ جات سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ امام مالک کا مذہب رفع الیدین کرنا ہے۔

دوسرے ایڈیشن الرسائل فی تحقیق المسائل ۱۹۸۵ء میں شائع کردہ مذکورہ عبارت کا جواب حافظ جبیب اللہ ڈیروی صاحب نے اب تک نہیں دیا۔ مولانا کو اس کا جواب دینا چاہیے کہیں مندرجہ ذیل وعید کے ضمن میں نہ آجائیں۔ حدیث میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر دو شخص ایک دوسرے کو برا کہیں تو اس برا کہنے کا گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے پہل کی ہے وہ ظالم ہے اور دوسرا مظلوم، جب تک کہ مظلوم حد سے آگے نہ بڑھے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یعنی تاکہ اٹھاویں بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور بعضے گناہ ان لوگوں کے بھی کہ گمراہ کرتے رہے ان کو بغیر علم کے۔ خبردار ہو برا ہے جو کچھ بوجھ اٹھائیں گے۔ (النحل، پ ۱۴)

حدیث میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ نہیں قتل کیا جاتا کسی کو ظلم کے طریقہ پر مگر ہوتا ہے آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے خون کا ایک حصہ اس لیے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ نکالا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بلایا طرف گمراہی کی ہوگا اس پر گناہ مثل اس شخص کے گناہوں کی جس نے اس کی پیروی کی، نہیں کمی ہوگی ان کے گناہوں سے کچھ بھی۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشکال ۳: حافظ محمد حبیب اللہ صاحب کی طرف سے اعتراض

جناب حافظ محمد حبیب اللہ صاحب اپنی کتاب نور الصباح کے صفحہ ۲۷ پر نقل کرتے ہیں کہ مولانا عطاء اللہ صاحب ہی "تعلیقات" ص۱۰۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین اور ترک رفع الیدین دونوں سُنّت ہیں اور ص۱۲۶ ج ۱ میں فرماتے ہیں کہ دونوں ثابت ہیں۔ اس کے آگے ص۹۵ پر آپ لکھتے ہیں "غیر مقلدین حضرات اپنے بزرگوں کی عبارت کو بار بار پڑھیں اور اس کے مطابق عمل اپنائیں ورنہ مخالف جان کر خوب روئیں۔

اشکال ۳ کا جواب: مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف کی وضاحت

کتاب نور الصباح کے صفحہ ۲۷ کی عبارت جس میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کی طرف — حاشیہ مطلوبہ کا ایک ٹکڑا نقل کر کے — یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ "ان — مولانا عطاء اللہ حنیف — کا یہ مسلک ہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرنا نہ کرنا دونوں سُنّت ہیں" کی بابت وضاحت یہ ہے کہ:

ناقل — مولانا حبیب اللہ ڈیروی — نے عبارت کا مولانا عطاء اللہ کی طرف انتساب ہی غلط کیا ہے کیونکہ یہ نقل شدہ ٹکڑا ایک حنفی محدث علامہ سندھیؒ کے اسی حاشیہ کا ایک ٹکڑا ہے، جس کے آخر میں علامہ سندھیؒ نے بالصراحت لکھا ہے کہ " فالسنۃ ھی الرفع لا الترک" یعنی سنت ہاتھ اٹھانا ہی ہے، چھوڑنا سنت نہیں۔

لہٰذا حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کا مسلک یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے رفع یدین کرنا ہی سُنّت ہے۔

محمد عطاء اللہ حنیف
$\frac{5}{84}$ ۲

(احمد شاکر) بن مولانا محمد عطاء اللہ حنیف $\frac{5}{84}$ ۲

یہ سب تحریریں نے اپنے لڑکے حافظ شاکر سے لکھوا کر دستخط کر دیئے تھے۔ میں دو سال سے بیمار ہوں خود زیادہ لکھ پڑھ نہیں سکتا۔ محمد عطاء اللہ حنیف ۱۱-۱۰-۸۴

تین حوالوں کی وضاحت

محترمی و مکرمی جناب عبدالرشید انصاری ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا مراسلہ بنام مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ تعالیٰ موصول ہوا جس میں "التعلیقات السلفیہ" کے تین حوالوں کی وضاحت طلب کی گئی ہے۔ حضرت مولانائے محترم دام ظلہٗ تقریباً تین سال سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں اور اس پوزیشن میں نہیں کہ وہ وضاحت تحریر فرماسکیں۔ اس لیے حضرت مولانا کی طرف سے راقم ان کے ارشادات کی روشنی میں مختصر جواب تحریر کررہا ہے۔

"التعلیقات السلفیہ" صـ۱۰۲ کی عبارت ویجوز استنان الامرین جمیعًا الیٰ آخرہ ۔ علامہ سندھیؒ کی عبارت ہے۔ اسے "نور الصباح" صـ۲۷ میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے اسے ہلکے سے ہلکے الفاظ میں خیانت ہی کہا جائے گا۔

دوسری عبارت صـ۱۲۳ کی ہے جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے سلسلے میں علامہ سندھی کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ روایت ثابت ہے والقوی انہ ثابت من روایۃ عبد اللہ بن مسعود... الخ۔ پھر علامہ سندھی کی تطبیق نقل کی گئی ہے کہ ترک اور رفع دونوں کو جائز مانا جائے تاکہ روایات کا تعارض دُور ہوجائے اگرچہ سُنّت رفع ہی ہے نہ کہ ترک ۔ اس کے بعد حضرت مولانا نے علامہ پنجابی (شارح نسائی) کے وہ الفاظ نقل کیے ہیں جس میں انھوں نے علامہ سندھی کی انصاف پسندی کی تحسین کی ہے کہ رفع الیدین کی احادیث کی وجہ سے انھوں نے اپنے امام کے قول کی پروا نہیں کی ۔ بلکہ قولِ امام کے برعکس رفع الیدین کو سُنّتِ نبویؐ تسلیم کیا۔

"نور الصباح" صـ۹۳ میں خط کشیدہ عبارت کو بھی حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یہ بھی خیانت ہے کہ علامہ سندھی کی عبارت کو مولانا حنیف کی طرف منسوب کردیا ہے۔

تیسری عبارت التعلیقات صـ۱۲۶ کی ہے جس میں شارح نسائی محدث پنجابی کی عبارت نقل کی گئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رفع الیدین یا اس کا ترک دونوں ایسے لازمی نہیں ہیں کہ ایک دوسرے کو ملامت کی جائے بلکہ دونوں کو ہی ثابت مانا جائے، اگرچہ رفع الیدین دلائل کی رُو سے راجح ہے۔ محدث پنجابی کی یہ عبارت حضرت مولانا نے نقل فرمائی اور اس کے بعد اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اصل غرض دعوائے نسخ کا ابطال ہے۔ کیونکہ اگر حضرت ابنِ مسعودؓ کی روایت کو قابلِ حجت تسلیم

کر بھی لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہی نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت متنازعہ رفع الیدین نہیں کیا نہ یہ کہ رفع الیدین منسوخ ہو گیا جس طرح کہ احناف باور کراتے ہیں۔ اگر برادران احناف بھی اپنے اس بے بنیاد دعوائے نسخ کو ترک کردیں اور رفع الیدین کرنے والوں کو برداشت کریں اور اس پر چڑیں نہیں بلکہ اس کو بھی سُنت تسلیم کرلیں، جیسا کہ انصاف پسند حنفی علماء تسلیم کرتے ہیں تو اس مسئلے میں اختلاف کی شدّت و وسعت بہت حد تک کم ہوسکتی ہے۔

راقم محمد عطاء اللہ حنیف

۲۶ جنوری ۱۹۸۵ء بقلم صلاح الدین یوسف، ایڈیٹر الاعتصام لاہور۔

فون نمبر
۳۱۱۹۷۸

ٹیلیگرام
"السلفیہ"

مسلک اہل حدیث کا علمی، تحقیقی، تالیفی اور تبلیغی ادارہ:

دار الدعوة السلفية

شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

تاریخ

شعبہ جات:- مدرسہ تعلیم القرآن ○ ہفت روزہ الاعتصام ○ سلفیہ لائبریری ○ مجلس علمی

محترمی و مکرمی حبیب اللہ ڈیروی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ،

گزارش ہے کہ آپ کا خط پڑھا جس میں آپ نے حضرت الاستاذ المحترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ کی بابت یہ بدزبانی کی ہے کہ محمد پنجابی کا کوئی حاشیہ سننِ نسائی پر دنیا کے پردے پر موجود نہیں ہے۔ یہ جھوٹ موٹ انکی طرف نسبت کی گئی ہے۔

اس بدگمانی بلکہ بدزبانی کی بابت تو ہم کچھ نہیں کہتے البتہ قرآن کی زبان میں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ محمد پنجابی کا محولہ حاشیہ سننِ نسائی مطبوعہ مطبع انصاری

دہلی ۱۸۹۸ء (۱۳۱۵ھ) کے صفحہ ۱۰۳ پر موجود ہے۔

والسّلام

صلاح الدین یوسف برائے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ ایڈیٹر الاعتصام لاہور۔ ۳ جولائی ۱۹۸۵ء

سنت اور حدیث کی تعریف

عربی زبان میں سنت کے معنی سیرت اور طریقہ کے ہیں، چاہے وہ اچھا ہو یا بُرا۔ اس معنی میں اس کا استعمال قرآن کریم اور سنّتِ نبوی میں ہوا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ○ (الانفال: ۳۸)

جن لوگوں نے کفر کیا، ان سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ اپنے بُرے اعمال سے رُک جائیں تو ان کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر وہ پھر یہی (کام) کریں گے تو پہلے لوگوں کی (سنت) گزر چکی۔

یہاں لفظ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ استعمال ہوا ہے۔

ایک دوسری آیت میں یوں ارشاد ہوا کہ:

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ○ (الفتح: ۲۳)

(یہ جو ہوا) اللہ کی اس سنّت (کے مطابق ہوا) جو پہلے رہی ہے اور تم اللہ کی سُنت میں کبھی کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

یہاں لفظ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا استعمال ہوا ہے اور لفظ سنۃ قرآن کریم میں تیرہ بار مختلف آیات میں آیا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھی سُنّت جاری کی اس کے لیے اس کا اپنا اجر بھی ہے اور ان لوگوں کا اجر بھی جنھوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کچھ کمی کی جائے اور جس شخص نے اسلام میں کوئی بُری سُنت جاری کی اس پر اس کا اپنا وبال بھی ہے اور ان لوگوں کا وبال بھی جنھوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ ان کے وبال میں کچھ کمی کی جائے۔" (صحیح مسلم)

اس حدیثِ پاک میں سنّۃ کے دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں: سُنَّةً حَسَنَةً اور سُنَّةً سَيِّئَةً۔

ایک اور حدیث مبارک جو بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔	جو شخص میری سُنّت سے روگردانی کرتا ہے وہ میری اُمّت سے خارج ہے۔

فرمایا تمھارے اعمال کی قبولیت کا دارومدار صرف سیّد الکونین کی سُنّت پر ہے اور سنت سے روگردانی کرنے والا اُمّت سے خارج ہے۔

لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ أَوْ كَفَرْتُمْ۔ (مسلم شریف)	اگر تم نے اپنے پیغمبرؐ کی سُنّت کو چھوڑ دیا تو گمراہ یا کافر ہو جاؤ گے۔

اس میں صرف قرآن حکیم اور حدیث مصطفٰے دونوں چیزوں کو مضبوطی سے تھام لینے کا حکم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعِ عظیم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں اگر تم اس پر مضبوطی سے قائم رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے وہ چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے۔

(مستدرک حاکم ص۹۳ ج۱، سنن کبریٰ بیہقی ص۱۱۴ ج۱۰ واللفظ لہٗ)

اور حضرت امام مالکؒ نے مؤطا امام مالک ص۳۶۳ (مشکوٰۃ ص۳۱) میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مؤطا امام مالکؒ)	میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو تھامے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبہ میں پڑھا کرتے تھے:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى	یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی ہے اور تمام راستوں سے بہتر راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷) | کا ہے۔

فعل : جیسے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو نماز وغیرہ کا طریقہ سکھایا کرتے تھے اور پھر فرماتے تھے :

صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ (بخاری) | اس طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

جناب حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب نے اپنی کتاب "نور الصباح" کے ص ۲۷ پر لکھا ہے کہ مولانا عطاء اللہ صاحب "تعلیقات" ص ۱۰۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین اور ترک رفع الیدین دونوں سنّت ہیں۔ اور "نور الصباح" ص ۹۵ پر بھی لکھتے ہیں : غیر مقلد حضرات اپنے بزرگوں کی عبارت کو بار بار پڑھیں اور اس کے مطابق عمل اپنائیں ورنہ مخالف جان کر خوب روئیں۔

اب آپ بتائیں کہ کون حضرات اپنے بزرگوں کی عبارت کو بار بار پڑھیں اور اپنی جان کو خوب روئیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھاوے گا۔ ہائے کاش کہ میں نے رسول کی راہ لی ہوتی۔ ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست بنایا ہوا نہ ہوتا۔ اس نے تو مجھے اسکے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آپہنچی تھی۔ شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔ (پ ۱۹، سورۃ فرقان، آیت ۲۷، ۲۸، ۲۹)

ہم نے حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب کو تین سو روپیہ دیا تھا کہ میرا اشکال دُور کریں، مگر آپ نے میرا اشکال دور نہیں کیا۔

نور الصباح صـ۱۸۷ پر لکھتے ہیں کہ : اشکال ۴

"پچاس صحابہ کرام جن میں خلفاء راشدین و عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں، رفع الیدین عندالافتتاح روایت کرتے ہیں (دیکھئے سبل السلام ونیل الاوطار)

سوال :- مل طلب مسئلہ یہ ہے کہ آپ ان پچاس صحابہ کے نام بحوالہ بتائیں، تاکہ آپ کی سچائی ثابت ہوسکے ؟

بندہ نے پیش آمدہ اشکال کی تحقیق کے لیے مصنف نور الصباح مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی مدرس نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کو مبلغ /۲۰۰ روپے حق خدمت دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گفتگو کی تھی۔ انھوں نے مندرجہ ذیل ۴ ر فروری ۱۹۸۶ء بذریعہ رجسٹری معرفت محمد یوسف اینڈ ایم تحصیل بازار سیالکوٹ تحریری پیغام بھیجا۔ فہرست صحابہؓ کی نقل کی جاتی ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے :

رفع یدین کی روایت کرنے والے پچاس صحابہ کرام عندالرکوع نہیں بلکہ عندالافتتاح ہیں۔

امام بیہقیؒ نے اٹھائیسؓ کا ذکر کیا تھا (بحوالہ التعلیق المغنی صـ۱۱۱ ج۱)۔

(۲۹) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مسند حمیدی، مدونہ کبریٰ مالکیہ وغیرہ)۔

(۳۰) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (مسند احمد صـ۳ ج۴)۔ (۳۱) ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ (مسند احمد صـ۳۴۳ ج۵)۔

(۳۲) ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ (مسند احمد صـ۱۲۰ ج۵)۔ (۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (معانی الآثار صـ۱۳۶)۔

(۳۴) عمرانؓ بن حصین (مراسیل ابی داؤد صـ۶)۔ (۳۵) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ (نور الصباح صـ۶)۔

(۳۶) ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ (بخاری صـ۱۱۴ ج۱، ابن ماجہ صـ۵۸)۔

پھر بخاری شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی، بعض ضعیف روایتوں میں محمدؓ بن مسلمہ ابو اُسیدؓ وغیرہما کا ذکر بھی آتا ہے مگر عندالافتتاح چونکہ رفع الیدین متفق علیہ اور متواتر ہے فلہٰذا ان سے رفع یدین عندالافتتاح معتبر ہوگا اس لیے ابوقتادہ الانصاری وسہل بن سعد کا ذکر بیہقی کے حوالہ میں چونکہ مذکور ہے ان کو چھوڑ کر محمدؓ بن مسلمہ اور ابواسید الانصاری سات صحابہ کرام کو ملانے سے تعداد ۴۳ ہو جائے گی۔

(۴۴) الحکم بن عمیر الثمالی (الدرایہ صـ۶۹)۔ (۴۵) جابر بن عبداللہ (ابن ماجہ)۔

(۴۶) انس رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ)۔ (۴۷) عمیر اللیثی (ابن ماجہ)

اگرچہ یہ آخری تین روائتیں ضعیف ہیں مگر عندالافتتاح متفق علیہ ہے۔

(۴۸) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جب دوسری مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ صرف رفع الیدین عندالافتتاح ذکر فرماتے ہیں چنانچہ شریک کی روایت میں اس کی صراحت ہے (دیکھئے ابوداؤد

صفحہ ۱۰۵) خود جناب نے بھی شرح السنۃ کے حوالہ سے اس کا ذکر کیا ہے (الرسائل صفحہ ۲۱۷)۔

(۴۹) اعرابی رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی رفع یدین کا ذکر ہے اور یہ بھی عندالافتتاح معلوم ہوتا ہے۔ عندالرکوع معلوم نہیں ہوتا۔

(۵۰) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (قرۃ العینین گھر جاکھی صفحہ ۳۸) سے بھی رفع الیدین عندالافتتاح ہی ہے مگر یہ روایت موضوع ہے قابل اعتماد نہیں ہے۔ ہم نے حق و ناحق کی پڑتال کردی ہے۔ محترم انصاری صاحب اب آپ کی مرضی کہ حق کے سامنے اکڑتے رہیں یا تسلیم کرلیں حق یہی ہے کہ رفع الیدین عندالرکوع کے پچاس صحابہ راوی ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی الہ و اصحابہ اجمعین۔

حافظ محمد حبیب اللہ بقلم خود بروز خمیس ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

۱۴ فروری ۱۹۸۵ء

بندہ نے حافظ حبیب اللہ صاحب ڈیروی سے سوال کیا کہ جناب نے کہا ہے کہ امام بیہقیؒ نے اٹھائیس کا ذکر کیا تھا۔ آپ اُن کی گنتی پوری کریں۔ ہر صحابیؓ کا ذکر علیحدہ علیحدہ ہو تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس بات کی تحقیق ضروری ہوگئی ہے کہ واقعی امام بیہقیؒ نے ذکر کیا تھا۔ جب تک تحقیق نہ ہو حق و ناحق واضح نہیں ہوتا۔ مہربانی فرما کر ہر روایت سند کے ساتھ درج کریں اگر سند نہ مل سکے تو صحابی کا نام ہی کافی ہے۔ نام علیحدہ علیحدہ ہونا ضروری ہے۔ باقی ۳۶ اور ۳۴ کے درمیان جن کا ذکر آپ نے اجمالاً کیا ہے اُن کی تفصیل بھی لکھ دیں ہر صحابیؓ کا نام لکھیں۔

(نوٹ) آپ مدعی ہیں۔ حدیث میں ہے :۔ البینۃ علی المدعی۔

بندہ نے آپ کو ۳۰۰/- روپے حق خدمت دیا ہے۔ صحابہ کرام رض کی گنتی پوری کرنی آپ کی ذمہ داری ہے۔ مگر آپ نے اب تک گنتی پوری نہیں کی۔ آپ کو اطلاع رجسٹری کے ذریعے دی گئی تھی مورخہ ۲۴/۷ کو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

خبر دو مجھ کو ساتھ علم کے اگر تم ہو سچے (پ ۸، سورۃ انعام آیت ۴۴)

بغیر علم کے بات کہی یا تحریر کردی تو اس سے قیامت کے دن سوال ہوگا۔

اور مت پیچھے چل اس بات کے جس کا تجھے علم نہیں ہے کیونکہ کان آنکھ اور دل ان سب سے قیامت کے دن سوال ہوگا۔ (پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل)

اشکال ۵ : عبدالرشید انصاری کی طرف سے حافظ حبیب اللہ ...

چنانچہ آپ لکھتے ہیں ؟ اب ذرا پانچویں سوال کی طرف توجہ فرمائیں ۔ جناب نے "نور الصباح" میں لکھا ہے "حضرت ابن عمرؓ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے" (صنہ ۱۹) ۔ جناب مؤلف صاحب حدیث مذکورہ کی سند پیش کریں تاکہ آپ کا صدق و کذب ظاہر ہو سکے ۔

الجواب : محترم عبدالرشید صاحب انصاری ! سنئے : امام بخاریؒ کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں "حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد قال ما رأیت ابن عمرؓ یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶ ج ۱ طبع ملتان) ہمیں ابوبکر بن عیاش نے کہا حصین سے مجاہد سے امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا مگر ابتداء نماز میں جب کہ وہ شروع کرتے تھے"

عبدالرشید انصاری کی طرف سے جواب

اس روایت کی سند یوں ہے :

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ ابْنُ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ مُّجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ ... الخ

۱۔ اس سند میں ابوبکر بن عیاش ہے جسکے متعلق محدثین نے جرح کی ہے جسکے متعلق میزان الاعتدال میں ہے صدوق ثبت فی القرأۃ لکنہ فی الحدیث یغلط ویھم (ص ۴۹۹ ج ۴) قرأت میں سچا اور معتبر ہے لیکن حدیث بیان کرتے ہوئے غلطی کر جاتا تھا نیز وہمی شخص تھا ۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر نے اسے ضعیف کہا ہے ۔ (میزان ص ۴۹۹ ج ۴)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَّالِکٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا کَذٰلِکَ اَیْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ ۔ (صحیح بخاری ص ۱۰۲ ج ۱)

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انھوں نے امام مالک سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے سالم بن عبداللہ سے انھوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو دونوں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے ، تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے ۔

اسی طرح "الرسائل" میں اکیس کتب کے حوالے سے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت دیکھی جا سکتی ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے رفع یدین کرنے کی تو اتنی روایات آتی ہیں کہ کسی دوسرے سے نہیں آئیں بلکہ وہ تو رفع یدین کے اس قدر پابند تھے کہ نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو: تلخیص الجبیر ص ۲۲۰، ج ۱۔

ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی وفات ۲۱۹ھ لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ، ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَاقِدٍ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلاً يُصَلِّي لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ۔ (مسند الحمیدی، ص۲۷۷ ج ۲)

ہمیں امام حمیدی نے خبر دی انھیں ولید بن مسلم نے، انھوں نے کہا میں نے زید بن واقد کو سُنا وہ نافع سے روایت بیان کرتے تھے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب کسی آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے اور وہ رفع یدین نہ کرتا آپ اسے کنکریاں مارا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ رفع یدین کرتا۔

کتب حدیث کے چار طبقے

حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ص۲۹۷ تا ص۳۰۰ ج اول میں فرماتے ہیں جس کو ملخصاً پیش کیا جاتا ہے کہ احادیث کے چار طبقے ہیں۔ پہلا طبقہ بخاری و مسلم اور موطا امام مالکؒ کا ہے۔ دوسرا طبقہ ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور مسند احمد کا ہے۔ اس کے بعد تیسرے اور چوتھے طبقہ کی کتابوں کو بیان کر کے فرماتے ہیں کہ دین میں بطورِ دلائل صرف پہلے اور دوسرے طبقہ کی احادیث ہی پیش ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ تیسرے اور چوتھے طبقہ سے تو تمام بدعتی گروہوں، روافض و معتزلہ وغیرہ کو بھی دلائل مل جاتے ہیں۔ اس لیے تیسرے اور چوتھے طبقہ کی روایات کو بطورِ دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا بلکہ بطورِ شواہد پیش کیا جا سکتا ہے۔ (حجۃ اللہ عربی ص۱۲۳)

بخاری اور مسلم کی روایات کی تردید کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ اُمت میں سے جس کسی نے بھی بخاری و مسلم پر اعتراضات کیے وہ خود لوگوں کی نظروں سے گر گیا۔ چاند پر تھوکنے والے کی تھوک اسی کے منہ پر گری۔

محترم جناب حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب!
آپ جن روایات سے ترکِ رفع الیدین پر استدلال کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ترکِ رفع الیدین کے متعلق ایک بھی صحیح، صریح حدیث نہیں جس سے استدلال کیا جا سکے۔
ہم نے آپ کو تین سو روپیہ دیا تھا اس لیے کہ میرا اشکال دُور کریں مگر آپ نے میرا اشکال دور نہیں کیا۔

نُورُ الصَّبَاح

خواص و عوام اور دینی مدارس کے طلبہ عظام سے گزارش ہے کہ ایک دفعہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں تاکہ مسئلہ زیر بحث کے مثبت اور منفی دونوں پہلو با دلائل اور باحوالہ سامنے آجائیں اور براہین کے لحاظ سے قوی پہلو ملحوظ خاطر رکھکر عمل کے لیے کوئی سبیل پیدا ہو جائے۔

ناشر: ادارۂ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تالیف: مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اشکال ۶ : عبدالرشید انصاری کی طرف سے حافظ حبیب اللہ کے نام خط

نور الصباح ص ۱۹۱ میں لکھا ہے:

"کہ حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین بین السجدتین کی روایات بھی مروی ہیں" (نور الصباح)

مولانا صاحب اس حدیث کی بھی سند اور حوالہ پیش کریں تاکہ غور و خوض کرکے صحیح نتیجہ نکالا جاسکے۔

عبدالرشید انصاری ۱۸/۹/۸۵

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کی طرف سے جواب آیا

دلیل ۱: امام بخاریؒ کے استاد فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ نَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ عُبَیْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الْاُوْلٰی۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں ہمیں ابو اسامہ نے بیان کیا عبید اللہ سے نافع سے حضرت ابن عمرؓ سے کہ بیشک ابن عمرؓ رفع یدین کرتے جب پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے تھے"

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۲۷۱/۱)

دلیل ۲: ابن حزم فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ الْخُشَنِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا سَجَدَ وَبَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا إِلَى ثَدْيَيْهِ۔ قَالَ عَلِيٌّ هٰذَا إِسْنَادٌ لَا دَاخِلَةَ فِيهِ وَمَا كَانَ ابْنُ عُمَرَ لِيَرْجِعَ إِلَى خِلَافِ مَا رَوَى مِنْ تَرْكِ الرَّفْعِ عِنْدَ السُّجُودِ إِلَّا وَقَدْ صَحَّ عِنْدَهُ فِعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ۔
(مُحلّٰی ص ۲۹۷ ج ۲)

یونس بن عبد اللہ، احمد بن عبد اللہ بن عبد الرحیم، احمد بن خالد، محمد بن عبد السلام الخشنی، محمد بن بشار، عبد الوہاب بن عبد المجید الثقفی، عبید اللہ بن عمر، نافع حضرت ابن عمرؓ بے شک رفع یدین کرتے تھے، جب[۱] نماز میں داخل ہوتے اور جب[۲] رکوع کرتے اور جب[۳] سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور جب[۴] سجدہ کرتے اور درمیان دو رکعتوں کے رفع یدین سینہ تک کرتے علی بن حزم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں کوئی جرح و طعن نہیں ہے اور حضرت ابن عمرؓ کا اپنی مروی شدہ روایت ترک رفع یدین بین السجدتین کے خلاف لوٹنا (یعنی رفع یدین عند السجود کرنا) یہ نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی رفع یدین عند السجود کرنا ابن عمرؓ کے ہاں صحیح طور پر ثابت ہو۔

دلیل ۳: امام بخاریؒ کے استاد فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ بْنِ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذَا، فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ۔

امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ، ابن فضیل بن عاصم بن کلیب، محارب بن دثار، ابن عمرؓ۔ محارب بن دثار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ رکوع و سجود میں رفع یدین کر رہے ہیں۔ پس میں نے کہا یہ کیا ہے پس فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔

مُصنّف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۵، ۲۳۶ ج ۱

دلیل ۴: امام بخاریؒ کی طرف جو منسوب رسالہ جزء رفع یدین ہے اس کے ص۲۳ میں ہے:

أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنِ الْعَلَاءِ سَمِعَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ رَفَعَ يَدَيْهِ۔

ایوب بن سلیمان، ابوبکر بن ابی اویس، سلیمان بن بلال، علاء، سالم بن عبد اللہ انھوں نے اپنے باپ حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا وہ جب سجدہ سے سر اٹھاتے اور جب کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے۔

دلیل ۵:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا۔
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَهُوَ فِي الصَّحِيحِ خَلَا التَّكْبِيرِ لِلسُّجُودِ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔
(مجمع الزوائد ص۱۰۲ ج۲)

"حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرنے کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب سجدہ کی طرف جھکتے ہوئے اللہ اکبر کہتے۔" اس حدیث کو امام طبرانیؒ نے اوسط میں روایت کیا ہے اور یہ رفع یدین کا بیان صحیح بخاری میں ہے سوا تکبیر کے جو سجدہ کے لیے تھی اور اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

محترم عبد الرشید صاحب آپ نے تو بہت سی حدیثیں جو رفع یدین بین السجدتین میں مروی ہیں ٹھکرا دی ہیں کیا آپ بہت سی حدیثوں کے منکر ہیں؟ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

عبد الرشید انصاری کی طرف سے جواب

ہم آپ کی خدمت میں اپنی طاقت کے مطابق اکیس کتابوں سے حدیثیں جمع کر کے ارسال کر رہے ہیں۔ جو بذریعہ رجسٹری پہنچائی جائیں گی۔

جن حدیثوں میں ذکر ہے کہ وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اور وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ ۔ اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے ۔ روایت کیا اس کو مسلمؒ نے ۔
ان ساری حدیثوں کا مطالعہ کر کے لکھیں کہ بخاری و مسلم اور دوسری کتابوں پر عمل کیا جائے یا ان حدیثوں پر جو آپ نے روانہ کی ہیں ۔

محترم جناب حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب

عرض ہے کہ بندہ نے آپ کو ۴/۸۶ کو رجسٹری کی تھی ۔ اب تک آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ لہٰذا عرض ہے کہ یہ بتائیں جو پانچ دلیلیں آپ نے مجھے ارسال کی تھیں ان پر عمل کروں یا ۵۸ احادیث جو میں نے ۲۱ کتب احادیث سے جمع کی ہیں ۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کو یہ ۵۸ احادیث مکمل لکھ کر بھیجی گئی ہیں ۔ مگر چونکہ یہ احادیث اس سے پہلے رفع الیدین کی احادیث کے ضمن میں الرسائل میں بیان ہو چکی ہیں ۔ نیز درج ذیل کتب میں بھی ملاحظہ فرمالیں صفحہ جات صحیح بخاری ص۲۵۱ ، صحیح مسلم ص۲۵۳ ، ترمذی ص۲۵۵ ، ابوداؤد ص۲۵۶ ، نسائی ص۲۶۱ ، ابن ماجہ ص۲۷۱ صحیح ابن خزیمہ ص۲۷۶ ، سنن کبریٰ ص۲۸۶ ، مسند الحمیدی ص۲۱۵ مسند ابوعوانہ ص۳۱۶ شرح السنۃ ص۳۲۰ مصنف عبدالرزاق ص۳۲۶ ، دارمی ص۳۲۹ ، دارقطنی ص۳۴۰ المنتقی لابن الجارود ص۳۵۳ جزء رفع الیدین للامام البخاری ص۳۴۷ مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۴ ، مسند احمد ص۳۶۶ ، صحیح ابن حبان ص۳۸۱ ، مسند شافعی ص۳۸۷ موطا امام مالک ص۳۸۷ کتب سے ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے ۔ جن میں بین السجدتین رفع الیدین نہ کرنے کا ثبوت ہے ۔ ہم نے تو ان احادیث پر عمل کیا ہے ۔ جو پانچ دلیلیں آپ نے لکھی ہیں جن میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر ہے ان میں تین خود ابن عمرؓ کے آثار ہیں اور حدیثیں صرف دو ہیں ۔ اکیس کتب سے جو رفع الیدین کا ثبوت ہے ان سب میں ذکر ہے کہ رکوع جاتے وقت ، سر اٹھاتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کیا کرتے تھے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کیا کرتے تھے ۔ ہمارا عمل تو ان سب کتب احادیث پر ہے مگر آپ کا ان میں سے کسی ایک پر بھی نہیں ۔ نہ ۵۸ احادیث پر جو ہم نے آپ کو رجسٹری ارسال کی ہیں اور نہ ہی ان ۵ احادیث پر جو آپ نے ہمیں ارسال کی ہیں ۔

اب آپ بتائیں کہ احادیث کے منکر ہم ہیں یا آپ ؟

ہم نے آپ کو تین سو روپیہ دیا تھا اسلیے کہ میرا اشکال دور کریں مگر آپ نے جواب نہیں دیا ۔

اب پہلی صورت یہ ہے

کہ اخبار نوائے وقت یا جنگ میں اعلان کریں کہ واقعی مجھ سے تحریر غلط شائع ہو گئی ہے تو امّید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عالِم کو معاف کر دے گا۔

خالقِ کائنات کا فرمان ہے:

"مگر جنھوں نے توبہ کی اور درست کر لیا اور کھول کر بیان کر دیا تو ان کے قصور میں معاف کرتا ہوں اور میں بہت معاف کرنے والا مہربان ہوں۔" (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۰)

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی کا حق ضبط کیا تو اسکو ادا کر دے ورنہ

قیامت کے دن مفلس وہ شخص ہوگا جو دنیا سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور ساتھ ہی کسی کو گالی دیتے کسی پر تہمت لگانے کسی کا مال کھا جانے کسی کو ناحق مار ڈالنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا۔ پھر ایک مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور دوسرے مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور جب اسکی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کے حق باقی رہ جائیں گے تو ان حق داروں کی برائیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسکو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

حدیث میں ہے۔ اپنے آپ کو مظلوم کی بددعا سے بچاؤ۔ اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ سے صرف اپنا حق طلب کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ حق دار سے اس کا حق نہیں روکتا۔" (بیہقی، مشکوٰۃ باب الظلم)

نورُ الصّباح

صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے کہ خواص و عوام اور دینی مدارس کے طلباء عظام سے گزارش ہے کہ ایک دفعہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ بندہ بھی عوام میں شامل ہے۔ جب کوئی گزارش کرے تو اسکی بات قبول کرنا اخلاقی فرض ہے۔ حدیث میں ہے:

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ | جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص پر اللہ تعالی رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (متفق علیہ)

ہماری بھی گزارش ہے کہ خواص و عوام اور دینی مدارس کے طلبائے عظام میں سے اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر وہ شخص مباہلہ کرنا چاہتا ہے تو وہ بندہ کو بذریعہ ڈاک اطلاع دے تاکہ بندہ بھی کوئی بندوبست کرے۔

جھگڑا ختم کرنے کا طریقہ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ٥

پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصہ میں بعد اس کے کہ آچکی تیرے پاس خبر سچی، تو تو کہہ دے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان، پھر التجا کریں ہم سب اور لعنت کریں اللہ کی ان پر کہ جو جھوٹے ہیں۔

(پ ۳، سورۃ آل عمران آیت ٦١)

جھگڑا ختم کرنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کر دیا ہے۔ اب جو کوئی چاہے اس پر عمل کرے۔

خبردار شک کرنے والوں میں نہ ہونا

اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے:

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۰)

تیرے رب کی طرف سے حق یہی ہے۔ خبردار شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔

پس تجھے اے نبیؐ! ہرگز ان شکی لوگوں میں نہ ہونا چاہیئے۔ اللہ رب العالمین اس کے بعد اپنے نبیؐ کو حکم دیتا ہے کہ اگر اس قدر واضح اور کامل بیان کے بعد بھی کوئی شخص تجھ سے امرِ عیسیٰؑ کے بارے میں جھگڑے تو انھیں مباہلہ کی دعوت دے کہ ہم فریقین مع اپنے بیٹوں اور بیویوں کے مباہلہ کے لیے نکلیں اور خدا تعالٰی سے بہ عاجزی کہیں کہ خدایا! ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو اس پر تو اپنی لعنت نازل فرما۔ اس مباہلہ کے نازل ہونے کا اور ابتدائے سورت سے یہاں تک کی ان تمام آیتوں کے نازل ہونے کا سبب نجران کے نصاریٰ کا وفد تھا یہ لوگ یہاں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام خدائی کے حصہ دار اور خدا تعالٰی کے بیٹے ہیں پس ان کی تردید اور ان کے جواب میں یہ سب آیتیں نازل ہوئیں۔

جھوٹا مباہلہ کرنے والوں کا انجام

مسند احمد میں حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوجہل ملعون نے کہا اگر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھ لوں گا تو اس کی گردن کچل دوں گا۔ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اگر وہ ایسا کرتا تو سب کے سب دیکھتے کہ فرشتے اسے دبوچ لیتے اور یہودیوں سے جب قرآن نے کہا تھا کہ آؤ جھوٹوں کے لیے موت مانگو، اگر وہ مانگتے تو یقیناً سب کے سب مر جاتے اور اپنی جگہیں جہنم کی آگ میں دیکھ لیتے اور جن نصرانیوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی تھی اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مباہلہ کے لیے نکلتے تو لوٹ کر اپنے مالوں کو اور اپنے بال بچوں کو نہ پاتے۔ صحیح بخاری، ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔

یہ اُمّت تمھاری اُمّت ایک ہے

اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے:

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ○ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○

(پ ۱۸، سورۃ المؤمنون آیت ۵۲، ۵۳)

اور تحقیق یہ اُمّت تمھاری اُمّت ایک ہے اور میں ہوں پروردگار تمھارا پس ڈرو مجھ سے، پس کاٹ لیا انھوں نے کام اپنا درمیان اپنے ٹکڑے ٹکڑے ہر ایک گروہ ساتھ اس چیز کے کہ پاس اُن کے ہے خوش ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت تہتّر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائینگے

حدیث میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تحقیق میری اُمّت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا اور بالکل درست اسی طرح ہوگا جیسا کہ دو جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری اُمّت میں بھی ایسا ہوگا جو یہ کام کرے گا اور بنی اسرائیل کی قوم بہتّر فرقوں میں منقسم ہوگئی تھی میری اُمّت تہتّر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی فرقہ کونسا

قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ بحوالہ مشکوٰۃ شریف فصل دوم باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

ہوگا آپؐ نے فرمایا وہ فرقہ وہ ہوگا جو اس چیز پر چلے گا جس پر میں اور میرے ساتھی ہیں یعنی کتاب و سنّت پر۔ (مشکوٰۃ باب کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کو مضبوطی سے پکڑنے کا بیان)

قیامت تک ہر وہ شخص اس کے تحت آجاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت لے کر اٹھے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(پ ۲۴، سورہ حٰم سجدۃ آیت ۳۳)

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف (لوگوں کو) بلائے اور اچھے کام کرے اور (زبان سے) کہے میں بھی مسلمانوں سے ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو دعوت دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یہ حکم ہے۔

اگر اس شخص نے دعوت دینے میں جھوٹ بولا یا تحریر غلط شائع کردی

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ (پ۱۱ سورۃ یونس، آیت ۱۷)

پس کون شخص بہت ظالم ہے اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ۔

اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو ظاہر کردیں گے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ (پ۱۱ سورۃ یونس، آیت ۸۲)

اور اپنے فرمانے سے اللہ حق بات کو حق کر دکھائے گا۔ گو نافرمان لوگ برا مانا کریں۔

کتاب نور الصّباح پر وارد شدہ اشکالات کو حل کروانا ہمارا دینی فریضہ ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۱۴، النحل: ۴۳)

سوال کرو ذکر کرنے والے (اہل علم) سے اگر تم نہیں جانتے۔

حدیث میں ہے:

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ

علماء پیغمبروں کے وارث ہیں۔

اس لیے جو آدمی تحریر شائع کرے اس کی بھی ذمہ داری ہے یا تو وہ اپنی تحریر کا فیصلہ کرے یا صاف بیان دے کہ مجھے علم نہ تھا۔ تحریر لکھنے والے کے متعلق حدیث میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ، مشکوٰۃ ص۲۴۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُود کھانے والے، سُود کھلانے والے، سود کی تحریر لکھنے والے اور اسکی شہادت دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں درجہ میں۔ (مشکوٰۃ بروائت مسلم شریف)

تحریر کے شائع ہونے کے بعد لوگ اسکو پڑھتے ہیں۔ اگر تحریر میں کسی قسم کا اشکال ہو تو اس کے متعلق صاحب تحریر کو پوچھا جائے گا۔ چنانچہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ سے سوال و جواب کیا جاتا تھا جیسا کہ حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ الْحَارِثِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ

حضرت ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے مسلمان بھائی کا حق جھوٹی قسم کھا کر مارا، اللہ تعالیٰ

بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ : فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ ـ

اسکے لیے دوزخ واجب کر دیتا ہے اور اس پر جنت حرام کر دیتا ہے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی حقیر چیز ہو تب فرمایا اگرچہ پیلو کے درخت کی لکڑی ہی کیوں نہ ہو ؟

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کے سوال پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی تھی ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهُ اَزِيْدَ فِى الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِىْ ـ الخ (متفق علیہ)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ظہر میں پانچ رکعتیں پڑھیں ۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز میں کچھ زیادتی ہوگئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیونکر؟ صحابہؓ نے عرض کیا ۔ آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں ۔ آپؐ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے صحابہؓ کے اعتراض کو سن کر فرمایا میں بھی تمھاری مانند ایک انسان ہوں جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلایا کرو ۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی بات کو تسلیم کر لیا اور فرمایا کہ اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو ۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگو ! تم نے کیوں لمبے چوڑے مہر باندھنے شروع کر دیئے ہیں ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ نے چار سو درہم ــــــــــ مہر باندھا ہے اگر یہ زیادتی تقوٰی اور کرامت کا سبب ہوتی تو تم اس کی طرف سبقت نہ لے جاتے ۔ خبردار ! آج سے میں یہ نہ سنوں کہ کسی نے چار سو درہم سے زیادہ حق مہر مقرر کیا ہے ۔ یہ فرما کر آپؓ نیچے اُتر آئے تو ایک قریشیہ عورت سامنے آئیں اور کہنے لگیں : امیر المؤمنینؓ کیا آپ نے چار سو درہم سے زیادہ حق مہر سے لوگوں کو منع فرما دیا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں ! کہا کیا آپ نے خدا تعالےٰ کا کلام جو اس نے نازل فرمایا ہے نہیں سنا ؟ کہا وہ کیا ہے؟ کہا سنیے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے :

وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا...الخ　|　اگرچہ تم نے انھیں خزانہ دیا ہو۔ الخ

حضرت عمرؓ نے فرمایا: یااللہ! مجھے معاف فرما، عمرؓ سے تو ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے۔ پھر آپؓ واپس چلے گئے اور اسی وقت منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا، اے لوگو! میں نے تمھیں چار سو درہم سے زیادہ مہر باندھنے سے روک دیا تھا لیکن اب میں کہتا ہوں کوئی اپنے مال میں سے مہر میں جتنا چاہے دے، اپنی خوشی سے جتنا مہر مقرر کرنا چاہے کرے، مَیں نہیں روکتا۔

(ابن کثیر ص۹۵)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ایک عورت کے کہنے پر حضرت عمرؓ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔

سوال اور جواب سے بات واضح ہوتی ہے، حق ظاہر ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَتَبَيَّنُوْٓا۔ (پ ۲۶، الحجرات)　|　پس تحقیق کرلو۔

یہ بھی فرمان ہے:

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (پ۱۴، النحل)　|　ان سے پسندیدہ طریقے سے بحث کرو۔

جیسے فرمانِ خداوندی ہے:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ (پ ۲۱، العنکبوت)　|　اہلِ کتاب سے مناظرے مجادلے کا بہترین طریقہ ہی برتا کرو۔

اچھی بات کی پیروی کرنے والوں کو ہدایت یافتہ کہا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔ (پ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۱۸)　|　وہ لوگ جو بات سنتے ہیں پھر وہ اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔

کتاب نور الصباح پر چھ اشکالات پیدا ہوئے۔ ہم نے مصنف نور الصباح کو ہر اشکال پر تین سو روپے یعنی کل رقم اٹھارہ سو روپے دیئے تاکہ وہ ہمارے اشکالات کو دُور کریں مگر انھوں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی۔ اس لیے ان لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ ہمارے ہر اشکال کی وضاحت کر کے ہمارا حق ادا کریں۔ اور مدارس دینیہ کے قیام کی غرض بھی یہی ہے، اس لیے جو اشکال پیدا ہوں ان کی وضاحت کر کے اپنی ذمہ داری پوری کریں۔

عبدالرشید انصاری کا ایک خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم جناب ابوزاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عرض ہے کہ آپ کو ۲۰ راگست ۱۹۹۳ء کو سینتالیس ۴۷ صفحات پر مشتمل رجسٹری کی۔ اس کی رسید مل چکی ہے مگر آپ کی طرف سے سینتالیس ۴۷ صفحات کا کوئی جواب نہیں ملا۔

اس کے بعد ۲۸ ستمبر ۱۹۹۳ء کو ۴۷ صفحات پر مشتمل رجسٹری ارسال کی۔ مگر آپ کی طرف سے ۴۷ صفحات کا کوئی جواب نہیں ملا۔

لہٰذا یاددہانی کے لیے وہی ۴۷ صفحات آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

۱ محترم آپ نے ہی خواص وعوام اور دینی مدارس کے طلبہ عظام سے گزارش کی تھی کہ ایک دفعہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں، یعنی نورالصباح کا۔

۲ سائل نے اس کا مطالعہ کیا تو پڑھنے کے بعد کچھ اشکالات پیدا ہوئے جن کو حل کرنا آپ کا دینی فریضہ ہے۔

۳ آپ کے سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں اب آپ سے ان کے جوابات مطلوب ہیں ان کے جوابات دے کر ممنون فرمائیں۔

۴ کتاب نورالصباح پر چھ اشکالات پیدا ہوئے۔ ہم نے مصنّف نورالصباح کو ہر اشکال پر تین سو روپے یعنی کل اٹھارہ سو روپے دیئے تھے تاکہ وہ ہمارے اشکالات دُور کریں مگر انھوں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اسلیے ان لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ ہمارے ہر اشکال کی وضاحت کرکے ہمارا حق ادا کریں اور مدارس دینیہ کے قیام کی غرض بھی یہی ہے۔ اسلیے جو اشکال پیدا ہوں ان کو وضاحت کرکے اپنی ذمہ داری پوری کریں۔

جواب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دیں۔ جوابی لفافہ حاضر ہے۔ والسلام

عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ ۲۴/۱/۹۴

۲ حافظ حبیب اللہ ڈیروی

۳ ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تینوں کو بذریعہ ڈاک اطلاع دی گئی۔ انھوں نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔

عبد الرشید انصاری کی طرف سے مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی خدمت میں خط

محترم جناب ابو زاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

عرض ہے کہ آپ کو ۳۰ ۸/۹۳ ، ۲۸ ۹/۹۳ ، ۲۴ ۱۰/۹۳ کو بذریعہ رجسٹری اطلاع دی مگر آپ نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔

۱۔ محترم آپ نے ہی خواص و عوام اور دینی مدارس کے طلبہ عظام سے گزارش کی تھی کہ ایک دفعہ اس کتاب یعنی نور الصباح کا ضرور مطالعہ کریں۔

۲۔ سائل نے "نور الصباح" کا مطالعہ کیا تو پڑھنے کے بعد کچھ اشکالات پیدا ہوئے جن کو دور کرنے کے لیے آپ سے رجوع کیا کیونکہ ان کو حل کرنا آپ کا دینی فریضہ ہے۔ مگر آپ لوگوں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی۔

اگر آپ لوگوں نے ہمارا حق ادا نہ کیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَّسْئُولُونَ

(پ ۲۳ ، الصّٰفّٰت آیت : ۲۴)

اور کھڑا کرو ان کو تحقیق ان سے پوچھنا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ ۔ (بخاری ص ۱۲۲ ج ۱)

تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اس کی رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا

(پ ۱۶ ، سورۃ مریم ، آیت : ۹۵)

اور سارے کے سارے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اکیلے اکیلے پیش ہونے والے ہیں۔

جو کوئی خیانت کرے تو وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہو جائے گا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

(پ۴، سورۃ آل عمران)

کسی نبی کا یہ کام نہیں ہو سکتا کہ وہ خیانت کرے، اور جو کوئی خیانت کرے تو وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہو جائے گا پھر ہر جان کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہو گا۔

حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ ثُمَّ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور مالِ غنیمت میں خیانت کا ذکر کیا آپؐ نے اس کو سخت گناہ بتایا اور پھر فرمایا میں تم سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ اس کی گردن پر اونٹ ہو اور وہ بلبلا رہا ہو اور وہ مجھ سے یہ کہے کہ اے اللہ کے رسولؐ میری فریاد رسی کیجئے اور میں اس کے جواب میں یہ کہ دوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میرا جو کچھ فرض تھا میں دُنیا میں تم تک پہنچا چکا اور میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر گھوڑا ہنہنا تا ہو اور وہ کہے کہ یا رسول اللہ میری فریاد رسی کیجئے اور میں یہ کہوں کہ میں

اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَآ اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَّهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَآ اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ۔ لَآ اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔
وَهٰذَا اللَّفْظُ مُسْلِمٍ وَهُوَ اَتَمُّ۔

تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تجھ کو شریعت کے احکام پہنچا دیئے اور میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری ہو اور ممیاتی ہو اور وہ کہے کہ یا رسول اللہ میری مدد فرمائیے اور میں یہ کہوں کہ تیرے لیے اب میں کچھ نہیں کر سکتا میں اپنا پیام تجھ تک پہنچا چکا اور میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر آدمی ہو اور وہ چلاتا ہو اور وہ کہے کہ یا رسول اللہ مجھ کو اس سے بچائیے اور میری فریاد کو پہنچئے اور میں یہ کہوں کہ تیرے لیے میں کچھ نہیں کر سکتا میں نے تجھ تک شریعت کے احکام پہنچا دیئے اور میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کپڑے ہوں اور حرکت کرتے ہوں اور وہ مجھ سے کہے یا رسول اللہ میری سفارش کر دیجئے اور میں یہ کہوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے شریعت تجھ تک پہنچا دی اور میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر سونا چاندی ہو اور وہ کہے کہ یا رسول اللہ میری مدد فرمائیے اور میں یہ کہوں کہ تیرے لیے میں کچھ نہیں کر سکتا میں شریعت کے احکام تجھ تک پہنچا چکا۔

غریب کا ایک درہم امیر کے ایک لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے،

حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفٍ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ، قَالَ رَجُلٌ لَهٗ دِرْهَمَانِ فَاَخَذَ اَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهٖ وَرَجُلٌ لَهٗ مَالٌ کَثِیْرٌ فَاَخَذَ مِنْ عُرْضِ مَالِهٖ مِائَةَ اَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا۔

(نسائی، کتاب الزکوٰۃ ص۲۸۷ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک درہم، لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیونکر؟ آپؐ نے فرمایا! ایک شخص کے پاس دو درہم تھے اس نے ایک درہم دیا اور ایک شخص کے پاس بہت مال تھا اس نے اپنے مال کے ایک حصّہ میں سے لاکھ درہم اٹھائے اور صدقہ دیدیا تو اس کے لاکھ درہم سے اس کا ایک درہم بہتر ہے"

کتاب نور الصّباح پر چھ اشکالات پیدا ہوئے ہم نے مصنّف نور الصّباح کو ہر اشکال پر تین سو روپے یعنی کل اٹھارہ سو روپے دیئے تھے تاکہ وہ ہمارے اشکالات دُور کریں۔ مگر انھوں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی۔ اس لیے ان لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ ہمارے ہر اشکال کی وضاحت کر کے ہمارا حق ادا کریں اور مدارسِ دینیہ کے قیام کی غرض بھی یہی ہے اس لیے جو اشکال پیدا ہوں ان کی وضاحت کر کے اپنی ذمہ داری پوری کریں۔

اگر کسی کا مال ناحق کھاجائے

حدیث میں ہے:

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، تم جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہاں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو درہم (روپیہ پیسہ)

فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلَاةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ، مشکوٰۃ ص۴۳۵)

ہو اور نہ سامان و اسباب، آپؐ نے فرمایا میری اُمّت میں سے قیامت کے دن مفلس وہ شخص ہوگا جو دُنیا سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ (وغیرہ) ہر قسم کی عبادتیں لے کر آئے گا اور ساتھ ہی کسی کو گالی دینے، کسی پر تہمت لگانے، کسی کا مال کھا جانے، کسی کو ناحق مار ڈالنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا پھر ایک مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور دوسرے مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور جب اس کی یہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کے حق باقی رہ جائیں گے تو ان حق داروں کی برائیاں اور گناہ ان پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

ایمان والو کھاؤ پیو پاکیزہ اگر تم خاص اسکی عبادت کرتے ہو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (پ۲، البقرہ آیت ۱۷۲)

ایمان والو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انھیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم پاک صاف اور حلال طیّب چیزیں کھایا کرو اور میری شکر گزاری کرو، لقمۂ حلال دعا اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے اور لقمۂ حرام عدم قبولیت کا۔ مسند احمد میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاک چیز کو قبول فرماتا ہے۔ اس نے رسولوں اور ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ پاک چیزیں کھائیں اور نیک اعمال کریں۔ فرمان ہے:

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ الخ	اے پیغمبرو، کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے۔

(پ ۱۸، سورۃ المؤمنون آیت ۵۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ	لوگو، زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ نہ چلو، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(پ ۲، سورۃ بقرہ، آیت ۱۶۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس وقت اس آیت کی تلاوت ہوئی تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کھڑے ہو کر کہا حضورؐ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے۔ آپؐ نے فرمایا اے سعدؓ پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے۔ اس کی شومی کی وجہ سے چالیس دن کی اس کی عبادت قبول نہیں، جو گوشت پوست حرام سے پلا وہ جہنمی ہے۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۠	ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم و ستم سے اپنا کر لیا کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

(پ ۲، البقرۃ، آیت ۱۸۸)

حرام کھانے کی نحوست

حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ	حضرت ابوہریرۃؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ پاک ہے پاک چیزوں کو قبول کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے

الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَآ اَمَرَبِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَاۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ وَقَالَ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَارَبِّ، يَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِىَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔ (رواه مسلم)

مومنوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اے رسولو! کھاؤ پاک چیزوں میں سے اور نیک کام کرو اور فرمایا ہے اے ایمان والو! کھاؤ پاک کھانوں میں سے جو ہم نے تم کو دیئے ہیں پھر ذکر کیا آپؐ نے ایک شخص کا جو طویل سفر کرتا ہے، پراگندہ بال اور غبار آلودہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتا اور کہتا ہے اے پروردگار، اے پروردگار حالانکہ کھانا اس کا حرام، لباس اس کا حرام، اور حرام ہی میں پرورش کیا گیا ہے پھر کیوں کر اس شخص کی دعا قبول کی جائے۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِى الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔ رواه البخاری

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مال میں جو چیز آدمی کو ملے گی وہ اس چیز کی پروا نہ کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ اَطِبْ كَسْبَكَ تُجَبْ دَعْوَتُكَ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْفَعُ اللُّقْمَةَ مِنَ الْحَرَامِ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهٗ دَعْوَةً اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میں مستجاب الدعوات بن جاؤں آپؐ نے فرمایا: انسؓ اپنی کمائی حلال رکھو، تمہاری دعائیں قبول ہوں گی، کیونکہ جب کوئی آدمی حرام کا لقمہ اپنے منہ میں اُٹھاتا ہے تو اس کی چالیس دن کی دُعائیں قبول نہیں کی جاتی ہیں۔

اس روایت کو امام منذریؒ نے "الترغیب والترہیب" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ذکر کیا۔ البتہ مستجاب الدعوات ہونے کی درخواست کرنے والے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ نیز طبرانی نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈالا اور جو کچھ پیٹ میں تھا قے کر کے نکال دیا

حدیث میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِي مَا هٰذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ؟ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ۔ قَالَتْ فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ ــــ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا ایک غلام تھا جو اپنی کمائی میں سے کچھ اپنے مالک کو دیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکرؓ اس کی کمائی کو کھا لیا کرتے تھے۔ ایک روز یہ غلام کوئی چیز لایا اس میں سے ابوبکرؓ نے بھی کھایا غلام نے عرض کیا، آپ کو معلوم ہے یہ کیا چیز ہے۔ ابوبکرؓ نے پوچھا یہ کیا چیز ہے۔ غلام نے عرض کیا میں ایام جاہلیت میں ایک شخص کو غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا حالانکہ میں اس فن سے اچھی طرح واقف نہ تھا لیکن میں اس کو فریب دیتا تھا آج اس شخص سے میری ملاقات ہوئی اور اس نے مجھ کو یہ چیز دی۔ یہ وہی چیز ہے جو آپ نے کھائی ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈالا اور جو کچھ پیٹ میں تھا قے کر کے نکال دیا۔

(بخاری)

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِیَ الْحَرَامِ۔

حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس بدن نے حرام مال سے پرورش حاصل کی ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بیہقی)

(مشکوٰۃ شریف، باب الکسب وطلب الحلال)

حدیث میں ہے:

کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ (مسلم)

سب چیزیں مسلمان کی مسلمان پر حرام ہیں۔ خون اس کا اور مال اس کا اور آبرو اس کی۔

ہم مُردوں کو زندہ کریں گے!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ ط وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ

(پ ۲۲، سورۃ یٰسٓ، آیت ۱۲)

بے شک ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور انکے اعمال بھی جنکو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر دیا تھا۔

اور ہم ان کے پہلے بھیجے ہوئے اعمال لکھ لیتے ہیں اور ان کے آثار بھی، یعنی جو یہ اپنے بعد باقی چھوڑ آئے۔ اگر خیر باقی چھوڑ آئے ہیں تو جزا ورنہ سزا پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَوُضِعَ الْکِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا ج

نامۂ اعمال درمیان میں رکھ دیے جائیں گے پس تو دیکھے گا کہ گناہ گار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہو رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے؟ جس نے کوئی چھوٹا بڑا بغیر گھیرے باقی ہی نہیں چھوڑا جو کچھ

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ط وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (پ ۱۵، الکہف ۴۹)

انھوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے تیرا رب کسی پر ظلم و ستم نہ کرے گا۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے سینگ والی بکری کو اگر سینگوں والی بکری نے مارا ہے تو اس سے بھی اُس کو بدلہ دلوا دیا جائے گا۔
(تفسیر ابنِ کثیر)

اللہ تعالیٰ فرمائے گا خود تیری ذات ہی تیرا گواہ ہو گی

حدیث میں ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ كُنَّا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى . قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اِنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ یکایک ہنسنے لگے اور پھر فرمایا تم جانتے ہو میں کیوں ہنس رہا ہوں۔ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا میں بندہ اور اللہ کے درمیان مُنہ در مُنہ گفتگو ہوئے ہنس رہا ہوں۔ بندہ اپنے پروردگار سے کہے گا اے پروردگار، کیا تو نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی۔ (جیسا کہ تو نے فرمایا ہے: وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۔ یعنی تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔) اللہ تعالیٰ فرمائے گا خود تیری ذات ہی تیرا گواہ ہو گی۔ (یعنی خود تو اور تیرے اعضاء ہی تیری گواہی دیں گے۔) اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بندہ کے مُنہ پر مُہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء جسم سے کہا جائے گا۔ بولو چنانچہ اس کے جسم کے اعضاء اسکے اعمال کو بیان کر دیں گے اور پھر اس مہر کو جو منہ پر

بِاَعْمَالِہٖ ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَلَامِ قَالَ فَیَقُوْلُ بُعْدًا لَّکُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْکُنَّ کُنْتُ اُنَاضِلُ ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

لگائی گئی تھی توڑ دیا جائے گا اور بندہ بدستور سابق باتیں کرنے لگے گا اور اپنے اعضاء سے کہے گا دُور ہو بدبختو اور ہلاک ہوئیں تمہارے ہی لیے اللہ سے لڑ جھگڑ رہا تھا ۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْٓـَٔۃً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِہٖ بَرِیْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا (پ ۵، سورۃ النساء آیت ۱۱۲)

اور جو شخص گناہ کا کام کرتا ہے خواہ چھوٹا گناہ ہو خواہ بڑا ہو، پھر اسکی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے یقیناً ایسے شخص نے ایک بہت بڑا بہتان اور صاف گناہ اپنے آپ پر اُٹھایا ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (پارہ ۲۰، العنکبوت، آیت ۱۳)

البتہ ضرور اٹھائیں گے بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ اور البتہ ضرور سوال کیے جائیں گے قیامت کے دن اس چیز کے متعلق جو تھے وہ جھوٹی باتیں بناتے ۔

۱۔ ہم نے محترم ابو زاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر
۲۔ حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب
۳۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تینوں کو بذریعہ ڈاک ۳۰ $\frac{8}{92}$ ، ۲۸ $\frac{9}{92}$ ، ۲۴ $\frac{10}{92}$ بذریعہ ڈاک اطلاع دی لیکن انھوں نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا ۔ ان حضرات نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی، ان لوگوں کا فرض ہے کہ ہمارے ہر اشکال کی وضاحت کرکے ہمارا حق ادا کریں ۔ کتاب "نور الصباح" پر ہمیں چھ اشکالات پیدا ہوئے ہم نے ہر اشکال کے حل کرنے پر مصنف نور الصباح کو تین سو روپے یعنی کل اٹھارہ سو روپے دیئے تھے مگر انھوں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی ۔ اب آپ بتائیں کہ فیصلہ اللہ تعالیٰ سے کرانا ہے یا دُنیا کی عدالت سے، جواب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دیں ۔

والسلام

عبد الرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

عبدالرشید انصاری کی طرف سے مولانا محمد سرفراز صفدر کی خدمت میں خط

محترم جناب مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
عرض ہے کہ آپ کو بذریعہ ڈاک چھ صفحات بھیجے گئے تھے آپ سے اُس درخواست کے ذریعے اجازت لینا چاہتا تھا کہ وہ دس کتابیں آپ کی خدمت میں ارسال کروں یا نہ کروں۔ مگر آپ نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔
اب ایک کتاب بنام "مسلمانو! صلح کراؤ" ارسال کر رہا ہوں تاکہ آپ ساری کتاب کا مطالعہ کر کے کوئی رائے دے سکیں۔
جواب کے لیے ایک لفافہ حاضر ہے۔
اس کے علاوہ ایک اشتہار بھی حاضر ہے۔

والسلام
عبدالرشید انصاری
سرفراز کالونی، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ ۶ ۱/۹۲

مولانا کی طرف سے جواب

باسمہ سبحانہ
من ابی الزاہد
الیٰ محترم المقام مولانا ______ صاحب دام مجدہم
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاجِ سامی!
آپ کا محبت نامہ موصول ہوا، یادآوری کا تہ دل صد شکریہ۔ محترم! کبر سنی، علالت اور بے حد مصروفیت کی وجہ سے پڑھنے لکھنے سے راقم بالکل قاصر ہے۔ ضعفِ بصارت اس کے علاوہ ہے کئی کئی ماہ خطوط پڑے رہتے ہیں نہ ہمت ہوتی ہے اور نہ فرصت۔ نیک دعاؤں میں نہ بھولیں، راقم بھی دعا گو ہے۔

والسلام
ابوالزاہد محمد سرفراز۔ از گکھڑ
۴ شوال ۱۴۱۳ھ
۲۸ مارچ ۱۹۹۳ء

بین الاقوامی خبریں INTERNATIONAL NEWS
روزنامہ پاکستان
Pakistan
LAHORE
جمعۃ المبارک 15 محرم الحرام 1418ھ 23 مئی 1997ء 10 جیٹھ 2054 ب

عدالت عظمیٰ پاکستان
(اپیلٹ جورسڈکشن)

سول پٹیشن نمبر 853- ایل آف 1996

عبدالرشید انصاری بنام حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

بنام:- حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی استاد الحدیث نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

عدالت ہذا میں پیشی کیلئے عام طریقہ سے ارسال کردہ نوٹس ان ریمارکس کے ساتھ واپس موصول ہوا کہ مذکور مسمیٰ رہائش چھوڑ چکا ہے۔ اور ہر گاہ کہ مذکورہ کیس میں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مذکور مدعا علیہ سے عام ذرائع سے رابطہ نا ممکن ہے۔ لہٰذا مدعا علیہ مذکور کو بذریعہ ہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ مسمیٰ مذکور آئندہ تاریخ پیشی 20 جون 1997ء کے 9 بجے صبح عدالت ہذا واقع کورٹ ہاؤس لاہور میں حاضر آوے۔ مہر عدالت دستخط حاکم۔ پرویز احمد اسسٹنٹ رجسٹرار عدالت عظمیٰ پاکستان برانچ رجسٹری لاہور۔

۲۲ مئی ۱۹۹۷ء

ڈیلی نیشن لاہور

AN INDEPENDENT NATIONAL DAILY

The Nation

Published from Lahore and Islamabad

LAHORE. MUHARRAM 14. 1418 THURSDAY. MAY 22. 1997

COURT NOTICE

In the Supreme Court of Pakistan (Appellate Jurisdiction). Civil Petition No. 853-L of 1996. (Abdul Rashid Ansari vs Hafiz Muhammad Habibullah Darivi). To, Hafiz Muhammad Habibullah Darvi, Ustadul Hadis, Nusrat-ul-Aloom, Ghanta Ghar, Gujranwala. Take notice that on the order of this court, notice for appearance in Court was issued through process served which was received back unserved with the remarks of process serving agency that the above named respondent has left the place of residence. Whereas in the above mentioned case it has been proved that the above mentioned respondent cannot be served in the ordinary way. It is, therefore, proclaimed that the respondent is required to enter appearance either in person or through AOR duly constituted by this Court on 20-06-1997 as the case is again fixed for hearing on said date at 9.00 O'Clock in the fore noon or soon thereafter as may be convenient to the Court in the Court House at Lahore. –Pervez Ahmad, Assistant Registrar, Supreme Court of Pakistan Branch Registry, Lahore. Lahore, dated: 21-05-1997.

قارئین کرام کی خدمت میں التماس

نوٹ : ہم نے چھ سوالات جناب حبیب اللہ ڈیروی صاحب کی خدمت میں پیش کیے تھے مگر وہ ان کا جواب نہیں دے پائے اور ہم سے -/۱۸۰۰ روپے لے لیے ۔ لہٰذا اب ہم -/۱۸۰۰۰ (اٹھارہ ہزار) روپے ادا کریں گے ــــ اگر وہ ہمارے اُٹھائے ہوئے ان چھ سوالات کا صحیح حل فرما دیں ۔ یہ ہماری تمام علمائے کرام بمع ڈیروی صاحب کے اپیل ہے کہ اگر وہ ان کو صحیح تسلّی بخش طور پر حل فرما دیں گے تو ہم اٹھارہ ہزار (-/۱۸۰۰۰) روپے دینے کو تیار ہیں ۔ جو شخص یہ کام کرنا چاہے وہ بذریعہ ڈاک مطلع کرے ۔ کتاب نور الصّباح میں چیلنج کرنے والے تمام حضرات پر یہ ہمارا قرض ہے ۔ یہ قرض دُنیا میں ہی چکا لیں وگرنہ قیامت کے دن بہت بوجھ ہوگا جیسا کہ آپ نے سماعت فرما لیا ہے ۔

لہٰذا ہماری ڈیروی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہمارے مذکورہ چھ اشکالات حل فرمائیں اور اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں ۔

سوالات حل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں :

عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی ، جی ٹی روڈ ، گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ

(پ ١١ سورۃ یونس، آیت ٨٢)

اور ثابت کرے گا اللہ حق کو ساتھ باتوں اپنی کے اور اگرچہ ناخوش رکھیں گنہگار

اللہ نکالنے والا ہے جو تھے تم چھپاتے

(القرآن)

اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا جھوٹوں کو اور ثابت کرے گا حق کو ساتھ باتوں اپنی کے

جمع و ترتیب

عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کا تبصرہ

اسے پڑھنا مت بھولیے!

تبصرہ نگار: محمد بلال حماد فاضل مدینہ یونیورسٹی

نام کتاب۔ الرسائل فی تحقیق المسائل

جمع و ترتیب۔ جناب عبدالرشید انصاری

صفحات۔ ۵۵۴ بہترین کتابت و طباعت' عمدہ کاغذ' مضبوط جلد' لیمینیشن شدہ۔ کتاب کا ساتواں ایڈیشن۔

ایمان کی پختگی کے ساتھ جب انسان میں سچا جذبہ' حقیقی لگن اور مشن کے ساتھ والہانہ لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے تو انسان کامیابی کی منازل طے کرنے لگ جاتا ہے اور پھر اللہ کے فضل و کرم سے انسان کے سامنے کئی ایک لاینحل عقدے پے در پے کھلتے اور بند دریچے وا ہوتے دکھائی دیتے ہیں اور انسان بھی اس وقت گوہر مقصود کو پانے کے لیے تن من دھن کی قربانی کو گرانبار خیال نہیں کرتا۔ کچھ ایسے ہی اوصاف کے حامل مسلک اہل حدیث کے مجاہد جناب عبدالرشید انصاری ہیں' جو حق کی حمایت اور سچ کی سچائی کی خاطر ہر وقت سیماب صفت دکھائی دیتے ہیں۔ جسم تو ان کا دبلا سا ہے لیکن عزم انتہائی توانا مالی حالت بھی کمزور سی ہے لیکن توحید و سنت کے پرچم کی علمبرداری کی خاطر ساری دولت نچھاور کر دینے کا جذبہ پہاڑ سا ہے۔

یہ وہی مرد میدان ہیں کہ جب حنفی مولوی ابو معاویہ صفدر جالندھری نے

عدم رفع الیدین پر ایک انعامی کتابچہ لکھ مارا تو انہوں نے اسے عدالت میں چیلنج کر دیا اور رفع الیدین کے ثبوت میں ایسے ٹھوس دلائل پیش کئے کہ حنفی مولوی کو عدالت میں ان دلائل و براہین کا سامنا کرنے کی ہمت تک نہ ہوئی۔ چنانچہ فاضل جج نے ان دلائل کو نہایت دلجمعی سے سنا اور رفع الیدین کے حق میں ڈگری جاری کر دی۔ اس مقدمے پر چار سال کا طویل عرصہ لگا اور جناب عبدالرشید انصاری نے اپنا مکان پچاس ہزار روپے میں بیچ کر سنت رسولؐ کی حمایت میں خرچ کر دیا اور علاوہ ازیں مختلف مسائل میں چار مزید عدالتی ڈگریاں بھی موصوف نے حاصل کی ہیں۔

اسی طرح ایک اور حنفی مولوی حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی نے "نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح" نامی کتاب لکھی۔ جس کے نام ہی حنفیت کی اندھی تائید اور سنت سے دوری کی بو آتی ہے۔ اور اس کتاب کے پیش لفظ میں مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم حنفی مولوی محمد سرفراز خان صفدر نے لکھا کہ "اللہ تعالیٰ فاضل مولف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے محنت شاقہ اور عرق ریزی سے یہ قیمتی جواہر پارے یکجا کر کے ہر شائق علم کے سامنے رکھ دیئے ہیں" نیز انہوں نے خواص و عوام اور طلبہ کو اس کتاب کے ضروری مطالعہ کی نصیحت بھی فرمائی۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس کتاب کو اپنے مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی طرف شائع بھی کیا۔ جناب عبدالرشید انصاری نے اس کتاب پر اپنے چھ اشکالات لکھ کر بھیجے اور فی اشکال کے قابل تشفی حل پر ۳۰۰ روپے یعنی کل ۱۸۰۰ روپے بھی حنفی مولوی حافظ محمد حبیب اللہ کو دیدیئے تاکہ وہ بھاگے نہ' بلکہ سنجیدگی سے ان

اشکالات کا قرآن و سنت کی روشنی میں حل بتائے اور پھر مولوی سرفراز خاں صفدر کو بھی جو ابد ہی کا یاد دلایا گیا تو انہوں نے جواب دیا۔ "محترم معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ارسال کردہ سوالات کے جوابات انہوں نے (حافظ حبیب اللہ ڈیروی) نے تحریر کر دیئے ہیں۔ صرف کتابت و طباعت باقی ہے۔ مولانا چونکہ وسیع المطالعہ اور مدرس عالم ہیں اس لیے علمی سوال کا جواب انشاء اللہ العزیز ضرور دیں گے اور محض الجھاؤ دین کی کسی خدمت کا جواب نہیں ہے۔"

اور پھر حافظ حبیب اللہ ڈیروی کی طرف سے ان اشکالات کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش تو نہ ہو سکا البتہ انہوں نے اقوال علماء پیش کر کے ادھر ادھر کی باتیں کیں یا پھر اعتراضات پیش کیے۔ چنانچہ بار بار کے رابطوں پر مولوی سرفراز خاں صفدر کا جواب بایں الفاظ موصول ہوا "کبر سنی' علالت اور بے حد مصروفیت کی وجہ سے پڑھنے لکھنے سے بالکل قاصر ہے (یعنی ہوں)۔۔۔۔ نیک دعاؤں میں نہ بھولیں' راقم بھی دعاگو ہے"

چنانچہ حنفی مولویوں کی اس بے بسی لیکن پھر بھی اعتراف حقیقت نہ کرنے کی بنا پر جناب عبدالرشید انصاری نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ عدالت نے نوٹس جاری کر دیئے۔ جب عدالتی نوٹس مسمی کے رہائش چھوڑنے کے ریمارکس کے ساتھ واپس موصول ہوئے تو عدالت نے قومی اردو روز نامہ "پاکستان" میں ۲۳ مئی ۹۷ء کو اور انگریزی روزنامہ دی نیشن میں ۲۲ مئی ۹۷ء کو مدعی علیہ کو پیش ہونے کا حکم نامہ شائع کروا دیا۔۔۔۔ لیکن ۱۸۰۰ روپے لینے کے باوجود حنفی مولوی حافظ حبیب اللہ

ڈیروی نے نہ ان چھ اشکالات کا جواب دیا۔ نہ عدالت میں پیش ہوا اور نہ ہی اس کے ہم مشرب' ہم مسلک اور موید مولوی سرفراز خاں صفدر نے مسئلہ حل کیا اور اب جناب عبدالرشید انصاری نے حنفی مقلدین کے سامنے اعلان عام کر دیا ہے کہ جو بھی ان ۶ سوالات کا جواب دے گا اسے اٹھارہ ہزار روپے دیئے جائیں گے۔ اور ان شاء اللہ۔۔۔۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

پیارے قارئین اگر آپ ان تمام حقائق سے آگاہی چاہتے ہیں۔ نماز شروع کرنے' رکوع جانے' رکوع سے سر اٹھانے اور تیسری رکعت کے لیے اٹھنے پر رفع الیدین کرنے کے سنت نبویہ ہونے کے ۱۵۱ صفحات پر پھیلے ہوئے دلائل و براہین کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ نیز حنفی حضرات کے رفع الیدین نہ کرنے کے ۳۸ دلائل اور دیگر اعتراضات کے جوابات دیکھنے ہوں تو آپ کتاب ہذا کو دوسری تمام کتابوں سے ممتاز' منفرد اور محقق پائیں گے۔ اس کتاب کے ساتویں ایڈیشن کے چھ حصے ہیں۔

۱۔ اسلامی تعلیمات

۲۔ حقوق مومن

۳۔ مقام سنت

۴۔ مسئلہ رفع الیدین احادیث کی روشنی میں

۵۔ عدم رفع الیدین کے ۳۸ دلائل کے جوابات

۶۔ الایضاح بجواب نور الصباح

ضروری گزارش: نبی اکرم ﷺ کی اس پیاری سنت کے ہر جگہ احیاء کے لیے ہر متبع سنت کو یہ کتاب ضرور خریدنی چاہیے۔ خود پڑھیں' دوسروں کو تحفہ دیں' لائبریریوں کی زینت بنائیں' انشاء اللہ سنت رسولؐ کے خادموں میں آپ کا نام بھی شامل ہو جائے گا۔ اور دردمند' توحید و سنت سے پیار کرنے والے اہل خیر کو چاہیے کہ وہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ خرید کر عام کریں۔ تاکہ نبیؐ پاک کی سنت غالب آجائے اور اس کے بالمقابل تقلیدی حنفی فکر مٹ جائے۔

تبصرہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور

تبصرۂ کتب ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ حافظ صلاح الدین یوسف

الرسائل فی تحقیق المسائل (اضافہ شدہ ایڈیشن)

جمع و ترتیب : عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

بڑا سائز ، صفحات ۵۳۷ ، عمدہ گلیز کاغذ

ملنے کے پتے : مدینہ کتاب گھر ، اردو بازار گوجرانوالہ

(۲) فاروقی کتب خانہ اردو بازار لاہور

الرسائل فی تحقیق المسائل کا زیرِ تبصرہ ایڈیشن جو نہایت اعلیٰ کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اسکی اصل خوبی یہ ہے کہ اس میں دیوبندی عالم "نور الصباح" کے مصنف کے ان اعتراضات کا بطور خاص جواب دیا گیا ہے جو اس نے اپنی کتاب "نور الصباح" میں حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بعض اکابرِ علماء حدیث پر لگائے تھے۔ "الرسائل" کے مرتب نے اسکے لیے بڑی کاوش کی ہے اور مصنف "نور الصباح" کے ساتھ مسئلہ رفع الیدین پر جو خط و کتابت انکی کئی سال تک جاری رہی اسے اس حصہ میں شائع کر دیا گیا ہے اس لحاظ سے یہ اضافہ شدہ ایڈیشن، سابقہ ایڈیشنوں سے زیادہ مفید اور جامع ہو گیا ہے۔ قیمت بک ڈپو سے خط لکھ کر معلوم کریں۔

صراطِ مستقیم پر چلنے کی تاکید
نے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر اس کے ارد گرد کئی لکیریں کھینچیں
پھر آپ نے سیدھی لکیر پر نشان لگاتے ہوئے فرمایا۔
وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ (سورۃ انعام آیت ۱۵۳)
ترجمہ: یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اس کی پیروی کرو،
دوسرے گمراہ راستوں کی پیروی نہ کرو۔ اگر تم دوسرے راستوں
پر چلو گے تو شیطان تم کو سیدھے راستے سے جدا کر دے گا۔